

تَعَالَمُوا النَّحْوَ فَإِنَّ جَمَالَ الْوَضِيعِ وَتَرْكُوهُ بِحَسْبِ الْبُحْنِ لِلشَّرَافِ



سرور احمد سید حسن سعیدی

جامعہ رضویہ سید العلوم راولپنڈی

نظامیہ
کتاب گھر

ہدف 40- اردو بازار لاہور

0301 4377868

جملہ حقوق طبع و نقل بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب		جمہیر شرح نحو میر
مصنف		سردار احمد حسن سعیدی
نظر ثانی		مولانا خادم حسین رضوی، مولانا نور زمان چشتی
پروف ریڈنگ		مولانا محمد طیب، مولانا محمد نوید، مولانا اظہار اقبال ملک
		سید جاوید احمد شاہ
کمپوزنگ و ڈیزائننگ		محمد شاہد خاقان ہزاروی
		اقراء پرنٹر سرگرم روڈ راولپنڈی 0321-5841622
ناشر		نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر، 40 اردو بازار لاہور
طباعت		ستمبر 2009ء، شوال المکرم 1430ھ
قیمت		پے

ملنے کے پتے:

مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور، 042-37226193 0321-8226193

مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، 042-37634478 0300-6346344

احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ راولپنڈی،

اسلامک بک کارپوریشن اقبال روڈ راولپنڈی

مکتبہ احمد رضا، کری روڈ راولپنڈی

رضا بک شاپ، شاہ حسین روڈ گجرات

مکتبہ جنید یہ اینڈ اسلامک کیسٹ، سیڈیز، جمرہ روڈ کارخانہ مارکیٹ پشاور

مولانا محمد اکرام اللہ بٹ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، 0300-6216350

مولانا ہارون عباس راولپنڈی، 0322-5075704

﴿ انتساب ﴾

میں اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو

معروف تابعی حضرت ابوالاسود دؤکلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی طرف منسوب کرتا ہوں۔

جنہوں نے علم نحو کی بنیاد رکھی اور اسلام کے ابتدائی دور
میں اس علم کے قواعد و ضوابط کو مرتب کر کے تمام امت پر بالعموم
اور عجمی مسلمانوں پر بالخصوص احسان عظیم فرمایا۔

یہ انہی کے احسان کا نتیجہ ہے کہ ہمیں آج قرآن
و حدیث اور عربی زبان کو پڑھنے اور سمجھنے میں کوئی دقت پیش
نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

سردار احمد حسن سعیدی

فاضل جامعہ نظامیہ لاہور

مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۰	مبتدا کی اقسام	۱۳	کلمات آغاز
۳۱	اسم نکرہ کے مبتدا واقع ہونے کی صورتیں	۱۴	تقدیم
۳۲	تقدیم مبتدا	۱۷	تقریظات
۳۳	حذف مبتدا	۲۴	لفظ مستعمل
۳۴	خبر کا بیان	۲۴	لفظ مفرد
۳۴	خبر کی تعریف	۲۴	مفرد کا معنی
۳۴	اقسام خبر	۲۵	اقسام کلمہ
۳۴	تعدد خبر	۲۵	اسم کی تعریف
۳۵	تقدیم خبر	۲۵	اسم کی اقسام
۳۵	حذف خبر	۲۶	فعل کی تعریف
۳۶	ترکیب	۲۶	فعل کی اقسام
۳۷	جملہ فعلیہ کا بیان	۲۶	حرف کی تعریف
۳۸	اقسام کلمہ کے بارے میں ایک اہم بات	۲۷	حرف کی اقسام
۴۰	جملہ انشائیہ کا بیان	۲۷	فوائد
۴۰	اقسام جملہ انشائیہ	۲۷	ترکیب
۴۱	کلمات استفہام	۲۸	مرکب کا بیان
۴۱	فوائد	۲۸	مرکب کی تقسیمات
۴۳	تعبیہ	۲۸	مرکب مفید کا معنی
۴۳	ترکیب	۲۸	مرکب غیر مفید کا معنی
۴۴	ضروری بات	۲۹	جملہ خبریہ کا بیان
۴۵	مرکب غیر مفید	۲۹	جملہ خبریہ کی اقسام
۴۵	تعریف	۲۹	جملہ اسمیہ
۴۵	مرکب اضافی	۳۰	اجزاء جملہ اسمیہ
۴۵	مضاف	۳۰	اجزائے جملہ اسمیہ کا تعارف
۴۶	مضاف کا حکم	۳۰	مبتدا کی تعریف

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۷۰	رفع کی تعریف و علامات	۴۷	مضاف الیہ
۷۰	نصب کی تعریف و علامات	۴۷	مضاف الیہ کی اقسام
۷۱	جر کی تعریف و علامات	۴۷	مضاف الیہ کا حکم
۷۱	اعراب محلی	۴۷	مضاف الیہ کا حذف
۷۳	مبنی کا بیان	۴۸	اضافت کی اقسام
۷۳	مبنی کی تعریف	۴۸	فوائد
۷۴	بناء کی تفصیل	۵۰	مرکب بنائی
۷۴	بناء کا لغوی معنی	۵۱	مرکب منع صرف
۷۴	بناء کی تعریف	۵۳	نقشہ
۷۴	بناء کی اقسام	۵۴	کلمات جملہ
	بناء کی ظاہر اور مقدر	۵۵	کلام سے متعلق اہم باتیں
۷۴	ہونے کے اعتبار سے تقسیم	۵۶	علامات اسم
۷۴	کلمات باعتبار معرب و مبنی	۵۶	اُن سے مراد کیا ہے
۷۵	مبنی کی اقسام	۵۶	اُن کی اقسام
۷۵	مبنی کی بناء لازم اور بناء عارض	۵۹	تنوین کی اقسام
۷۷	اسم غیر متمکن کا بیان	۶۰	مسند الیہ کے تحت کون سے کلمات آتے ہیں
۷۷	مضمرات	۶۱	مضمر کی تعریف
۸۴	ضمیر مستتر کا بیان	۶۲	تنبیہ
۸۵	ضمیر شان وقصہ کا بیان	۶۳	علامات فعل
۸۵	ضمیر شان وقصہ سے متعلق چند اہم باتیں	۶۳	حرف قد کے بارے میں چند اہم باتیں
۸۶	اسمائ اشارات	۶۴	تنبیہ
	اسمائ اشارات کے بارے میں	۶۶	حروف جواز کی اقسام
۸۷	چند ضروری باتیں	۶۷	علامت حرف
۹۰	اسمائ موصولہ	۶۹	معرب کا بیان
۹۰	اسمائ موصولہ کی اقسام	۷۰	اقسام اعراب
۹۲	معنی کے اعتبار سے اسماء موصولہ کی اقسام	۷۰	مانع اعراب کی وجوہ
۹۲	امی اور لیۃ کی اقسام	۷۰	صورت کے اعتبار سے اعراب کی اقسام

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۰	اسم نکرہ کے بارے میں چند اہم باتیں	۹۴	صلہ کی تعریف
۱۱۱	اسم باعتبار جنس	۹۴	ضمیر رابطہ (ضمیر عائد)
۱۱۱	علامات تانیث	۹۵	ضمیر کا حذف
۱۱۲	تاء کے حوالے سے چند مفید باتیں	۹۵	صلہ کی اقسام
۱۱۳	مؤنث کی اقسام	۹۶	اسماء افعال
۱۱۶	اسم باعتبار تعداد افراد	۹۶	اسم فعل کی تعریف
۱۱۶	واحد (مفرد)	۹۶	اسم فعل کی اقسام
۱۱۶	ثنی (تثنیہ)	۹۸	اسماء اصوات
۱۱۶	مجموع (جمع)	۹۸	اسماء اصوات کی صورتیں
۱۱۸	اقسام جمع	۹۹	اسماء ظروف
۱۱۸	جمع مکسر رباعی و خماسی بنانے کا قاعدہ	۹۹	(۱) ظرف زماں
۱۱۹	جمع تکسیر کی مختلف بنائیں	۱۰۰	قبل اور بعد کی تین حالتیں ہیں
۱۲۰	جمع قہج	۱۰۱	اسماء کنایات
۱۲۰	جمع سالم کے بارے میں چند ضروری باتیں	۱۰۱	اسم کنایہ کی تعریف
۱۲۲	جمع باعتبار معنی	۱۰۱	اقسام کنایہ
۱۲۲	جمع قلت	۱۰۲	مرکب بنائی
۱۲۲	جمع قلت کے اوزان	۱۰۲	مرکب بنائی کی تعریف
۱۲۳	جمع کثرت	۱۰۲	مشابہت کی صورتیں
۱۲۳	جمع کثرت غیر منتہی المجموع کے اوزان	۱۰۵	اقسام اسم باعتبار تعریف و تنکیر
۱۲۳	جمع منتہی المجموع کے اوزان	۱۰۵	اعلام کا بیان
۱۲۵	اسم جمع	۱۰۵	علم کی اقسام
۱۲۷	اسم متمکن کا بیان	۱۰۶	علم منقول کی صورتیں
۱۲۸	اسم متمکن کی اقسام	۱۰۷	معرفہ بندہ
۱۲۸	مفرد منصرف صحیح	۱۰۷	معرفہ بالف و لام
۱۲۹	مفرد منصرف جاری مجرئی صحیح	۱۰۷	ہمزہ کی اقسام
۱۲۹	جمع مکسر منصرف	۱۰۹	مضاف الی المعروف
۱۳۰	جمع مؤنث سالم	۱۱۰	اسم نکرہ:

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۵	جمع مذکر سالم و ملحقات	۱۳۱	غیر منصرف
۱۳۵	جمع مذکر سالم و ملحقات کا اعراب	۱۳۲	اسباب منع صرف کا بیان
	ملحقات جمع مذکر سالم کے بارے	۱۳۲	عدل
۱۳۶	میں چند اہم باتیں	۱۳۲	اقسام عدل
۱۳۷	اسم مقصور	۱۳۲	عدل تحقیقی
۱۳۷	اسم مقصور کی اقسام	۱۳۲	عدل تقدیری
۱۳۸	اسم مقصور (منصرف) کا اعراب	۱۳۳	وصف
	اسم (غیر مذکر سالم) مضاف	۱۳۳	تانیث
۱۳۹	الی یا ئے متکلم کا اعراب	۱۳۵	عجمہ
۱۳۹	اسم منقوص	۱۳۶	جمع
۱۵۰	اسم منقوص سے متعلق چند ضروری باتیں	۱۳۷	وزن فعل
۱۵۱	جمع مذکر سالم مضاف الی یا ئے متکلم	۱۳۷	ترکیب
۱۵۲	اعراب کی چار صورتیں	۱۳۸	الف نون زائدتان
۱۵۵	فعل مضارع کے اعراب کا بیان	۱۳۸	علم کے غیر منصرف ہونے کی صورت
۱۵۵	اقسام فعل مضارع		صفت (وصف) کے غیر منصرف
۱۵۵	پہلی قسم کا اعراب	۱۳۹	ہونے کی صورت
۱۵۶	دوسری قسم کا اعراب	۱۳۹	اسم کے غیر منصرف ہونے کی صورت
۱۵۶	تیسری قسم کا اعراب		اسمائے سہ مکمرہ مضاف
۱۵۷	چوتھی قسم کا اعراب	۱۴۰	الی غیر یا ئے متکلم
۱۵۸	چند قابل غور باتیں		اسمائے سہ مکمرہ مضاف
۱۵۹	حوال کا بیان	۱۴۰	الی غیر یا ئے متکلم کا اعراب
۱۵۹	حوال کی کل تعداد		اسمائے سہ مکمرہ مضاف الی غیر یا ئے
۱۵۹	حروف عاملہ	۱۴۱	متکلم کے اعراب کے لئے ضروری شرائط
۱۶۰	حروف جارہ اور اس کی اقسام	۱۴۲	تمہ
	حروف جارہ کے بارے میں	۱۴۳	ثنیہ و ملحقات
۱۶۱	چند ضروری باتیں	۱۴۳	ثنیہ و ملحقات ثنیہ کا اعراب
۱۶۲	حروف مشبہ بفعل	۱۴۳	ملحقات ثنیہ کے بارے میں چند اہم باتیں

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۷۸	الی یاہ متکلم کا ضابطہ	۱۶۲	حروف مشبہ بفعل کی فعل سے مشابہت
۱۷۹	ترخیم منادی	۱۶۳	حروف مشبہ بفعل کے معانی
۱۷۹	استغاثہ	۱۶۳	مقامات اِنَّ
۱۸۰	استغاثہ سے متعلق چند اہم باتیں	۱۶۳	اِنَّ کے اسم اور خبر پر دخول لام کے مواقع
۱۸۰	مدب	۱۶۵	مقامات اَنْ
۱۸۰	مندوب	۱۶۵	اِنَّ اور اَنْ میں فرق
۱۸۱	حروف نواصب	۱۶۶	مماؤلاً مشابہ پلئیس
۱۸۱	اَنْ کا عمل	۱۶۶	ما کے عمل کرنے کی شرائط
۱۸۲	اَنْ کی اقسام	۱۶۷	ما کی اقسام
۱۸۳	اِذَنْ غیر ناصب	۱۶۷	لا کے عمل کرنے کی شرائط
۱۸۳	نصب المضارع بآن مضمرۃ	۱۶۸	لا کی اقسام
۱۸۶	حروف جوازم	۱۶۸	ان نافیہ اور لات
	ایک فعل پر داخل ہونے والے	۱۶۹	لائے نفی جنس
۱۸۶	حروف جوازم	۱۶۹	لائے نفی جنس کے عمل کرنے کی شرائط
۱۸۶	لَم اور لَمَّا کا فرق	۱۷۰	لائے نفی جنس کے احوال
۱۸۷	دو فعلوں پر داخل ہونے والے حروف	۱۷۲	ایک اہم ضابطہ
۱۸۸	جواب شرط پر فاء لانے کے مقامات	۱۷۳	تکرار لا کے دیگر مواقع
۱۸۹	شرط و جزا کے بارے میں چند اہم باتیں	۱۷۵	حروف ندا اور منادی
۱۹۰	جواب طلب پر جزم کے مواقع	۱۷۶	حرف ندا کی اقسام
۱۹۱	افعال عاملہ کا بیان	۱۷۶	منادی کی تعریف
۱۹۲	فعل معروف لازم کا عمل	۱۷۶	منادی کی اقسام
۱۹۳	فعل معروف متعدی کا عمل	۱۷۶	منادی مثنیٰ کی دو صورتیں ہیں
۱۹۳	فاعل کا بیان		مکرہ معین اور مکرہ غیر معین یعنی مکرہ
۱۹۶	مفعول مطلق	۱۷۷	مقصودہ و غیر مقصودہ میں فرق
۱۹۶	مفعول مطلق کی اقسام	۱۷۷	حرف ندا کا حذف
۱۹۷	لفظ کے اعتبار سے مفعول مطلق کی اقسام	۱۷۸	منادی سے متصل یاہ متکلم کی صورتیں
۱۹۷	نائب مفعول مطلق		منادی ام یا اب مضاف

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۱۱	حال کی دو قسمیں ہیں	۱۹۷	عامل کی وضاحت کے اعتبار سے
۲۱۱	تعدد و افراد کے اعتبار	۱۹۹	مفعول مطلق کی اقسام
۲۱۱	حال کی تین قسمیں ہیں	۲۰۰	مفعول مطلق کے عامل کا حذف
۲۱۱	حال کے بارے میں چند اہم باتیں	۲۰۰	مفعول فیہ
۲۱۲	ذوالحال کی تعریف	۲۰۱	مفعول فیہ کی اقسام
۲۱۲	ذوالحال کے بارے میں چند ضروری باتیں	۲۰۲	ظرف زمان کی اقسام
۲۱۳	تقدیم حال	۲۰۲	ظرف مکان کی اقسام
۲۱۳	حال کا عامل	۲۰۳	نائب مفعول فیہ یا نائب ظرف
۲۱۳	حذف عامل و ذوالحال	۲۰۳	عامل ظرف کا حذف
۲۱۳	رابطہ الحال	۲۰۴	مفعول معہ
۲۱۵	تمیز کا بیان	۲۰۴	مفعول معہ کی شرائط
۲۱۵	تمیز کی اقسام	۲۰۴	مفعول معہ کی چند دیگر مثالیں
۲۱۵	تمیز کی اعرابی صورتیں	۲۰۵	واو کی اقسام
۲۱۶	منصوب تمیز کے مقامات	۲۰۶	مفعول لہ
۲۱۷	مجروح تمیز کے مقامات	۲۰۶	مفعول لہ کی اقسام
۲۱۷	تمیز کی تعریف	۲۰۶	مفعول لہ کی شرائط
۲۱۷	تمیز کی اقسام	۲۰۷	مفعول لہ کی چند دیگر مثالیں
۲۱۹	مفعول بہ کا بیان	۲۰۷	مفعول لاجلہ کے احوال
۲۲۰	مفعول بہ کی اقسام	۲۰۸	حال کا بیان
۲۲۰	مفعول بہ کا حذف	۲۰۸	حال کی اقسام
۲۲۱	تقدیم مفعول بہ	۲۰۹	حال جامد و مؤول بمشتق کی اقسام
۲۲۲	مفعول بہ کا عامل	۲۱۰	حال جامد غیر مؤول بمشتق کی ذیلی اقسام
۲۲۳	فاعل کی اقسام		تائیس و تاکید کے اعتبار سے
۲۲۳	فاعل کے ساتھ فعل کی مختلف صورتیں	۲۱۰	حال کی دو قسمیں ہیں
۲۲۳	تقدیم فاعل علی المفعول		زمانے کے اعتبار سے حال
۲۲۵	فاعل کے بارے میں چند ضروری باتیں	۲۱۱	کی تین قسمیں ہیں
۲۲۶	فعل مجہول کا بیان		مقصود و توطیہ کے اعتبار سے

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
	افعال مدح و ذم کے بارے	۲۲۶	نائب فاعل کی تعریف
۲۲۳	میں چند ضروری باتیں	۲۲۷	فعل متعدی کی اقسام
۲۲۵	فعل تعجب کا بیان	۲۲۸	افعال قلوب کی تفصیل
۲۲۵	فعل تعجب کی تعریف	۲۲۹	افعال قلوب کی حالتیں
۲۲۵	ما تعجیہ کی وضاحت	۲۳۰	افعال قلوب
۲۲۹	اسمائے عالمہ کا بیان	۲۳۱	افعال تحویل
۲۲۹	اسماء شرطیہ	۲۳۱	فعل متعدی بہ مفعول
۲۵۰	اسماء شرطیہ کے معمولات		وہ مفعولات جو نائب فاعل
۲۵۰	جملہ شرطیہ جزائیہ	۲۳۲	بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے
۲۵۰	اسمائے شرطیہ کی معنوی و اعرابی تفصیل	۲۳۳	افعال ناقصہ کا بیان
۲۵۲	شرط و جزا پر جزم کی صورتیں	۲۳۳	افعال ناقصہ، تعریف و حکم
۲۵۳	جزا و جزا پر دخول فا کے مقامات	۲۳۳	افعال ناقصہ کو ناقصہ کہنے کی وجہ
۲۵۳	اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی	۲۳۳	اسم کان کی تعریف
۲۵۳	اسمائے افعال بمعنی فعل امر حاضر معروف	۲۳۳	خبر کان کی تعریف
	اسمائے افعال بمعنی فعل	۲۳۳	افعال ناقصہ کی اقسام
۲۵۵	امر حاضر معروف کی اقسام	۲۳۷	کان کی اقسام
	اسمائے افعال		افعال ناقصہ کے اسم و خبر
۲۵۵	بمعنی فعل امر حاضر معروف کا عمل	۲۳۸	کے بارے میں ضروری بات
۲۵۷	اسم فاعل کا بیان		افعال ناقصہ کی تعریف
۲۵۸	اسم فاعل کے عمل کی شرائط	۲۳۸	وعدم تعریف کے اعتبار سے اقسام
۲۵۹	اسم فاعل سے متعلق چند اہم باتیں	۲۳۹	افعال مقاربہ
۲۶۰	اسم مبالغہ کا بیان	۲۳۹	افعال مقاربہ کا عمل
۲۶۰	اسم مبالغہ کے اوزان	۲۴۱	افعال مقاربہ کے حوالے سے چند اہم باتیں
۲۶۱	اسم مفعول کا بیان	۲۴۲	افعال مدح و ذم کا بیان
۲۶۲	اسم مفعول کے عمل کرنے کی شرائط	۲۴۳	افعال مدح و ذم اور اس کے ارکان
۲۶۲	اسم مفعول کے مفعولات		افعال مدح و ذم کی صورتیں
۲۶۳	صفت مشبہ کا بیان	۲۴۳	(حبذا کے علاوہ)

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۸۴	کم استفہامیہ کی تمیز	۲۶۵	مفت مشبہ کے معمول کی اعرابی صورتیں
۲۸۵	کم خبریہ کی معنوی و اعرابی حیثیت	۲۶۵	مفت مشبہ کے عمل کی شرائط
۲۸۵	کم خبریہ کی تمیز	۲۶۵	مفت مشبہ کے اوزان
	کم استفہامیہ و خبریہ سے متعلق	۲۶۷	اسم تفصیل
۲۸۵	دیگر چند اہم باتیں	۲۶۸	صیغہ اسم تفصیل کی شرائط
۲۸۷	عوامل معنویہ	۲۶۸	اسم تفصیل کے استعمال کے طریقے
۲۹۰	نقشہ	۲۶۸	اسم تفصیل کا عمل
۲۹۱	توابع کی بحث	۲۷۱	مصدر کا بیان
۲۹۲	صفت کا بیان	۲۷۱	مصدر کا عمل
۲۹۳	صفت کی اقسام	۲۷۱	مصدر کے عمل کرنے کی شرائط
۲۹۳	صفت حقیقی کی موصوف سے مطابقت	۲۷۲	مصدر کے احوال
۲۹۴	صفت سببی	۲۷۳	مصدر سے متعلق دیگر چند باتیں
۲۹۴	صفت سببی کی موصوف سے مطابقت	۲۷۳	مصدر کی اقسام اور ان کی تعریفات
۲۹۵	لفظ کے اعتبار سے صفت کی تفصیل	۲۷۵	مضاف کا بیان
۲۹۶	صفت کے فوائد	۲۷۵	مضاف الیہ
۲۹۹	تاکید کا بیان	۲۷۵	اضافت
۳۰۰	تاکید کی اقسام	۲۷۶	اضافت کی اقسام و تعریفات
۳۰۰	تاکید لفظی	۲۷۶	اضافت معنویہ کی اقسام
۳۰۰	تاکید معنوی		اضافت کی وجہ سے درج ذیل
۳۰۳	بدل کا بیان	۲۷۷	چیزیں حذف ہوتی ہیں
۳۰۳	بدل کی اقسام	۲۷۸	لازم الاضافۃ اسماء
۳۰۳	بدل الکل	۲۸۱	اسم تام کا بیان
۳۰۴	بدل البعض	۲۸۱	اسم کے تام ہونے کی صورتیں
۳۰۴	بدل الاشتمال	۲۸۳	اسماء کنایات
۳۰۴	بدل الغلط	۲۸۳	اسم کنایہ کی تعریف
۳۰۶	عطف بحرف کا بیان	۲۸۳	کم کی بحث
۳۰۷	حروف عاطفہ کی تفصیل	۲۸۴	کم استفہامیہ کی معنوی و اعرابی حیثیت

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۲۵	حروف زیادہ	۳۰۸	حتی کی اقسام
۳۲۶	حروف شرط	۳۰۸	ام کی اقسام
۳۲۷	حرف ما بمعنی مادام	۳۰۹	تخخیر اور اباحت کا فرق
۳۲۷	حروف عاطفہ	۳۱۰	اضراب کی اقسام
۳۲۸	مستغنی کی بحث	۳۱۰	حرف عطف کی حیثیت
۳۲۸	مستغنی	۳۱۱	عطف بیان
۳۲۸	مستغنی منہ	۳۱۱	عطف بیان کی متبوع سے مطابقت
۳۲۹	استثناء	۳۱۲	عطف بیان اور صفت کا فرق
۳۲۹	کلمات استثناء کی تفصیل	۳۱۲	عطف بیان کا فائدہ
۳۲۹	کلام کی اقسام	۳۱۳	عطف بیان کے مقامات
۳۳۰	مستغنی کی اقسام	۳۱۴	منصرف و غیر منصرف کا بیان
۳۳۱	مستغنی کا اعراب		اجتماع اسباب منع صرف کے
۳۳۲	چند اہم باتیں	۳۱۶	اعتبار سے غیر منصرف کی تقسیم
۳۳۷	علم نحو کی تدوین	۳۱۷	حروف غیر عاملہ کی بحث
۳۳۴	چند ائمہ کا مختصر تعارف	۳۱۷	حروف تنبیہ
		۳۱۸	حروف ایجاب
		۳۱۹	حرف تفسیر
		۳۱۹	حروف مصدریہ
		۳۲۰	حروف تخصیض
		۳۲۰	حروف توقع
		۳۲۱	حروف استفہام
		۳۲۱	ضروری بات
		۳۲۱	کلمات استفہام کے مختلف معانی
		۳۲۲	حروف ردع
		۳۲۲	تنوین
		۳۲۲	اقسام تنوین کی مختصر وضاحت
		۳۲۵	نون تاکید



کلماتِ آغاز

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين
محمد بن عبد الله خاتم النبيين وقائد الغر المحجلين وعلى آله وصحبه اجمعين اما بعد
علوم عربیہ میں علم نحو کو منفرد مقام حاصل ہے اس کی اہمیت، ضرورت اور افادیت مسلمہ ہے
قرآن مجید اور احادیث نبویہ ﷺ کی صحیح فہم اس علم کے بغیر ممکن نہیں، اسی ضرورت کے پیش نظر مدارس
اسلامیہ میں علم نحو کی تعلیم کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے علم نحو کی چند اہم ترین کتب مدارس اسلامیہ کے
نصاب میں شامل ہیں انہیں کتب میں سے ایک اہم کتاب ”نحو میر“ بھی ہے یہ مبتدی طلبہ کو پڑھائی
جاتی ہے اور انتہائی مفید ہے۔

نحو میر کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کئی علماء نحو نے اس پر شروحات اور حواشی لکھے ہیں جن کو اہل
علم کے ہاں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن ہر دور کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں، زمانہ بدلتا ہے،
حالات نئی کروٹ لیتے ہیں تو ہر چیز کی طرح تعلیم، تدریس اور تحریر میں بھی جدت اور نیا پن آتا ہے
”ستھیر شرح نحو میر“ کو مرتب کرتے ہوئے میں نے بھرپور کوشش کی ہے کہ یہ کتاب موجودہ اور آنے
والے دور میں طلبہ کی ضرورت کو پورا کرے، ان کے ذوق علمی میں اضافے کا سبب بنے اور بالخصوص
اساتذہ کرام کو نیا انداز فکر دے، مجھے پوری امید ہے کہ ”ستھیر شرح نحو میر“ طلبہ، طالبات اور تمام قارئین
کیلئے انتہائی مفید کتاب ثابت ہوگی۔۔۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ پروردگار عالم
میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور قارئین کو اس کے ذریعے خوب نفع پہنچائے۔ (آمین)

میں اپنے ان تمام احباب کا از حد شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تکمیل میں میرے
ساتھ تعاون کیا اور ان بزرگوں کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے مجھے حوصلہ افزائی سے نوازا۔ علاوہ ازیں
مولانا شاہد خاقان فاضل جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے
بڑی محنت اور خلوص کے ساتھ اس کتاب کی کمپوزنگ و ڈیزائننگ کی اور مفید مشوروں سے نوازا۔۔۔۔
اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اپنے والدین اور تمام اساتذہ کیلئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں اپنی خاص
رحمتیں، نعمتیں اور عظمتیں عطا فرمائے۔ (آمین)

سردار احمد حسن سعیدی

۱۷ جولائی ۲۰۰۷ء، یکم رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

تقدیم

بن دیکھے ایمان لانے اور بغیر جانچے تصدیق کرنے کو ہی ”ایمان بالغیب“ کہا جاتا ہے اور جو مزہ دن دیکھے صاد کرنے میں ہے وہ پرکھنے کے بعد تسلیم کرنے والوں کو حاصل نہیں ہوتا، راقم الحروف یہ سطور لکھنے میں ایسی ہی غیر حسی لذت سے بہرہ مند ہو رہا ہے اور تصدیق و تائید کی ایسی تحریر صوفی قرطاس پر لارہا ہے جو اسے صدیوں بعد بھی زندگی کی نوید دلاتی رہے گی۔

”علم و فن“ رب ذوالجلال کے بے کراں انعامات میں سے خاص انعام ہیں جو اس نے اشرف المخلوقات انسان کو عطا فرمائے ہیں، دینی و دنیوی علوم و فنون کا ایک وسیع میدان ہے جس کا احاطہ ناممکن ہے ہر علم و فن میں ترقی و عروج کے مواقع میسر ہیں اور ”فوق کل ذی علم علیم“ کے مصداق ہر طرف موجود ہیں، قدیم علوم و فنون میں سے بعض ایسے فن ہیں جو آج نئی کیفیتوں سے محکف اور نئے قالبوں میں مقبول ہو چکے ہیں اور اپنی قدیم شکل و صورت سے ہم آہنگ نہ ہونے اور غیر مفید ہونے کی وجہ سے متروک ہو چکے ہیں، تاہم ”نحو“ ایسا فن ہے جس کی ضرورت و اہمیت اور ملاحضت میں کچھ فرق نہ آیا بلکہ فزوں تر ہو رہا ہے اس عظیم فن کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کیلئے بے شمار کوششیں کی گئیں۔ جو بار آور ثابت ہو رہی ہیں مگر ہاں ہمہ اس کی قدیم ہیئت ترکیبی سے کسی کو مفر نہیں اس کی بڑی وجہ کلام الہی قرآن مجید فرقان حمید اور رسول اللہ ﷺ کے لبوں سے جھڑے علم و حکمت کے موتی ”ذخائر احادیث“ کا وجود مسعود ہے، ان خزائن علم و حکمت کو سمجھنے اور ان کو ہر ہائے مراد سے فیض یاب ہونے کیلئے ”علم نحو“ اساسی حیثیت رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ دینی علوم و فنون کی درس گاہوں میں علم نحو کی تعلیم و تدریس مبتدی طلباء کو شروع سے ہی کرائی جاتی ہے جو مسلسل پانچ یا چھ سال تک جاری رہتی ہے موجودہ نصاب تعلیم جو کسی حد تک سکڑ چکا ہے اس میں بھی مسلسل پانچ سال تک علم نحو پڑھایا جاتا ہے بلکہ دو سال مزید علم معانی کے ضمن میں اس کی تعلیم و تربیت جاری رہتی ہے بزرگ اساتذہ کرام کی زبان حق ترجمان سے اکثر سنا ہے کہ جس طالب علم کی بنیاد مضبوط ہو وہ اگلے درجات میں بعض اسباق (درسی کتب) نہ بھی پڑھ سکے تو بھی عملی زندگی میں اسے ایسی کتب و فنون کے حل کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی ”صرف نحو“ انہی اساسی علوم میں شامل ہیں جن سے طالب علم کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے۔

مردرد زمانہ ابھی اور خوبصورت چیزوں کے حسن کو ماند کر دینے کا باعث ہوتا ہے مگر کچھ چیزیں مردرد زمانہ کے بے رحم چھیڑوں میں بھی نہ صرف اپنا حسن برقرار رکھتی ہیں بلکہ ان میں مزید کھار آ جاتا

ہے، تصنیفات کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے بہت ساری تصنیفات اپنے زمانہ تصنیف میں شہرت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو گئیں مگر بعد کے ادوار میں نئی تصنیفات نے ان کی جگہ لے لی اور ”کل جدید للذیذ“ کے مصداق سابقہ تصنیفات کھولت اور شیخوخت کے مراحل سے گزریں اور آخریاً منسیا کا کفن لپیٹ کر صرف لائبریریوں کی زینت بن گئیں، مگر کچھ تصنیفات اپنے آفاقی نظام تالیف اور حسن ترتیب کے اس اعزاز سے بہرہ مند ہوتی ہیں کہ ہر زمانہ میں ان کی مقبولیت کا گراف بلند ہوتا رہتا ہے، علامہ میرسید شریف جرجانی کی ”نخویر“ بھی اسی نوع کی ان عظیم تصنیفات میں شامل ہے جس کا گراف ہر زمانہ میں بلند ہوتا رہا ہے۔

فارسی زبان اپنی تمام تر خوبیوں کے باوجود برصغیر میں محدود بلکہ معدوم ہو رہی ہے مگر ”نخویر“ جیسی فنی کتب کی وجہ سے ادب فارسی میں بھی حیات و نمو کی رمت باقی ہے۔

نخویر کا شمار ”میرسید“ کی زمانہ طالب علمی کی تصنیفات میں کیا جاتا ہے اپنے انداز و اسلوب اور مربوط کلام و قواعد کی بناء پر روز اول سے مبتدی طلباء کیلئے نصابی کتاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہے، جدید دور کے تصنیفی و تالیفی تقاضوں اور نصابی کتب کے انداز ترتیب میں بیسیوں تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں مگر بایں ہمہ ”نخویر“ اپنا سکھ مٹا چکی ہے ہر دور میں شارحین اور حاشیہ و خلاصہ نگاران نے طلباء و مدرسین کے ذوق طبع کی تسکین کیلئے نخویر کی مختصر مگر جامع عبارات میں چھپے مضامین کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے اسی طرح سینکڑوں حواشی و شروحات منظر عام پر آئیں اور طلبہ و اساتذہ سے داد و تحسین پائی مگر اس پذیرائی کے باوصف وہ شروحات بھی بعد کے زمانے کی ضروریات اور طلباء کی استعداد و ذوق سے موافقت سے عاری رہیں۔ عصر حاضر جو کہ تصنیف و تالیف، تحقیق و تخریج اور طباعت کے نت نئی اسالیب کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے، وقت کی رفتار انتہائی تیز ہو چکی ہے، بے ہنگم مصروفیات کا ایسا لامتناہی سلسلہ شروع ہو چکا ہے کہ ہر شخص تھوڑے وقت میں بہت کچھ سیکھنا اور بننا چاہتا ہے درس نظامی کا نصاب تعلیم جو کسی دور میں پندرہ تا بیس سال پر محیط ہوا کرتا تھا آج سمٹ کر 8 یا 9 سال میں محدود ہو گیا ہے اس میں مزید تخفیفات اور تسہیل کے پے در پے مطالبات ہو رہے ہیں، ایسے وقت میں ”نخویر“ کی ایسی توضیح و تشریح کی انتہائی ضرورت تھی جس میں قدیم و جدید کا احتراز بھی ہو اور طلباء کی استعداد و ذوق طبع کا بھرپور لحاظ بھی، اسی ضرورت کے پیش نظر جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی کے کہہ مشق مدرس حضرت مولانا سردار احمد سعیدی مدظلہ نے اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوصف ”نخویر“ کی تفہیم کیلئے ایک معیاری اور موجودہ دور کے طلباء و تصنیفی تقاضوں سے ہم آہنگ شرح تصنیف فرمائی ہے۔

مولانا سردار احمد حسن سعیدی جوان عزم اور جہاں دیدہ مدرس ہیں اپنی افتاد طبع کے اعتبار سے حریت فکر و عمل کے خوگر ہیں مگر اس کے باوجود تدریس و تنظیم کے کٹھن مراحل کو بطریق احسن انجام دے کر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا چکے ہیں، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی فضاؤں میں پروان چڑھنے والے اُن چند یگانہ روزگار نو جوان علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے جن پر جامعہ نظامیہ کے اساتذہ بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں، زمانہ طالب علمی سے ہی مطالعہ کا ذوق انہیں لائبریری کی طرف کھینچ لایا، اپنی عملی زندگی کا آغاز جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے مرکزی کتب خانہ میں بطور ”چیف لائبریرین“ کے کیا اور ساتھ ہی ”رضا فاؤنڈیشن“ کے شعبہ تحقیق و تخریج کے اولین ٹیم کے ارکان میں شامل رہے۔ فتاویٰ رضویہ (جدید) کی ابتدائی جلدوں میں آپ کی کاوش قارئین کیلئے سیرابی کا باعث ہیں۔

1995ء میں راقم الحروف کی درخواست پر محسن ملت حضرت مفتی اعظم علامہ عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں تدریسی خدمات انجام دینے کی ڈیوٹی سونپی حضرت موصوف نے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی انتظامی و تدریسی صلاحیتوں اور بصیرت افروزی کا لوہا منوایا ہے۔

1997ء میں ”تحقیق مسائل قربانی“ کے نام سے ایک مختصر مگر جامع تصنیف فرمائی۔
1999ء میں ”فقہ حنفی اور حدیث رسول“ علیہ السلام تصنیف فرمائی جو تنظیم المدارس کے نصاب تعلیم میں شامل ہے اور طلباء و طالبات و اساتذہ سے مقبولیت کی سند حاصل کر چکی ہے ”تبصیر شرح نحو میر“ آپ کا عظیم شاہکار ہے امید ہے کہ اس تصنیف کو بھی سابقہ تصنیفات سے بڑھ کر نسبتاً جلد مقبولیت عامہ کا اعزاز حاصل ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ کریم اپنے پیارے حبیب ﷺ کے طفیل حضرت مولانا سردار احمد حسن سعیدی کو اپنے اکابر و اسلاف کا بہترین نمونہ بنائے اور ان کے علمی فیضان کا حقیقی جانشین بنتے ہوئے مزید محنت و سعی کی توفیق عطا فرمائے۔

ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین.....

خادم التدریس حافظ محمد اسحاق ظفر

مرکز دین و فنون و علوم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ بتاریخ ۲۲ جون ۲۰۰۷ء

تقریظ

حضرت علامہ مفتی فیض الرحمن

صدر تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

چیرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان، مہتمم دارالعلوم نعیمیہ کراچی

مولانا سردار احمد حسن سعیدی زید مجدہم ایک جوان عمر اور جوان عزم فاضل مدرس ہیں، ان کے مزاج میں تجسس ہے ہر چیز کو زیادہ سے زیادہ جاننے کی خواہش، اسی طبعی اور فطری خصلت کی بناء پر وہ حالات حاضرہ کے بارے میں وسیع معلومات رکھتے ہیں، مطالعہ کے رسیا ہیں، مزاج میں اختراع ہے، تنوع ہے، انداز تدریس میں تقلید جامد کے بجائے اختراع (Innovation) تجدد اور نئے انداز اپنانے اور تخلیق کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ نحو میر، علم نحو میں ہمارے درس نظامی کی اولین کتاب ہے، جو فارسی میں ہے، آج کل فارسی کا ذوق کم ہو گیا ہے، حالانکہ ہمارے علمی و ادبی سرمائے سے کما حقہ استفادے کے لئے فارسی زبان سے آگہی بلکہ علمی فارسی (Classical) پر عبور ضروری ہے۔ اس کی پر قابو پانے اور نحو میر کی اہمیت کے پیش نظر ہمارے کئی فاضل مدرسین نے نحو میر کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے اور شرحیں بھی لکھی ہیں۔ مولانا سردار احمد حسن سعیدی نے بھی حال ہی میں ”تہمیر شرح نحو میر“ کے نام سے یہ خدمت انجام دی ہے، نقش آخروں بھی نقوش اول کے مقابلے میں زیادہ کامل اور جامع ہوا کرتا ہے لیکن مولانا محترم کی کاوش اس ضمن میں منفرد (Unique) اور ممتاز ہے، میری دانست اس کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

- (۱) فارسی متن (Persian Text) میں وٹن درج کر کے اس کے نیچے اردو ترجمہ دیدیا ہے، جس میں متن کی مکمل رعایت بھی ہے، سلاست و روانی بھی ہے، با محاورہ اور عام فہم بھی ہے۔
- (۲) ہر موضوع کو وسعت دیتے ہوئے، اس کے متعلق اضافی مواد (Additional Matter) بھی فراہم کر دیا ہے، جس سے نہ صرف یہ کہ مبتدی اور متوسط طلبہ یکساں طور پر مستفید ہونگے بلکہ آنے والے دور میں اس فن کے متوسطات اور فنی کتابوں کی فہم ان کے لئے سہل ہو جائے گی اور زیادہ گہرائی اور گیرائی (Depth & Overall Command) کے ساتھ ان کتابوں کو سمجھ پائیں گے۔
- (۳) ہمارے ہاں بد قسمتی سے طرز تدریس میں ایک جمود چلا آ رہا ہے، ہر فن کی ہر سطح کی کتب میں وہی لگی بندھی روایتی مثالیں (Examples) دی جاتی ہیں اور شواہد (Evidences) کا تو رواج ہی نہیں ہے، اس کا منطقی اور لازمی نتیجہ یہ ہے کہ طالب علم کتاب کو رٹ تو لیتا ہے لیکن اس میں

اطلاقی ملکہ (Expertise of Application) پیدا نہیں ہوتا۔ مولانا محترم نے اس عام روش سے ہٹ کر مثالیں دی ہیں اور قرآن سے شواہد بھی پیش کئے ہیں، مجھے امید ہے اس سے طلبہ میں ”اطلاقی ملکہ“ پیدا ہوگا، قرآن وحدیث کی فہم میں مدد ملے گی اور اگر اساتذہ طالب علم کو شوق دلائیں کہ وہ قرآن وحدیث سے ہر موضوع پر حریذ مثالیں تلاش کرے اور لکھ کر لائے تو یہ سونے پر سہاگہ ہوگا۔ یہ طرز تدریس پر ہمیں جو جمود، تقلید جامد اور سہل پسندی کا طعن کیا جاتا ہے، رفع ہو جائے گا، ساتھ ساتھ طلبہ میں تخلیقی و اختراعی مزاج بھی پیدا ہوگا۔

(۴) اگرچہ ہمارے نظام تدریس میں ”ترکیب نحوی“ کا سلسلہ نحو میرے اگلے مرحلے پر ”شرح ملکہ عامل“ سے شروع ہوتا ہے، لیکن مولانا محترم نے اپنی کتاب میں بعض مقامات پر مختصر ترکیب لکھ کر طلبہ کی ذہن سازی کی ہے، جو آئندہ مراحل میں ان کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

(۵) کتاب کے آخر میں تدوین علم نحو اور بعض معروف ائمہ نحو کے مختصر تعارف پر مشتمل ایک مقالہ ہے، جس نے کتاب کو یکساں طور پر اساتذہ کرام، طلبہ اور عام قاری کے لئے زیادہ نفع بخش و فیض رساں بنا دیا ہے۔

میں اپنی مصروفیات کی بناء پر کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کر سکا، سرسری مطالعے سے اس کتاب کی جو خصوصیات اور محاسن مجھے نظر آئے، اسے غدر قارئین کر دیا ہے۔ کتاب کا زیادہ بہتر تجزیہ ہمارے ماہر مدرسین کر سکیں گے، مجھے امید ہے ان کی رائے سے اسے اگلی اشاعت میں حریذ بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔ اگر اساتذہ کرام نے حوصلہ افزائی فرمائی تو پھر قوی امید ہے کہ مولانا سردار احمد حسن سعیدی تصنیف و تالیف کے سلسلے کو حریذ آگے بڑھائیں گے، جو ہماری شدید ضرورت ہے۔

میری مخلصانہ دعا ہے اللہ عزوجل سبحانہ و تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل مولانا محترم کی اس علمی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اسے معترف، ان کے والدین اور اساتذہ کرام کے لئے صدقہ جاریہ فرمائے اور اسے طلبہ کے لئے زیادہ سے زیادہ فیض رساں اور اساتذہ کی جانب سے ”تلقی بالقبول“ عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلى آله وصحبه افضل الصلوٰات والتسلیمات

ملتی فیض الرحمن

(14 جن 2007ء)

تقریظ

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی

مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور

ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلیٰ ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

محترم مولانا محمد سردار احمد حسن سعیدی صاحب مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سیٹلا ٹاؤن راولپنڈی نوجوان فضلاء میں ایک ممتاز علمی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں، مولانا موصوف نہ صرف ابھرتے ہوئے صاحب قلم ہیں بلکہ منصب تدریس پر فائز رہتے ہوئے ابلاغ علم کو صرف مخاطب تلامذہ تک محدود کرنے کی فکر کے حامل نہیں بلکہ فیضان علم کو چار سو پھیلائے کے جذبہ سے معمور بھی ہیں چنانچہ اسی جذبہ کے تحت درس نظامی کے بنیادی فن علم نحو کی ایک انتہائی اہم اور اساسی کتاب نحو میر کو نہ صرف اردو زبان میں ڈھالا ہے بلکہ تشریحی انداز میں ایک بہترین شرح کا اضافہ بھی کیا ہے۔

زیر نظر کتاب ”تبصیر شرح نحو میر“ کو دیکھنے کا موقع ملا اور جسے دیکھ اور پڑھ کر انتہائی دلی مسرت ہوئی کہ بفضلہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کے طبقہ میں بھی نہایت فاضل، ذی استعداد اور فہیم و ذکی نوجوان موجود ہیں جو تحقیق کے میدان میں اپنی خداداد صلاحیتوں کا اظہار کرتے ہوئے ارباب علم سے خراج تحسین حاصل کر رہے ہیں۔

نحو میر اگرچہ فارسی زبان کی ابتدائی کتاب شمار کی جاتی ہے لیکن اپنے اختصار اور جامعیت کی بناء پر اہل علم کے ہاں پسندیدہ نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے، مولانا موصوف نے کتاب کا ترجمہ کرتے ہوئے اگرچہ ترتیب و تدوین میں مؤلف کتاب ہی کا اسلوب اختیار کیا ہے لیکن تشریح میں اپنا جداگانہ اور منفرد انداز تشریح اپنایا ہے جس بناء پر اس ترجمہ اور دیگر موجود تراجم میں امتیازی اور نمایاں فرق نظر آتا ہے۔ مثلاً

تشریح میں بے جا تصنع اور لفاظیت سے اجتناب کرتے ہوئے زیر بحث فصل کے مندرجات کو انتہائی اختصار سے یکجا کر دیا ہے۔

بعض مقامات پر عربی جملوں کی ترکیب کو بالفعل کر کے دکھایا تا کہ قاری و کتاب کو دیگر عربی جملوں کی ترکیب کے طریق سے آگاہی حاصل ہو جائے اور جہاں کہیں ترکیب کرنی پڑ جائے تو کسی

وقت اور دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

کتاب کی تشریح اس انداز سے کی ہے کہ جہاں طلباء کو کتاب سے استفادہ کرنے کا موقع فراہم ہوا ہے وہاں اساتذہ کرام کے مطالعہ اور مزید توضیح کیلئے بنیادی مواد بھی مہیا کیا گیا ہے۔
طلباء کے علمی استعداد کے پس منظر اور مبتدی ہونے کے پیش نظر نحوی قیل و قال کی طویل بحثوں سے صرف نظر کیا ہے جو ایک مستحسن قدم ہے ورنہ اسی طریق کو اختیار کرنے کی بناء پر اصل قواعد و ضوابط اور مسائل تو نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں مبتدی کا ذہن تشکیک کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔

صرف مقصودی اور ضروری امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے موضوع کے مطابق معلومات کو یکجا کرنے کی بہترین کوشش کی ہے۔

کتاب کے آخر میں تدوین علم نحو کی مختصر تاریخ، علم نحو کے معتبر ائمہ کرام کا اجمالی تعارف اور اس فن میں ان کی گراں قدر خدمات کا خاکہ پیش کر کے اس فن کی اہمیت و عظمت کو اجاگر کیا ہے۔
تین سو صفحات سے زائد یہ کتاب اپنی خوبیوں اور معلوماتی فوائد کی بناء پر اس امر کی متقاضی ہے کہ اس کو تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے مدارس و جامعات میں بطور معاون کتاب کے شامل نصاب کیا جانا چاہئے۔

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی

11 جون 2007ء

تقریظ

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ حافظ عبدالستار سعیدی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

9 جولائی 2007ء بمطابق 23 جمادی الثانیہ 1428ھ

عزیزم سردار احمد حسن سعیدی صاحب جامعہ نظامیہ لاہور کے فاضل ہیں، تعلیم مکمل کرنے کے بعد مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کے حکم سے جامعہ نظامیہ میں ہی شعبہ تحقیق سے منسلک ہو گئے اس کے ساتھ ساتھ جامعہ نظامیہ رضویہ کی مرکزی لائبریری میں چیف لائبریرین کی حیثیت سے بھی اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے، میری ہی ترغیب پر تدریس کی طرف آئے، مولانا سردار احمد حسن سعیدی تدریسی، انتظامی اور تحریری صلاحیتوں سے مالا مال ہیں اس سے قبل چند کتب تحریر کر چکے ہیں۔ ”تبصیر شرح نحو میر“ آپ کی بالکل نئی تصنیف ہے نحو میر علم نحو کی ایک اہم کتاب سمجھی جاتی ہے، مدارس اسلامیہ میں مبتدی طلبہ کو پڑھائی جاتی ہے۔ نحو میر پر اب تک کئی شروحات اور حواشی لکھے جا چکے ہیں۔ تاہم عرصہ دراز سے ایک ایسی شرح کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی جو نفع بخش لیکن روایتی انداز سے ذرا ہٹ کر ہو، جس میں اعتراضات، جوابات کے بجائے علم نحو کے قواعد اور اصول کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہو جس میں جدت ہو، مثالوں میں انفرادیت ہو اور وہ نئے دور کے طلبہ کے لئے زیادہ کارآمد ہو۔

الحمد للہ! مولانا سردار احمد حسن سعیدی نے اس ضرورت کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے، ”تبصیر شرح نحو میر“ کے آنے سے میں اس لئے بھی خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ عزیزم سردار احمد حسن سعیدی نے نحو کی اکثر کتب مجھ سے ہی پڑھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے۔ (آمین)

تقریظ

حضرت علامہ محمد عبدالصطفیٰ ہزاروی
ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

فاضل نوجوان مولانا سردار احمد حسن سعیدی سلمہ اللہ تعالیٰ، مایہ ناز مدرس اور میدان تحقیق کے ابھرتے ہوئے شہسوار ہیں مولانا موصوف میرے دیرینہ دوست اور سینئر ساتھی بھی ہیں کہ انہوں نے ابتدا سے دورہ حدیث شریف تک مکمل تعلیم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں حاصل کی۔ دوران تعلیم ہی ان کا مزاج جدت پسندی اور تحقیق کی طرف مائل تھا جب بھی دوستوں کے درمیان کسی مسئلہ پر بحث ہوتی تو موصوف فوراً اس کی تحقیق کی طرف متوجہ ہوتے اور تحقیقی جواب پیش کرتے۔

آپ کے اسی ذوق کو مد نظر رکھتے ہوئے مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے اپنی سرپرستی میں فتاویٰ رضویہ کی تحقیق و تخریج کا کام اور ہزاروں کتب پر مشتمل لائبریری کا نظام آپ کو سونپ دیا جس کی بدولت تحقیق کی دنیا میں موصوف کا ذوق بڑھتا گیا اور ترقی کے مراحل طے کرتے ہوئے قربانی کے مسائل پر ”حقیقت قربانی“ کے عنوان سے تحقیقی کتاب تصنیف کی، جو بے حد مقبول ہوئی اور عوام و خواص نے اس کتاب کو بے حد سراہا۔

کچھ عرصہ بعد ایک اور تحقیقی شاہکار ”فقہ حنفی اور حدیث رسول“ کے عنوان سے فقہی مسائل کے ماخذ احادیث رسول کے ساتھ عوام و خواص کیلئے بہترین تحقیقی تحفہ منظر عام پر لائے اور آپ کی اس کاوش کو عوام الناس، دینی طبقہ، طلباء و طالبات اور علماء نے بہت پسند کیا اور اس کتاب کو تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کی نصابی کمیٹی نے طالبات کے نصاب میں شامل کر لیا۔

اس وقت فاضل نوجوان کی بہترین کاوش نحو میر کی شرح بنام ”تہمید شرح نحو میر“ (جو آپ کے ہاتھ میں ہے) اس کو ایک نظر دیکھا اس کتاب کے فارسی متن کا جدید انداز میں سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ ساتھ آسان انداز میں ہر سبق کی جامع تشریح کرتے ہوئے وسیع نحوی معلومات یکجا کر دی گئیں ہیں اور تمام مقامات پر جدید امثلہ بیان کر کے مختصر ترکیب بھی کر دی گئی ہے تاکہ طلباء آسانی کے ساتھ سبق کو ضبط کر سکیں اور تدوین علم نحو اور بعض ائمہ نحو کے تعارفی مقالہ سے بھی کتاب کو مزین کر دیا گیا ہے، اللہ کریم نبی رؤف رحیم کے طفیل اس کتاب کو طلباء کیلئے لفع بخش بنائے اور فاضل نوجوان کی جدوجہد کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین

عبدالصطفیٰ ہزاروی۔۔۔ 5 جولائی 2007ء

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على خير خلقه محمد
واله اجمعين ﴿اما بعد﴾ ہاں ”ارشادک اللہ تعالیٰ“ کہ اس مختصریت مضبوط در علم نحو کہ
مبتدی را بعد حفظ مفردات لغت و معرفت اشتقاق و ضبط مہمات تصریف باسانی بکیفیت ترکیب
عربی راہ نماید و بزودی در معرفت اعراب و بنا سواد خواندن توانائی دہد بِتَوْفِيقِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَعَوْنِهٖ۔

اللہ نہایت مہربان بہت رحم کرنے والے کے نام سے آغاز کرتا ہوں۔

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہیں، اور اچھی آخرت متعین کیلئے ہے، درود و سلام محمد ﷺ پر جو تمام مخلوق
میں سے بہتر ہیں۔ اور آپ کی آل پر، تمام مومنین پر، حمد و صلوة کے بعد تو جان لے اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت عطا
فرمائے، یہ مختصر کتاب ہے علم نحو میں مضبوط ہے جو ابتدائی طالب علم کو لغت کے مفردات کو یاد کرنے، اشتقاق
کی پہچان اور علم صرف کی اہم باتوں کو یاد کر لینے کے بعد عربی ترکیب کی طرف آسانی کے ساتھ راہنمائی کرتی
ہے اور جلد ہی اعراب و بنا کی معرفت اور پڑھنے کے ملکہ میں قوت دیتی ہے۔

حمد کا معنی ہے تعظیم کے طور پر زبان سے کسی کی خوبی بیان کرنا۔ عالمین سے مراد تمام

کائنات ہے۔ صلوة کا معنی دعا آتا ہے یہاں صلوة سے مراد ہے حضور علیہ السلام کی ذات اقدس پر
درود بھیجنا۔ اما بعد کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد آنے والا کلام اس سے پہلے آنے والے کلام سے
جدا ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ نحو میر علم نحو کی ایک مفید کتاب ہے جس سے ابتدائی طلباء آسانی
کے ساتھ استفادہ کر سکتے ہیں لیکن اس سے پہلے طلباء کو چاہئے کہ عربی زبان کے مفردات اچھی طرح یاد
کر لیں ایک کلمہ سے دوسرا کلمہ بنانے کا طریقہ صحیح طور پر سمجھ لیں اور علم صرف کی اہم چیزیں اس کے
اصول و قواعد، تعلیلات اچھی طرح یاد کر لیں تو پھر اس کتاب کو پڑھنے سے طالب علم کو عربی ترکیب اور
کلمہ کے اعراب و بنا سے یقیناً واقفیت حاصل ہوگی اور عربی زبان پڑھنے، لکھنے اور بولنے کی قوت میں
اضافہ ہوگا۔

فصل بدانکہ لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم است مفرد و مرکب مفرد لفظی باشد تنہا کہ دلالت کند بر یک معنی و آں را کلمہ گویند

فصل: تو جان کہ لفظ مستعمل کلام عرب میں دو قسم پر ہے، مفرد اور مرکب۔ مفرد وہ اکیلا لفظ ہے جو اکیلے معنی پر دلالت کرے اور اس کو کلمہ کہتے ہیں

لفظ مستعمل کی تعریف و تقسیم :

لفظ مستعمل کی تعریف و تقسیم سے پہلے لفظ کا معنی و مفہوم سمجھ لینا مناسب ہے۔

لغوی اعتبار سے لفظ ”سمیئکنے“ کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ اس کی وضاحت میں عموماً یہ مثال دی جاتی ہے۔ ”اَکَلْتُ التَّمْرَةَ وَلَفَضْتُ النُّوَاةَ“ (میں نے کھجور کھائی اور کھجور کی پھینک دی) **اصطلاح میں** لفظ کی تعریف دو مختلف طرح سے کی جاتی ہے:

(۱) ”مَا يَتَلَفَّظُ بِهِ الْإِنْسَانُ“ وہ شے جس کے ساتھ انسان تلفظ کرے۔

(۲) ”الصَّوْتُ الْمُشْتَمِلُ عَلَى بَعْضِ الْحُرُوفِ الْهَجَائِيَّةِ“

ایسی آواز جو بعض حروف ہجائیہ پر مشتمل ہو۔۔۔۔۔ (الف سے یا تک حروف ہجائیہ ہیں)

مصنف نے لفظ مستعمل کی تعریف کے بجائے کتاب کا آغاز اس کی تقسیم سے کیا ہے لیکن لفظ مستعمل کی تعریف کے بغیر اس کی اقسام کو سمجھنا مشکل ہے۔ اس لئے پہلے لفظ مستعمل کی تعریف سے آگاہی ضروری ہے۔

لفظ کی اقسام

لفظ کی دو قسمیں ہیں: (۱) لفظ مستعمل (۲) لفظ مہمل

لفظ مستعمل: لفظ مستعمل ہا معنی لفظ کو کہتے ہیں جیسے زَيْدٌ، خَلْفٌ، إِنْسَانٌ۔

لفظ مہمل: لفظ مہمل بے معنی لفظ کو کہتے ہیں۔ جیسے دیز اور جسی بے معنی لفظ ہیں۔

لفظ مستعمل کی اقسام:

لفظ مستعمل کی دو قسمیں ہیں: (۱) لفظ مفرد (۲) لفظ مرکب

لفظ مفرد: ایسا لفظ مستعمل جو اکیلا ہو اور ایک ہی معنی پر دلالت کرے۔

جیسے فَرَسٌ، سَمْعٌ، خَلِيٌّ

مفرد کا معنی: لفظ کی جڑ معنی کی جڑ پر دلالت نہ کرے جیسے ”زَيْدٌ“ اس کے تین اجزاء ہیں، ز، د،

و کلمہ بر سہ قسم است اسم چوں ز جُلّ و فعل چوں ضَرَبَ و حرف چوں هَلّ
چنانکہ در تصریف معلوم شدہ است

اور کلمہ تین قسم پر ہے اسم جیسے ز جُلّ اور فعل جیسے ضَرَبَ اور حرف جیسے هَلّ
جیسا کہ علم صرف میں معلوم ہو چکا ہے

ی اور دال تینوں حروف کا مجموعہ تو ایک کامل معنی یعنی ایک شخص یا ایک ذات پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن یہ
تینوں الگ الگ ہو کر معنی کے علیحدہ علیحدہ اجزاء کی وضاحت نہیں کرتے۔ مثلاً ز اسے سر، یا سے سینہ اور
دال سے پاؤں مراد لئے جائیں ایسا نہیں ہو سکتا۔

بخلاف مرکب کے کیونکہ لفظ مرکب کے اجزاء اس کے معنی کے علیحدہ علیحدہ اجزاء پر دلالت
کرتے ہیں جیسے ”غُلامٌ زَبید“ لفظ مرکب ہے لیکن غلام اور زبید الگ بھی اجزائے مرکب پر
دلالت کرتے ہیں۔ یعنی غلام الگ مفرد معنی پر اور زبید الگ معنی پر دال ہے۔

فائدہ : لفظ مفرد کو عربی گرامر میں عام طور پر کلمہ کہا جاتا ہے اور یہی نام اس کا زیادہ مشہور
ہے، اسی بنا پر مصنف نے لفظ مفرد کی تقسیم کرتے ہوئے یوں کہا ہے کہ کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔

اقسام کلمہ:

کلمہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) اسم (۲) فعل (۳) حرف

اسم : ایسا کلمہ جو مستقل معنی پر دلالت کرے اور زمانہ سے خالی ہو۔ جیسے رجل (مرد)

اسم کی تعریف کرتے ہوئے بعض علماء نحاۃ کہتے ہیں کہ وہ کلمہ جو مجرد عن الزمان ہو

اور کسی انسان، حیوان، نبات، جماد، صفة، مکان یا زمان پر دلالت کرے۔

جیسے: ز جُلّ (مرد) امْرَأَة (عورت)

اَسَد (شیر) زَهْرَة (کلی)

سَقَف (چھت) رَجِيم (رحم کرنے والا)

الْمَدِينَة (شہر رسول) یَوْم (دن)

اسم کی اقسام: اسم کی بنیادی طور پر تین درج ذیل قسمیں ہیں:

(۱) **اسم ظاہر:** وہ اسم جو بغیر کسی قرینہ اور بغیر کسی واسطہ کے اپنے معنی پر دلالت

کرے۔ جیسے: عَلِيّ، عُمَرُ، الْعِلْمُ

(۲) **اسم ضمیر:** وہ اسم جو تکلم، خطاب یا غیۃ کے قرینہ اور واسطہ سے اپنے معنی پر دلالت کرے۔ جیسے: اَنَا، أَنْتَ، هُوَ

(۳) **اسم مبہم:** وہ اسم جو اشارہ کے ذریعے یا اس جملہ کے ذریعے اپنے معنی پر دلالت کرے جو اس کے ساتھ متصل ہو اور اس کے معنی کو بیان کرے۔ جیسے: هَذَا، الَّذِي
فائدہ: اسم کو درج ذیل دو قسموں پر بھی تقسیم کیا جاتا ہے:

(۱) **شخصی:** جیسے: انسان اور حیوان وغیرہ

(۲) **غیر شخصی:**

جیسے: صَدَّ، أَقْبَ، یعنی اسماء افعال اور فوق، تحت یعنی اسماء ظروف وغیرہ

فعل: ایسا کلمہ جو مستقل معنی پر دلالت کرے اور اس میں کوئی زمانہ پایا جائے۔

جیسے	ضَرَبَ	(اس ایک مرد نے مارا)
	يَضْرِبُ	(وہ ایک مرد مارتا ہے یا مارے گا)
	اَضْرَبَ	(تو ایک مرد مار)

فعل کی اقسام:

زمانہ کے اعتبار سے فعل کی تین قسمیں ہیں:

(۱) **فعل ماضی:** وہ فعل جو زمانہ تکلم سے پہلے کسی فعل کے وقوع یا عدم وقوع پر دلالت کرے۔ جیسے: قَرَأْتُ الْفَاتِحَةَ

(۲) **فعل مضارع:** وہ فعل جو زمانہ حال یا زمانہ استقبال میں سے کسی فعل کے وقوع یا عدم وقوع پر دلالت کرے۔ جیسے: يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ

(۳) **فعل امر:** وہ فعل جس کے ذریعے مخاطب پر زمانہ مستقبل میں کسی فعل پر عمل درآمد کرنا واجب کیا جائے۔ جیسے: اقْرَأِ الْقُرْآنَ

حرف: ایسا کلمہ جو مستقل معنی پر دلالت نہ کرے بلکہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں فعل اور اسم کا محتاج ہو۔ جیسے: هَلْ (کیا)

حرف کی تین قسمیں ہیں:

- (۱) وہ حروف جو عمل کرنے میں اسماء کے ساتھ مختص ہیں۔ جیسے: وَفِي أَنْفُسِكُمْ
- (۲) وہ حروف جو عمل کرنے میں افعال کے ساتھ مختص ہیں۔ جیسے: لَمْ يَلِدْ
- (۳) وہ حروف جو اسماء اور افعال دونوں پر آتے ہیں۔

جیسے: هَلْ أَتَاكَ حَدِيثٌ مُوسَى، هَلْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ

فائدہ: اسم کا لغوی معنی علامت اور بلندی کے ہیں۔ فعل کا لغوی معنی کوئی کام کرنا جبکہ حرف کا لغوی معنی طرف اور کنارہ کے ہیں، نیز حرف سے مراد یہاں حروف ہجائیہ نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد با معنی حروف ہے۔ جیسے: هل، من، الی، فی، ذیل میں ترکیب کے ساتھ مثال بیان کی جارہی ہے۔ جس میں کلمہ کی تینوں اقسام کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

فائدہ: مستقل معنی پر دلالت سے مراد یہ ہے کہ کلمہ اپنا معنی بتانے میں کسی دوسرے کلمہ کا

محتاج نہ ہو۔

ترکیب: "آمَنْتُ بِاللّٰهِ" (میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا)
 "آمَنْتُ" فعل ماضی مبنی علی السکون "ت" اسم ضمیر مرفوع متصل فاعل مبنی علی الضم
 "بِ" حرف جار مبنی علی الکسر "اللّٰہ" اسم جلالت مجرور بالکسرة الظاہرة
 جار + مجرور = فعل کے متعلق ہوئے = فعل + فاعل و متعلق = جملہ فعلیہ خبریہ

اما مرکب لفظی باشد کہ ازدو کلمہ یا بیشتر حاصل شدہ باشد مرکب بردوگونہ است مفید و غیر مفید، مفید آنست کہ چون قائل براں سکوت کند سامع را خبرے یا طلبی معلوم شود و آں را جملہ گویند و کلام نیز پس جملہ بردو قسم است خبریہ و انشائیہ

بہر حال مرکب وہ لفظ ہے جو دو یا دو سے زیادہ کلموں سے حاصل ہوا ہو۔ مرکب کی دو قسمیں ہیں مرکب مفید اور مرکب غیر مفید۔ مرکب مفید ایسا مرکب ہے جب قائل اس پر خاموش ہو تو سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہوا سکے۔ جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں۔ پھر جملہ (مرکب مفید) دو قسم پر ہے خبریہ اور انشائیہ

﴿مرکب کا بیان﴾

لغوی اعتبار سے مرکب ایک شیء کو دوسری شیء پر رکھنے کو کہتے ہیں جبکہ اصطلاح نحو میں مرکب سے مراد وہ لفظ مستعمل ہے جو دو یا دو سے زائد کلمات پر مشتمل ہو۔

مرکب کی تقسیمات:

مرکب کی بہت سی اقسام ہیں پھر ان اقسام میں سے ہر قسم مزید کئی ذیلی اقسام پر مشتمل ہے۔

تقسیم نمبر ۱: تعداد کلمات کے اعتبار سے مرکب کو دو قسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۱) مرکب ہکلمتین: وہ لفظ مرکب جو فقط دو کلموں پر مشتمل ہو۔ جیسے: قَالَ اللَّهُ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اس مرکب میں دو کلمے ہیں۔ ایک قال ہے جبکہ دوسرا لفظ اللہ ہے۔

(۲) مرکب بآکثَر مِن کَلِمَتَیْن: وہ مرکب لفظ جو دو سے زائد کلمات پر مشتمل ہو۔ جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا تَقْصِرُوْا اَعْمَالَكُمْ مذکورہ بالا تمام مثالوں میں دو سے زائد کلمات پائے جاتے ہیں۔

تقسیم نمبر ۲: افادہ اور عدم افادہ کے اعتبار سے مرکب کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **مرکب مفید:** کامل فائدہ دینے والا مرکب

(۲) **مرکب غیر مفید:** سامع کو کامل فائدہ نہ دینے والا مرکب۔

مرکب مفید کی تعریف کرتے ہوئے مصنف نے عام فہم طریقہ استعمال کیا یعنی مرکب مفید سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی شخص بات کر کے خاموشی اختیار کرے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔

فصل: بدانکہ جملہ خبریہ آن است کہ قائلش را بصدق و کذب صفت تو اں کردو
آن بردو نوع است اول آنکہ جزو اولش اسم باشد و آن را جملہ اسمیہ گویند چون
زَيْدٌ عَالِمٌ یعنی زید دانا است

فصل: جان تو کہ جملہ خبریہ وہ ہے کہ اسکے قائل کو سچ یا جھوٹ کے ساتھ متصف کیا جاسکے
اور اسکی دو قسمیں ہیں پہلی وہ ہے کہ اس کی پہلی جزا اسم ہو اس کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں۔
جیسے: زَيْدٌ عَالِمٌ یعنی زید جاننے والا ہے۔

نوٹ: مرکب مفید کو عموماً جملہ کہا جاتا ہے، جیسا کہ صاحب نحو میر نے اس کی وضاحت بھی
کی ہے، علاوہ ازیں مرکب مفید کو کلام بھی کہا جاتا ہے اور جملہ کی طرح یہ بھی بہت معروف ہے، کبھی
سے مرکب اسنادی اور مرکب تام کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

جملہ خبریہ کا بیان:

صاحب نحو میر نے جملہ خبریہ کی جو تعریف کی ہے وہ انتہائی جامع ہے یعنی وہ جملہ جس کے
کہنے والے کو سچ اور جھوٹ کے ساتھ متصف کیا جاسکے اور اگر اس کو مزید آسان الفاظ میں بیان کیا
جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ جملہ جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جاسکے۔ جیسے ”الْصِّدْقُ يُنْجِي“
(سچ نجات دیتا ہے) الْكِذْبُ يُهْلِكُ (جھوٹ ہلاکت میں ڈالتا ہے) اور ”زَارَ الْمَدِينَةَ“ (اس
نے مدینہ منورہ کی زیارت کی)

جملہ خبریہ کی اقسام:

جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) جملہ اسمیہ (۲) جملہ فعلیہ

جملہ اسمیہ: وہ جملہ خبریہ جس کا پہلا جزا اسم ہو۔

مذکورہ بالا تعریف بڑی جامع ہے لیکن تھوڑی سی وضاحت کے ساتھ اگر تعریف کو یوں بیان کر
دیا جائے تو طلباء کیلئے زیادہ مفید ہے۔ یعنی جملہ اسمیہ سے مراد وہ جملہ خبریہ ہے جو مبتداء اور خبر سے
مرکب ہو اور اس کی ابتداء اسم ظاہر یا اسم ضمیر (مبتدا) کے ساتھ ہو رہی ہو۔ جیسے: زَيْدٌ عَالِمٌ (زید
جاننے والا ہے) اَلْعِلْمُ نُورٌ (علم روشنی ہے) اَبُو حَنِيفَةَ اِمَامُنَا (ابو حنیفہ ہمارے امام ہیں) نَحْنُ
مُجَاهِدُونَ (ہم جہاد کرنے والے ہیں) اَنْتَ يَا كِسْعَانِي (تو پاکستانی ہے)

جز و اولش مسند الیہ ست و آن را مبتدا گویند

اس کی پہلی جز مسند الیہ ہے اور اسکو مبتداء کہتے ہیں

صاحب نحو میر نے جملہ اسمیہ کے اجزاء کی وضاحت کرتے ہوئے الگ الگ ان کے نام شمار کرائے ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

جملہ اسمیہ کی پہلی جز کے درج ذیل نام ہیں:

(۱) **مبتدا** : کیوں کہ اس سے جملہ اسمیہ کی ابتدا کی جاتی ہے۔

(۲) **مسند الیہ** : اس لئے کہ دوسرے جز کا اسناد یعنی نسبت اس پہلی جز کی طرف کی جاتی ہے۔

جملہ اسمیہ کے دوسرے جز کے درج ذیل نام ہیں:

(۱) **خبر** : کیوں کہ اس میں مبتدا کے بارے میں خبر یا اطلاع پائی جاتی ہے

(۲) **مسند** : کیوں کہ اس کا اسناد یعنی نسبت مسند الیہ کی طرف کی جاتی ہے۔

فائدہ : جملہ اسمیہ کے پہلے جز کو محکوم علیہ اور موضوع جبکہ دوسرے جز کو محکوم بہ اور محمول

بھی کہا جاتا ہے۔

اجزائے جملہ اسمیہ کا تعارف:

جملہ اسمیہ کے دونوں اجزاء ”مبتدا“ اور ”خبر“ کو کلام عرب میں انتہائی اہمیت حاصل ہے، عربی عبارات کی ترکیب اور عربی زبان کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے ان دونوں سے پوری طرح آگاہ ہونا ضروری ہے۔

مبتدا کی تعریف : وہ اسم مرفوع جو جملہ کے شروع میں واقع ہو اور عوامل لفظیہ سے خالی ہو۔

جیسے ”الْإِنْسَانُ عَالِلٌ“ الانسان اسم مرفوع مبتدا ہے

مبتدا کی اقسام:

جنس کلمہ کے اعتبار سے مبتدا کی درج ذیل قسمیں ہیں:

(۱) اسم معرب۔ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ زید اسم معرب مبتدا ہے۔

الْقَاضِي يَحْكُمُ بِالْعَدْلِ القاضي اسم معرب مبتدا ہے۔

(۲) اسم مبنی جیسے اَنَا ہَا کِسْتَالِیْ انا ضمیر مبنی مبتدا ہے۔

هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ہذا اسم اشارہ مبنی مبتدا ہے۔

الَّذِیْ كَانَ مَعَنَا اَمْسٍ رَّجُلٌ عَالَم

الذی اسم موصول مبنی مبتدا ہے، مَنْ یُزْرَعُ یُحْصَدُ، من اسم شرط مبنی مبتدا ہے۔

(۳) مصدر مؤول۔ جیسے: وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ

أَنْ تَصُومُوا مصدر مؤول بمعنی صیامکم مبتدا ہے۔

(۴) اسم ظاہر۔ جیسے: اَللّٰهُ رَبُّنَا لفظ اللہ اسم ظاہر مبتدا ہے۔

(۵) اسم ضمیر۔ جیسے: اَنَا رَبُّكُمْ انا اسم ضمیر مبتدا ہے۔

(۶) اسم معرفہ۔ جیسے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لفظ محمد اسم معرفہ مبتدا ہے۔

(۷) اسم نکرہ۔ جیسے: فِی الصِّدْقِ نَجَاةٌ نَجَاةٌ اسم نکرہ مبتدا ہے۔

اسم نکرہ کے مبتدا واقع ہونے کی صورتیں:

مبتدا عموماً معرفہ ہوتا ہے جبکہ نکرہ مبتدا بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ البتہ درج ذیل شرائط

موجود ہوں تو اسم نکرہ بھی مبتدا واقع ہو سکتا ہے:

(۱) جب نکرہ موصوفہ ہو۔ جیسے: رَجُلٌ کَرِیْمٌ عِنْدَنَا..... رَجُلٌ نکرہ موصوفہ مبتدا ہے

(۲) جب نکرہ مصغرہ ہو۔ جیسے: رَجُلٌ عِنْدَكَ..... رَجُلٌ نکرہ مصغرہ مبتدا ہے۔

(۳) جب نکرہ دوسرے نکرہ کی طرف مضاف ہو۔

جیسے: خَمْسُ صَلَواتٍ کَتَبَهُنَّ اللّٰهُ خَمْسُ نکرہ مضاف الی النکرہ مبتدا ہے

(۴) جب نکرہ سے پہلے حرف نفی ہو۔

جیسے: مَا ظَالِمٌ نَّاجِحٌ..... ظالم حرف نفی کے بعد نکرہ ہے اور مبتدا ہے۔

(۵) جب نکرہ سے پہلے حرف استفہام ہو۔

جیسے: هَلْ رَجُلٌ جَالِسٌ..... رجل حرف استفہام کے بعد نکرہ ہے اور مبتدا ہے۔

(۶) جب خبر پہلے اور مبتدا اس کے بعد واقع ہو۔

جیسے: فِی الصِّدْقِ نَجَاةٌ..... نَجَاةٌ خبر کے بعد نکرہ ہے اور مبتدا ہے۔

(۷) جب نکرہ کے بعد اس کا متعلق بھی ہو۔ جیسے: سَقَى لِی الْخَیْرَ جِهَادٌ.....

معنی نکرہ کے بعد فی الخیر اس کا متعلق ہے اور یہ نکرہ مبتدا ہے۔

(۸) جب نکرہ کلمہ دعائیہ ہو۔ جیسے: نَصَرَ لِلْمُؤْمِنِينَ نصر کلمہ دعائیہ نکرہ مبتدا ہے۔

(۹) جب نکرہ لولا کے بعد واقع ہو۔

جیسے: لَوْلَا إِهْمَالٌ لَا فَلَاحٌ اہمال لولا کے بعد نکرہ مبتدا ہے۔

(۱۰) جب مبتدا کلمات عموم میں سے ہو۔ جیسے: كُلُّ لَهُ قَالَتُونَ کل نکرہ مبتدا ہے۔

(۱۱) جب مبتدا کلم خبریہ ہو۔ جیسے: كَمْ نَصِيحَةٍ بَدَلْنَاَهَا کم خبریہ نکرہ مبتدا ہے۔

(۱۲) جب مبتدا رُبُّ کے بعد ہو۔

جیسے: رُبُّ غُلِبِ الْقَبْحُ مِنْ ذَنْبٍ غُلِبِ رُبُّ کے بعد مبتدا ہے

(۱۳) جب مبتدا اذا فجائیہ کے بعد واقع ہو۔ جیسے: خَرَجْتُ فَإِذَا رَجُلٌ بِالنَّابِ

..... رَجُلٌ إِذَا فَجائیہ کے بعد نکرہ مبتدا ہے۔

تقدیم مبتدا : مبتدا کی اصل یہ ہے کہ وہ عام طور پر خبر سے پہلے واقع ہوتا ہے، ذیل میں وہ چند

صورتیں بیان کی جا رہی ہیں جن میں مبتدا کو خبر سے پہلے لانا واجب ہے:

(۱) جب مبتدا کی خبر جملہ فعلیہ ہو۔

جیسے: زَيْدٌ قَامَ زید مبتدا جو با مقدم اور قَام جملہ فعلیہ خبریہ ہے

(۲) جب جملہ اسمیہ کا پہلا جز اسم معرفہ اور دوسرا نکرہ ہو۔

جیسے: اَيْدِي قَائِمٍ زید مبتدا اسم معرفہ جو با مقدم اور قائم خبر اسم نکرہ ہے۔

(۳) جب مبتدا کو انما، ما یا الا کے ذریعے خاص کر دیا گیا ہو۔

جیسے: اِنَّمَا الْحَدِيثُ صُلْبٌ مبتدا جو با مقدم اور صلب خبر ہے

(۴) مبتدا ایسا کلمہ ہو جس کا ابتداء کلام میں لانا ضروری ہوتا ہے

مثالیں: ☆ کم خبریہ جیسے: كَمْ رُوِيَتْ اَنْفَقَتْ

☆ ماتحیہ جیسے: مَا اَحْسَنَهُ

☆ ضمیر شان جیسے: هُوَ اَسْعَادِي

☆ ضمیر قصہ جیسے: هِيَ لَيْلَى

☆ لام ابتداء مبتدا پر داخل ہو۔ جیسے: لَزَيْدٌ الْغُلُّ مِنْ عَمْرٍو

☆ اسمائے استنہام۔ جیسے: مَنْ اَبْرَكَ، مَنْ اَسْلَمَ استنہام مبتدا جو با مقدم ہے

- (۵) وہ اسم موصول جس کی خبر پر فا داخل ہو۔ جیسے: الَّذِي يَنْجَحُ أَوَّلُ التَّلَامِيذِ فَلَهُ جَائِزَةٌ
- (۶) جب جملہ اسمیہ کے دونوں جز تعریف و تنکیر میں مساوی اور برابر ہوں، چاہے دونوں معرفہ ہوں یا دونوں نکرہ لیکن مبتدا کو خبر سے ممتاز کرنے والا کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ جیسے: زَيْدٌ أَخُوكَ، كِتَابِي صَدِيقِي، أَكْبَرُ مِنْكَ مِثْلُ أَكْبَرُ مِنْكَ تَجَرِبَةٌ۔ زید، کتابی اور اکبرُ مِنْكَ سینا تینوں مبتدا اور جواباً مقدم ہیں۔

نوٹ: تاخیر مبتدا کا ذکر خبر کی بحث میں آئے گا۔

حذف مبتدا :

مبتدا جملہ اسمیہ کا جز و اعظم ہے، اس لئے کلام میں اس کا مذکور ہونا ضروری ہے، البتہ بعض مقامات پر مبتدا کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے لیکن یہ تب ہوگا جب مبتدا کے حذف پر کوئی دلیل موجود ہو، جیسے کوئی سوال کرے ”أَيْنَ الْكِتَابُ“ تو جواب میں ”عَلَى الْمَكْتَبِ“ کہا جائے یعنی صرف خبر کو ذکر کیا جائے گا اور مبتدا کو حذف کر دیا جائے گا، کیونکہ سوال میں مبتدا کا ذکر ہو چکا ہے اس لئے جواب میں ذکر نہ کیا جائے تب بھی درست ہے، اصل عبارت یوں ہوگی، ”الْكِتَابُ عَلَى الْمَكْتَبِ“۔ اسی طرح کبھی فاء جزائیہ کے بعد بھی مبتدا کو حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے: مَنْ أَحْسَنَ فَلِنَفْسِهِ، اس مثال میں لِنَفْسِهِ خبر ہے جس کا مبتدا محذوف ہے، اصل عبارت یوں ہوگی: مَنْ أَحْسَنَ فَأَحْسَنُهُ لِنَفْسِهِ

نوٹ: مبتدا کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بعض چیزوں (معرب و مثنی الخ) کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان تمام اصطلاحات کا مکمل تعارف کتاب میں اپنے اپنے مقام پر آئے گا۔

اور دوسری جز مسند ہے اس کو خبر کہتے ہیں۔

خبر کا بیان : مبتدا کے بارے میں چند ضروری باتیں بیان کی جا چکی ہیں، اب خبر کے متعلق چند ضروری معلومات بیان کی جا رہی ہیں جن کا جاننا نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

خبر کی تعریف : جملہ اسمیہ کا وہ جزو جو مبتدا کے ساتھ مل کر مفہوم کلام کی تکمیل کا فائدہ دیتا ہے یا جملہ اسمیہ کا وہ جز جس کے ذریعے مبتدا پر کوئی حکم لگایا جاتا ہے۔ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ، قائم خبر ہے۔

اقسام خبر :

خبر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مفرد یعنی وہ خبر جو جملہ اور شبہ جملہ نہ ہو۔

(۲) غیر مفرد یعنی وہ خبر جو جملہ یا شبہ جملہ ہو۔

خبر مفرد کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اسم جامد جیسے الثَّوْبَانُ نَجْمٌ، نجم اسم جامد خبر ہے

(۲) اسم مشتق جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ، قائم اسم مشتق خبر ہے۔

فائدہ : کبھی کبھی خبر مصدر کی صورت میں بھی لائی جاتی ہے جس سے مقصود مبتدا میں خبر کے مبالغے کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے: زَيْدٌ عَدْلٌ (زید سراپا عدل ہے)

خبر غیر مفرد کی تین قسمیں ہیں:

(۱) جملہ فعلیہ۔ جیسے: وَرَأَيْتُكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ

..... يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ جملہ فعلیہ خبر ہے

(۲) جملہ اسمیہ۔ جیسے: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

..... اللَّهُ أَحَدٌ جملہ اسمیہ خبر ہے۔

(۳) شبہ جملہ۔ جیسے: الْحَدِيثُ أَهَمُّ أَمَامَ الْمَنْزِلِ

..... امام المنزل شبہ جملہ خبر ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ لِلَّهِ شبہ جملہ خبر ہے۔

تعدد خبر : اگرچہ مبتدا کے لئے ایک ہی خبر کافی ہوتی ہے، لیکن بعض اوقات ایک مبتدا

کی متعدد خبریں آ جاتی ہیں۔ جیسے: ”وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ“ عبارت مذکورہ میں ہو مبتدا ہے، جبکہ ”الْغَفُورُ“، ”الْوَدُودُ“، ”ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ“، ”فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ“ تمام اس کی خبریں ہیں۔

تقديم خبر: خبر ہمیشہ مبتدا کے بعد واقع ہوتی ہے، البتہ بعض مقامات ایسے ہیں جہاں خبر کو مبتدا سے پہلے لانا ضروری ہے۔ جن کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے:

(۱) خبر ایسا کلمہ ہو جس کا ابتدا میں لایا جانا ضروری ہے۔

جیسے اَيْنَ زَيْدٌ، این خبر مقدم ہے۔

(۲) خبر کو انما، ما یا الا کے ذریعے مبتدا کے ساتھ خاص کر دیا جائے۔

جیسے اِنَّمَا عِنْدَكَ زَيْدٌ، مَا خَالِقٌ إِلَّا اللَّهُ، عِنْدَكَ اور خَالِق خبر مقدم ہے

(۳) مبتدا کے ساتھ کوئی ضمیر متصل ایسی ہو جو خبر کی طرف راجع ہو۔

جیسے عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا، علی قلوب خبر مقدم ہے۔

(۴) خبر ظرف یا جار مجرور ہو۔ جیسے: عِنْدِي سَيَّارَةٌ، عندی خبر مقدم ہے۔

فِي الدَّارِ رَجُلٌ، فی الدار خبر مقدم ہے

(۵) مبتدا ایسا نکرہ ہو جو نہ مضاف اور نہ موصوفہ ہو۔

جیسے: فِي الْكَذِبِ عِتَابٌ، فی الکذب خبر مقدم ہے۔

فائدہ (۱): خبر مفرد مشتق تشبیہ، جمع، مذکر اور مؤنث ہونے کے اعتبار سے مبتدا کے مطابق

ہوتی ہے۔ جیسے:

الْمُدْرِسُ حَاضِرٌ الْمُدْرِسَانِ حَاضِرَانِ

الْمُدْرِسُونَ حَاضِرُونَ الْمُدْرِسَاتُ حَاضِرَاتُ

فائدہ (۲): مبتدا اگر جمع غیر ذوی العقول ہو تو خبر مفرد مؤنث اور جمع مؤنث دونوں طرح لائی

جاسکتی ہے۔ جیسے: السِّيَارَاتُ مُسْرِعَةٌ اور السِّيَارَاتُ مُسْرِعَاتُ۔

حذف خبر:

خبر عموماً کلام میں مذکور ہوتی ہے لیکن بعض مقامات ایسے ہیں جہاں خبر کو حذف کر دیا جاتا ہے

وہ مقامات حسب ذیل ہیں:

- (۱) خبر کسی سوال کے جواب میں آرہی ہو تو اسے جوازاً حذف کر دیا جائے گا۔
جیسے: مَنْ زَارَكَ كَسْنِي تیری زیارت کی تو جواب میں فقط زَيْدٌ کہا جائے۔
یہاں زید مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے اصل عبارت یوں ہوگی۔
زَيْدٌ زَارِنِي (زید نے میری زیارت کی)
(۲) لولا کے بعد بھی خبر کو حذف کر دیا جاتا ہے۔
جیسے: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهْلَكَ عُمَرُ۔ عَلِيٌّ مبتدا ہے۔
جس کی خبر محذوف اصل عبارت یوں ہوگی:
لَوْلَا عَلِيٌّ مَوْجُودٌ لَهْلَكَ عُمَرُ
(۳) اذا فجائیہ کے بعد بھی خبر کو حذف کر دیا جاتا ہے:
جیسے: خَرَجْتُ فَإِذَا زَيْدٌ۔ خبر مبتدا محذوف ہے اصل عبارت یوں ہوگی
خَرَجْتُ فَإِذَا زَيْدٌ مَوْجُودٌ۔
(۴) قسم صریح کے بعد بھی خبر محذوف ہوتی ہے:
جیسے: لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَعَمْرُكَ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔
معنی کے اعتبار سے اصل عبارت یوں ہوگی۔ لَعَمْرُكَ قَسَمِي إِنَّهُمْ

فِي الصِّدْقِ نَجَاةٌ: فِي حرف جارِ مَعْنَى عَلَى السَّكُونِ "الصِّدْقِ" مجرور بالکسرة الظاہرة،
جار + مجرور = ظرف مستقر خبر مقدم۔ "نَجَاةٌ" اسم مکررہ مرفوع بالضم الظاہرة مبتدا مؤخر، مبتدا
مؤخر + خبر مقدم = جملہ اسمیہ خبریہ

دوم آنکہ جزاوش فعل باشد و آن را جملہ فعلیہ گویند چون ضَرْبَ زَيْدٌ بزید
جزاوش مندست و آن را فعل گویند و جزو دوم مسندالیہ است و آن را فاعل گویند و بدانکہ
مند حکم است و مسندالیہ آنچه بر حکم کنند و اسم مند و مسندالیہ تواند بود و فعل مند باشد و مسندالیہ
ن تواند بود و حرف نہ مند باشد و نہ مسندالیہ

دوسری وہ کہ اس کی پہلی جز فعل ہو اور اسکو جملہ فعلیہ کہتے ہیں جیسے ”ضَرْبَ زَيْدٌ“ زید نے مارا
اسکی پہلی جز مند ہے اور اس کو فعل کہتے ہیں اور دوسری جز مسندالیہ ہے اور اس کو فاعل کہتے ہیں اور جان
تو کہ مند حکم ہے اور مسندالیہ وہ ہے جس پر حکم کیا گیا ہو۔ اور اسم مند اور مسندالیہ ہو سکتا ہے۔ فعل
مند ہو سکتا ہے مسندالیہ نہیں ہو سکتا اور حرف نہ مند ہوتا ہے اور نہ مسندالیہ۔

جملہ فعلیہ کا بیان

مصنف نے جملہ فعلیہ کی انتہائی جامع لیکن مختصر تعریف (وہ جملہ خبریہ جس کا پہلا جز فعل ہو)
کی ہے البتہ طلبہ کی سہولت کے لئے اگر جملہ فعلیہ کی تعریف کو بایں الفاظ بیان کیا جائے تب بھی
مناسب ہے یعنی ”وہ جملہ جو فعل اور فاعل یا فعل اور نائب فاعل سے مرکب ہو اور اس کی ابتداء فعل سے
ہو۔ جیسے: ”ضَرْبَ زَيْدٌ“ (زید نے مارا) ”يُقِيمُ الصَّلَاةَ“ (وہ نماز پڑھتا ہے) ”أَنْزَلَ
الْقُرْآنَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ“ (قرآن مجید ماہ رمضان میں نازل کیا گیا)
مصنف جملہ فعلیہ کی تعریف اور مثال کے بعد اس کے اجزاء پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں،
کہ جملہ فعلیہ کے پہلے اور دوسرے جز کے دو دو نام ہیں، پہلے جز کو فعل بھی کہا جاتا ہے اور مند بھی جب
کہ دوسرے جز کو فاعل بھی کہا جاتا ہے اور مسندالیہ بھی علاوہ ازیں مند اور مسندالیہ کی وضاحت مصنف
نے یوں کی ہے کہ مند حکم ہوتا ہے اور مسندالیہ وہ جس پر حکم لگایا جائے مراد یہ ہے کہ مند کے ذریعے
مسندالیہ پر حکم لگایا جاتا ہے اس اعتبار سے مند کو محکوم بہ اور مسندالیہ کو محکوم علیہ کہا جاتا ہے۔ (فاعل کی
تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی)۔

فائدہ: حکم دراصل اس نسبت کو کہا جاتا ہے جو مند اور مسندالیہ کے درمیان پائی جاتی ہے
جس کی بنا پر جملہ کا مفہوم مکمل ہوتا ہے یہ لفظی نہیں بلکہ معنوی شے ہے جسے عقل کے ذریعے سمجھا جاسکتا

ہے جیسے: قام زید اور زید قائم (زید کھڑا ہوا اور زید کھڑا ہے) ان مثالوں میں کھڑے ہونے کی نسبت زید کی طرف کی گئی ہے یعنی زید پر کھڑے ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔ اسی بناء پر جس پر حکم لگتا ہے اسے محکوم علیہ اور جس شیء کا حکم لگتا ہے اسے محکوم بہ کہا جاتا ہے۔ اسناد نسبت کرنے کا نام ہے لہذا جس کی طرف کسی شیء کی نسبت یعنی اسناد کیا جاتا ہے اسے مسند الیہ اور جس شیء کی نسبت کی جاتی ہے اسے مسند کا نام دیا جاتا ہے۔

اقسام کلمہ کے بارے میں ایک اہم بات:

اقسام کلمہ یعنی اسم، فعل اور حرف میں سے ہر ایک قوت اور صلاحیت کے اعتبار سے اپنے دوسرے قسم سے مختلف ہے۔

اسم: یہ اپنے دونوں قسموں سے رتبہ و قوت کے لحاظ سے اعلیٰ ہے یہی وجہ ہے کہ یہ مسند بھی بن سکتا ہے اور مسند الیہ بھی جیسے ”اللہ کریم“ (اللہ کرم فرمانے والا ہے)..... اللہ: ذات باری تعالیٰ کا علم ہے اور اسم ہے جو کہ جملہ مذکورہ میں مسند الیہ واقع ہو رہا ہے، جبکہ ”کریم“ صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور اسم مشتق ہے جو کلام میں مسند واقع ہو رہا ہے۔

فائدہ: مسند الیہ اور مسند بننے کے اعتبار سے اسم کی اقسام

- (۱) وہ اسم جو کلام میں فقط مسند الیہ ہی بنتا ہے مسند واقع نہیں ہوتا۔ جیسے ضربتہ اور ضربا کے ساتھ متصل ث اور الف مرفوع متصل ضمیریں۔ یہ کلام میں فقط مسند الیہ واقع ہوتی ہیں۔
- (۲) وہ اسم جو فقط مسند واقع ہوتا ہے مسند الیہ واقع نہیں ہوتا۔ جیسے: هَيْهَات
- (۳) وہ اسم جو نہ مسند الیہ اور نہ مسند واقع ہوتا ہو۔ جیسے: فَوْق، تَحْتَ وغیرہ
- (۴) وہ اسم جو مسند الیہ اور مسند دونوں واقع ہو سکتا ہے۔ جیسے: زید وغیرہ

فعل: یہ اسم سے قوت میں کچھ کم اور حرف سے کچھ زیادہ ہے اسی لئے یہ کلام میں مسند تو واقع ہوتا ہے لیکن مسند الیہ نہیں۔ جیسے: ”يَقْرَأُ الْاَبْنُ“ (لڑکا پڑھتا ہے) ”يَقْرَأُ“ فعل مضارع کا صیغہ ہے اور جملہ مذکورہ میں فعل ہونے کی بنا پر مسند بن رہا ہے اور ”الابن“ اسم ہے اور فاعل ہونے کی بنا پر مسند الیہ واقع ہو رہا ہے۔

حرف: یہ اپنے دونوں قسموں سے رتبہ اور صلاحیت کے اعتبار سے کم ہے، اسی بنا پر یہ مسند اور مسند الیہ بننے کی صلاحیت سے محروم ہے۔ جیسے۔ ”هَلْ ضَامَ بِلَالٌ“ (کیا بلال نے روزہ رکھا)

مذکورہ مثال میں ضَامَ فعل ہونے کی بنا پر مسند واقع ہو رہا ہے اور بِنَالِ اسم اور فاعل ہونے کی بنا پر مسند الیہ واقع ہو رہا ہے جبکہ کلمہ ھـ حرف ہے جو کلام میں نہ تو مسند بن رہا ہے اور نہ مسند الیہ۔

فائدہ : حرف اگرچہ کلام میں کسی مستقل حیثیت سے محروم ہوتا ہے یعنی مسند اور مسند الیہ نہیں بنتا لیکن یہ کبھی فائدہ سے خالی نہیں ہوتا اس کے بہت سے فوائد میں سے ایک اہم ترین فائدہ اس کا رابطہ ہونا ہے ذیل میں چند مثالوں سے اس کو واضح کیا جا رہا ہے:

(۱) حرف دو اسموں کے درمیان رابطہ کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: ”زَيْدٌ فِي الْكَلْبَةِ“ (زید کالج میں ہے)

(۲) حرف دو فعلوں کے درمیان رابطہ کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: ”أَرِيدُ أَنْ تَقُومَ“ (میں چاہتا ہوں کہ تو کھڑا ہو)

(۳) حرف دو جملوں کے درمیان رابطہ کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: ”إِنْ جَاءَ بِي زَيْدٌ فَأَكْرَمْتُهُ“

(اگر زید میرے پاس آیا تو میں اس کی عزت کروں گا)

(۴) حرف ایک اسم اور ایک فعل کے درمیان رابطہ کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: ”كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ“ (میں نے قلم کے ساتھ لکھا)

یاد رہے کہ رابطہ سے مراد یہ ہے کہ کلام کے معنی کی تکمیل میں فائدہ مند ثابت ہونا مذکورہ بالا

مثالوں میں اگر آپ حرف کو کلام سے حذف کر دیں تو معنی سمجھ میں نہیں آئیں گے یہاں رابطہ کا یہی مفہوم ہے۔

ضَرَبَ زَيْدٌ : ضرب: فعل ماضی مبنی علی الفتح

زید: فاعل مرفوع بالضمۃ الظاہرة..... فعل + فاعل = جملہ فعلیہ خبریہ

بدانکہ جملہ انشائیہ آنست کہ قائلش را بصدق و کذب صفت نتواں کرد و آن بر چند قسم است
امر چون اَضْرِبْ و نہی چون لَا تَضْرِبْ

جان تو کہ جملہ انشائیہ وہ ہے جس کے قائل کو صدق اور کذب کے ساتھ متصف نہ کیا جاسکے
اور یہ چند قسم پر ہے امر جیسے اَضْرِبْ نہی جیسے لَا تَضْرِبْ

جملہ انشائیہ کا بیان:

مصنف نے جملہ انشائیہ پر تفصیلی بحث سے گریز کیا ہے اور فقط جملہ انشائیہ کی اقسام اور مثالوں
پر اکتفاء کیا ہے لیکن جملہ انشائیہ کو سمجھنے کے لئے اس کی اقسام کی مختصر وضاحت ضروری ہے۔
جملہ انشائیہ سے مراد وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جاسکے۔
جیسے: "اَكْتُبْ" (تو لکھ) "لَا تَكْتُبْ" (تو نہ لکھ)

مذکورہ دونوں مثالوں اور ان کے مفہوم پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کے
قائل کو سچا اور جھوٹا نہیں کہا جاسکتا کیونکہ ان میں کسی قسم کی اطلاع یا خبر نہیں پائی جاتی بلکہ ان کے ذریعے
صرف طلب اور خواہش کا اظہار کیا جا رہا ہے اور یہی چیز جملہ انشائیہ کو جملہ خبریہ سے ممتاز کرتی ہے۔

اقسام جملہ انشائیہ:

جملہ انشائیہ کی دس (۱۰) قسمیں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆ **اہل:** وہ جملہ جس کے ذریعے استعلاء کے طور پر کسی سے کوئی کام کرنے کا مطالبہ کیا
جائے۔

جیسے: "اَضْرِبْ" (تو مار) "اقِيمُوا الصَّلَاةَ" (تم نماز قائم کرو)

☆ **نہی:** وہ جملہ جس کے ذریعے استعلاء کے طور پر کسی سے ترک فعل کا مطالبہ کیا جائے

جیسے: "لَا تَضْرِبْ" (تو نہ مار) "لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ

النَّبِيِّ" (تم نبی ﷺ کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا نہ کرو)

"اَضْرِبْ"

فعل امر جنی علی السکون، "انت" اَضْرِبْ میں ضمیر وجوباً مستتر فاعل منی علی التثنی محل رفع
فعل + فاعل = جملہ فعلیہ انشائیہ

استفہام جیسے هل ضرب زید،

☆ استفہام : وہ کلمہ جس کے ذریعے کسی سے کوئی بات دریافت کی جائے۔
جیسے: ”هل ضرب زید“ (کیا زید نے مارا) ”کیف حالک“ (تمہارا کیا حال ہے)

کلمات استفہام :

کلمات استفہام کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حروف استفہام (۲) اسمائے استفہام

حروف استفہام :

(۱) ہمزہ : جیسے ”انقرء هذا الكتاب“ (کیا تو یہ کتاب پڑھتا ہے)
(۲) هل : جیسے ”هل رأيت خالدًا“ (کیا تو نے خالد کو دیکھا)

اسمائے استفہام : اسمائے استفہام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) من : جیسے ”من ربك“ (تمہارا رب کون ہے)
(۲) ما : جیسے ”ما هذا“ (یہ کیا ہے)
(۳) متى : جیسے ”متى حضرت“ (تو کب حاضر ہوگا)
(۴) أين : جیسے ”أين تقع الباكستان“ (پاکستان کہاں واقع ہے)
(۵) كم : جیسے ”كم كتباً قرأت“ (تو نے کتنی کتابیں پڑھی)
(۶) كيف : جیسے ”كيف حالک“ (تمہارا کیا حال ہے)
(۷) أى : جیسے ”أى طالب نجح“ (کون سا طالب علم کامیاب ہوا)
(۸) آیان : جیسے ”آیان يوم الدين“ (قیامت کا دن کب آئے گا)

فائدہ (الف): دیگر چند کلمات بھی استفہام کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں:

جیسے : لِمَاذَا : لِمَاذَا يُفَكِّرُ الطَّالِبُ ؟ (طالب علم کیوں فکر کرتا ہے؟)
لِمَ (لِمَاذَا کا اختصار) : لِمَ لَا تَأْكُلُ الطَّعَامَ ؟ (آپ کھانا کیوں نہیں کھاتے؟)
مَاذَا : مَاذَا يَفْعَلُ الْوَلَدُ ؟ (بچہ کیا کرتا ہے؟)

وتمنی چون لیت زیداً حاضر و ترجی چون لعل عمروا غائب

تمنی جیسے لیت زیداً حاضر، ترجی جیسے لعل عمروا غائب

بِمَاذَا : بِمَاذَا كَتَبْتَ الرِّسَالَةَ؟ (آپ نے خط کس چیز سے لکھا؟)
بِمَ : بِمَ تَعْرِفُ الْأَشْيَاءَ؟ (اشیاء کی معرفت کس چیز سے ہوتی ہے؟)
فِيمَ : فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرِهَا؟ (تمہیں اس کے بیان سے کیا تعلق؟)
فائدہ (ب): ہمزہ کا استعمال تین طرح ہوتا ہے۔

(۱) ہمزہ کے ذریعے دو میں سے ایک چیز کے تعین کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔

جیسے: "أَرَأَيْتَ خَالِدًا أَمَ عَلِيًّا"

(۲) جملہ مثبتہ کے شروع میں ہمزہ لگا کر اس کے اثبات و عدم اثبات کے بارے میں

سوال کیا جاتا ہے۔ جیسے: "أَقْرَأْتَ هَذَا الْكِتَابَ" (کیا تو نے یہ کتاب پڑھی)

(۳) جملہ منفیہ کے شروع میں ہمزہ لگا کر اس کی منفیت اور عدم منفیت کے بارے میں

سوال کیا جاتا ہے۔ جیسے: "أَلَمْ تَقْرَأْ هَذَا الْكِتَابَ" (کیا تو نے یہ کتاب نہیں پڑھی)

☆ **تفسیر:** وہ جملہ انشائیہ جس کے ذریعے کسی خواہش کا اظہار کیا جائے۔ اگرچہ اس خواہش

کا حصول ناممکن ہو۔ جیسے: "لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرًا" (کاش زید حاضر ہوتا) "لَيْتَ النَّتِيجَةَ

خَسَنَةً" (کاش نتیجہ اچھا ہوتا) "لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُودُ" (کاش جوانی لوٹ آتی)

☆ **ترجمہ:** وہ جملہ انشائیہ جو کسی شے کے حصول کی توقع پر دلالت کرے۔ جیسے "لَعَلَّ

عَمْرُوًا غَائِبًا" (شاید عمرو غائب ہے) "لَعَلَّ الْجَوَّ مُعْتَدِلٌ غَدًا" (شاید کل موسم معتدل ہو)

فائدہ: جملہ خبریہ کے شروع میں حرف تمنی (لیت) اور حرف ترجی (لعل) لگانے سے جملہ انشائیہ

بن جاتا ہے کیونکہ "لیت" اور "لعل" کی وجہ سے جملہ خبریہ کی معنوی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔

هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ : هل ضرب زید "هل" حرف استفهام "ضرب" فعل ماضی منی علی التثنية۔ "زید" فاعل مرفوع بالضم۔ الظاهرة فعل + فاعل = جملہ فعلیہ انشائیہ استفہامیہ

وَعَقُودٌ چُونِ بَعْثٍ وَاشْتَرَيْتُ وَنَدَا چُونِ يَا اَللّٰهُ وَعَرْضٌ چُونِ اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيبَ خَيْرًا

عقود جیسے بَعْثٍ وَاشْتَرَيْتُ ندا جیسے يَا اَللّٰهُ، عرض جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيبَ خَيْرًا

تنبیہ: عقود کی تعریف اور مثال کو سمجھنے کے لئے ایک دواہم باتیں ذہن نشین کر لینی چاہئیں، عقود عقد کی جمع ہے جس کے معنی ہیں گرہ لگانا، کسی بات کو پکا کرنا، معاملہ طے کرنا جبکہ اصطلاح میں دو شخصوں یا دو گروہوں کے درمیان اس طرح معاملہ طے ہونا کہ ان میں سے ایک شخص یا گروہ کسی قسم کی پیشکش کرے اور دوسرا اس پیشکش کو قبول کر لے مثلاً نکاح کے وقت مرد کہے ”زَوْجُتُکَ“ (میں تم سے نکاح کرتا ہوں) اور عورت جواب میں کہے ”قَبِلْتُ“ (میں نے قبول کیا) دونوں جملوں کے ذریعے جو معاملہ طے ہوا ہے یہی عقود کا مفہوم ہے۔ جو عقد کہلاتا ہے عقود کے دونوں جملوں کو الگ ذکر کیا جائے تو یہ جملہ خبریہ ہونگے اور دونوں کو اکٹھا ذکر کیا جائے تو یہ جملہ انشائیہ ہوگا۔

☆ **عقود:** وہ جملہ انشائیہ جس کے ذریعے ایجاب و قبول کی صورت میں کوئی معاملہ طے کیا جائے جیسے: ”بَعْثٍ وَاشْتَرَيْتُ“ (میں نے بیچا اور میں نے خریدا) ”نَكَحْتُکَ وَقَبِلْتُ“ (میں نے تجھ سے نکاح کیا اور میں نے قبول کیا)

☆ **ندا:** وہ جملہ انشائیہ جس کے ذریعے کسی کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کی کوشش کی جائے۔ جیسے: ”يَا اَللّٰهُ“ ”يَا رَسُوْلَ اَللّٰهِ“

فائدہ: حرف ندا فعل اُنَادِي، اَدْعُوْ يَا اَطْلُبُ کے قائم مقام استعمال ہوتا ہے تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔

☆ **عرض:** وہ جملہ انشائیہ جس کے ذریعے کسی سے نرمی کے ساتھ کوئی شے طلب کی جائے۔ جیسے: ”اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيبَ خَيْرًا“ (کیا تو ہمارے ساتھ نہیں اترے گا کہ تو بھلائی پائے) ”اَلَا تَجِبُوْنَ اَنْ يُّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ“ (کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے)

جب اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہو تو ادا با عرض کے بجائے اسے رحمت اور شفقت کہا جائے گا جیسے امر اور نہی کو دعا کہا جاتا ہے۔

بعت و اشتریت: ”بع“ فعل ماضی منی علی السکون۔ ”ت“ فاعل منی علی الضم مرفوع محل فعل + فاعل = جملہ فعلیہ خبریہ ”اشتری“ فعل ماضی منی علی السکون ”ت“ فاعل منی علی الضم مرفوع محل فعل + فاعل = جملہ فعلیہ خبریہ **فائدہ:** یہ دونوں جملے مل کر جملہ انشائیہ ہونگے بشرطیکہ کوئی معاملہ طے کرتے وقت دو علیحدہ شخص ان میں سے ایک ایک جملہ بولیں۔ یعنی ایجاب و قبول کریں۔

وَقَسْمٌ چُونِ وَاللّٰہِ لَا ضَرِبَنَّ زَیْدًا وَتَعْجَبُ چُونِ مَا أَحْسَنَهُ وَأَحْسِنُ بِهِ

قسم جیسے وَاللّٰہِ لَا ضَرِبَنَّ زَیْدًا اور تعجب جیسے مَا أَحْسَنَهُ وَأَحْسِنُ بِهِ

☆ **قسم:** وہ جملہ انشائیہ جس میں کسی معزز و محترم ذات کا ذکر کر کے اس کے ذریعے اپنی بات کو پختہ کیا جائے۔ جیسے: ”وَاللّٰہِ لَا ضَرِبَنَّ زَیْدًا“ (اللہ کی قسم میں زید کو ضرور ماروں گا) ”وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ“ (اور قسم ہے زمانہ مصطفیٰ ﷺ کی یقیناً انسان خسارے میں ہے)

☆ **تعجب:** وہ جملہ انشائیہ جو ایسی کیفیت پر دلالت کرے جو کسی مخفی سبب والی شے کے جان لینے سے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ جیسے: ”مَا أَحْسَنَهُ“ (کس شے نے اس کو حسین بنایا) ”وَأَحْسِنُ بِهِ“ (وہ کتنا حسین ہے)۔

ضروری بات:

جملہ اسمیہ اور فعلیہ کا تفصیلی تعارف آپ دیکھ چکے ہیں ترکیب نحو میں اکثر اوقات شبہ جملہ کی اصطلاح بھی استعمال ہوتی ہے جس کے بارے میں ابتداء ہی سے کچھ معلومات ہو جانی چاہئیں تاکہ کلام کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

شبہ جملہ: ہر وہ عبارت جو صیغہ صفت (اسم فاعل و اسم مفعول)، جار مجرور یا کسی اسم ظرف مضاف مابعد پر مشتمل ہو۔

جیسے ”عَلَىٰ فَوْقَ الشَّجَرَةِ“، ”زَيْدٌ قَائِمٌ“، ”عَلَىٰ فِي الدَّارِ“
مذکورہ مثالوں میں فَوْقَ الشَّجَرَةِ، قَائِمٌ اور فِي الدَّارِ شبہ جملہ واقع ہو رہے ہیں۔
فائدہ: شبہ جملہ کو جملہ ناقصہ قائم مقام جملہ اور بمنزلہ جملہ بھی کہا جاتا ہے۔

”عَلَىٰ“ مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ مبتدا
”فَوْقَ الشَّجَرَةِ“ اسم ظرف + مضاف الیہ =
شبہ جملہ خبر..... مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ..... ”زَيْدٌ فِي الْبَلَدِ“..... ”زَيْدٌ“ مرفوع بالضمۃ
الظاہرۃ مبتدا..... ”فِي الْبَلَدِ“ جار + مجرور خاص صر کے متعلق اور خاص صر شبہ جملہ خبر،
مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ
زید قائم: زید مبتدا..... قائم صیغہ صفت + فاعل = شبہ جملہ خبر،..... مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

فصل بدانکہ مرکب غیر مفید آنست کہ چوں قائل بران سکوت کند سامع را خبرے یا طلبی حاصل نشود و آن بر سه قسم است اول مرکب اضافی چون غُلامٌ زَیدٌ جزو اول را مضاف گویند و جزو دوم را مضاف الیہ و مضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد

فصل : جان تو کہ مرکب غیر مفید وہ ہے کہ جب قائل کلام کر کے خاموش ہو تو سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو اور وہ تین قسم پر ہے پہلا مرکب اضافی جیسے غُلامٌ زَیدٌ اس کی پہلی جزو کو مضاف اور دوسری کو مضاف الیہ کہتے ہیں، مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔

﴿مرکب غیر مفید﴾

مرکب کی دوسری قسم مرکب غیر مفید کہلاتی ہے اس کو غیر مفید کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مخاطب کو اس کے ذریعہ فائدہ تامہ (کامل فائدہ) حاصل نہیں ہوتا بلکہ بات ادھوری رہتی ہے اس وجہ سے اس کو مرکب ناقص اور غیر تام بھی کہتے ہیں۔ جیسے ”اخذ عشر“ اس کا معنی گیارہ ہے اور ظاہر ہے کہ صرف گیارہ کہنے سے مخاطب کو کوئی بات سمجھ نہیں آتی کیونکہ نہ تو اس میں کوئی اطلاع موجود ہے اور نہ ہی کسی قسم کی خواہش یا طلب پائی جارہی ہے یاد رہے کہ جب مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو جائے تو وہ مرکب مفید بن جاتا ہے ذیل میں مرکب غیر مفید کی تعریف و اقسام کا تذکرہ کیا جاتا ہے

تعریف : مرکب غیر مفید اس مرکب کو کہتے ہیں جس کا کہنے والا بات کر کے خاموشی اختیار کرے تو سننے والے کو کسی قسم کی خبر یا طلب حاصل نہ ہو۔ اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱) مرکب اضافی جیسے: ”غُلامٌ زَیدٌ“ (زید کا غلام)

(۲) مرکب بنائی جیسے: ”اخذ عشر“ (گیارہ)

(۳) مرکب منع صرف جیسے: ”بغلبک“ (لبنان کے ایک شہر کا نام)

مرکب اضافی : مرکب غیر مفید کو مصنف نے تین قسموں پر تقسیم کیا ہے ان میں سے پہلی قسم مرکب اضافی ہے۔

مرکب اضافی سے مراد وہ مرکب ہے جو دو چیزوں (مضاف اور مضاف الیہ) پر مشتمل ہو۔

اجزاء مرکب اضافی کا تعارف:

مضاف : وہ کلمہ جس کی دوسرے کلمہ کی طرف اضافت (نسبت) کی جائے۔

جیسے ”نَبِيُّ اللَّهِ“ (اللہ کے نبی) ”خَلِيلُ اللَّهِ“ (اللہ کے خلیل) عَبْدُ اللَّهِ (اللہ کا بندہ) مذکورہ مثالوں میں نبی، خلیل اور عبد مضاف ہیں۔

مضاف کا حکم :

(۱) مضاف کے آخر میں نون تنوین نہیں آسکتا اور اگر کسی اسم کے آخر میں تنوین موجود ہو تو اضافت کے وقت وہ حذف ہو جاتی ہے۔ جیسے: ”غُلَامُ زَيْدٍ“ اضافت سے پہلے غُلَامٌ تھا اضافت کے وقت تنوین حذف ہو گئی۔

(۲) جب کسی تشنیہ یا جمع مذکر سالم کے صیغے کو دوسرے کلمہ کی طرف مضاف کیا جائے گا تو نون تشنیہ اور نون جمع حذف ہو جائیں گے۔ جیسے ”ضَارِبًا زَيْدٍ“ اور ”ضَارِبُونَ زَيْدٍ“..... ”ضَارِبًا“ اضافت سے پہلے ”ضَارِبَانِ“ اور ”ضَارِبُونَ“ اضافت سے پہلے ”ضَارِبُونَ“ تھے، اضافت کے وقت نون تشنیہ اور نون جمع حذف ہو گئے۔

(۳) مضاف پر الف لام نہیں آسکتا اگر اضافت کے وقت اسم کے شروع میں الف لام موجود ہو تو وہ حذف ہو جاتا ہے۔ جیسے ”غُلَامُ زَيْدٍ“ الغلام زید کہنا جائز نہیں ہے، البتہ اضافت لفظیہ کی صورت میں مضاف پر الف لام کا آنا جائز ہے بشرطیکہ مضاف تشنیہ جمع ہو یا مضاف الیہ پر بھی الف لام ہو۔ جیسے ”الْمُقِيمِي الصَّلَاةِ“، ”أَنْتُمْ الطَّالِبُونَ حَقًّا“، ”هَذَا الْكِتَابُ الدَّرْسِ“ اور ”الْدَّارِسُ النُّحُو“۔

(۴) مضاف پر عامل کے مطابق اعراب آتا ہے لیکن مضاف الیہ اگر ”ی“ متکلم ہو تو مضاف کے آخر میں بہر صورت کسرہ ہوتا ہے البتہ اس کا اعراب عامل کے مطابق تسلیم کیا جاتا ہے۔ جیسے: ”كِتَابِي“ (میری کتاب)

فائدہ نمبر ۱: مضاف کے آخر سے تنوین اور نون تشنیہ و جمع اس لئے حذف ہو جاتے ہیں کہ تنوین اور نون تشنیہ و جمع اسم کے کامل ہونے پر دلالت کرتے ہیں جبکہ اضافت اسم کے ناقص ہونے پر دلالت کرتی ہے یہ دونوں یعنی اسم کا ناقص ہونا اور کامل ہونا ضد ہونے کی وجہ سے جمع نہیں ہو سکتے۔ لہذا اضافت کے وقت مضاف کو تنوین اور نون تشنیہ و جمع مذکر سالم سے خالی کر لیا جاتا ہے۔

فائدہ نمبر ۲: نون سے مراد نون جمع مذکر سالم ہے کیونکہ جمع مکسر کا نون اضافت کے وقت حذف نہیں ہوتا۔ جیسے هُولَاءُ شَيَاطِينُ الْأَنْسِ۔ شیطین کے آخر میں نون باقی ہے کیونکہ یہ جمع مکسر ہے۔

مضاف الیہ : وہ اسم جس کی طرف کسی دوسرے اسم کی اضافت (نسبت) کی گئی ہو۔
 جیسے ”رَسُولُ اللّٰہ“ (اللہ کے رسول) ”کَلِیْمُ اللّٰہ“ (اللہ کے کلیم)
 مذکورہ بالا دونوں مثالوں میں اللہ اسم جلالت مضاف الیہ ہے کیونکہ رسول اور کلیم اس کی طرف
 مضاف ہو رہے ہیں۔

مضاف الیہ کا حکم : مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔

مضاف الیہ کی اقسام :

ذات کے اعتبار سے مضاف الیہ کی درج ذیل قسمیں ہیں:

- (۱) **اسم ظاہر :** جیسے ”أَصْحَابُ الرَّسُولِ“ الرسول مضاف الیہ اور اسم ظاہر ہے
- (۲) **اسم ضمیر :** جیسے ”قَلْبِی“۔ ”ی“ مضاف الیہ اور اسم ضمیر ہے۔
- (۳) **مفرد :** جیسے غُلَامٌ زَیْد۔ زید مضاف الیہ اور مفرد ہے۔
- (۴) **جملہ تاویل مفرد :** جیسے یَوْمَ یَنْتَفِعُ الصَّادِقِیْنَ
 ینتفع الصادقین مضاف الیہ اور جملہ ہے جو مفرد کی تاویل میں ہے۔

☆ صورت اعراب کے اعتبار سے مضاف الیہ کی تین قسمیں ہیں:

- (۱) **مضاف الیہ لفظاً مجرور ہوتا ہے۔**
- جیسے ”رَبِّیْسُ الْجَامِعَةِ“ الجامعة لفظاً مجرور ہے۔
- (۲) **مضاف الیہ تقدیراً مجرور ہوتا ہے۔**
- جیسے ”تَکْرِیْمُ الْمُصْطَفٰی“ المصطفیٰ تقدیراً مجرور ہے۔
- (۳) **مضاف الیہ محلاً مجرور ہوتا ہے۔** جیسے: ”کِتَابِی“..... ”ی“ محلاً مجرور ہے۔

مضاف الیہ کا حذف :

مضاف الیہ کلام میں عام طور پر مذکور ہوتا ہے لیکن بعض مواقع پر مضاف الیہ محذوف ہوتا ہے
 وہ مواقع حسب ذیل ہیں:

- (۱) **مضاف الیہ یائے متکلم ہو اور مضاف منادی ہو۔**
- جیسے یَا رَبِّ اور رَبِّ اغْفِرْ لِّی
 (رَبِّ اصل میں رَبِّی ہے یائے متکلم مضاف الیہ محذوف ہے)

(۲) مضاف الیہ کے حذف ہونے پر کوئی قرینہ موجود ہو تو مضاف الیہ محذوف مانا جائے گا مثلاً کلام سے ہی معلوم ہو رہا ہو جسے عام طور پر سیاق کلام کہتے ہیں۔

جیسے مُدَرِّسٌ وَمُعَلِّمُ التَّلَامِيذِ اَصْلٌ مِّنْ مُدَرِّسِ التَّلَامِيذِ وَمُعَلِّمُ التَّلَامِيذِ ہے۔

(۳) اسماء جہات (فوق، تحت، خلف، امام، شمال، یمن) اسی طرح قبل، بعد، اذ وغیرہ کا مضاف الیہ بھی کبھی محذوف ہوتا ہے۔ جیسے لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ کلام میں قبل اور بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے اصل عبارت لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلِ غَلْبَةِ الرُّومِ وَمِنْ بَعْدِهِ ہے اسی طرح حِينَئِذٍ ہے اصل عبارت حِينَ اِذْ كَانَ ذَالِكَ كَذَالِكَ ہے۔

(۴) حسب اور غیر کو جب اضافت سے منقطع کیا گیا ہو تو ان کا مضاف الیہ محذوف تسلیم کیا جاتا ہے۔ جیسے قَرَأْتُ كِتَابًا فَحَسَبُ اَصْلٌ مِّنْ فَحَسْبِي ہے اور قَرَأْتُ كِتَابًا لَيْسَ غَيْرُ اَصْلٌ مِّنْ لَيْسَ غَيْرِہ ہے۔

فائدہ: کبھی مضاف الیہ کو حذف کر کے اس کے عوض کے طور پر مضاف کے آخر میں تنوین لاحق کر دی جاتی ہے۔ جیسے حِينَئِذٍ اَصْلٌ مِّنْ حِينَ اِذْ كَانَ ذَالِكَ كَذَالِكَ ہے

اضافت کی اقسام:

ایک اسم کی دوسرے اسم کی طرف نسبت کرنے کو اضافت کا نام دیا جاتا ہے، اضافت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **اضافت معنویہ:** اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) غیر صیغہ مفت (اسم جامد، مصدر) اپنے معمول کی طرف مضاف ہو۔

جیسے: "نَحْنُ اقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ خَبْلِ الْوَرِيدِ" (خبل اسم جامد ہے اور ما بعد اسم کی طرف مضاف ہے۔ "اَكْرَامُ زَيْدٍ" (اکرام مصدر ہے اور ما بعد اسم کی طرف مضاف ہے)۔

(۲) صیغہ مفت غیر معمول کی طرف مضاف ہو۔ جیسے جَاءَ كَاتِبُ الْقَاضِي،

كَاتِبُ صِيغَةُ مَفْتُوحٍ الْقَاضِي کی طرف مضاف ہے جو اس کا نہ فاعل ہے اور نہ مفعول بہ ہے

فائدہ: معمول سے مراد یہ ہے کہ صیغہ مفت کا مضاف الیہ اس کا فاعل یا مفعول ہو جبکہ

غیر معمول سے مراد یہ ہے کہ صیغہ مفت کا مضاف الیہ اس کا فاعل یا مفعول نہ ہو۔

(۲) **اضافت لفظیہ:** صیغہ مفت کی اضافت کسی دوسرے اسم کی

طرف کرنا۔ جیسے : ”بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ“ بدیع صیغہ صفت اور مضاف ہے۔
تلمہ : علماء نحو کے نزدیک اضافت معنویہ کی صورت میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر، لام، من، یا
 فی میں سے کوئی ایک مقرر ہوتا ہے۔ جیسے : ”هَذَا غُلَامٌ زَيْدٌ“ اصل عبارت ”هَذَا غُلَامٌ
 لَزَيْدٍ“ ”اِشْتَرَيْتُ خَاتَمَ ذَهَبٍ“ اصل عبارت ”اِشْتَرَيْتُ خَاتَمًا مِّنْ
 ذَهَبٍ“ ”يَا صَاحِبِي السَّبْجَنِ“ اصل عبارت ”يَا صَاحِبِي فِي السَّبْجَنِ“۔
فائدہ نمبر ۱ : بعض اسماء فقط مضاف کی صورت میں استعمال ہوتے ہیں، جس میں سے چند یہ
 ہیں۔ ”عِنْدَ“ لَدَى“ لَبِى“ سِوَى“ ذُو“ وَحْدَ“ اِئِ“ كَلَّا“ كَلْتَا“ قَبْلَ“ بَعْدَ“ نَحْوِ،
 مِثْلَ“ دُونَ“ بَيْنَ“ قَابَ“ مَعَ اور اسماء جہات وغیرہ“

فائدہ نمبر ۲ : بعض اسماء ایسے ہیں جن کی اضافت صرف جملہ کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے : اِذْ
 ، حَيْثُ، مَذً، مُنْذُ،

مثال : اِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا، اَجْلِسْ حَيْثُ الْعِلْمُ مَوْجُودٌ، مَا رَأَيْتَهُ مُذْ يُؤْمِنُ
فائدہ نمبر ۳ : اسماء اعداد میں سے ثلاثہ سے عشرہ تک نیز مائتہ اور الف ہمیشہ
 مضاف کی صورت میں استعمال ہوتے ہیں بعد والا اسم ان کا مضاف الیہ ہوتا ہے علاوہ ازیں ان اسماء
 کے مضاف الیہ کو تمیز اور معدود جبکہ اسماء اعداد مضاف کو میتر اور عدد کہا جاتا ہے جیسے ثَلَاثَةُ رِجَالٍ ،
 مِائَةُ دِرْهَمٍ ، أَلْفٌ دِينَارٍ

فائدہ نمبر ۴ : مضاف اور مضاف الیہ ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہوتے ہیں البتہ کبھی ان
 دونوں کے مابین کوئی فاصل بھی آ جاتا ہے۔ جیسے : ”يَا تَيْمُ تَيْمُ عَدِي“ مذکورہ مثال میں تَيْم
 اول مضاف عَدِي مضاف الیہ ہے جبکہ دوسرا تَيْم ان کے مابین فاصل ہے۔

فائدہ نمبر ۵ : اسماء ضمائر، اسماء اشارہ، اسماء موصولہ، اسماء شرط اور اسماء استفہام کی اضافت منع
 ہے یعنی ان تمام اسماء کو کسی صورت مضاف نہیں کیا جاسکتا البتہ اِئِ اسم استفہام اور اسم شرط اس ضابطے
 سے مستثنیٰ ہیں۔

هَذَا غُلَامٌ زَيْدٌ: ”هذا“ مبتدا مرفوع محلا ”غلام“ مضاف مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ
 ”زید“ مضاف الیہ مجرور بالکسرۃ الظاہرۃ مضاف + مضاف الیہ = خبر مبتدا +
 خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

دوم مرکب بنائی واوا آنتست کہ دو اسم را یکے کردہ باشند و اسم دوم متضمن حرفی باشد چون اَخَذَ
عَشْرًا تِسْعَةً عَشْرًا کہ در اصل اَخَذَ وَ عَشْرًا وَ تِسْعَةً وَ عَشْرًا بوده است و اورا حذف
کردہ ہر دو اسم را یکے کردند و ہر دو جز مبنی باشد بر فتح الا اِثْنَا عَشْرًا کہ جز اول معرب است

دوسرا مرکب بنائی اور وہ یہ ہے کہ دو اسموں کو ایک کیا گیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن ہو جیسے اَخَذَ
عَشْرًا تِسْعَةً عَشْرًا تک اصل میں اَخَذَ وَ عَشْرًا وَ تِسْعَةً وَ عَشْرًا تھے۔ واؤ کو حذف کر کے
دو اسموں کو ایک کیا گیا ہے دونوں جزیں مبنی بر فتح ہیں۔ سوائے اِثْنَا عَشْرًا کے کیونکہ
اسکا پہلا جز معرب ہے

مرکب بنائی:

مرکب غیر مفید کی دوسری قسم مرکب بنائی ہے اسے مرکب عددی بھی کہا جاتا ہے۔
مرکب بنائی سے مراد وہ مرکب ہے جس میں دو اسموں کو اس طرح یکجا کیا جائے کہ دوسرا اسم کسی حرف
کو شامل ہو۔ جیسے: "اَخَذَ عَشْرًا" اصل میں "اَخَذَ وَ عَشْرًا" ہے۔..... "تِسْعَةً عَشْرًا"
اصل میں "تِسْعَةً وَ عَشْرًا" ہے۔

دونوں مثالوں میں عَشْرًا وَاَوْ عَطْف کے معنی کو شامل ہے دونوں اسموں کو ایک کرنے سے پہلے واو
موجود تھی مرکب بنائی بناتے وقت واو کو لفظا حذف کر دیا گیا نہ کہ معنی نیز "اَخَذَ عَشْرًا" سے "تِسْعَةً
عَشْرًا" تک تمام اعداد مرکب بنائی ہیں۔

مرکب بنائی کا اعراب:

مرکب بنائی کی دونوں جزیں مبنی علی الفتح (فتح پر مبنی) ہوتی ہیں البتہ اِثْنَا عَشْرًا (اور اِثْنَا
عَشْرًا) میں پہلا جز معرب اور دوسرا مبنی علی الفتح ہوتا ہے۔

عِنْدِي اَخَذَ عَشْرًا رُوبِيَّةً:

عِنْدِي: خبر مقدم (مضاف، مضاف الیہ)..... اَخَذَ عَشْرًا: میتر مرکب بنائی

جز اول و ثانی مبنی علی الفتح..... رُوبِيَّةً: تمیز منصوب بالفتحة الظاهرة.....

میتر + تمیز = مبتدا مؤخر مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

سوم مرکب منع صرف واو آنست کہ دو اسم را یکے کردہ باشند و اسم دوم متضمن حرفی نباشد
 چون بَعْلَبَکْ وَخَضِرَ مَوْتُ کہ جز و اول مبنی باشد بر فتح بر مذہب اکثر علماء و جز و دوم
 معرب بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جز و جملہ باشد چون غَلَامُ زَبْدٍ قَائِمٌ وَعِنْدِي أَحَدٌ
 عَشْرَ دِرْهَمًا وَجَاءَ بَعْلَبَکْ

مرکب منع صرف اور وہ یہ ہے کہ دو اسموں کو ملا کر ایک کیا گیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن نہ
 ہو جیسے بَعْلَبَکْ اور خَضِرَ مَوْتُ اسکا پہلا جز مبنی بر فتح ہوتا ہے اکثر علماء کے نزدیک اور دوسرا
 جز معرب ہوتا ہے جان تو کہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جملہ کی جز ہوتا ہے جیسے غَلَامُ زَبْدٍ قَائِمٌ
 وَعِنْدِي أَحَدٌ عَشْرَ دِرْهَمًا وَجَاءَ بَعْلَبَکْ

مرکب منع صرف:

وہ مرکب کہ دو اسموں کو ایک کر دیا جائے اور دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن (مشمول) نہ ہو۔
 جیسے : ”بَعْلَبَکْ“ بیروت کے نواح میں ایک شہر یا قلعہ کا نام ہے، بعل اور بک
 دو علیحدہ اسم ہیں جن کو ایک کیا گیا ہے۔..... ”خَضِرَ مَوْتُ“ یمن کے ایک شہر کا نام، خضر اور
 موت دو علیحدہ اسم ہیں جن کو ایک کیا گیا ہے۔

مرکب منع صرف کی دیگر مثالیں

فیصل آباد، اسلام آباد، راول بندی، سعودی عرب، نیویارک

مرکب منع صرف کا اعراب:

اکثر علماء نحو کے نزدیک مرکب منع صرف کا پہلا جز مبنی علی الفتح اور دوسرا معرب ہوتا ہے البتہ
 بعض اہل نحو کے نزدیک مرکب منع صرف کے دونوں جز معرب ہوتے ہیں اور ان میں سے پہلا مضاف
 جبکہ دوسرا مضاف الیہ ہوتا ہے۔

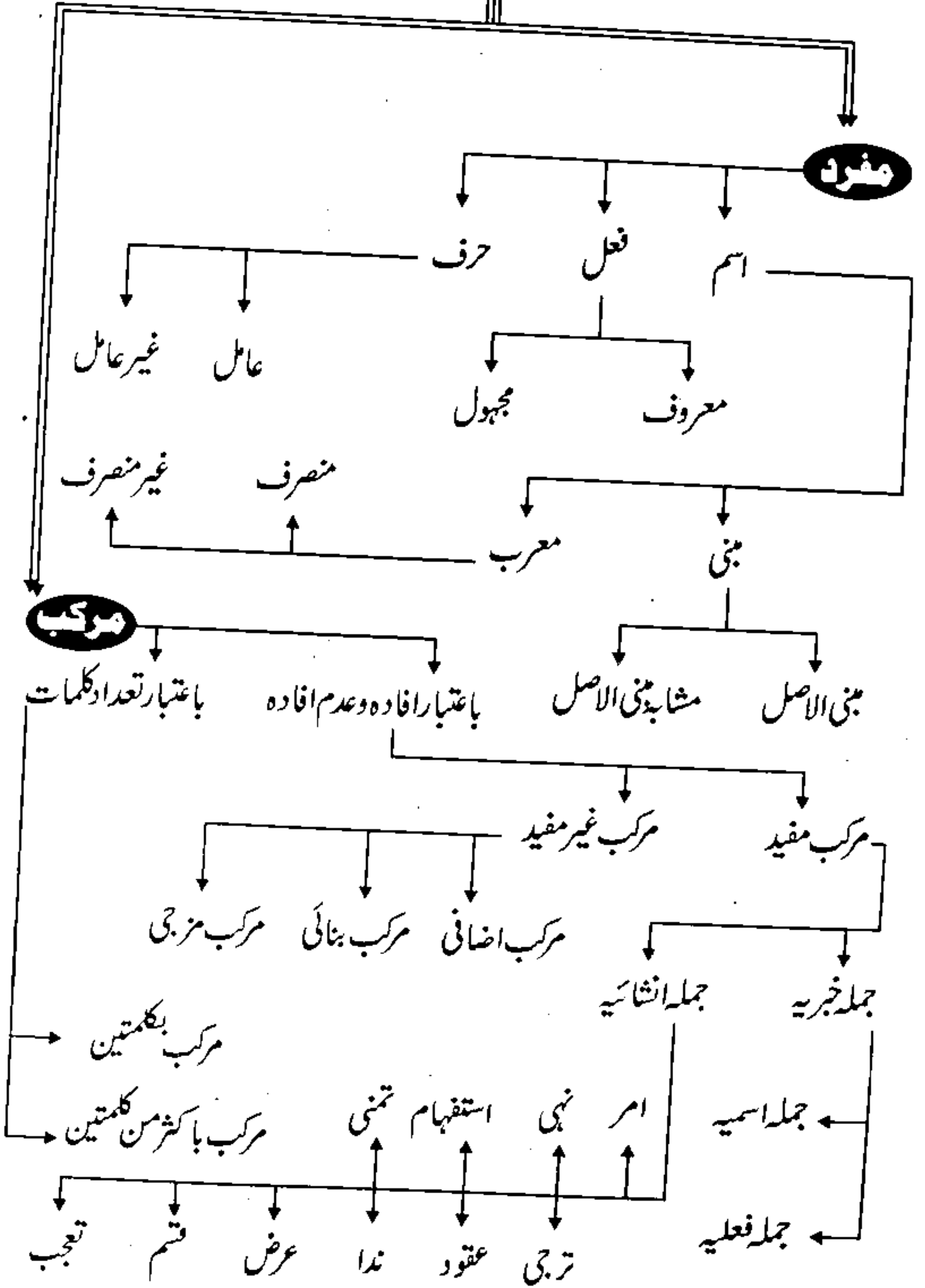
فائدہ : مصنف نے مرکب غیر مفید کی بحث کو ختم کرتے ہوئے ایک اہم بات کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ یہ کہ مرکب غیر مفید مکمل جملہ نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ جملہ یعنی مرکب مفید کا ایک جزو ہوتا ہے۔ جیسے ”غُلامُ زَيْدٍ قائمٌ“ اس جملے کے دو جز ہیں ایک قائم جو کہ خبر ہے اور دوسرا غلام زید مرکب غیر مفید جو کہ مبتدا ہے۔ مصنف نے مرکب غیر مفید کی تین قسمیں بیان کی ہیں لیکن مرکب توصیفی، مرکب صوتی، مرکب عطفی، مرکب بیانی اور مرکب بدلی بھی مرکب غیر مفید ہی میں شمار کئے جاتے ہیں۔ مرکب توصیفی۔ جیسے: ”شَجَرَةٌ مُثْمِرَةٌ“ مرکب صوتی۔ جیسے: ”سَيِّبُوْنِيْهِ“۔ مرکب عطفی۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ وَعُمَرُ، مرکب بیانی۔ جیسے: جَاءَ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرًا اور مرکب بدلی۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ أَخُوْكَ۔

فائدہ : مرکب توصیفی سے مراد وہ مرکب ہے جو موصوف اور صفت پر مشتمل ہو جیسے جَائِنِي رَجُلٌ عَالِمٌ۔ رَجُلٌ عَالِمٌ مرکب توصیفی ہے۔۔۔ مرکب صوتی وہ مرکب ہے جو کسی اسم کے آخر میں حاسا کن یا مکسور باتوین کا اضافہ کرنے سے وجود میں آئے جیسے سَيِّبُوْنِيْهِ۔ علاوہ ازیں دیگر مرکبات کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔

فائدہ : مرکب بیانی کو مرکب تعدادی، مرکب عددی جبکہ مرکب منع صرف کو مرکب مزجی اور مرکب غیر منصرف کہا جاتا ہے

هَذَا بَعْلَبَكُ ”هذا“ مبتدا مرفوع محل ”بعلبك“ خبر جز
اول منى على الفتح وجزو ثانی مرفوع بالضمۃ لفظا ہرۃ مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

لفظ مستعمل



فصل بدانکہ ہج جملہ کمتر از دو کلمہ نباشد لفظا چون ضَرْبَ زَيْدٌ وَزَيْدٌ قَائِمٌ یا تقدیرا چون اضْرِبْ کہ اَنْتَ درد مستترست و ازین بیشتر باشد و بیشتر را حدی نیست بدانکہ چون کلمات جملہ بسیار باشد اسم و فعل و حرف را با یکدیگر تمیز باید کردن و نظر کردن کہ معربست یا مبنی و عامل است یا معمول و باید دانستن کہ تعلق کلمات با یکدیگر چگونه است تا مسند و مسند الیہ پیدا گردد و معنی جملہ متحقق معلوم شود۔

فصل: جان تو کہ کوئی جملہ دو کلموں سے کم نہیں ہوتا لفظا ہو جیسے ضَرْبَ زَيْدٌ وَزَيْدٌ قَائِمٌ یا تقدیرا ہو جیسے اضْرِبْ کہ اس میں اَنْتَ ضمیر پوشیدہ ہے اور جملہ اس سے زیادہ بھی ہوتا ہے زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ جان تو کہ جب جملہ کے کلمات بہت زیادہ ہوں تو اسم، فعل اور حرف کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ معرب ہے کہ مبنی، عامل ہے کہ معمول اور جاننا چاہیے کہ کلمات کا ایک دوسرے کے ساتھ تعلق کیا ہے تاکہ مسند اور مسند الیہ واضح ہو جائیں اور جملہ کا معنی متحقق کیسا تھ معلوم ہو جائے۔

کلمات جملہ:

مرکب کی بحث کے آخر میں مصنف نے جملہ کے متعلق مندرجہ ذیل اہم باتوں کی نشاندہی کی ہے:

(۱) جملہ میں کم از کم دو کلموں کا ہونا ضروری ہے چاہے جملہ میں دونوں کلمے لفظاً موجود ہوں۔ جیسے "ضَرْبَ زَيْدٌ، تَبَارَكَ اللّٰهُ، زَيْدٌ قَائِمٌ، اللّٰهُ خَالِقُنَا"..... یا جملہ میں ایک کلمہ لفظاً موجود ہو جبکہ دوسرا کلمہ لفظاً موجود نہ ہو بلکہ وہ پہلے کلمہ میں پوشیدہ ہو۔ جیسے: "اضْرِبْ" اس میں اَنْتَ ضمیر پوشیدہ ہے۔ یعنی معنوی طور پر یہ دو ہی کلمے ہوتے ہیں ایک "اضْرِبْ" اور دوسرا "اَنْتَ"۔

(۲) ایک جملہ میں دو سے زائد کلمات بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسے: "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ..... سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَلْقَصَى"

(۳) جملہ کے مفہوم کو پورے طور پر سمجھنے کے لئے مسند اور مسند الیہ، عامل اور معمول کی پہچان بہت ضروری ہے یعنی کلمات کا آپس میں کیا تعلق ہے اسی طرح یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ کلمات میں سے کون سا کلمہ معرب ہے اور کون سا کلمہ مبنی ہے علاوہ ازیں دو سے زائد کلمات ہونے کی صورت میں اسم، فعل اور حرف کی الگ سے پہچان بھی ضروری ہے تاکہ مفہوم جملہ صحیح طور پر سمجھا جاسکے۔ جیسے: کَتَبَ زَيْدٌ بِالْقَلَمِ..... کَتَبَ: فعل، مسند، مبنی اور عامل ہے۔..... زَيْدٌ: اسم، مسند الیہ، معرب اور معمول ہے۔..... ب: حرف جر مبنی اور عامل ہے۔..... القلم: اسم معرب اور معمول ہے۔

کلام سے متعلق اہم باتیں:

نمبر ۱) لغت کے اعتبار سے کلام مندرجہ ذیل معانی کیلئے آتا ہے:

- ☆ کلام نفسی یعنی وہ کلام جو صوت اور حرف سے خالی ہو۔
- ☆ مطلقاً لفظ چاہے کوئی فائدہ دے یا نہ دے۔ ☆ خط
- ☆ اشارہ ☆ لسان حال
- ☆ ہر ایسی بات جس کے ذریعے مقصود تک پہنچا جاسکے۔ جیسے عقد و نصب

نمبر ۲) کلام مندرجہ ذیل تین طریقوں سے حاصل ہوتا ہے:

- ☆ کلام دو اسموں سے حاصل ہوتا ہے۔ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ۔ اَللّٰهُ غَنِيٌّ
- ☆ کلام ایک فعل اور ایک اسم سے حاصل ہوتا ہے جبکہ دونوں ظاہر ہوں۔
- ☆ جیسے: قَامَ زَيْدٌ
- ☆ کلام ایک فعل اور ایک اسم سے حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ دونوں ظاہر نہ ہوں بلکہ مقدر ہوں

جیسے: فقط نعم کہہ دینا اس شخص کے جواب میں جو سوال کرے ”هَلْ قَامَ زَيْدٌ“ یہاں بھی کلام ایک اسم اور ایک فعل سے حاصل ہو رہا ہے لیکن دونوں مقدر ہیں اصل عبارت یوں ہوگی۔ نَعَمْ قَامَ زَيْدٌ۔

فائدہ نمبر ۱: بعض اوقات کلام میں فقط ایک فعل ہوتا ہے جبکہ اسم ایک سے زائد بھی ہوتے ہیں۔ جیسے: کَانَ زَيْدٌ قَائِمًا، اس کلام میں دو اسم ہیں۔ ظَنَنْتُ زَيْدًا قَائِمًا۔ اس کلام میں تین اسم ہیں، اَعْلَمْتُ زَيْدًا عَمَرًا قَائِمًا اس کلام میں چار اسم ہیں۔

فائدہ نمبر ۲: بعض اوقات کلام میں ایک سے زائد فعل اور اتنے ہی اسم ہوتے ہیں جیسے اِنْ قَامَ زَيْدٌ قُمْتُ، اس کلام میں دو فعل اور دو اسم ہیں۔

فائدہ نمبر ۳: کلام میں کبھی بظاہر ایک اسم اور اس کے ساتھ ایک حرف ہی دکھائی دیتا ہے اس کے علاوہ نہ تو کوئی دوسرا اسم کلام میں ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی فعل جیسے۔ ”يَا زَيْدٌ“ جس سے یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے، کہ شاید کلام ایک اسم اور ایک حرف سے بھی حاصل ہو سکتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ حرف نہ فعل اُنَادِي، اَطْلُبُ یا اَذْعُو کے قائم مقام ہوتا ہے یعنی يَا زَيْدُ اصل میں اُنَادِي زَيْدًا ہے گویا یہ بھی درحقیقت ایک فعل اور ایک اسم ہوا۔

فائدہ نمبر ۴: کبھی کلام ایک فعل اور ایک اسم سے حاصل ہوتا ہے جبکہ فعل لفظاً موجود ہو اور اسم مقدر ہو جیسے اِقْرَأْ۔

فصل بدانکہ علامت اسم آنست کہ الف ولام

فصل : جان تو کہ علامات اسم یہ ہے کہ الف ولام

علامات اسم : علامت بمعنی نشانی سے مراد وہ چیز ہے جس کے ذریعے کسی شے کی پہچان ہوتی ہے، لہذا اسم کی علامات سے مراد یہ ہوگا کہ وہ خاص نشانیاں جن کے ذریعے یہ معلوم ہو کہ وہ کلمہ اسم ہے فعل یا حرف نہیں۔ اگر کسی کلمہ میں اسم کی کوئی ایک نشانی بھی موجود ہوئی تو وہ کلمہ لازماً اسم ہوگا فعل یا حرف نہیں ہوگا۔ مصنف نے اسم کی گیارہ علامات ذکر کی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) کلمہ کے شروع میں الف ولام ہو جیسے۔ **الْحَمْدُ ، الْكِتَابُ ، الظَّاهِرُ ، الْبَاطِنُ**

فائدہ : دخول الف ولام سے مراد یہ ہے کہ وہ کلمہ الف ولام کو قبول کرتا ہو اور الف ولام کے داخل ہونے سے کلمہ کی حیثیت میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی ہو۔ مثلاً الف ولام کے دخول سے پہلے مکرہ تھا بعد از دخول معرفہ ہو جائے۔ الف ولام کو حرف تعریف اور آل بھی کہا جاتا ہے۔

حرف تعریف کی حقیقت کے بارے میں علماء نحو کا اختلاف:

(۱) حرف تعریف الف ولام دونوں پر مشتمل ہے ہمزہ (الف) قطعی ہے جس کو درج کلام میں کثرت استعمال کی بنا پر تخفیفاً حذف کیا جاتا ہے۔ (امام خلیل)

(ب) حرف تعریف فقط ہمزہ ہے لام ہمزہ استفہام اور ہمزہ تعریف میں فرق رکھنے کے لئے لایا جاتا ہے۔ (امام مبرد)

(ج) حرف تعریف فقط لام ہے ہمزہ وصلی ہے جس کو لام سے پہلے اس لئے بڑھایا گیا ہے کہ کلام کی ابتدا کرنا ممکن ہو اور یہی جمہور نحو یوں کا مذہب ہے۔ (امام سیبویہ اور اکثر نحاة)

آل کی اقسام: الف ولام کی دو قسمیں ہیں، ایک الی اور دوسری حرفی۔ الف ولام الی فقط اسم فاعل اور اسم مفعول حدوٹی پر داخل ہوتا ہے اور الذی یا الہی کا معنی دیتا ہے۔ جبکہ الف ولام حرفی مذکورہ اسم فاعل اور اسم مفعول کے علاوہ تمام اسماء پر داخل ہوتا ہے۔ ذیل میں الف ولام حرفی کی مکمل تفصیل بیان کی جا رہی ہے:

آل حرفی کی اقسام:

الف ولام حرفی کی دو قسمیں ہیں: (۱) الف ولام زائد (۲) الف ولام غیر زائد (اصلیہ)

الف لام زائد کی چار اقسام ہیں:

- (۱) الف لام زائد عوضی لازم۔ جیسے: اَللّٰہ
- (۲) الف لام زائد عوضی غیر لازم۔ جیسے: اَلنَّاسُ
- (۳) الف لام زائد غیر عوضی لازم۔ جیسے: اَلنَّجْمُ ، اَلثُّرَيَّا
- (۴) الف لام زائد غیر عوضی غیر لازم۔ جیسے: فَيَا اَغْلَامَانِ اللّٰذَانِ قَرَا

الف لام حرفی غیر زائد چار طرح کا ہوتا ہے:

- الف لام جنسی: الف لام کے مدخول سے مراد جنس ہو تو الف لام جنسی ہوگا۔
 جیسے: الرَّجُلُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَرْأَةِ
- الف لام استغراقی: الف لام کے مدخول سے مراد تمام افراد ہوں تو الف لام استغراقی ہوگا۔
 جیسے: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ
- الف لام عہد خارجی: الف لام کے مدخول سے مراد بعض معین افراد ہوں تو الف لام عہد خارجی ہوگا۔
 جیسے: فَغَضِيْ فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلَ
- الف لام عہد جنی: الف لام کے مدخول سے مراد بعض غیر معین افراد ہوں تو الف لام عہد جنی ہوگا۔
 جیسے: فَاَخَافُ اَنْ يَّأْكُلَهُ الذَّنْبُ
- ☆ بعض علماء نحو الف لام غیر زائد کی تقسیم یوں کرتے ہیں:
- الف لام عہدی کی تعریف: وہ الف لام جس کے مصداق سے متکلم و مخاطب دونوں آگاہ ہوں
 جیسے: كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلَ

الف لام عہدی کی اقسام:

- عہد ذکری:** وہ الف لام جس کا معبود مکرہ کی صورت کلام میں پہلے گذر چکا ہو۔
 جیسے: رُجَاۡجَةُ الرُّجَاۡجَةِ ، اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلَ
- عہد ذہنی:** وہ الف لام جس کا معبود فرد خاص کی صورت میں ذہن میں پہلے
 سے حاضر ہو۔ جیسے: اِذْهُمَا فِي الْغَارِ (خاص غار مراد ہے)
- عہد حضوری:** وہ الف لام جس کا معبود تکلم کے وقت حاضر ہو۔
 جیسے: الْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

الف لام جنسی : وہ الف لام جس کا مدخول مکمل جنس پر دلالت کرے، یا وہ الف لام جو اپنے مدخول کی حقیقت و ماہیت بیان کرے اور محض جنس کے معنی کی وضاحت کرے۔
الف لام جنسی کی اقسام:

الف لام ماہیت : وہ الف لام جس کی دلالت جنس پر ہو قطع نظر افراد کے جیسے **وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ**

الف لام استغراقی : وہ الف لام جس کی دلالت جنس کے تمام افراد پر ہو۔ جیسے **إِنَّ الْإِنْسَانَ لِفِي خُسْرٍ**

الف لام استغراقی لخصائص الافراد :

وہ الف لام جس کے مدخول سے جنس کے تمام خصائص و صفات مراد ہوں۔ جیسے **أَنْتَ الرَّجُلُ** (یعنی تم میں رجولیت کی تمام صفات موجود ہیں)۔

الف لام زائد : وہ الف لام جو مکرمہ اور معرفہ دونوں پر داخل ہو۔

ال زائد کی اقسام:

لازمہ : اس کے درج ذیل مقامات ہیں :

☆ وہ آل جو بعض ایسے اسماء کے شروع میں ہو جو اہل عرب سے اسی طرح سنے گئے ہوں۔ جیسے : **الْأَلَاكُ وَالْعُرَى**

☆ وہ آل جو بعض اسماء ظروف کے شروع میں ہوتا ہے۔ جیسے : **الْآن**

☆ وہ ال جو اسماء موصولہ کے شروع میں محض اس کی تحسین کے لئے لاحق ہوتا ہے۔ جیسے **الَّذِي، الَّتِي**

غیر لازمہ : وہ ال جو بعض اعلام منقولہ کے شروع میں تحسین کے لئے آتا ہے۔ جیسے : **الْغَبَاسُ وَالْفَضْلُ**

فائدہ : اعلام منقولہ سے مراد وہ اعلام ہیں جو اصل میں مصدر، اسم جنس یا صیغہ صفت ہو بعد میں اسے علم کی طرف نقل کیا گیا ہو تفصیل معرفہ کی بحث میں۔

یا حرف جر ذراوش باشد چون الْحَمْدُ وَبَزِيدٍ یا تنوین در آخرش باشد چون زَيْدٌ

یا حرف جر اس کے شروع میں ہو جیسے الْحَمْدُ اور بَزِيدٍ یا تنوین اسکے آخر میں ہو جیسے زَيْدٌ

(۲) کلمہ کے شروع میں حرف جر ہو۔ جیسے بَزِيدٍ

حرف جارہ کی تعریف : وہ حرف جو اسم پر داخل ہو کر اس کے آخر میں جردیتا ہے۔

فائدہ : حرف جر کی کل تعداد سترہ ہے: ”بَا، تَا، کَاف، لَام، وَاو، مُذ، مُنْذ،

رُب، فِی، عَنْ، عَلٰی، حَتّٰی، اِلٰی، مِنْ، عِذَا، خَاشَا، خَلَا“

(۳) کلمہ کے آخر میں تنوین ہو۔ جیسے زَيْدٌ، فَرَسٌ، جَمَلٌ

تنوین کی تعریف : وہ نون ساکن جو لکھنے میں نہ آئے اور تلفظ کے اعتبار سے

کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے تابع ہو۔

تنوین کی اقسام :

۱۔ تنوین ممکن یا تنوین صرف ۲۔ تنوین مقابلہ ۳۔ تنوین تکثیر

۴۔ تنوین عوض ۵۔ تنوین ترنم ۶۔ تنوین تکثیر ۷۔ تنوین ضروریہ

۸۔ تنوین زیادة ۹۔ تنوین حکایہ ۱۰۔ تنوین غلو یا تنوین غالی

فائدہ : نون تنوین کو عموماً حالت رفعی میں دو پیش، حالت نصبی میں دو زبر اور حالت جری

میں دو زیر کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ جیسے: ”جَاءَ زَيْدٌ، رَأَيْتُ زَيْدًا، مَرَرْتُ بِزَيْدٍ“

..... زَيْدٌ اصل میں زَيْدُنْ ہے، زَيْدًا اصل میں زَيْدُنْ ہے، زَيْدٌ اصل میں زَيْدُنْ ہے۔

فائدہ : اکثر علماء نحاة نے تنوین کی فقط پانچ قسمیں ہی بیان کی ہیں، ان میں سے چار اسم

کے ساتھ خاص ہیں جبکہ تنوین ترنم اسم کے ساتھ خاص نہیں اور جو حضرات دس اقسام بیان کرتے ہیں

ان کے نزدیک آٹھ قسمیں اسم کے ساتھ خاص ہیں جبکہ تنوین ترنم اور تنوین غلو اسم کے ساتھ خاص

نہیں۔

یا مسند الیہ باشد چون زید قائم یا مضاف باشد چون غلام زید

یا مسند الیہ ہو جیسے زید قائم یا مضاف ہو جیسے غلام زید

(۴) کلمہ مسند الیہ ہو۔

جیسے: ”زید قائم“۔ ”صام زید“ دونوں جگہ زید مسند الیہ ہے۔

مسند الیہ کے تحت مندرجہ ذیل کلمات آتے ہیں:

- ☆ فاعل: جیسے جاء الحق وزهق الباطل.
- ☆ نائب فاعل: جیسے يعاقب العاصون ويثاب الطائعون
- ☆ مبتدا: جیسے الصبر مفتاح الفرج
- ☆ فعل ناقص کا اسم: جیسے كان الله عليهما حكيمًا
- ☆ ليس کے مشابہ حروف کا اسم:
- ☆ جیسے ان اخذ خيرا من اخذ الا بالعقل والعلم
- ☆ حروف مشبہ بفعل کا اسم: جیسے ان الله عليهم بذات الصدور
- ☆ لائے نفی جنس کا اسم: جیسے لا اله الا الله
- (۵) کلمہ مضاف ہو۔

جیسے: ”غلام زید عندی“ غلام مضاف ہے۔

فائدہ: مضاف الیہ بھی اسم ہوتا ہے۔

هَذَا الْكِتَابُ مُفِيدٌ هَذَا: موصوف الكتاب: (اسم بوجہ الف لام) صفت،
موصوف + صفت = مبتدا مفید: اسم فاعل + فاعل (هو) خبر: مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

یا مصغر باشد چون قُرَیش یا منسوب باشد چون بَغْدَادِی یا ثنی باشد چون رَجُلَانِ
یا مجموع باشد چون رَجَالٌ

یا مصغر ہو جیسے قُرَیش یا منسوب ہو جیسے بَغْدَادِی یا ثنی ہو جیسے رَجُلَانِ یا جمع ہو جیسے رَجَالٌ

(۶) کلمہ مصغر ہو، جیسے ، قُرَیش، رَجُلٌ

مصغر کی تعریف : وہ اسم جو مدلول کی حقارت، قلت، عظمت، قربت یا اس کی محبت پر دلالت کرے

مثال : حقارت : جیسے رَجُلٌ یعنی رَجُلٌ صَغِيرٌ

قلت : جیسے عَلِيمٌ یعنی رَجُلٌ عِلْمُهُ قَلِيلٌ

عظمت : جیسے قُرَیش یعنی قَبِيلَةٌ عَظِيمَةٌ

تقریب : جیسے قَبِيلٌ یعنی قَبْلُ الْقَرِيبِ

محبت بالدلیل : جیسے بُنَى یعنی الْاِہْنُ الْمَحْبُوْبُ

اوزان تصغیر :

ثلاثی : فَعِيْلٌ رَجِلٌ (رجل کی تصغیر)

رباعی : فُعْيَعِلٌ مَنِيْزِلٌ (مَنْزِل کی تصغیر)

خماسی : فُعْيَعِيْلٌ عَصِيْفِيْرٌ (عُصْفُوْر کی تصغیر)

تصغیر کا فائدہ :

تصغیر کے ذریعے کلام کے اختصار اور کسی شے کے حجم میں کمی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے

(۷) کلمہ منسوب ہو۔ جیسے بَغْدَادِی

منسوب کی تعریف : وہ اسم جس کے آخر میں یا مشدود ما قبل کسرہ لاحق ہو۔ جیسے :

مَذْنِبِي، مَكِّي، بَاكِسْتَانِي، حَنْفِي،

(۸) کلمہ ثنی ہو۔ جیسے رَجُلَانِ، امْرَأَتَانِ

(۹) کلمہ جمع ہو۔ جیسے رَجَالٌ، مُؤْمِنُوْنَ

فائدہ : ثنی اور جمع اسم کے خاصے ہیں فعل کو مجازاً ثنی یا جمع کہا جاتا ہے۔

یا موصوف باشد چون جاء رجل عالم یا تائی متحرک بدو پیوند چون ضاربة

یا موصوف ہو جیسے جاء رجل عالم یا تاء متحرک اسکے ساتھ متصل ہو جیسے ضاربة۔

(۱۰) کلمہ موصوف ہو۔ جیسے: رجل عالم، رجل موصوف ہے۔ امرأة
عالمہ امرأة موصوف ہے۔

(۱۱) کلمہ کے ساتھ تائے متحرک متصل ہو۔ جیسے ضاربة، مسلمة، مؤمنة
نوٹ: تائے متحرک سے مراد وہ تاء ہے جو حالت وقف میں حاء میں تبدیل ہو جاتی ہے۔
تنبیہ: مصنف نے اسم کی گیارہ علامتیں ذکر کی ہیں لیکن اسم کی علامتیں اس سے زائد
ہیں جن میں کچھ فائدہ کے لئے ذیل میں بیان کی جا رہی ہیں:

- (۱) کلمہ کے شروع میں حرف ندا ہو۔ جیسے: یا زید
- (۲) کلمہ کے شروع میں اِنّ یا اس کے اخوات میں سے کوئی حرف ہو جیسے: انّ زیداً قائم
- (۳) کلمہ کے شروع میں لولا امتناعیہ ہو۔ جیسے: لولا علیّ لهلك عمر
- (۴) کلمہ کے شروع میں واو حالہ ہو۔ جیسے: لا تقتلوا الصيد وانتم حرم
- (۵) کلمہ کے شروع میں اما تفصیلیہ ہو۔ جیسے: فاما الیتیم فلا تقهر
- (۶) کلمہ کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ جیسے: حنبلی
- (۷) کلمہ کے آخر میں الف ممدودہ ہو۔ جیسے: حمراء
- (۸) وہ کلمہ ضمیر ہو۔ جیسے: انا
- (۹) وہ کلمہ مبہم ہو۔ جیسے: هذا
- (۱۰) وہ کلمہ ناقص ہو۔ جیسے: الذی
- (۱۱) وہ کلمہ مؤنث ہو۔ جیسے: زینب
- (۱۲) وہ کلمہ مذکر ہو۔ جیسے: رجل

اسی طرح کلمہ کا کلام میں فاعل، مفعول اور منعوت واقع ہونا اور اس کا معرفہ و نکرہ ہونا بھی اسم
کی علامات میں سے ہے۔

الْقُرَيْشُ قَبِيلَةٌ مِّنْ قَبَائِلِ الْعَرَبِ القریش: (اسم بوجہ تصغیر) مرفوع بالضمۃ لظاہرۃ مبتدا
قبیلۃ: مرفوع بالضمۃ لظاہرۃ خبر..... من: حرف جار..... قبائل: اسم جمع مکسر مضاف
العرب: مضاف الیہ مجرور بالکسرة لظاہرۃ..... مضاف + مضاف الیہ = مجرور جار + مجرور ظرف
مستقر متعلق قبیلۃ کے ہو کر خبر..... مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

وعلامت فعل آنست کہ قَدْ در اولش باشد چون قَدْ ضَرَبَ

علامت فعل وہ ہے کہ اسکے شروع میں قد ہو جیسے قد ضرب۔

علامات فعل :

اسم کی علامات کے بعد فعل کی علامات کا تذکرہ کیا گیا ظاہر ہے اس سے مراد وہ خاص نشانیاں ہیں جن کے ذریعے فعل کو پہچانا جاتا ہے، صاحب نحو میر نے فعل کی آٹھ علامتیں بیان کی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) کلمہ کے شروع میں حرف قد ہو۔ جیسے قَدْ ضَرَبَ

حرف قد کے بارے میں چند اہم باتیں:

قد فعل ماضی اور مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے، قد فعل ماضی پر داخل ہو تو مختلف معانی کا فائدہ دیتا ہے

☆ قد فعل ماضی پر داخل ہو کر تقریب کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" (نماز ابھی کھڑی ہوئی)

☆ قد فعل ماضی پر داخل ہو کر تحقیق کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "قَدْ سَمِعَ اللَّهُ" (یقیناً اللہ نے سنا)

قد فعل مضارع پر داخل ہو تو مندرجہ ذیل معانی کا فائدہ دیتا ہے:

☆ قد فعل مضارع پر داخل ہو کر توقع کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "قَدْ يَقْدُمُ الْغَائِبُ الْيَوْمَ" (تو قہے کہ غائب شخص آج آجائے گا)

☆ قد فعل مضارع پر داخل ہو کر تحقیق کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ" (یقیناً اللہ جانتا ہے)

☆ قد فعل مضارع پر داخل ہو کر تکثیر کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "قَدْ يَجُودُ الْكَرِيمُ" (سخی بہت سخاوت کرتا ہے)

☆ قد فعل مضارع پر داخل ہو کر تقلیل کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "قَدْ يَصْدُقُ الْكُذُوبُ" (جھوٹے بھی کبھی سچ کہہ دیتے ہیں)

قد سمع الله قد برائے تحقیق علامت فعل، سمع: فعل ماضی مبنی علی الفتح

الله: اسم جلالت فاعل مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ..... فعل + فاعل = جملہ فعلیہ خبریہ

يَاسِينُ بِاَشَدِّ حُوْنٍ سَيَضْرِبُ يَاسُوْفٌ بِاَشَدِّ حُوْنٍ سَوُوْفٌ يَضْرِبُ

ياسين ہو جیسے سیضرب یاسوف ہو جیسے سوف یضرب

(۲) کلمہ کے شروع میں حرف سین ہو۔

جیسے: سَيَضْرِبُ (عنقریب وہ مارے گا)

سَيَقُوْلُ الشُّفَهَاءُ (عنقریب بے وقوف لوگ کہیں گے)

(۳) کلمہ کے شروع میں حرف سوف ہو۔ جیسے: ”سَوُوْفٌ يَقُوْمُ الرَّئِیْسُ“

(رئیس آئندہ کھڑا ہوگا) سَوُوْفٌ يَضْرِبُ (آئندہ وہ مارے گا)

فائدہ نمبر ۱: سین اور سوف دونوں فعل مضارع کو زمانہ مستقبل کے ساتھ مختص کرنے کے لئے آتے ہیں لیکن ان میں فرق یہ ہے کہ سین فعل مضارع پر داخل ہو کر اسے مستقبل قریب جبکہ سوف فعل مضارع پر داخل ہو کر اسے مستقبل بعید کے معنی میں کر دیتا ہے۔

فائدہ نمبر ۲: فعل مضارع پر داخل ہونے والے سین کو حرف تنفیس اور سوف کو حرف تسویف کہا جاتا ہے۔

تنبیہ: فعل مضارع مطلق حال اور استقبال دونوں زمانوں پر دلالت کرتا ہے اور اگر فعل مضارع سے پہلے یا بعد میں کوئی اور کلمہ موجود ہو تو فعل مضارع ماضی، حال اور استقبال میں سے کسی ایک کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو:

☆ درج ذیل صورتوں میں فعل مضارع زمانہ استقبال کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے:

(۱) فعل مضارع کے شروع میں حرف تنفیس (سین) یا حرف تسویف (سوف) ہو۔

جیسے: سَوُوْفٌ تَعْلَمُوْنَ، سَيَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا

(۲) فعل مضارع کے شروع میں اذا ظرفیہ ہو۔ جیسے: اُجِبْكَ اِذَا تَجَبَّنِیْ

(۳) فعل مضارع طلب یا دعا کے معنی پر مشتمل ہو۔

جیسے: لَیَنْفِقْ ذُوْ سَعَةِ مِّنْ سَعَتِهِ، یَرْحَمُكَ اللّٰهُ

(۴) فعل مضارع کے زمانہ استقبال کے ساتھ خاص ہونے پر کوئی معنوی قرینہ موجود ہو۔

جیسے: وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ

(۵) فعل مضارع سے پہلے حرف نامب ہو۔ جیسے: لَنْ أَبْرَحَ

(۶) فعل مضارع کے ساتھ نون تاکید لاحق ہو۔ جیسے: لَنُخْرِقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ

(۷) فعل مضارع سے پہلے کلمات مجازات میں سے کوئی ہو۔ جیسے: اِنْ يُّشَآئِذْهُبِكُمْ

(۸) فعل مضارع سے پہلے حرف ترجی ہو۔ جیسے: لَعَلِّيْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ

درج ذیل صورتوں میں فعل مضارع زمانہ حال پر دلالت کرتا ہے:

(۱) فعل مضارع کے بعد الآن یا الساعة وغیرہ میں سے کوئی کلمہ ہو۔

جیسے: اُسَافِرُ الْاَنَ

(۲) فعل مضارع پر ان تانیہ داخل ہو۔

جیسے: اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاَصْلَاحَ

(۳) فعل مضارع پر مآن تانیہ داخل ہو۔

جیسے: وَمَا تَذَرْنِيْ نَفْسٌ مَّا ذَاتَكَ سِبْ غَدَا

(۴) فعل مضارع پر لام ابتدا داخل ہو۔

جیسے: اِنِّىْ لَيُخْرِنُنِّىْ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهِ

درج ذیل صورتوں میں فعل مضارع زمانہ ماضی کے ساتھ خاص ہوتا ہے:

(۱) فعل مضارع پر لم جازم داخل ہو۔

جیسے: لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

(۲) فعل مضارع پر لما جازم داخل ہو۔

جیسے: لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

(۳) فعل مضارع پر رُبَّمَا داخل ہو۔

جیسے: رُبَّمَا تَكُ رَءُ مَا فِيْهِ الْخَيْرُ لَكَ

یا حرف جزم بود چون لَمْ یَضْرِبْ یا ضمیر مرفوع متصل بدو پیوند و چون ضَرْبْتُ یا تاء ساکن چون ضَرْبْتُ یا امر باشد چون اَضْرِبْ یا نہی باشد چون لَا تَضْرِبْ

یا حرف جازم ہو جیسے لَمْ یَضْرِبْ یا ضمیر مرفوع متصل اسکے ساتھ ملی ہوئی ہو جیسے ضَرْبْتُ یا تاء ساکن ہو جیسے ضَرْبْتُ یا امر ہو جیسے اَضْرِبْ یا نہی ہو جیسے لَا تَضْرِبْ

(۳) کلمہ کے شروع میں حرف جازم ہو، جیسے لَمْ یَضْرِبْ

حروف جوازم کی دو قسمیں ہیں: (الف) وہ حروف جوازم جو فقط ایک فعل کو جزم دیتے ہیں یہ مندرجہ ذیل چار حروف ہیں:

لم جیسے لَمْ یَكْذِبْ۔ لا جیسے: لَمْ یَكْذِبْ
لام امر جیسے لِيَكْذِبْ، لائے نہی جیسے لَا یَكْذِبْ
(ب) وہ حرف جازم جو دو فعلوں کو جزم دیتے ہیں یہ ایک ہی حرف ہے:

ان جیسے اِنْ تَنْصُرُوا النَّصْرُ

(۵) کلمہ کے آخر میں ضمیر مرفوع متصل ہو۔ جیسے: ضَرْبْتُ، ضَرْبُ

(۶) کلمہ کے آخر میں تاء ساکن لاحق ہو۔ جیسے ضَرْبْتُ

(۷) وہ کلمہ امر ہو، جیسے اَضْرِبْ

(۸) وہ کلمہ نہی ہو، جیسے لَا تَضْرِبْ

فائدہ: (۱) امر اور نہی اگر چہ حرف جوازم کے تحت داخل ہیں لیکن مصنف نے ان کو علیحدہ بطور علامت فعل ذکر کیا ہے۔

(ب) فعل امر حاضر معروف کے شروع میں لام امر مقدر ہوتا ہے جس کی بناء پر فعل

امر حاضر معروف پر جزم آتی ہے

(ج) کلمہ کے ساتھ نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ کا لاحق ہونا شروع میں حرف "اتین" میں

سے کسی حرف کا آنا بھی علامت فعل میں شمار کیا جاتا ہے۔

مَنْقُولُ السُّفْهَاءِ س: علامت فعل برائے مستقبل قریب، بقول: فعل مضارع مرفوع

بالضمۃ الظاہرۃ..... السفہاء: فاعل مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ..... فعل + فاعل = جملہ فعلیہ خبریہ

وعلامت حرف آن است کہ ہیج علامتی از علامات اسم و فعل درونہو

حرف کی علامت وہ ہے کہ اسمیں اسم اور فعل کی علامات میں سے کوئی علامت نہ ہو۔

علامت حرف:

حرف کی دو علامتیں ہیں:

(۱) کلمہ علامت اسم سے خالی ہو۔ (۲) کلمہ علامت فعل سے خالی ہو۔

جیسے: مِنْ، هَلْ، يَا، اِلَّا اِنْ، وغیرہ

فائدہ (۱): کلمہ میں فعل اور اسم کی علامات میں سے کسی بھی علامت کا موجود نہ ہونا ہی اس بات کی

علامت ہوگی کہ یہ کلمہ حرف ہے گویا یہ علامت عدنی ہے نہ کہ علامت وجودی۔

فائدہ (۲): حروف میں سے بعض اسم کے ساتھ خاص ہیں۔ جیسے حروف جارہ، اور بعض فعل کے ساتھ خاص ہیں جیسے حروف جوازم۔

فائدہ (۳): حروف کی دو قسمیں ہیں ایک حروف عالمہ جو اپنے مدخول میں عمل کرتے ہیں اور دوسرے غیر عالمہ جو اپنے مدخول میں عمل نہیں کرتے۔

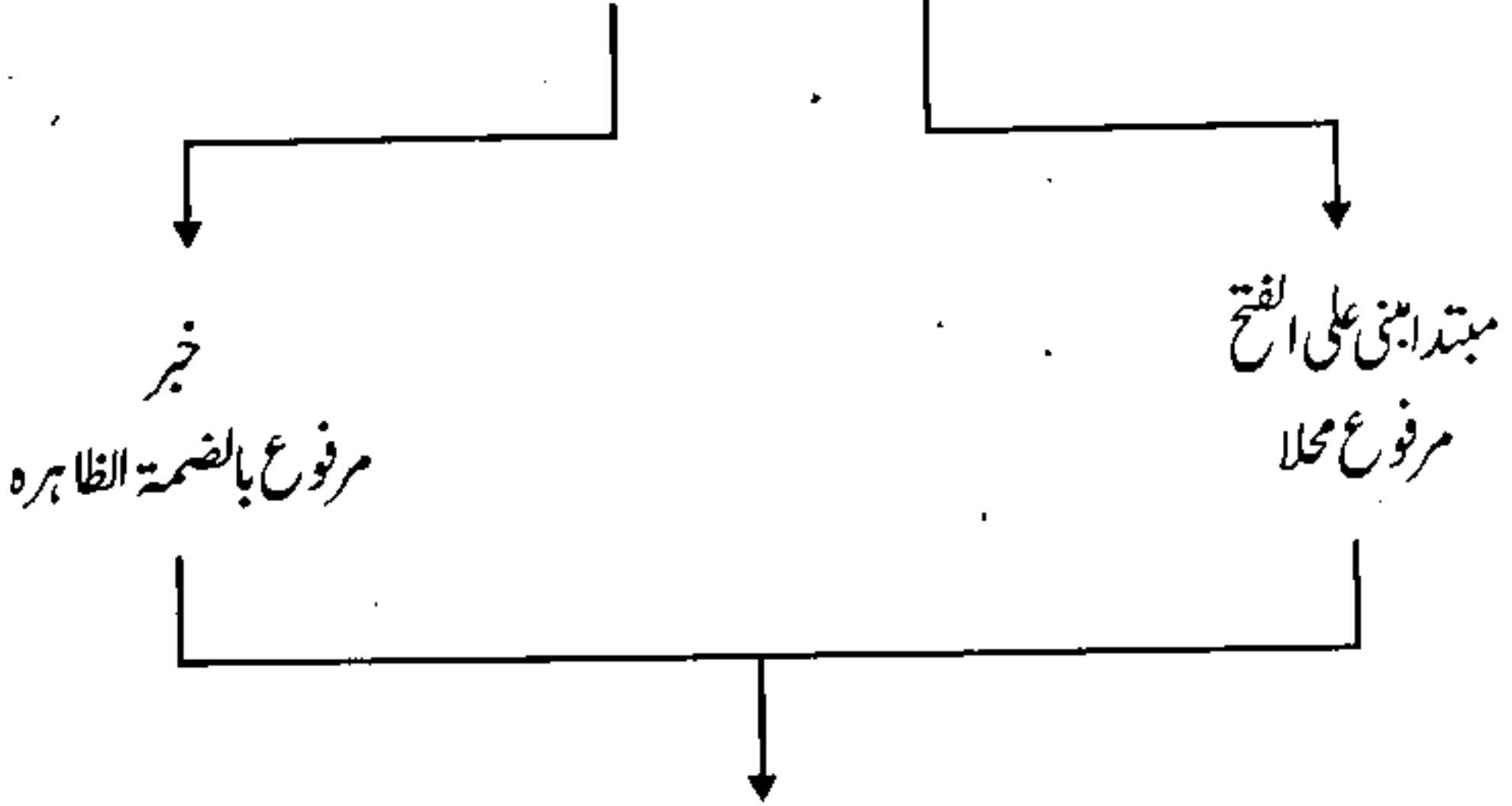
فائدہ (۴): بعض کلمات ایسے ہیں جو حروف اور اسماء دونوں میں شامل ہیں یعنی بعض نحاۃ کے نزدیک وہ اسم اور بعض کے نزدیک حرف ہیں۔

جیسے: مُذْ اور مُنْذُ حروف جارہ ہیں جبکہ ان کو اسم ظرف بھی شمار کیا جاتا ہے۔

فائدہ (۵): بعض کلمات ایسے ہیں جو حروف اور افعال دونوں میں شامل ہیں یعنی بعض نحاۃ کے نزدیک وہ فعل اور بعض کے نزدیک حرف ہیں۔

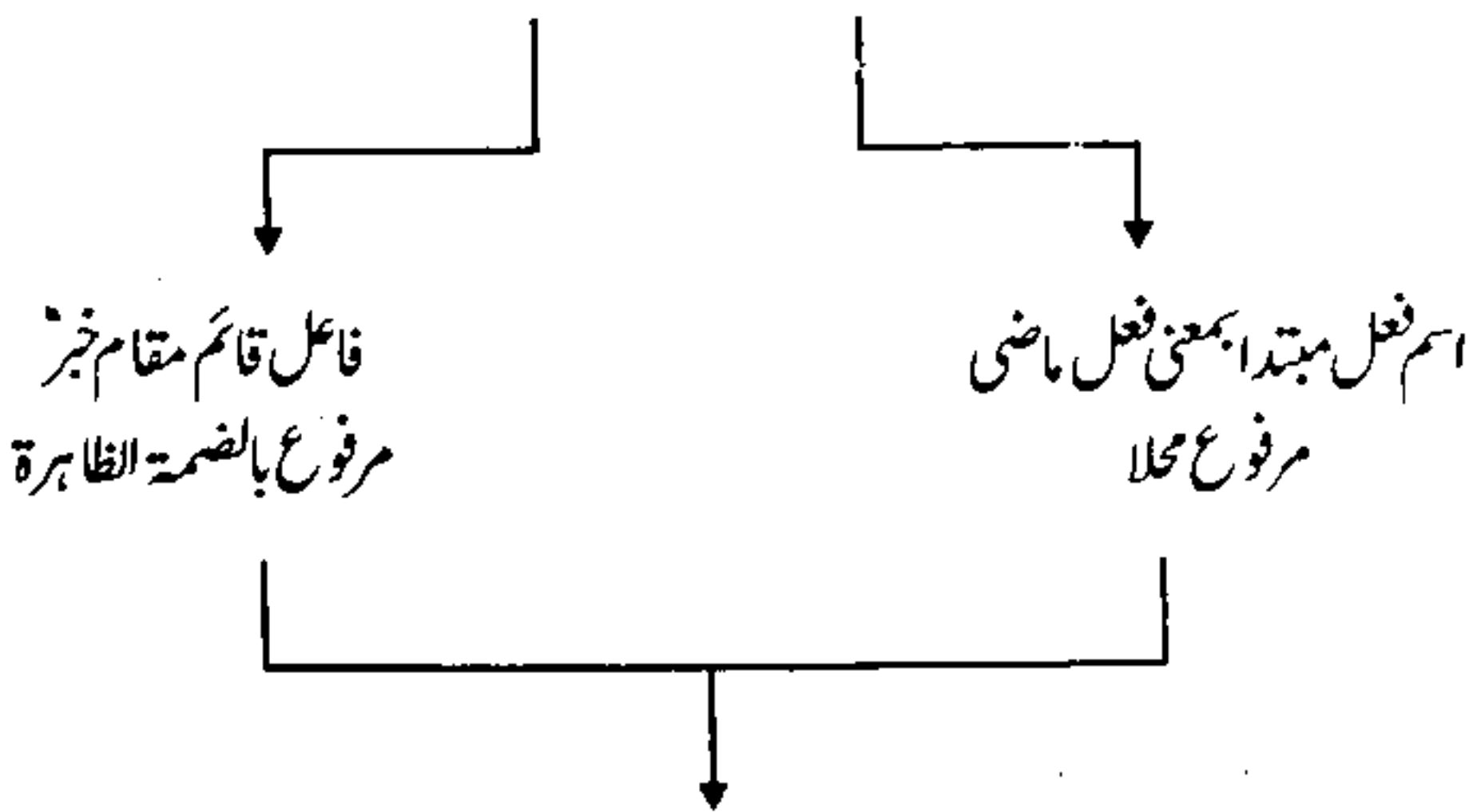
جیسے: خَلَا، خَاشَا حروف جارہ ہیں اور ان کو افعال بھی کہا گیا ہے۔

أَنَا مُسْلِمٌ



جمله اسميه خبريه

هَيْهَاتَ زَيْدٌ



جمله اسميه خبريه

فصل بدانکہ جملہ کلمات عرب بر دو قسم است معرب و مبنی۔ معرب آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف شود چون زید در جائزینی زید و رأیت زیداً و مررت بزید جاء عامل ست وزید معرب ست و ضمہ اعراب ست و دال محل اعراب

فصل: جان تو کہ جملہ کلمات عرب دو قسم پر ہے معرب اور مبنی۔ معرب وہ ہے کہ اس کا آخر عوامل کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہو جائے۔ جیسے جائزینی زید، رأیت زیداً، مررت بزید جاء عامل ہے، زید معرب ہے اور ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے۔

﴿معرب کا بیان﴾

معرب کا لغوی معنی ہے۔ اعراب دیا ہوا جبکہ اصطلاح نحو میں معرب سے مراد وہ کلمہ ہے جس کا آخر ماقبل عامل کے عمل سے تبدیل ہو جائے، یعنی اگر رفع دینے والا عامل آئے تو کلمہ کے آخر میں رفع آتا ہے، نصب دینے والا عامل آئے تو کلمہ کے آخر میں نصب آتا ہے اور اگر جر دینے والا عامل آئے تو کلمہ کے آخر میں جر آتا ہے۔ جیسے ”جاء زید“ جاء عامل ہے، زید معرب اور معمول ہے، زید کے آخر میں حرف دال محل اعراب جبکہ اس پر ضمہ علامت اعراب ہے۔ ایسے ہی ”رأیت زیداً“ ”مررت بزید“ ہے۔

مذکورہ بالا دونوں مثالوں میں زید معرب اور معمول ہے پہلی مثال میں اس کا عامل ”رأیت“ فعل ہے جس کے عمل کی بنا پر ”زیداً“ منصوب ہے اور دوسری مثال میں ”ب“ حرف جار عامل ہے جس کی بنا پر ”زید“ مجرور ہے۔

اعراب کی تفصیل:

اعراب کا لغوی معنی: واضح کرنا، خوبصورت بنانا، تبدیل کرنا
اعراب کی تعریف: وہ تبدیلی جو کلمہ کے آخر میں عامل کی وجہ سے کسی حرکت یا حرف یا ان کے نائب کی صورت میں لفظ یا لفظ براہوتی ہے
فائدہ: کلمہ کے آخر میں تبدیلی سے مراد رفع کی جگہ نصب یا جر کا آنا ہے۔

اقسام اعراب:

اظہار و خفاء کے اعتبار سے اعراب کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **اعراب لفظی:** کلمہ کے آخر میں ایسی تبدیلی جو لفظی صورت میں ہو اور اس کے نطق

(پڑھنے) سے کوئی مانع نہ ہو۔ جیسے: هَذَا خَالِدٌ. نَظَرْتُ خَالِدًا. مَرَرْتُ بِخَالِدٍ.

(۲) **اعراب تقدیری:** عامل کی وجہ سے ایسی تبدیلی جو تقدیری صورت میں ہو اور اس کے

نطق سے کوئی مانع موجود ہو۔ جیسے: بَلَغَ الْمُؤْمِنِيُّ، دَرَسْتُ الْمُؤْمِنِي، مَرَرْتُ بِالْمُؤْمِنِي

مانع اعراب کی وجوہ:

☆ **تعذر:** کلمہ کے آخر میں کوئی ایسا حرف ہو جس پر حرکت کا پڑھنا محذور ہو۔

جیسے جَاءَ الْفَتَى

☆ **ثقل:** کلمہ کے آخر میں کوئی ایسا حرف ہو جس پر حرکت کا پڑھنا ثقیل ہو۔

جیسے جَاءَ الْقَاضِي

☆ **مناسبت:** کلمہ کے آخر میں بعد والے کلمہ کی مناسبت کی وجہ سے کسی ایک حرکت کا پڑھنا

لازم اور دیگر حرکات کا پڑھنا جائز نہ ہو۔ جیسے: جَاءَ غُلَامِي، رَأَيْتُ غُلَامِي غُلَامٌ کے بعد

یا ئے متکلم ہے جس کی وجہ سے اس کے آخر میں کسرہ پڑھنا لازم اور ضمہ، نصب پڑھنا جائز نہیں۔

صورت کے اعتبار سے اعراب کی چار قسمیں ہیں:

(۱) رفع (۲) نصب (۳) جر (۴) جزم

رفع کا لغوی معنی: بلند ہونا

رفع کی تعریف: وہ مخصوص تبدیلی جو کلمہ کے آخر میں ضمہ یا اس کے نائب کی صورت میں ظاہر

یا تقدیر ہو۔

رفع کی علامات: (۱) ضمہ (۲) واو (۳) الف

(۴) اثبات لون، ضمہ اصل جبکہ واو، الف اور ثبوت لون اس کے نائب ہیں

نصب کا لغوی معنی: استقامت، سیدھا ہونا

نصب کی تعریف: وہ مخصوص تبدیلی جو کلمہ کے آخر میں فتح یا اس کے کسی نائب کی صورت میں ظاہر

یا تقدیر ہو۔

علامات نصب: (۱) فتح (۲) الف (۳) کسرہ (۴) یاء (۵) حذف نون۔ فتح اصل جبکہ الف، کسرہ، یا اور حذف نون اس کے نائب ہیں

جر کا لغوی معنی: گہرائی، پستی

جر کی تعریف: وہ مخصوص تبدیلی جو کلمہ کے آخر میں کسرہ یا اس کے نائب کی صورت میں ظاہر

یا تقدیراً ہو

علامات جر: (۱) کسرہ (۲) فتح

(۳) یاء۔ کسرہ اصل ہے جبکہ فتح اور یاء اس کے نائب ہیں۔

جرم کا لغوی معنی: کاٹنا

جرم کی تعریف: وہ مخصوص تبدیلی جو کلمہ کے آخر میں سکون یا اس کے نائب کی صورت میں ہو۔

علامات جزم: (۱) سکون (۲) حذف نون

(۳) حذف حرف علت، سکون اصل جبکہ حذف اس کا نائب ہے۔

فائدہ: جس کلمہ پر رفع آتا ہے وہ مرفوع، جس پر نصب آتا ہے وہ منصوب، جس پر جر آتی ہے وہ

مجرور اور جس پر جزم آتی ہے وہ مجزوم کہلاتا ہے، علاوہ ازیں اسم پر جزم اور فعل پر کسرہ نہیں آتے۔

فائدہ: فعل مضارع بھی معرب ہوتا ہے اس لئے یہاں جزم اثبات نون اور حذف کا ذکر کیا گیا ہے۔

اعراب محلی:

اگر اسم مثنیٰ یا جملہ اسم معرب کی جگہ واقع ہو یعنی ان سے پہلے کوئی عامل آجائے تو اس اسم مثنیٰ یا

جملہ پر اعراب لفظی یا تقدیری ممکن نہیں ہوتا لہذا یہ اعراب محلی کہلاتا ہے۔ جیسے: جَاءَ هَذَا، الطَّائِرُ

يَشْجُو، ان دونوں مثالوں میں ہذا اور يشجو دونوں محلاً مرفوع ہیں۔

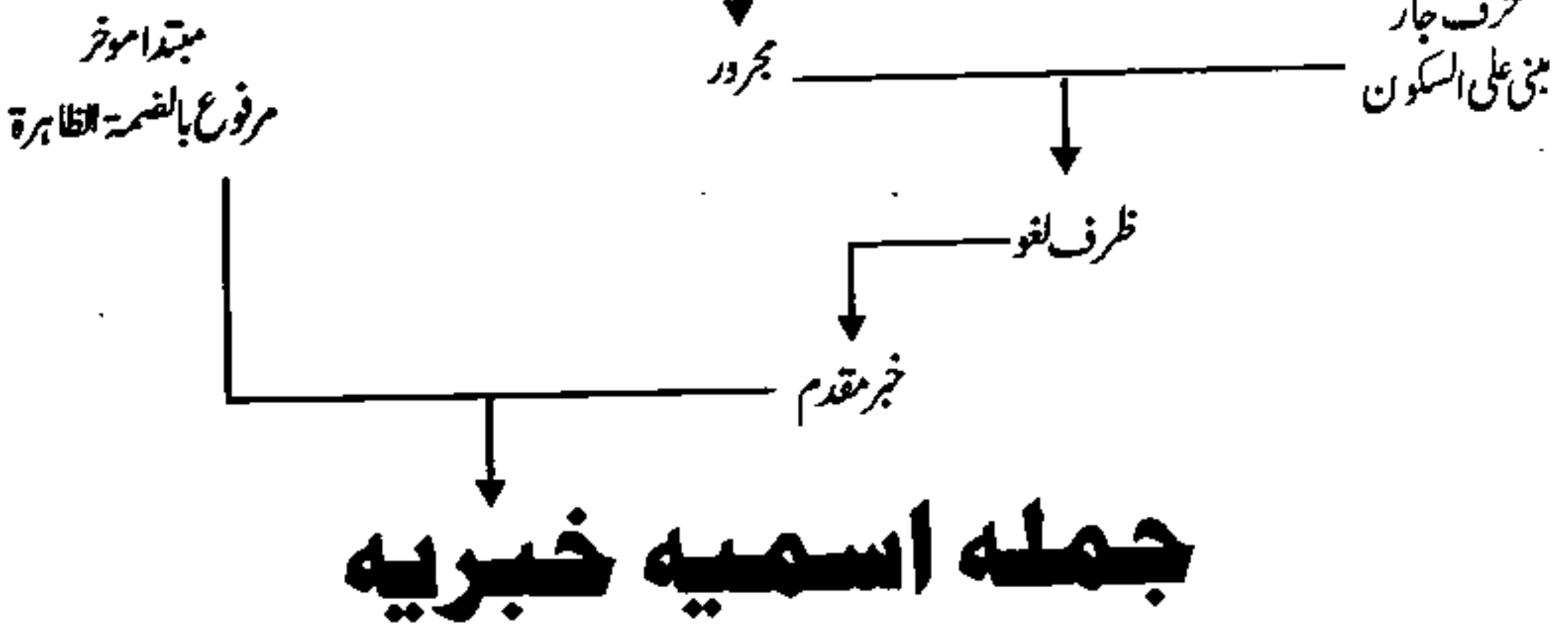
اسم اشارہ، اسم موصول، اسم ضمیر، اسم استفہام، ظروف مہیہ، دیگر مبنیات اور جملہ ان میں

سے کوئی بھی اگر ترکیب میں آجائے تو ان کا اعراب محلی ہوگا۔

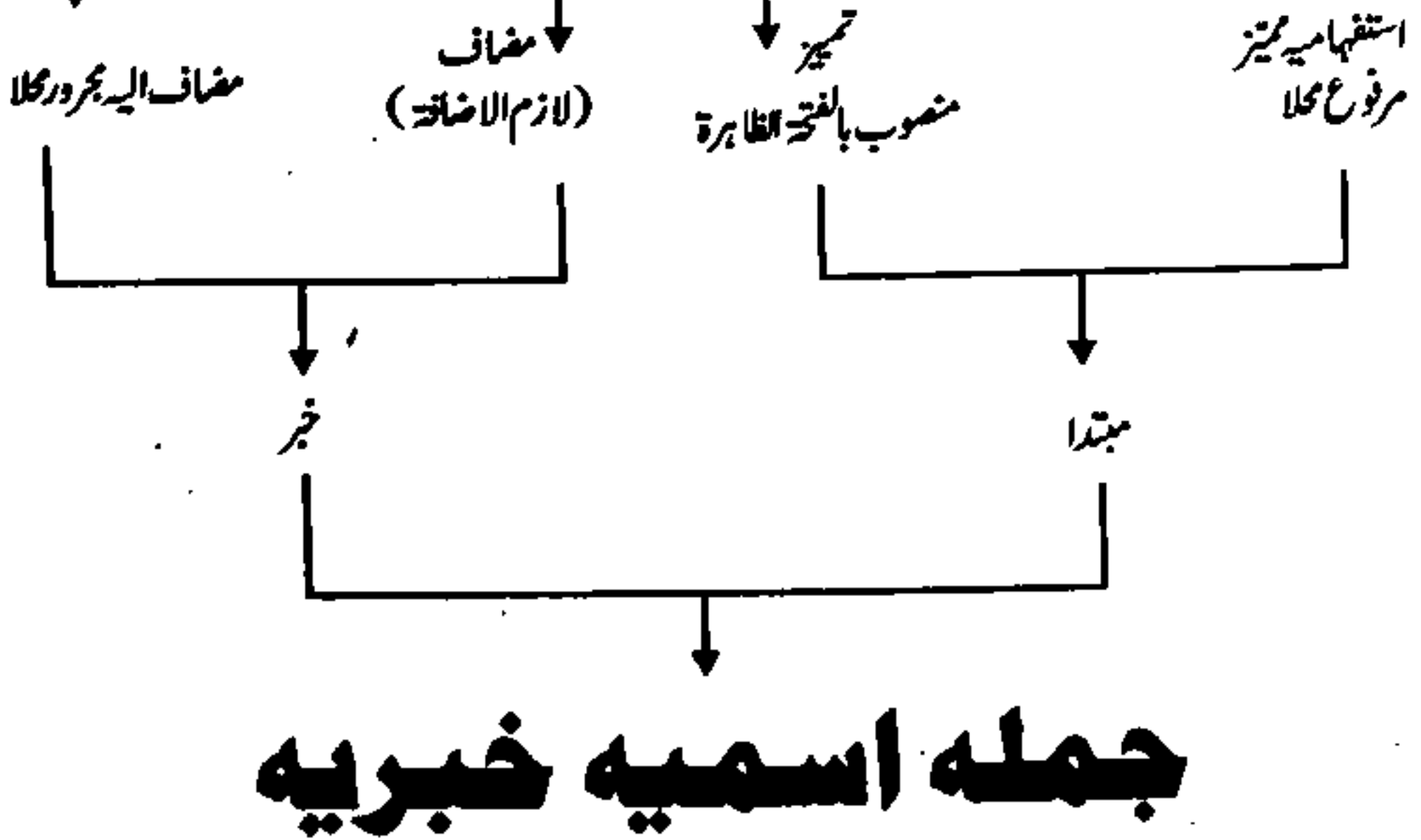
نوٹ: اعراب کی مذکورہ بالا تمام صورتیں عملی طور پر اسم متمکن اور فعل مضارع کے اعراب

کی بحث میں آئیں گی۔

فِي الصِّدْقِ نَجَاةٌ



كَمْ طَالِبًا عِنْدَكَ



مبنی آنست که آخرش باختلاف عوامل مختلف نشود چوں که لاء که در حالت رفع و نصب و جر
 یکسان است **فصل :** بدانکه جمله حروف مبنی است و از افعال فعل ماضی و امر حاضر معروف
 و فعل مضارع بانو نهائے جمع مؤنث و بانو نهائے تاکید نیز مبنی است بدانکه اسم غیر متمکن مبنی
 است و اما اسم متمکن معرب است بشرط آنکه در ترکیب واقع شود و فعل مضارع معرب است
 بشرط آنکه از نو نهائے جمع مؤنث و نون تاکید خالی باشد پس در کلام عرب بیش از بیست و دو قسم
 معرب نیست باقی همه مبنی است و اسم غیر متمکن اسمیت که با مبنی اصل مشابہت دارد

مینی وہ ہے کہ جس کا آخر عوامل کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف نہ ہو جیسے **هؤلاء** یہ رفع، نصب اور جر کی حالت میں ایک ہی جیسا رہے گا۔ **فصل :** جان تو کہ تمام حروف مینی ہیں اور افعال میں سے فعل ماضی فعل امر حاضر معلوم اور فعل مضارع جب نون جمع مؤنث اور نون تاکید کے ساتھ ملا ہوا ہو تو یہ بھی مینی ہے جان تو کہ اسم غیر متمکن مینی ہے اور اسم متمکن معرب ہے بشرطیکہ ترکیب میں واقع ہو اور فعل مضارع معرب ہے بشرطیکہ نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو۔ پس کلام عرب میں ان دو قسموں کے سوا معرب نہیں باقی تمام مینی ہیں اور اسم غیر متمکن وہ ہے جو مینی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو۔

﴿ مبنی کا بیان ﴾

مبنی کی تعریف : وہ کلمہ جس کا آخر ما قبل عامل کے عمل سے تبدیل نہ ہو بلکہ وہ ایک ہی حالت پر برقرار رہے۔ یعنی مبنی کے شروع میں عامل رفع دینے والا آئے نصب دینے والا آئے یا جر دینے والا آئے مبنی کا آخر و یا عی رہتا ہے جیسا وہ حالت وضع میں تھا۔ نیز اگر مبنی اسم معرب کی جگہ پر واقع ہو تو وہ عامل کے مطابق مرفوع محلا، منصوب محلا، یا مجرور محلا کہلاتا ہے اسی طرح مبنی کے آخر میں اگر حرکت فتح کی ہوئی تو کلمہ مبنی علی التلح، حرکت کسرہ کی ہوئی تو کلمہ مبنی علی الکسر، حرکت ضمہ کی ہوئی تو کلمہ مبنی علی الغنم کہلائے گا اور اگر کلمہ کے آخر میں جزم ہوئی تو کلمہ مبنی علی السکون کہلائے گا۔ جیسے: جَائِئِیْ ھُوْلَآءِ، مَآئِئِیْ ھُوْلَآءِ، مَآئِئِیْ ھُوْلَآءِ۔ مذکورہ تینوں مثالوں میں ”ھُوْلَآءِ“ کا آخر تبدیل نہیں ہوا کیونکہ وہ مبنی ہے۔ ھُوْلَآءِ مبنی علی الکسر ہے جبکہ پہلی مثال میں وہ مرفوع محلا ہے دوسری میں منصوب محلا ہے اور تیسری مثال میں مجرور محلا ہے۔

بناء کی تفصیل :

بناء کا لغوی معنی: ثبوت کا ارادہ کرتے ہوئے ایک شیء کو دوسری شیء میں رکھنا۔

بناء کی تعریف: عوامل کے تبدیل ہو جانے کے باوجود کلمہ کے آخر میں حرکت

یا سکون کا لازم و باقی رہنا

بناء کی اقسام: صورت کے اعتبار سے بناء کی درج ذیل اقسام ہیں:

ضم۔ جیسے: حَيْثُ، قَبْلُ، بَعْدُ فتح۔ جیسے: اَيْنَ، قَامَ

کسر۔ جیسے: اَمْسِ، هَوَّلَا سکون۔ جیسے: مِنْ، هَلْ

فائدہ: (الف) معرب کے آخر کی حالت بیان کرتے ہوئے یوں کہا جائے گا مثلاً

”جَاءَ زَيْدٌ“ زید اسم معرب مرفوع بالضمۃ الملقطیۃ یا ”جَاءَ مُوسَى“ موسیٰ مرفوع بالضمۃ المقدرة،

جبکہ مبنی کے آخر کی حالت کو بیان کرتے ہوئے یوں کہا جائے گا۔ مثلاً نَحْنُ مُسْلِمُونَ، نَحْنُ مَبْنِی

علی الضم۔ جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

(ب) مبنی میں اصل اس کا ساکن ہونا ہے علاوہ ازیں اسم کا معرب ہونا اصل ہے

اور مبنی ہونا فرع ہے جبکہ فعل میں مبنی ہونا اصل ہے اور معرب ہونا فرع ہے۔

بناء کی ظاہر اور مقدر ہونے کے اعتبار سے تقسیم:

(۱) **بناء ظاہر:** مبنی کے آخر میں سکون یا بناء کی حرکت ظاہر ہو اور اس

کے نطق کے کوئی مانع نہ ہو۔ جیسے: اضْرِبْ، ضَرْبٌ

(۲) **بناء مقدر:** مبنی کے آخر میں سکون یا بناء کی حرکت ظاہر نہ ہو اس کی

صورت یہ ہے کہ امر کے آخر میں سکون کے بجائے حرکت آجائے یا بناء کی اصل حرکت کے بجائے کوئی

دوسری حرکت آجائے۔ یا فعل ماضی مفرد کے آخر میں حرکت کے بجائے سکون ہو۔ جیسے: فَوَّ، فَوْ، دَعَا

کلمات باعتبار معرب و مبنی: کلمات یعنی اسم فعل اور حرف میں سے کون سے مبنی ہیں اور کون سے

معرب ہیں، ان کی تفصیل مصنف نے بیان کرتے ہوئے بڑا آسان انداز اپنایا ہے اور کہا ہے کہ کلمات

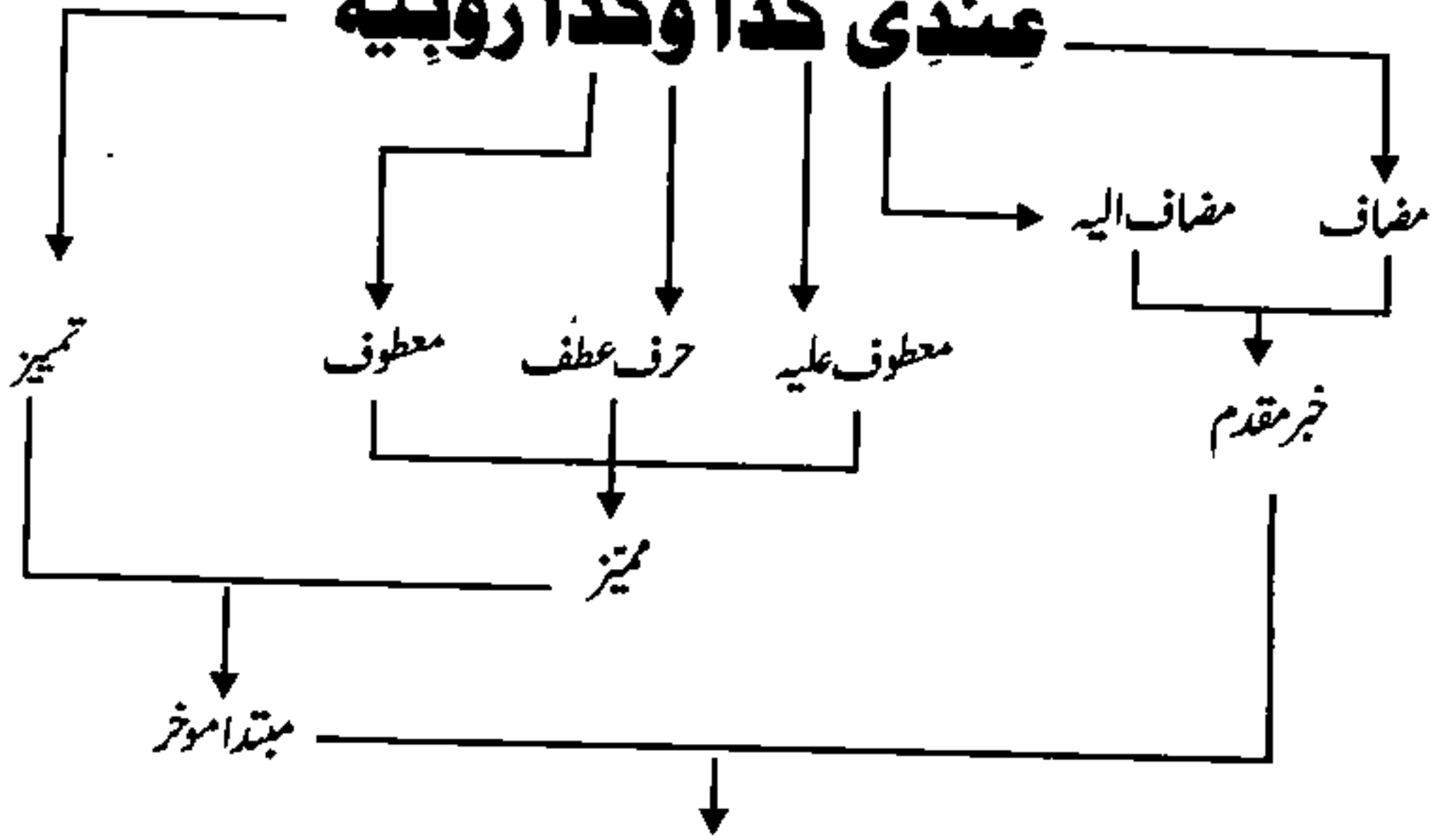
میں سے دو چیزیں معرب ہیں۔

☆ اسم متمکن جبکہ وہ ترکیب میں واقعی ہو۔ جیسے: مُدْرِجَالٌ، رَجَالٌ معرب ہے

☆ فعل مضارع جبکہ اس کے ساتھ لون تاکید متصل نہ ہو، جیسے: يُضْرِبُ

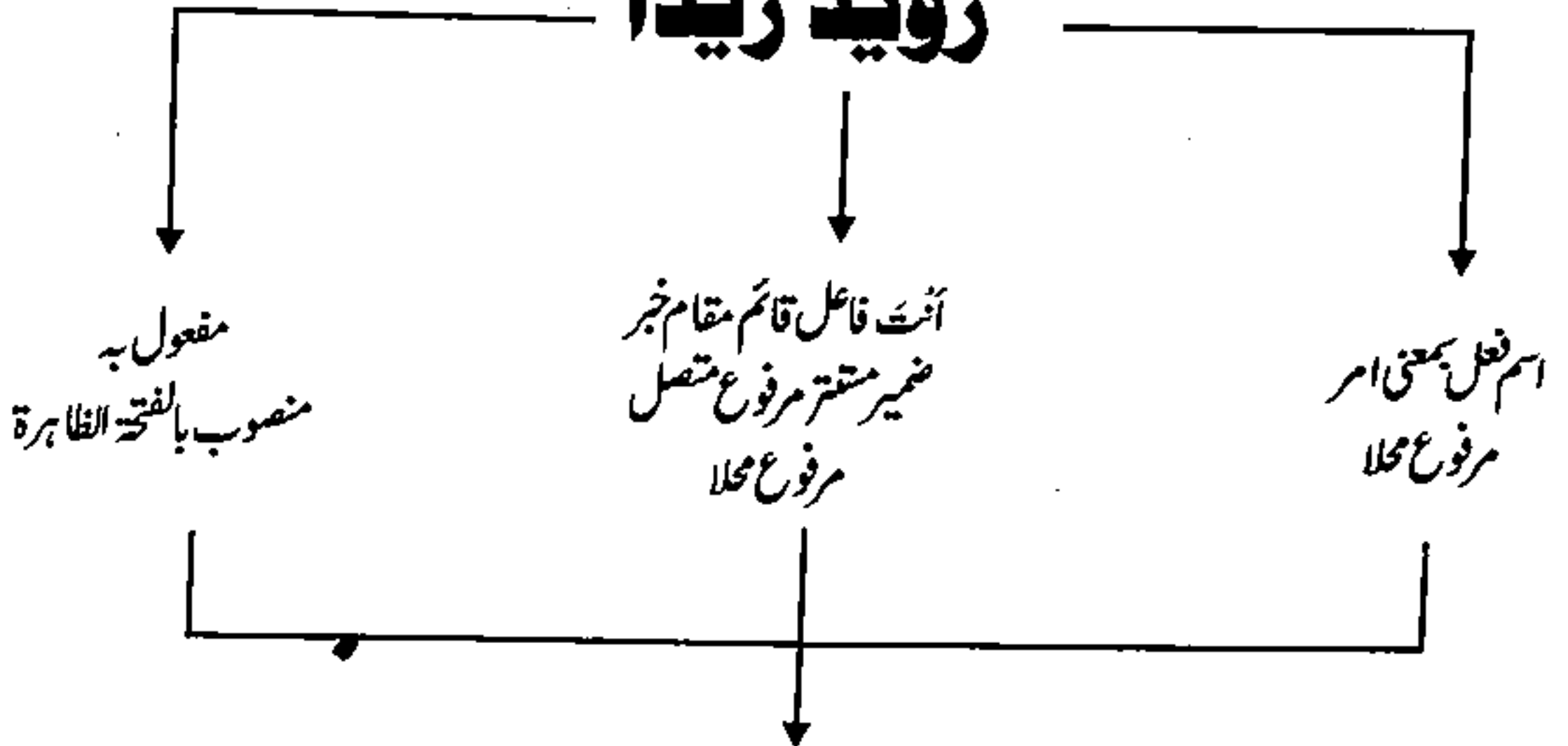
☆ فعل مضارع جبکہ اس کے ساتھ لون جمع مؤنث لاحق نہ ہو۔ جیسے: يُضْرِبُ، يُضْرِبُ لَکِنِ،

عِنْدِي كَذَا وَكَذَا رُؤْيِيَّةٌ



جمله اسميه خبريه

رُؤْيِيَّةٌ زَيْدًا



جمله اسميه انشائية

یعنی اصل سے چیز است فعل ماضی امر حاضر معروف و جملہ حروف واسم متمکن
اسمیت کہ بامنی اصل مشابہ نباشد

یعنی الاصل تین چیزیں ہیں فعل ماضی، امر حاضر معروف اور تمام حروف
اور اسم متمکن وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔

﴿مبنی کی اقسام﴾

- مبنی کی درج ذیل اقسام ہیں: (۱) تمام حروف، اس سے مراد حروف تہجی نہیں ہیں بلکہ بامعنی حروف ہیں اس
میں حروف عاملہ اور حروف غیر عاملہ سب شامل ہیں۔ (۲) فعل ماضی (۳) فعل امر حاضر معروف
(۴) فعل مضارع جبکہ اس کے ساتھ نون تاکید متصل ہو اور یہ پانچ صیغے ہیں یعنی واحد مذکر غائب لَيَضْرِبَنَّ،
واحد مؤنث غائب لَتَضْرِبَنَّ، واحد مذکر حاضر لَتَضْرِبَنَّ، واحد متکلم لَأَضْرِبَنَّ، جمع متکلم لَيَضْرِبَنَّ۔
یاد رہے کہ نون تاکید ثقیلہ و خفیفہ کے فقط پانچ صیغے مبنی ہیں کیونکہ ان میں فعل مضارع کے ساتھ نون تاکید
متصل ہوتا ہے، بقیہ صیغے معرب ہیں کہ ان میں نون تاکید فعل مضارع کے ساتھ متصل نہیں ہوتا۔
(۵) فعل مضارع جبکہ نون جمع مؤنث اس کے ساتھ ملا ہو۔ جیسے يَضْرِبَنَّ تَضْرِبَنَّ
(۶) اسم متمکن جبکہ ترکیب میں واقع نہ ہو جیسے فقط زَيْدٌ۔ (۷) اسم غیر متمکن
(۸) منادی مفرد معروف جیسے يَا زَيْدٌ میں زید، (۹) منادی نکرہ مقصودہ: جیسے يَا رَجُلٌ میں رَجُلٌ
(۱۰) لائے نفی جنس کا اسم جب مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو جیسے لَا رَجُلٌ فِي الدَّارِ میں رَجُلٌ
مبنی کی بناء لازم اور بناء عارض:

بناء لازم: وہ اسم مبنی جس کو بناء لازم ہو اور کسی حالت میں وہ بناء سے الگ نہ ہو سکے۔ جیسے فعل امر، اسم اشارہ وغیرہ
بناء عارض: وہ اسم جو بعض حالات میں مبنی ہو جبکہ دیگر حالات میں مبنی نہ ہو۔ جیسے: منادی مفرد
معرفہ، منادی نکرہ مقصودہ، لائے نفی جنس کا اسم جب وہ مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو۔ مثالیں:

يَا زَيْدُ، يَا رَجُلُ، لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ

فائدہ: تمام حروف، فعل ماضی اور فعل امر حاضر معروف مبنی الاصل ہیں جبکہ بقیہ مشابہ مبنی الاصل
ہیں، نیز اسم غیر متمکن وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو جبکہ اسم متمکن وہ اسم ہے جو مبنی
الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو۔

مبنی الاصل کی تعریف: وہ کلمہ جو مبنی ہونے میں اصل ہو۔ جیسے: فَعْلٌ ضَرَبَ، اَضْرَبْتُ
مشابہ مبنی الاصل کی تعریف: وہ کلمہ جو مشابہ مبنی الاصل ہو۔ جیسے: هَذَا، الَّذِي، كَمْ

فصل بدانکہ اسم غیر متمکن ہشت قسم است اول مضمرات چون اَنَا من مردوزن و ضَرْبَتْ زدم من وَاِیَّای خاص مرا و ضَرْبْنِی بزدم را ولی مرا و این ہفتا ضمیر است

فصل: جان تو کہ اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں پہلی قسم مضمرات ضارب جیسے اَنَا (میں ایک مرد و عورت) ضَرْبَتْ میں نے مارا۔ وَاِیَّای خاص میرا ضربنی اس نے مجھے مارا لہٰذا اور میرے لئے۔ یہ ستر ضمیریں ہیں

﴿اسم غیر متمکن کا بیان﴾

اسم غیر متمکن جیسا کہ سابقہ سطور میں اس کی تعریف بیان کی گئی ہے اس سے مراد وہ اسماء ہیں جو مثنی الاصل کے مشابہ ہوں، اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں ذیل میں ان آٹھ اقسام کی تفصیل بیان کی جارہی ہے۔

مضمرات: مضمر کی جمع ہے عام اصطلاح میں اسے ضمیر کہتے ہیں..... مضمر سے مراد ایسا اسم ہے جو متکلم یا حاضر یا غائب کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے اَنَا، اَنْتَ، هُوَ

ضمیر کی اقسام: ضمیر کی ابتداء دو قسمیں ہیں:

(۱) **ضمیر مستتر:** وہ ضمیر جو لفظی صورت میں موجود نہ ہو بلکہ کسی کلمہ میں پوشیدہ ہو

جیسے ضَرْبَ میں هُوَ، ضَرْبَتْ میں هِی اور اِضْرَبْ میں اَنْتَ۔

(۲) **ضمیر بارز:** وہ ضمیر جو کلام میں لفظی صورت میں موجود ہو جیسے اَنَا مُؤْمِنٌ میں اَنَا

ضمیر بارز کی اقسام: ضمیر بارز کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **ضمیر متصل:** وہ ضمیر جس کا کلام کی ابتداء میں پڑھنا اور اِلَّا استثنائیہ کے بعد لانا

جائز نہ ہو۔ جیسے ضَرْبَتْ میں تَا اور ضَرْبْنِی میں ی اور لہٰذا میں ی۔

(۲) **ضمیر منفصل:** وہ ضمیر جس کا کسی دوسرے کلمہ پر توقف کے بغیر کلام کی ابتداء میں

اور اِلَّا استثنائیہ کے بعد لانا صحیح ہو۔ جیسے نَحْنُ بِاِکْسْتَانِیُّوْنَ میں نَحْنُ اور مَا قَامَ اِلَّا اَنَا میں اَنَا۔

ضمیر متصل کی تین قسمیں:

(۱) مرفوع متصل (۲) منصوب متصل (۳) مجرور متصل

ضمیر منفصل کی دو قسمیں ہیں: (۱) مرفوع منفصل (۲) منصوب منفصل

نوٹ: مصنف نے ضمیر بارز متصل و منفصل کی ان پانچ اقسام کو جس ترتیب سے ذکر کیا ہے۔ آئندہ

صفحات میں اسی ترتیب کے مطابق ان کی وضاحت کی جارہی ہے۔

چہارودہ مرفوع متصل ضَرْبُتْ، ضَرْبُنَا، ضَرْبُتْ، ضَرْبُتُمَا، ضَرْبُتُمْ، ضَرْبُتِ،
ضَرْبُتُمَا، ضَرْبُتُنْ، ضَرْبَ، ضَرْبَا، ضَرْبُوا، ضَرْبَتْ، ضَرْبَتَا ضَرْبُنْ۔

اور چودہ ضمیریں مرفوع متصل ہیں ضَرْبُتْ، ضَرْبُنَا، ضَرْبُتْ، ضَرْبُتُمَا، ضَرْبُتُمْ،
ضَرْبُتِ، ضَرْبُتُمَا، ضَرْبُتُنْ، ضَرْبَ، ضَرْبَا، ضَرْبُوا، ضَرْبَتْ، ضَرْبَتَا ضَرْبُنْ

مرفوع متصل :

وہ ضمیریں جو محل رفع میں واقع ہوں اور عامل سے جدا ہو کر نہ آسکیں، مرفوع متصل چودہ ضمیریں ہیں
جس کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے

ضَرْبُتْ :	"ت" ضمیر مرفوع متصل برائے واحد متکلم
ضَرْبُنَا :	"نا" ضمیر مرفوع متصل برائے جمع متکلم
ضَرْبُتْ :	"ت" ضمیر مرفوع متصل برائے واحد مذکر حاضر
ضَرْبُتُمَا :	"ت" ضمیر مرفوع متصل برائے حاضر اور الف علامت تثنیہ
ضَرْبُتُمْ :	"ت" ضمیر مرفوع متصل برائے حاضر اور میم علامت جمع مذکر
ضَرْبُتِ :	"ت" ضمیر مرفوع متصل برائے واحد مؤنث حاضر
ضَرْبُتُمَا :	"ت" ضمیر مرفوع متصل برائے حاضر اور الف علامت تثنیہ
ضَرْبُتُنْ :	"ت" ضمیر مرفوع متصل برائے حاضر اور نون مشدود علامت جمع مؤنث
ضَرْبَ :	هو ضمیر مستتر مرفوع متصل برائے واحد مذکر غائب
ضَرْبَا :	الف ضمیر مرفوع متصل برائے تثنیہ مذکر غائب
ضَرْبُوا :	واو ضمیر مرفوع متصل برائے جمع مذکر غائب
ضَرْبَتْ :	ہی ضمیر مستتر مرفوع متصل برائے واحد مؤنث غائب اور ت ساکن علامت تانیہ
ضَرْبَتَا :	الف ضمیر مرفوع متصل برائے غائب اور ت ساکن علامت تانیہ
ضَرْبُنْ :	میں ن مفتوح ضمیر مرفوع متصل برائے جمع مؤنث غائب

وچارودہ مرفوع منفصل: اَنَا، نَحْنُ، أَنْتَ، أَنْتُمَا، أَنْتُمْ، أَنْتِ، أَنْتُمَا، أَنْتُنَّ،

هُوَ، هُمَا، هُمْ، هِيَ، هُمَا، هُنَّ

اور چودہ مرفوع منفصل ہیں: اَنَا، نَحْنُ، أَنْتَ، أَنْتُمَا، أَنْتُمْ، أَنْتِ، أَنْتُمَا، أَنْتُنَّ،

هُوَ، هُمَا، هُمْ، هِيَ، هُمَا، هُنَّ

مرفوع منفصل

وہ ضمیریں جو کل رفع میں واقع ہوں اور عامل سے جدا ہو کر آئیں، مرفوع منفصل چودہ ضمیریں ہیں:

اَنَا	:	ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد متکلم
نَحْنُ	:	ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع متکلم
أَنْتَ	:	ضمیر مرفوع منفصل اَن ضمیرت علامت خطاب
أَنْتُمَا	:	ضمیر مرفوع منفصل اَن الف علامت تثنیہ تا علامت خطاب
أَنْتُمْ	:	ضمیر مرفوع منفصل اَن ضمیر میم علامت جمع مذکر تا علامت خطاب
أَنْتِ	:	ضمیر مرفوع منفصل اَن ضمیرت علامت خطاب
أَنْتُمَا	:	ضمیر مرفوع منفصل اَن ضمیر الف علامت تثنیہ، تا علامت خطاب
أَنْتُنَّ	:	ضمیر مرفوع منفصل اَن ضمیر نون مشدد علامت جمع مؤنث، تا علامت خطاب
هُوَ	:	ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مذکر غائب
هُمَا	:	ضمیر مرفوع منفصل حا ضمیر، الف علامت تثنیہ
هُمْ	:	ضمیر مرفوع منفصل حا ضمیر، میم علامت جمع مذکر
هِيَ	:	ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مؤنث غائب
هُمَا	:	ضمیر مرفوع منفصل حا ضمیر الف علامت تثنیہ
هُنَّ	:	ضمیر مرفوع منفصل حا ضمیر نون مشدد علامت جمع مؤنث
فائدہ:	:	بعض علماء نحو کے نزدیک مرفوع منفصل ضمیروں کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ضماَرِ سِیْطَہ: جیسے اَنَا، نَحْنُ، هُوَ، هِيَ

(۲) ضماَرِ مَرْکَبَہ: جیسے أَنْتَ، أَنْتُمَا، أَنْتُمْ، هُمَا، هُمْ، هُنَّ

و چاروں منصوب متصل: ضَرْبَنِي، ضَرْبَنَا، ضَرْبَكَ، ضَرْبَكُمَا، ضَرْبَكُمْ،
 ضَرْبِكَ، ضَرْبَكُمَا، ضَرْبِكُنْ، ضَرْبَهُ، ضَرْبَهُمَا، ضَرْبَهُمْ،
 ضَرْبَهَا، ضَرْبَهُمَا، ضَرْبَهُنَّ،

اور چودہ منصوب متصل ہیں: ضَرْبَنِي، ضَرْبَنَا، ضَرْبَكَ، ضَرْبَكُمَا، ضَرْبَكُمْ، ضَرْبِكَ،
 ضَرْبَكُمَا، ضَرْبِكُنْ، ضَرْبَهُ، ضَرْبَهُمَا، ضَرْبَهُمْ، ضَرْبَهَا، ضَرْبَهُمَا، ضَرْبَهُنَّ،

منصوب متصل

ضَرْبَنِي:	"ی" ضمیر منصوب متصل نون وقایہ، برائے واحد متکلم
ضَرْبَنَا:	"نا" ضمیر منصوب متصل برائے جمع متکلم
ضَرْبَكَ:	"ک" ضمیر منصوب متصل برائے واحد مذکر مخاطب
ضَرْبَكُمَا:	"ک" ضمیر منصوب متصل برائے خطاب، الف علامت تثنیہ
ضَرْبَكُمْ:	"ک" ضمیر منصوب متصل برائے خطاب، میم علامت جمع مذکر
ضَرْبِكَ:	"ک" ضمیر منصوب متصل برائے واحد مؤنث مخاطب
ضَرْبَكُمَا:	"ک" ضمیر منصوب متصل برائے خطاب الف علامت تثنیہ
ضَرْبِكُنْ:	"ک" ضمیر منصوب متصل برائے خطاب نون مشدد علامت جمع مؤنث
ضَرْبَهُ:	"ہا" ضمیر منصوب متصل برائے واحد مذکر غائب
ضَرْبَهُمَا:	"ہا" ضمیر منصوب متصل برائے غائب الف علامت تثنیہ
ضَرْبَهُمْ:	"ہا" ضمیر منصوب متصل برائے غائب میم علامت جمع مذکر
ضَرْبَهَا:	"ہا" ضمیر منصوب متصل برائے واحد مؤنث غائب
ضَرْبَهُمَا:	"ہا" ضمیر منصوب متصل برائے غائب الف علامت تثنیہ
ضَرْبَهُنَّ:	"ہا" ضمیر منصوب متصل برائے غائب نون مشدد علامت جمع مؤنث

نون وقایہ کی تعریف: وہ نون جو فعل کو کسرہ سے بچانے کے لئے فعل کے ساتھ لائق ہوتا ہے، جیسے ضَرْبَنِي۔ کبھی نون وقایہ حرف کے ساتھ بھی لائق ہو جاتا ہے: جیسے لَيْتِي، مِيقِي، غَنِي

وچهارده منصوب منفصل: اِيَايَ، اِيَانَا، اِيَاكَ، اِيَاكُمَا، اِيَاكُم، اِيَاكِ، اِيَاكُمَا، اِيَاكُنْ،
اِيَاهُ، اِيَاهُمَا، اِيَاهُمْ، اِيَاهَا، اِيَاهُمَا، اِيَاهُنْ،

اور چودھ منصوب منفصل ہیں: اِيَايَ، اِيَانَا، اِيَاكَ، اِيَاكُمَا، اِيَاكُم، اِيَاكِ، اِيَاكُمَا، اِيَاكُنْ،
اِيَاهُ، اِيَاهُمَا، اِيَاهُمْ، اِيَاهَا، اِيَاهُمَا، اِيَاهُنْ،

منصوب منفصل :

اِيَايَ :	”اِيا“ ضمير منصوب منفصل ي علامت واحد متکلم
اِيَانَا :	”اِيا“ ضمير منصوب منفصل نا علامت جمع متکلم
اِيَاكَ :	”اِيا“ ضمير منصوب منفصل ك علامت واحد مذکر حاضر
اِيَاكُمَا :	”اِيا“ ضمير منصوب منفصل الف علامت تشنيہ ک علامت خطاب
اِيَاكُم :	”اِيا“ ضمير منصوب منفصل ميم علامت جمع مذکر ک علامت خطاب
اِيَاكِ :	”اِيا“ ضمير منصوب منفصل ك علامت خطاب واحد مؤنث حاضر
اِيَاكُمَا :	”اِيا“ ضمير منصوب منفصل ك علامت خطاب، الف علامت تشنيہ
اِيَاكُنْ :	”اِيا“ ضمير منصوب منفصل ك علامت خطاب، نون مشدود علامت جمع مؤنث
اِيَاهُ :	”اِيا“ ضمير منصوب منفصل ها علامت واحد مذکر غائب
اِيَاهُمَا :	”اِيا“ ضمير منصوب منفصل ها علامت غائب الف علامت تشنيہ
اِيَاهُمْ :	”اِيا“ ضمير منصوب منفصل ها علامت غائب ميم علامت جمع مذکر
اِيَاهَا :	”اِيا“ ضمير منصوب منفصل ها علامت واحد مؤنث غائب
اِيَاهُمَا :	”اِيا“ ضمير منصوب منفصل ها علامت غائب الف علامت تشنيہ
اِيَاهُنْ :	”اِيا“ ضمير منصوب منفصل ها علامت غائب نون مشدود علامت جمع مؤنث غائب

وچہارده مجرور متصل: لِي، لَنَا، لَكَ، لَكُمَا، لَكُمْ، لَكَ، لَكُمَا، لَكُنْ،
لَهُ، لَهُمَا، لَهُمْ، لَهَا، لَهُمَا، لِهِنَّ.

اور چودہ مجرور متصل ہیں: لِي، لَنَا، لَكَ، لَكُمَا، لَكُمْ، لَكَ، لَكُمَا، لَكُنْ،
لَهُ، لَهُمَا، لَهُمْ، لَهَا، لَهُمَا، لِهِنَّ.

مجرور متصل:

ی ضمیر مجرور متصل برائے واحد متکلم	:	لِي
نا ضمیر مجرور متصل برائے جمع متکلم	:	لَنَا
ک ضمیر مجرور متصل برائے واحد مذکر مخاطب	:	لَكَ
ک ضمیر مجرور متصل الف علامت تشبیہ	:	لَكُمَا
ک ضمیر مجرور متصل علامت خطاب، میم علامت جمع مذکر	:	لَكُمْ
ک ضمیر مجرور متصل برائے واحد مؤنث مخاطب	:	لَكَ
ک ضمیر مجرور متصل علامت خطاب الف علامت تشبیہ	:	لَكُمَا
ک ضمیر مجرور متصل علامت خطاب نون مشدد علامت جمع مؤنث	:	لَكُنْ
ہا ضمیر مجرور متصل برائے واحد مذکر غائب	:	لَهُ
ہا ضمیر مجرور متصل علامت غائب الف علامت تشبیہ	:	لَهُمَا
ہا ضمیر مجرور متصل علامت غائب میم علامت جمع مذکر	:	لَهُمْ
ہا ضمیر مجرور متصل برائے واحد مؤنث غائب	:	لَهَا
ہا ضمیر مجرور متصل علامت غائب الف علامت تشبیہ	:	لَهُمَا
ہا ضمیر مجرور متصل علامت غائب نون مشدد علامت جمع مؤنث	:	لِهِنَّ

ضمائر کے بارے میں چند ضروری باتیں:

ذیل میں مختلف ضمائر کی کلام میں ممکنہ صورتوں کو واضح کیا جا رہا ہے یعنی ضمیریں ترکیب میں کیا واقع ہو سکتی ہیں۔

مرفوع متصل کی صورتیں:

☆ فاعل جیسے: ذرُسُوا..... واو ضمیر مرفوع متصل فاعل ہے۔

- ☆ نائب فاعل جیسے: دُرِسُوا..... واؤ ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل ہے۔
- ☆ گان اور اس کے اخوات کا اسم
- جیسے: كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ
- ت ضمیر مرفوع متصل کان کا اسم ہے۔

مرفوع منفصل کی صورتیں:

- ☆ مبتدا جیسے: اَنَا مُسْلِمٌ..... انا ضمیر مرفوع منفصل مبتدا ہے۔
- ☆ خبر جیسے: أَقَاتِلْ أَنْتَ..... انت ضمیر مرفوع منفصل خبر ہے۔
- ☆ فاعل جیسے: قَامَ هُوَ..... ہو ضمیر مرفوع منفصل فاعل ہے۔
- ☆ نائب فاعل جیسے: مَا ضَرَبَ إِلَّا أَنْتَ
- انت ضمیر مرفوع منفصل نائب فاعل ہے۔

منصوب متصل کی صورتیں:

- ☆ مفعول بہ جیسے: كَتَبَهُ زَيْدٌ
- ”ہا“ ضمیر منصوب متصل مفعول بہ ہے
- ☆ ان اور اس کے اخوات کا اسم جیسے: إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
- ہا ضمیر منصوب متصل ان کا اسم ہے۔
- ☆ کان اور اس کے اخوات کی خبر
- جیسے: كُنْتُهٗ..... ”ہ“ ضمیر منصوب متصل کان کی خبر ہے۔

منصوب منفصل:

- (۱) مفعول بہ جیسے: إِيَّاكَ نَعْبُدُ..... ایاک ضمیر منصوب منفصل مفعول بہ ہے

محذو متصل:

- (۱) حرف جار کے ساتھ متصل ہو کر مجرور واقع ہوتی ہے۔
- جیسے: لَكَ..... ک ضمیر مجرور متصل مجرور ہے۔
- (۲) اسم کے ساتھ متصل ہو کر مضاف الیہ واقع ہوتی ہے۔
- جیسے: كِتَابِي..... ی ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ ہے۔

﴿ضمیر مستتر کا بیان﴾

ضمیر مستتر لفظاً کلام میں موجود نہیں ہوتی لیکن بعض صیغوں میں اسے مستتر (پوشیدہ) تسلیم کیا جاتا ہے کبھی اسے کلمہ میں وجوہاً اور کبھی جوازاً مستتر مانا گیا ہے، اس اعتبار سے ضمیر مستتر کی دو قسمیں ہیں

(۱) **وجوبی** : وہ ضمیر جس کی جگہ اسم ظاہر اور ضمیر منفصل کا لانا جائز نہ ہو۔ مندرجہ ذیل مقامات میں ضمیر مستتر وجوبی ہے۔

- ☆ امر حاضر معروف صیغہ واحد مذکر جیسے اَكْتُبُ میں اَنْتَ
- ☆ اسم فعل بمعنی امر حاضر۔ جیسے رُوَيْدُ میں اَنْتَ
- ☆ فعل مضارع صیغہ واحد متکلم۔ جیسے اَكْتُبُ میں اَنَا
- ☆ فعل مضارع صیغہ جمع متکلم۔ جیسے نَكْتُبُ میں نَحْنُ
- ☆ فعل مضارع صیغہ واحد مذکر حاضر۔ جیسے تَكْتُبُ میں اَنْتَ
- ☆ فعل مضارع صیغہ واحد مذکر غائب و واحد مؤنث غائب بشرطیکہ ان کا مرجع نہ ہو۔ جیسے يَكْتُبُ میں هُوَ۔ تَكْتُبُ میں هِيَ
- ☆ اسم تفضیل۔ جیسے اَحْسَنُ میں هُوَ
- ☆ فعل تعجب۔ جیسے مَا اَحْسَنَ زَيْدًا، اَحْسَنَ میں هُوَ
- ☆ افعال استثناء جیسے خَلَا، عَذَا میں هُوَ
- ☆ اسمائے مشتقہ غیر واحد جیسے قَائِمَانِ میں هُمَا

(۲) **جوازی** : وہ ضمیر جس کی جگہ اسم ظاہر اور ضمیر منفصل کا لانا جائز ہو۔ مندرجہ ذیل مقامات میں ضمیر مستتر جوازی ہے۔

- (۱) فعل مضارع صیغہ واحد مذکر غائب میں جبکہ اس کا مرجع موجود ہو۔ جیسے: اَلْاَسْتَاذُ يَذْرُسُ، يَذْرُسُ میں هُوَ
- (۲) فعل مضارع صیغہ واحد مؤنث غائب میں جبکہ اس کا مرجع موجود ہو۔ جیسے: اَلشَّمْسُ تَطْلُعُ، تَطْلُعُ میں هِيَ
- (۳) اسمائے مشتقہ صیغہ واحد میں..... جیسے قَائِمٌ میں هُوَ
- (۴) فعل ماضی صیغہ واحد مذکر غائب میں..... جیسے: ذَرَسَ میں هُوَ
- (۵) فعل ماضی صیغہ واحد مؤنث غائب میں..... جیسے: ذَرَسَتْ میں هِيَ
- (۶) اسم فعل بمعنی فعل ماضی میں..... جیسے: هَيِّنَاتٌ میں هُوَ

فائدہ : ضمیر مستتر ہمیشہ محل رفع میں واقع ہوتی ہے اس بنا پر وہ کلام میں فاعل بنتی ہے، یا نائب فاعل واقع ہوتی ہے جیسے ضربت (معروف) میں ہو فاعل ہے ضرب (مجهول) میں ہو ضمیر نائب فاعل ہے۔

ضمیر شان وقصہ کا بیان :

ضمیر شان : مفرد مذکر غائب کی وہ ضمیر جس کو تعظیم و اجلال کے لئے وضع کیا گیا ہو وہ ضمیر

مجرور کی نہ ہو اور نہ اس کا مرجع اس سے پہلے موجود ہو۔ جیسے: **وَإِنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ، هُوَ زَيْنٌ قَائِمٌ**

ضمیر قصہ : مفرد مؤنث غائب کی وہ ضمیر جس کو تعظیم و اجلال کے لئے وضع کیا گیا ہو وہ ضمیر مجرور کی

نہ ہو اور نہ اس کا مرجع اس سے پہلے موجود ہو۔ جیسے: **فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ، هِيَ زَيْنَبٌ صَالِحَةٌ**

ضمیر شان وقصہ سے متعلق چند اہم باتیں :

- ☆ ضمیر شان وقصہ کے مرجع کا اس سے پہلے نہ ہونا شرط ہے۔
- ☆ ضمیر شان وقصہ کے مرجع کا لفظ اور رتبہ اس سے مؤخر ہونا واجب ہے۔
- ☆ ضمیر شان وقصہ کا مرجع ہمیشہ جملہ خبریہ ہوتا ہے اور مذکورہ ضمیر کی خبر واقع ہوتا ہے۔
- ☆ ضمیر شان وقصہ ہمیشہ مفرد غائب کی ضمیر ہوتی ہے جو کبھی مرفوع اور کبھی منصوب ہوتی ہے فقط۔
- ☆ ضمیر شان کو ضمیر امر، ضمیر خبر، اور ضمیر حدیث بھی کہا جاتا ہے، ایسے ہی ضمیر قصہ کو ضمیر قضیہ، ضمیر حکایہ اور ضمیر خطبہ بھی کہا جاتا ہے۔
- ☆ بعض اہل نحو کے نزدیک مذکورہ بالا دونوں ضمیروں کو ضمیر شان ہی کہا جائے گا۔
- ☆ ضمیر شان وقصہ کبھی حذف بھی ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ اَن مخففہ کا اسم ہو۔
- جیسے: **وَأَنَّ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى وَإِنَّهُ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى**
- **وَنَعْلَمُ أَنَّ لَدَّ صَدَقْتَنَا وَنَعْلَمُ أَنَّهُ لَدَّ صَدَقْتَنَا**

اِيَّاكَ نَعْبُدُ : ایا : ضمیر منصوب منفصل مفعول بہ مقدم معنی علی السکون، ک حرف خطاب، نَعْبُدُ : فعل مضارع مرفوع بالضمة الظاهرة نحن : ضمیر مستتر مرفوع متصل فاعل محلا مرفوع معنی علی الفتح فعل + فاعل ومفعول بہ مقدم = جملہ فعلیہ خبریہ	ضَرَبْتُ زَيْنًا ضرب : فعل ماضی معنی علی السکون ت : ضمیر مرفوع متصل فاعل محلا مرفوع معنی علی الضم زیندا : مفعول بہ منصوب بالفتحة الظاهرة فعل + فاعل + مفعول بہ = جملہ فعلیہ خبریہ

دوم اسماء اشارات: ذَا وَذَانِ وَذَيْنِ وَتَا وَتَيَّ وَتِهْ وَذِهْ وَذِهْيُ وَتِهْيُ
وَتَانِ وَتَيْنِ وَأَوْلَاءِ بِهْمُ أُولَى بِقَصَرِ

دوسری قسم اسماء اشارات ہیں: ذَا، ذَانِ، ذَيْنِ، تَا، تَيَّ، تِهْ، ذِهْ، ذِهْيُ، تِهْيُ،
تَانِ، تَيْنِ، أَوْلَاءِ م کے ساتھ، أُولَى قصر کے ساتھ

﴿اسماء اشارات﴾

اشارات، اشارۃ کی جمع ہے اسم اشارہ کی بحث میں دو چیزوں کا ذکر کیا جائے گا ایک اسم اشارہ اور دوسرا مشار الیہ۔ ذیل میں ان کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

اسم اشارہ کی تعریف: وہ اسم مثنی جو کسی محسوس، مبصر اور معین شے پر دلالت کرے ساتھ ہی اس شے کی طرف اشارہ حسیہ یا اشارہ معنویہ کیا جائے۔

مشار الیہ کی تعریف: وہ محسوس و مبصر شے جس کی طرف اسم اشارہ کے ذریعے اشارہ کیا جائے۔ جیسے ”هَذَا كِتَابٌ“ ”هَذَا رَأْيُ صَوَابٌ“ پہلی مثال میں هَذَا اسم اشارہ حسیہ اور دوسری مثال میں اشارہ معنویہ ہے۔

فائدہ: محسوس، مبصر سے مراد وہ شے ہے جو دکھائی دے اور محسوس کی جاسکے۔

☆ وہ اسماء اشارات جو مذکر مشار الیہ کے لئے استعمال ہوتے ہیں:

ذَا: اسم اشارہ واحد مذکر کے لئے۔ جیسے ذَا قَلَمٍ

ذَانِ اسم اشارہ ثننیہ مذکر حالت رفعیہ کیلئے۔ جیسے ذَانِ قَلَمَانِ

ذَيْنِ اسم اشارہ ثننیہ مذکر حالت نصبی و جری کیلئے۔ جیسے ذَيْنِ قَلَمَيْنِ

أَوْلَاءِ اسم اشارہ جمع مذکر کے لئے۔ جیسے أَوْلَاءِ الرِّجَالِ صَالِحُونَ

أُولَى اسم اشارہ جمع مذکر کے لئے۔ جیسے أُولَى الرِّجَالِ صَالِحُونَ

☆ وہ اسماء اشارات جو مؤنث مشار الیہ کے لئے استعمال ہوتے ہیں:

ذِهْ، ذِهْيُ، تِهْيُ، تَا، تَيَّ اسم اشارہ واحد مؤنث کے لئے۔ جیسے ذِهْ امْرَأَةٍ

تَانِ اسم اشارہ ثننیہ مؤنث حالت رفعیہ کے لئے۔ جیسے تَانِ امْرَأَتَانِ

ثَلَاثِينَ اسم اشارہ ثمنیہ مؤنث حالت نصی و جری کے لئے۔ جیسے ثَلَاثِينَ امْرَأَتَيْنِ
 اُولَاءِ اسم اشارہ جمع مؤنث کے لئے۔ جیسے اُولَاءِ النِّسَاءِ صَالِحَاتُ
 اُولٰٓئِ اسم اشارہ جمع مؤنث کے لئے۔ جیسے اُولٰٓئِ النِّسَاءِ صَالِحَاتُ
فائدہ: اُولَاءِ اور اُولٰٓئِ دونوں جمع کیلئے استعمال ہوتے ہیں لیکن ان کی خاص بات یہ ہے کہ یہ جمع
 مذکر اور جمع مؤنث دونوں کیلئے یکساں استعمال ہو سکتے ہیں۔

فائدہ: مصنف نے بہت کم اسمائے اشارات کا تذکرہ کیا ہے، دیگر کتب نحو میں ان کے علاوہ بھی
 اسمائے اشارات نظر آتے ہیں جن کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے:

ثَانِ اسم اشارہ نون مشدد کے ساتھ ثمنیہ مؤنث حالت رفعی کیلئے
 ثَلَاثِينَ اسم اشارہ نون مشدد کے ساتھ ثمنیہ مؤنث حالت نصی و جری کیلئے
 هُنَا هُنَا هُنَا هُنَا هُنَا هُنَا
 هُنَا هُنَا هُنَا هُنَا هُنَا هُنَا

اسمائے اشارات کے بارے میں چند ضروری باتیں:

اسمائے اشارات کے بارے میں چند باتیں جاننا بہت ضروری ہے کیونکہ ان کے بغیر
 مشارالہ کی نوعیت اور کیفیت کو پہچاننا بہت مشکل ہے

☆ اسمائے اشارات کے شروع میں عموماً ہا تنبیہ کا اضافہ ہوتا ہے:

جیسے هٰذَا، هٰذِهِ، هٰؤُلَاءِ

☆ جب مشارالہ قریب ہو تو اسم اشارہ ہا تنبیہ یا بغیر ہا تنبیہ کے لایا جاتا ہے

نیز اس صورت میں اس کے آخر میں کاف اور لام کا لاحقہ نہیں ہوتا۔

جیسے: هٰذَا الشَّجَرُ أَخْضَرُ (یہ درخت بہت سرسبز ہے)

ذَٰلِ الْبَابِ مَفْتُوحٌ (یہ دروازہ کھلا ہے)

☆ جب مشارالہ بعید (دور) ہو تو اسم اشارہ کے آخر میں کاف

اور کبھی کاف اور لام دونوں لاحق ہوتے ہیں۔

جیسے: ذَٰكَ جَمَلٌ (وہ اونٹ ہے)

ذَالِكَ الْكِتَابُ مُفِيدٌ (وہ کتاب فائدہ مند ہے)

أُولَئِكَ أَحْبَارٌ (وہ بہت سے پتھر ہیں)

تِلْكَ زَيْنَبُ (وہ زینب ہے)

☆ ایسے ہی ذَاكَ، ذَاكُمَا، ذَاكُم، ذَاكُنْ، ذَالِكَ، ذَالِكُمَا، ذَالِكُمْ،

ذَالِكُنْ اور ذَالِكُمَا، تَانِكُمَا، وغیرہ

☆ کسی ایک اسم اشارہ میں حاتیبیہ، لام اور ک خطاب کے یکجا ہونے کو مکروہ کہا جاتا

ہے کیونکہ اس صورت میں ایک کلمہ میں تین سے زائد حروف زائدہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

☆ حاتیبیہ اور لام کا ایک اسم اشارہ میں یکجا ہونا جائز نہیں کیونکہ حاتیبیہ پر اور لام

بعد پر دلالت کرتا ہے اور یہ دونوں ضدیں ہیں اور ضدین کا جمع ہونا جائز نہیں۔

☆ اکثر نحوی اسماء اشارات کو تین مراتب میں تقسیم کرتے ہیں:

(۱) اسم اشارہ قریب کے لئے جب اس کے ساتھ کاف اور لام متصل نہ ہو۔

(۲) اسم اشارہ متوسط کیلئے جب اس کے ساتھ فقط کاف لاحق ہو۔

(۳) اسم اشارہ بعید کے لئے جب اس کے ساتھ کاف اور لام دونوں لاحق ہوں۔

☆ مشارالیه واحد کے لئے اسم اشارہ واحد، تثنیہ کے لئے تثنیہ، جمع کے لئے جمع، مذکر

کے لئے مذکر اور مؤنث کے لئے مؤنث استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: هَذَا رَجُلٌ

..... هَذَانِ رَجُلَانِ هَؤُلَاءِ رِجَالٌ هَذِهِ امْرَأَةٌ

هَاتَانِ امْرَأَتَانِ هَؤُلَاءِ نِسَاءٌ

☆ اگر مشارالیه قریب کی کوئی جگہ یا مکان ہو تو اس کے لئے عام طور پر مندرجہ ذیل

اسمائے اشارات استعمال ہوتے ہیں:

(۱) هُنَا (۲) هَهُنَا جیسے: اَنَا هَهُنَا قَاعِدُونَ

اگر مشارالیه بعید کی کوئی جگہ یا مکان ہو تو اس کے لئے عام طور پر مندرجہ ذیل اسمائے اشارات

استعمال ہوتے ہیں:

(۱) هُنَاكَ (۲) هُنَاكَ (۳) هُنَاكَ (۴) هُنَا

☆ مشارالیه نکرہ یا علم ہو تو وہ خبر اور اسم اشارہ مبتدا واقع ہوتا ہے۔ جیسے ہذا رَجُلٌ ،
ہذا ذانِ زیدان اور اگر مشارالیه معرف باللام ہو تو مشارالیه بدل عطف بیان یا نعت واقع ہوتا ہے۔
جیسے ہذا الطالبُ مُجتہدٌ

☆ تمام اسمائے اشارات مثنیٰ ہیں البتہ بعض علماء نحو کے نزدیک اسم اشارہ برائے تثنیہ مذکور مؤنث یعنی ذان۔ ذین۔ تان اور تین معرب ہیں۔ جیسے جَاءَ ذَانِ الرَّجُلَانِ رَأَيْتُ ذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ مَرَرْتُ بِذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ۔ لیکن اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اسمائے اشارات برائے تثنیہ کی وضع ہی اتفاقاً ایسی ہے کہ اُن پر معرب ہونے کا گمان ہوتا ہے
نقٹہ: اسم اشارہ کو تین طرح تقسیم کیا جاسکتا ہے:

- ☆ جنس کے اعتبار سے اسم اشارہ مذکر یا مؤنث ہوگا۔
- ☆ مشارالیه کی تعداد کے اعتبار سے مفرد، تثنیہ یا جمع ہوگا۔
- ☆ مشارالیه کے بعد کے اعتبار سے اسم اشارہ قریب، متوسط یا بعید کے لئے ہوگا۔

هَذَا الطَّالِبُ مُجْتَهِدٌ	هَؤُلَاءِ الرِّجَالُ صَالِحُونَ :
”ہذا“۔ اسم اشارہ موصوف محل مرفوع مثنیٰ علی المسکون۔ ”الطالب“ بدل یا صفت موصوف + صفت = مبتدا ”مجتہد“ اسم فاعل + فاعل ہو = خبر مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ	هَؤُلَاءِ : اسم اشارہ موصوف محل مرفوع مثنیٰ علی الکسر۔ الرجال : صفت مرفوع بالضمرة لظاہرۃ۔ موصوف + صفت = مبتدا صالحون : اسم فاعل + فاعل (ہم) خبر۔ مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

سوم اسمائے موصولہ: اَلَّذِي وَاَلَّذَانِ وَاَلَّذَيْنِ وَاَلَّتِي وَاَلَّتَانِ وَاَلَّتَيْنِ
وَاللَّائِي وَاللَّوَاتِي وَمَا وَمَنْ، وَآئِي، وَآيَةُ وَاَلْف وَاَلَام بمعنى اَلَّذِي در اسم فاعل و اسم
مفعول چُون اَلضَّارِبُ وَاَلْمَضْرُوبُ وَاَلَّذِي در لغت بنی طے نحو جائنی
ذو ضربک بدانکہ آئِي وَآيَةُ معربست۔

تیسری قسم اسمائے موصولہ جیسے: اَلَّذِي، اَلَّذَانِ، اَلَّذَيْنِ، اَلَّتِي، اَلَّتَانِ، اَلَّتَيْنِ،
اَللَّائِي، اَللَّوَاتِي، مَا، مَنْ، آئِي، آيَةُ، اَلْف وَاَلَام بمعنی الذی اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہوتا
ہے جیسے اَلضَّارِبُ اور اَلْمَضْرُوبُ اور اَلَّذِي کے معنی میں ہے لغت بنی طے میں جیسے جائنی
ذو ضربک، جان تو کہ ای اور آيَةُ معرب ہیں۔

﴿اسمائے موصولہ﴾

اسم موصول کی تعریف: وہ اسم مثنیٰ جو اپنا معنی بیان کرنے میں صلہ اور ضمیر عائد کا
محتاج ہو، یا وہ اسم مثنیٰ جو صلہ کے واسطے سے معین معنی پر دلالت کرے۔ جیسے اَلَّذِي يُؤْمِسُ
فِي ضُؤْرِ النَّاسِ

فائدہ: صلہ کا لغوی معنی ہے: ”ملا تا“۔ جبکہ اصطلاح نحو میں اس سے مراد وہ جملہ خبریہ یا شبہ جملہ
ہے جو اسم موصول کے فوراً بعد اس لئے لایا جاتا ہے کہ اسم موصول کے معنی کی وضاحت و تکمیل ہو سکے
علاوہ ازیں عائد اس ضمیر کو کہتے ہیں جو صلہ میں موجود ہوتی ہے، موصول کی طرف راجع ہوتی ہے، اور
صلہ کو موصول سے مربوط کرتی ہے۔ جیسے اَلَّذِي یُؤْمِسُ میں اَلَّذِي اسم موصول یُؤْمِسُ صلہ
اور یُؤْمِسُ میں ہو ضمیر مستتر عائد ہے۔

فائدہ: اسم موصول کو اسم ناقص اور اسم مبہم بھی کہا جاتا ہے اسم ناقص کہنے کی وجہ یہ کہ صلہ کے بغیر اس کا
معنی مکمل نہیں ہوتا بلکہ ناقص رہتا ہے اور اسے مبہم اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے معنی میں ابہام پایا جاتا
ہے اور بعد میں آنے والا صلہ اس ابہام کو دور کر دیتا ہے۔

اسمائے موصولہ کی اقسام:

اسمائے موصولہ میں سے بعض مذکر اور بعض مؤنث پر دلالت کرتے ہیں اس طرح بعض
اسمائے موصول ایسے ہیں جو مذکر و مؤنث، واحد، ثنئیہ اور جمع سب کے لئے یکساں استعمال ہوتے ہیں

اس اعتبار سے اسمائے موصولہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ اسمائے موصولہ جو بطور مذکر استعمال ہوتے ہیں:

الَّذِي واحد مذکر کے لئے۔ جیسے: جَاءَ الَّذِي قَرَأَ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقْنَا وَعَدَهُ،
الَّذَانِ حالت رُفْعی میں تثنیہ مذکر کے لئے۔

جیسے: جَاءَ اللَّذَانِ قَرَأَا، وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِيهَا مِنْكُمْ

الَّذَيْنِ حالت نَصْبی و جری میں تثنیہ مذکر کے لئے۔

جیسے: رَأَيْتُ الَّذَيْنِ قَرَأَا، رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا

الَّذَيْنِ جمع مذکر کے لئے۔

جیسے: جَاءَ الَّذَيْنِ قَرَأُوا، وَالَّذَيْنِ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ

(۲) وہ اسمائے موصولہ جو بطور مؤنث استعمال ہوتے ہیں:

الَّتِي واحد مؤنث کے لئے۔ جیسے: جَاءَتِ الَّتِي قَرَأَتْ،

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا

الَّتَانِ حالت رُفْعی میں تثنیہ مؤنث کے لئے۔ جیسے: جَاءَتِ اللَّتَانِ قَرَأَتَا

الَّتَيْنِ حالت نَصْبی و جری میں تثنیہ مؤنث کے لئے۔ جیسے: رَأَيْتُ اللَّتَيْنِ قَرَأَتَا

الَّتِي، اللَّائِي، اللَّوَاتِي جمع مؤنث کے لئے۔ جیسے: جَاءَتِ اللَّتِي قَرَأْنَ،

وَاللَّائِي يَنْسَنَ مِنَ الْمَجْنُوحِ، وَاللَّائِي يَأْتِيَنِ الْفَاحِشَةَ

(۳) وہ اسمائے موصولہ جو مطلقاً واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث سب کے لئے استعمال ہوتے ہیں

مَا عموماً غیر ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے کبھی ذوی العقول کے لئے بھی

استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے: أَعْجَبْنِي مَا كَتَبْتَ مِنْ قِصَّةٍ

مَنْ: ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے کبھی غیر ذوی العقول کے لئے بھی استعمال

کیا جاتا ہے۔ جیسے: جَانِبِي مَنْ قَامَ، يُعْجِبْنِي مَنْ جَانِكَ۔

أَوْ مَنْ جَانَتَكَ أَوْ مَنْ جَاءَكَ أَوْ مَنْ جَاءَكَ

أَيُّ مذکر ذوی العقول اور غیر ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

جیسے: أَعْجَبْنِي أَيُّ قَامَ بِمَعْنَى يُعْجِبْنِي الَّذِي قَامَ

آیۃ مؤنث ذوی العقول اور غیر ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

جیسے : سَتَفُوزُ آيَتُهُمْ مُجْتَبِهَةٌ

معنی کے اعتبار سے اسماء موصولہ کی اقسام:

(۱) **خاص:** وہ اسم موصول جو خاص معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: الَّذِي مفرد مذکر، الَّتِي مفرد مؤنث، الَّذَانِ تثنیہ مذکر، اللَّتَانِ تثنیہ مؤنث، الَّذِينَ جمع مذکر اور الَّتِي جمع مؤنث کے لئے۔

(۲) **مشترک (عام):** وہ اسم موصول جو مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث سب کے لئے استعمال ہوتا ہے یہ مندرجہ ذیل چھ اسم ہیں: مَنْ، مَا، أَيْ، آل، ذَا اور ذُو۔

ای اور لیۃ کی اقسام:

أُی اور آيۃ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **معرب:** مندرجہ ذیل صورتوں میں أُی اور آيۃ معرب ہیں۔

الف۔ ای وایۃ کا مضاف الیہ محذوف ہو اور صدر صلیۃ یعنی صلہ کا پہلا جز

کلام میں لفظاً موجود ہو۔ جیسے أُی هُوَ قَائِمٌ اور آيۃ هِيَ قَائِمَةٌ

ب۔ ای وایۃ کا مضاف الیہ اور صدر صلیۃ دونوں لفظاً موجود ہوں۔

جیسے اِيْتُهُمْ هُوَ قَائِمٌ اور اِيْتُهُنَّ هِيَ قَائِمَةٌ

ج۔ أُی وَايۃ کا مضاف الیہ اور صدر صلیۃ دونوں محذوف ہوں۔

جیسے اِي قَائِمٌ اور آيۃ قَائِمَةٌ

نوٹ: ای وایۃ بہر صورت مضاف استعمال ہوتے ہیں البتہ ان کا مضاف الیہ بعض

دفعہ مذکور اور بعض دفعہ محذوف ہوتا ہے۔

(۲) **مبنی:** مندرجہ ذیل صورت میں ای وایۃ مبنی ہیں اور اسی ایک صورت میں یہ اسم

غیر متمکن کے تحت داخل ہیں کہ ای وایۃ کا مضاف الیہ مذکور اور ان کا صدر صلیۃ یعنی صلہ کا پہلا جز لفظاً

موجود نہ ہو جیسے: اِيْتُهُمْ قَائِمٌ اور اِيْتُهُنَّ قَائِمَةٌ اصل میں اِيْتُهُمْ هُوَ قَائِمٌ اور اِيْتُهُنَّ هِيَ قَائِمَةٌ

ہی قَائِمَةٌ ہیں پہلی مثال میں هو (صدر صلیۃ) اور دوسری مثال میں می (صدر صلیۃ) محذوف ہیں۔

☆ اَنْ يالْف لام بمعنى الذی: عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
 جیسے: الضَّارِبُ بمعنى الَّذِي ضَرَبَ. الضَّارِبَةُ بمعنى الَّتِي ضَرَبَتْ
 الْمَضْرُوبُ بمعنى الَّذِي ضَرَبَ. الْمَضْرُوبَةُ بمعنى الَّتِي ضَرَبَتْ
 اِنَّ الْمُصْذِقَيْنِ وَالْمُصْذِقَاتِ
 بمعنى اِنَّ الَّذَيْنِ تَصْذِقُوا وَاللَّائِي تَصْذِقْنَ
فائدہ: الف ولام کی دو قسمیں ہیں:

- (۱) حرفی جیسے الرَّجُلُ - رَجُلٌ پر الف ولام حرفی ہے۔
 - (۲) اسمی جیسے - الضَّارِبُ، ضَارِبٌ پر الف ولام اسمی ہے۔
- فائدہ (۱):** الف ولام اسمی الَّذِي يالْتِي کے معنی پر مشتمل ہوتا ہے، اسی وجہ سے یہ اسم غیر متمکن کے تحت داخل ہے، البتہ الف لام حرفی اور اسمی دونوں مبنی ہیں۔ نیز اسم فاعل و اسم مفعول کی دو قسمیں ہیں: حدوثی، ثبوتی

حدوثی سے مراد یہ ہے کہ اسم فاعل اور اسم مفعول زمانہ حال یا استقبال پر وال ہوں۔
ثبوتی سے مراد یہ ہے کہ اسم فاعل اور اسم مفعول کسی ایک زمانے کے ساتھ خاص نہ ہوں بلکہ ان میں تمام زمانے یکساں استمرار کے طور پر موجود ہوں۔
فائدہ (۲): اسم فاعل و اسم مفعول ثبوتی، صفت مشبہ اور اسم تفضیل پر الف ولام اسم موصول داخل نہیں ہوتا بلکہ ان پر آنے والا الف ولام حرفی ہوتا ہے۔

☆ ذُو: ذُو الْعُقُولِ وَغَيْرِ ذُو الْعُقُولِ کے لئے آتا ہے اور بنی طے کی لغت میں اسم موصول کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے:

جَائِي ذُو قَامَ بمعنى جَائِي الَّذِي قَامَ..... جَائِي ذُو قَامَتْ بمعنى جَائِي الَّتِي قَامَتْ
 جَائِي ذُو قَامَا بمعنى جَائِي الَّذَانِ قَامَا..... جَائِي ذُو قَامَتَا بمعنى جَائِي اللَّتَانِ قَامَتَا
 جَائِي ذُو قَامُوا بمعنى جَاءَ الَّذَيْنِ قَامُوا..... جَائِي ذُو قَامَنْ بمعنى جَائِي اللَّائِي قَامَنْ
فائدہ: بنی طے یمن کا مشہور ترین قبیلہ تھا، جس کا سربراہ طی بن داؤد بن زید بن کہلان بن سبا بن حمید تھا، اسی کے نام پر قبیلہ بنی طے مشہور ہوا حاتم طائی کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔

☆ ”ذَا“ اسم موصول ہے، ذوالعقول وغیر ذی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن ”ذَا“

کے اسم موصول ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے مایا مَن استفہامیہ ہو۔

جیسے یَسْئَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ بِمعنی یَسْئَلُونَكَ مَا الَّذِي يُنْفِقُونَهُ

مَنْ ذَا جَاءَكَ بِمعنی مَنْ الَّذِي جَاءَكَ

نوٹ : اگر ”ذَا“ سے پہلے مایا مَن استفہامیہ نہ ہوئے تو اس وقت ”ذَا“ اسم موصول

نہیں بلکہ اسم اشارہ ہوتا ہے۔

فائدہ : اسم موصول مبہم اور مجمل شیء پر دلالت کرتا ہے اس ابہام و اجمال کی وضاحت کے لئے اسم

موصول ہمیشہ صلہ اور رابطہ کا محتاج ہوتا ہے۔ ذیل میں صلہ اور رابطہ کے بارے میں تفصیل ملاحظہ کیجئے:

صلہ کی تعریف : اسم موصول کے بعد واقع ہونے والا وہ جملہ یا شبہ جملہ

جو اسم موصول میں پائے جانے والے ابہام کو دور کرے اور اس کے اجمال کی تفصیل بیان کرے۔

ضمیر رابطہ (ضمیر عائد): صلہ میں پائی جانے والی وہ ضمیر غائب جو موصول کی

طرف راجع ہوتی ہے۔ اور عدد کے اعتبار سے موصول کے مطابق ہوتی ہے۔ جیسے : اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

الَّذِي صَدَقْنَا وَغَدَہ۔

الَّذِي اسم موصول ہے۔ صَدَقْنَا وَغَدَہ صلہ ہے جبکہ وعدہ میں ”ہ“ ضمیر رابطہ ہے۔

فائدہ : اسم موصول مشترک جب اس سے مراد غیر مفرد ہو تو اس کے صلہ میں پائی جانے

والی ضمیر کی دو صورتیں ہیں:

(۱) لفظ کی رعایت کرتے ہوئے ضمیر عائد مفرد لائی جائے گی۔

جیسے وَمِنْهُمْ مَنْ يُسْتَمِعُ إِلَيْكَ

(۲) معنی کی رعایت کرتے ہوئے ضمیر عائد جمع لائی جائے گی۔

جیسے وَمِنْهُمْ مَنْ يُسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ

پہلی مثال میں یستمع میں ہو اور دوسری مثال میں یستمعون میں واؤ ضمیر عائد ہیں۔

ضمیر کا حذف :

اگر صلہ طویل ہو تو تخفیف کے لئے ضمیر عائد کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے مَا أَنَا بِالَّذِي قَائِلٌ لَكَ سُوءَ الْأَمَلِ فِي هُوَ قَائِلٌ ہے۔

صلہ کی اقسام :

صلہ ہمیشہ جملہ واقعہ ہوتا ہے اس اعتبار سے صلہ کی تین قسمیں ہیں :

جملہ فعلیہ خبریہ : ”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقْنَا وَعَدَهُ“

صَدَقْنَا وَعَدَهُ فعل + فاعل = صلہ

جملہ اسمیہ خبریہ : ”الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ“

هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ مبتدا + خبر = صلہ

شبہ جملہ : ”جَاءَ نَبِيَّ الَّذِي عِنْدَكَ“

عِنْدَكَ اسم ظرف مضاف + مضاف الیه = صلہ

”جَاءَ نَبِيَّ الَّذِي فِي الدَّارِ“

فِي الدَّارِ جارہ + مجرور متعلق استقر فعل = صلہ

”جَاءَ الضَّارِبُ“ ضَارِبُ اسم فاعل + فاعل = صلہ

فائدہ : بعض حروف بھی موصول ہوتے ہیں جن کو موصول حرفی کہا جاتا ہے، جن کی

تعداد پانچ بیان کی گئی ہے۔ اور وہ یہ ہیں : أَنْ ، اَنَّ ، كَيْ ، مَا اور لَوْ، موصول حرفی کے بعد بھی صلہ ہوتا ہے، لیکن ضمیر عائد نہیں ہوتی۔

چہارم اسمائے افعال و آن بر دو قسم است اول بمعنی امر حاضر
چون رُوَيْدَ وَبَلَّهَ وَحَيْهَلُ وَهَلُمَّ دوم بمعنی فعل ماضی چون هَيَّهَاتَ وَشَتَانَ

چوتھی قسم اسمائے افعال اور وہ دو قسم پر ہے اول بمعنی امر حاضر کے
جیسے رُوَيْدَ وَبَلَّهَ وَحَيْهَلُ وَهَلُمَّ دوسرا بمعنی فعل ماضی کے جیسے هَيَّهَاتَ وَشَتَانَ

﴿ اسماء افعال ﴾

اسم فعل ایک منفرد اصطلاح ہے یہ اسم کہلاتا ہے کہ علامت فعل کو قبول نہیں کرتا اور فعل بھی کہلاتا ہے کہ فعل جیسا عمل کرتا ہے یعنی یہ اپنے قائل کو رفع اور مفعول کو نصب دینے کے ساتھ ساتھ فعل ماضی، فعل امر حاضر معروف یا فعل مضارع کے معنی پر مشتمل ہوتا ہے۔

اسم فعل کی تعریف : وہ اسمی جو فعل کے معنی پر مشتمل ہو اور علامت فعل کو قبول نہ کرے
جیسے: رُوَيْدَ، هَلُمَّ، هَيَّهَاتَ

اسم فعل کی اقسام:

اسمائے افعال مبنی کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ اسمائے افعال جو فعل امر حاضر معروف کے معنی پر مشتمل ہوتے ہیں۔

جیسے رُوَيْدَ بمعنی اُمہل

مندرجہ ذیل اسمائے افعال امر حاضر معروف کے معنی پر مشتمل ہوتے ہیں:

☆	رُوَيْدَ.....	یہ اسم فعل اُمہل کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔
☆	جیسے رُوَيْدَ زَيْدًا بمعنی اُمہل زَيْدًا (توزید کو مہلت دے)	
☆	بَلَّهَ.....	یہ اسم فعل اُتْرُكْ (دع) کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔
☆	جیسے بَلَّهَ زَيْدًا بمعنی اُتْرُكْ (دع) زَيْدًا (توزید کو چھوڑ دے)	
☆	حَيْهَلُ.....	یہ اسم فعل اَقْبِلْ کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔
☆	جیسے حَيْهَلُ الصَّلَاةِ بمعنی اَقْبِلِ الصَّلَاةَ (تم نماز کیلئے آؤ)	
☆	هَلُمَّ.....	یہ اسم فعل اخضر کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔
☆	جیسے هَلُمَّ زَيْدًا بمعنی اخضر زَيْدًا (توزید کو حاضر کر)	

فائدہ : مذکورہ بالا چار کے علاوہ بھی بعض اسمائے افعال ایسے ہیں جو امر حاضر

معروف کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔

”آمین بمعنی اِستَجِبْ“ اِيْهِ اَيُّ زَيْدٌ هِيَ اَوْ هِيَ اَيُّ اَسْرِعُ صَهُ اَيُّ اُسْكُتْ هَاكَ اَيُّ خُذْ عَلَيَّكَ اَيُّ اَلْزِمُ دُونَكَ اَيُّ خُذْ وَرَائِكَ اَيُّ تَاْخِرْ
اَمَامَكَ اَيُّ تَقَدَّمْ، اِيْهَا اَيُّ اِنْكَفِ

اسی طرح وہ کلمہ جو فاعل کے وزن پر آئے: جیسے خَذَارَ اَيُّ اِحْذَرْ، سَمَاعَ اَيُّ اِسْمَعْ
نَزَالَ بمعنی اَنْزَلَ، دَفَاعَ بمعنی اِذْفَعْ، كَتَابَ بمعنی اَكْتُبْ
(۲) وہ اسمائے افعال جو فعل ماضی کے معنی پر مشتمل ہوتے ہیں، جیسے هِيْهَاتَ
مندرجہ ذیل اسمائے افعال فعل ماضی کے معنی پر دلالت کرتے ہیں:

☆ هِيْهَاتَ یہ اسم فعل بعْد کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

جیسے هِيْهَاتَ زَيْدٌ اَيُّ بَعْدَ زَيْدٌ، هِيْهَاتَ الْاَمَلُ فِي النُّجَاحِ اَيُّ
بَعْدَ الْاَمَلُ فِي النُّجَاحِ

☆ شَتَانٌ یہ اسم فعل افْتَرَقَ کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

جیسے شَتَانٌ زَيْدٌ وَخَالِدٌ بمعنی افْتَرَقَ زَيْدٌ وَخَالِدٌ

کلام عرب میں سِرْعَانٌ بمعنی سُرْعَ بھی اسم فعل بمعنی فعل ماضی استعمال ہوتا ہے۔

فائدہ (۱): علماء نحو میں سے اکثر نے اسمائے افعال بمعنی فعل مضارع کا بھی ذکر کیا

ہے، فائدہ کے لئے ان میں سے چند ذکر کئے جا رہے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

اَوَّهٌ یا آه بمعنی اَتَوَجَّعُ وَى بمعنی اَتَعَجَّبُ

اَفَّ بمعنی اَتَضَجَّرُ قَطُّ بمعنی يَكْفِيْ

فائدہ (۲): اسمائے افعال واحد، ثنّیہ اور جمع تمام صورتوں میں ایک جیسے استعمال

ہوتے ہیں۔ جیسے: خَشِيَ عَلَى الصَّلَاةِ اِيْهَا الرَّجُلُ اور خَشِيَ عَلَى

الصَّلَاةِ اِيْهَا الرِّجَالُ۔

رُوِيْدَ زَيْدٌ روید: اسم فعل بمعنی امر حاضر معروف محلا مرفوع مبنی علی الفتح مبتدا انت ضمیر مرفوع متصل مستتر فاعل قائم مقام خبر، زید: مفعول بہ منصوب بالفتح لظاہرۃ اسم فعل مبتدا + فاعل (قائم مقام خبر) ومفعول بہ = جملہ اسمیہ انشائیہ	هِيْهَاتَ زَيْدٌ ہیہات: اسم فعل بمعنی فعل ماضی مبتدا محلا مرفوع مبنی علی الفتح زید: فاعل قائم مقام خبر مرفوع بالضم لظاہرۃ مبتدا + فاعل قائم مقام خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

پنجم اسمائے اصوات چون اُخ اُخ وَاُف وَبَخ نغ وَاغاق

پانچویں قسم اسمائے اصوات جیسی اُخ اُخ وَاُف وَبَخ نغ وَاغاق

﴿ اسمائے اصوات ﴾

اصوات صوت کی جمع ہے جس کا معنی آواز ہوتا ہے، اصطلاح نحو میں اسم صوت سے مراد حروف ہجائیہ سے مرکب وہ آواز یا اسم ہے جو کسی معنی کے لئے وضع نہ کیا گیا ہو جیسے: اُف اسماء اصوات کی صورتیں:

(۱) وہ آواز جو طبعی طور پر انسان کے منہ سے صادر ہو۔ جیسے اُخ اُخ کھانسی کا عارضہ لاحق ہونے کے وقت صادر ہوتے ہیں۔ اُف تکلیف یا ناپسندیدگی کے وقت صادر ہوتا ہے۔ بَخ خوشی کے وقت صادر ہوتا ہے۔

(۲) وہ آواز جو انسان ارادۃً اپنے منہ سے نکالے۔ جیسے نَخ یا بَخ اونٹ بٹھاتے وقت اپنے مقصود کی طرف متوجہ کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ غاق کوئے کی آواز کی حکایت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

فائدہ: معنوی طور پر اسمائے اصوات اسمائے افعال کی طرح ہی ہوتے ہیں لیکن یہ اسم فعل کے طور پر استعمال نہیں ہوتے کیونکہ یہ ضمیر مستتر کا احتمال نہیں رکھتے اور نہ ہی ان کو ترکیب میں استعمال کیا جاسکتا ہے اسی طرح یہ عامل بھی نہیں بنتے۔

فائدہ: ایک صورت ایسی ہے کہ یہ ترکیب میں استعمال ہو جاتے ہیں۔ جیسے قال زیند اُف اس مثال میں اف اسم مثنی منصوب محلا مفعول ہے۔

قَطُّ: یہ اس بیان کے لئے آتا ہے کہ فعل ماضی کی منفیت گذشتہ تمام زمانوں کو محیط ہے
جیسے: مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ (میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا) مَاضِرْبَتْهُ قَطُّ (میں نے اسے کبھی نہیں مارا)
غَوْضٌ: مستقبل متنی کی تاکید کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

جیسے: لَا آزَاهُ غَوْضٌ (میں اسے کبھی نہیں دیکھوں گا) لَا فَعَلْتُهُ غَوْضٌ (میں وہ کبھی نہیں کروں گا)
قَبْلُ: زمانہ ماضی کے لئے استعمال ہوتا ہے
بَعْدُ: زمانہ استقبال کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

جیسے: لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ (حکم اللہ کا ہی ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی)

قبل اور بعد کی تین حالتیں ہیں:

(الف) قبل اور بعد مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ مذکور ہو۔

جیسے: مِنْ قَبْلِ الصَّلَاةِ۔ فَلَا تَقْعُدُ بَعْدَ الذِّكْرِ

(ب) قبل اور بعد مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوف نسیا ہو۔

یعنی نہ متکلم کی نیت میں موجود ہو اور نہ کلام میں لفظاً موجود ہو۔

جیسے: مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ

(ج) قبل اور بعد مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو یعنی متکلم کی

نیت میں ہو لیکن کلام میں لفظاً مذکور نہ ہو۔ جیسے: لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔

مذکورہ بالا تین صورتوں میں سے پہلی دو صورتوں میں قبل اور بعد معرب جبکہ تیسری

صورت میں قبل اور بعد جہی ہیں اور اسی ایک صورت میں یہ اسم غیر متمکن کے تحت داخل ہیں۔

(۲) ظرف مکاں: وہ اسم جہی جو فعل کے واقع ہونے کی جگہ پر دلالت کرے۔

مندرجہ ذیل اسماء ظرف مکاں ہیں:

☆	حَيْثُ:	وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ۔
☆	قُدَّامُ:	هَذَا قُدَّامُ بِمَعْنَى هَذَا قُدَّامُكَ
☆	تَحْتَ:	هَذَا تَحْتَ بِمَعْنَى هَذَا تَحْتَكَ
☆	فَوْقُ:	هَذَا فَوْقُ بِمَعْنَى هَذَا فَوْقَكَ

فائدہ: مذکورہ بالا چاروں اسماء ظروف مکاں اس وقت جہی ہوتے ہیں جب ان کا

مضاف الیہ مذکور نہیں ہوتا لیکن متکلم کی نیت میں موجود ہوتا ہے۔

ہفتم اسمای کنایات چون کَم و کَذَا کنایت از عدد و کَیْتُ و ذَیْتُ کنایت از حدیث
ساتویں قسم اسمائے کنایات جیسے کم اور کذا عدد سے کنایہ ہیں جبکہ کیت اور ذیت کلام سے کنایہ ہیں۔

﴿اسمائے کنایات﴾

اسم غیر متمکن کی ساتویں قسم اسمائے کنایات ہے کنایات کنایہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں غیر واضح شے۔
اسم کنایہ کی تعریف: وہ اسم مثنی جو کسی مبہم اور غیر واضح شے پر دلالت کرے۔ جیسے کَم
اقسام کنایہ: اسم کنایہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اسم کنایہ از عدد: وہ اسم کنایہ جو عدد مبہم پر دلالت کرے جیسے کم بمعنی کتنے یا بے شمار
مندرجہ ذیل اسماء عدد مبہم پر دلالت کرتے ہیں:
کَم: جیسے: کَم کِتَابًا عِنْدَکَ (تیرے پاس کتنی کتابیں ہیں)۔
کَم کُتُبٍ ذُرْسُتُ (میں نے بہت سی کتابیں پڑھیں)
کَذَا: جیسے عِنْدَیْ کَذَا رُوْبِیَّةٌ میرے پاس اتنے روپے ہیں،
کَذَا رَجُلًا حَضَرَ (اتنے لوگ حاضر ہوئے) عَلِمْتُ عَلَیْہَا فَاَضِلَّا
وَعَلِمْتُ اَخَاهُ کَذَا

کم کی اقسام: کم کی دو قسمیں ہیں: (۱) کم استفہامیہ (۲) کم خبریہ
کم استفہامیہ: جس سے عدد مبہم کے بارے میں سوال کیا جائے۔

جیسے کَم سَاعَةً قَرَأْتُ (تو نے کتنی دیر پڑھائی کی)

کم خبریہ: جو خبر کے کثیر العدد ہونے پر دلالت کرے۔

جیسے کَم مُؤْمِنٍ جَاهِدَ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ (بے شمار مومن ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا)

یاد رہے کہ کَذَا فقط خبر کے ابہام پر دلالت کرتا ہے یعنی خبر کے کثیر العدد یا کثیر المقدار

ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

نوٹ: کم کے بارے میں تفصیلی گفتگو اسماء عامہ کی بحث میں کی جائے گی۔

(۲) اسم کنایہ از حدیث: وہ اسم کنایہ جو مبہم بات پر دلالت کرے جیسے کَیْتُ و ذَیْتُ

بمعنی ایسے اور ایسے مندرجہ ذیل اسماء مبہم بات پر دلالت کرتے ہیں۔

کَیْتُ - جیسے: قُلْتُ کَیْتُ و کَیْتُ..... میں نے ایسا ایسا کہا

ذَیْتُ - جیسے: فَعَلْتُ ذَیْتُ و ذَیْتُ..... میں نے ایسا ایسا کیا

فائدہ: کیت اور ذیت کو تکرار کے ساتھ استعمال کرنا واجب ہے۔

ہشتم مرکب بنائی چون اَحَدَ عَشَرَ

آٹھویں قسم مرکب بنائی ہیں جیسے احد عشر

﴿مرکب بنائی﴾

اسم غیر متمکن کی آٹھویں قسم مرکب بنائی ہے، اس کے دو جز ہوتے ہیں اور دونوں ہی مبنی ہوتے ہیں سوائے اثنا عشر اور اثنتا عشرة کے جن کی پہلی جز معرب اور دوسری مبنی ہوتی ہے۔

مراکب بنائی کی تعریف : وہ اسم مبنی جسے دو اسموں کو ایک کر کے بنایا گیا ہو جبکہ دوسرا جز کسی حرف کو متضمن ہو۔

جیسے: اَحَدَ عَشَرَ اِثْنَا عَشَرَ ثَلَاثَ عَشَرَ
اَرْبَعَ عَشَرَ خَمْسَ عَشَرَ سِتَّ عَشَرَ
سَبْعَ عَشَرَ ثَمَانِي عَشَرَ تِسْعَ عَشَرَ

نوٹ : مرکب بنائی کی تفصیلی گفتگو مرکب غیر مفید میں گذر چکی ہے۔ یاد رہے کہ مذکورہ اعداد کے علاوہ اور کوئی عدد مرکب بنائی نہیں ہے۔

مشابہت کی صورتیں:

مشابہت مبنی الاصل یعنی اسم غیر متمکن کی اقسام کو تفصیلاً ذکر کرنے کے بعد آخر میں فائدہ کے طور پر اسم کی حرف کے ساتھ مشابہت کی اقسام ذکر کی جا رہی ہیں یاد رہے کہ مشابہت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) **شبه وضعی :** وہ اہم جو وضع کے اعتبار سے حرف کے مشابہ ہو اور اس کی صورت یہ ہے کہ اس کی وضع ایک حرف پر یا دو حرفوں پر ہوئی ہو۔ جیسے ضَرْبٌ نَشَارٌ ضَرْبٌ نَشَا۔ ت ضمیر وضع کے اعتبار سے ہا جارہ اور واؤ عاطفہ کے مشابہ ہے جبکہ نا ضمیر قُذَارٌ ہنّٰ وغیرہ کے مشابہ ہے۔

فائدہ : بعض نحوویوں کا کہنا ہے کہ ضار کی حروف کے ساتھ مشابہت جمود کے اعتبار سے ہے یعنی جس

طرح حروف کے تشبیہ اور جمع نہیں آتے اس طرح ان ضمیروں کے تشبیہ اور جمع نہیں آ سکتے۔

(۲) **شبه معنوی:** وہ اسم مثنوی جو معانی حروف کو متضمن ہو۔ جیسے مَتَّسِی اسم شرط ہے لیکن یہ بعض حالات میں ہمزہ استفہام کے معنی کو متضمن ہوتا ہے۔ مثال: مَتَّسِی نَصْرُ اللّٰہِ

(۳) **شبه استعمال:** وہ اسم مثنوی جو حرف کی طرح اپنا معنی بیان کرنے میں کسی

دوسری شے کا محتاج ہو۔ جیسے اسم موصول جو اپنا معنی بتانے میں صلہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح اِذَا، اِذَا، خَبِثَتْ اور بعض دوسرے اسماء ظروف جو اپنا معنی بتانے میں مضاف الیہ کے محتاج ہوتے ہیں۔

تیمہ:

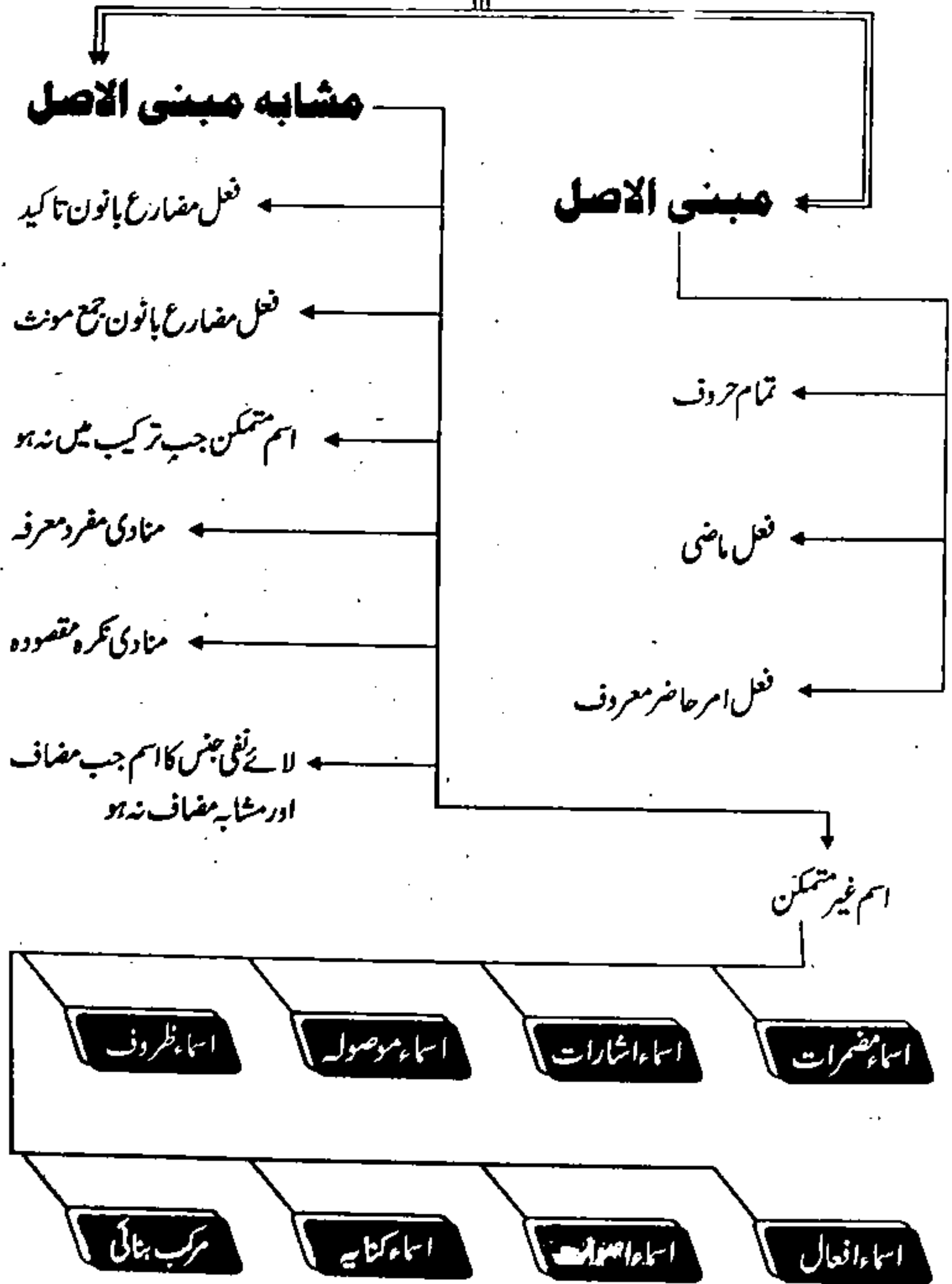
اسم غیر متمکن کی تعریف میں جیسا کہ بتایا جا چکا کہ وہ مثنوی الاصل کے ساتھ مشابہ ہوتا ہے، اسی بنا پر اس کو مشابہ مثنوی الاصل کہا جاتا ہے۔

☆ اسم غیر متمکن کی آٹھ اقسام میں سے سات قسمیں حرف کے مشابہ ہیں جبکہ اسمائے افعال فعل ماضی اور فعل امر کے مشابہ ہیں۔ بعض نحو یوں کے نزدیک اسم غیر متمکن کی آٹھوں قسمیں حرف کے مشابہ ہیں۔

☆ نیز اسمائے استفہام اور اسمائے شرط بھی اسم غیر متمکن کے تحت داخل ہیں، کیوں کہ اسمائے استفہام، ہمزہ استفہام جبکہ اسمائے شرط، ان شرطیہ کے مشابہ ہیں اور یہ دونوں حرف ہونے کی بنا پر مثنوی الاصل ہیں۔ لہذا اسمائے استفہام اور اسمائے شرطیہ بھی مثنوی ہیں۔



مبني



فصل بدانکہ اسم برد و ضرب است معرفہ و نکرہ معرفہ آن ست کہ موضوع باشد برائے چیزے
معین و آن برہفت نوع ست اول مضمرات دوم اعلام چون زید و عمرو و سوم اسمائے
اشارات چہارم اسمائے موصولہ و این دو قسم را مبہمات گویند

فصل: جان تو کہ اسم دو قسم پر ہے معرفہ اور نکرہ۔ معرفہ وہ ہے کہ اسکی وضع معین شی کے واسطے ہو اور یہ
سات قسم پر ہے پہلی مضمرات (ضمیریں) دوسری اعلام جیسے زید و عمرو تیسری اسمائے اشارات
، چوتھی اسماء موصولہ اور ان دو قسموں کو مبہمات کہتے ہیں۔

﴿اقسام اسم باعتبار تعریف و تنکیر﴾

تعریف و تنکیر یا خاص و عام کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں، پہلی معرفہ اور دوسری نکرہ۔
مصنف نے معرفہ اور اس کی اقسام کو پہلے اور نکرہ کو بعد میں ذکر کیا ہے، شاید اس لئے کہ معرفہ خاص ہے
اور اس کو پہچاننے کے لئے بعض علامات اور قرائن کی ضرورت ہوتی ہے ان قرائن سے آگاہی حاصل کئے
بغیر معرفہ کی شناخت نہیں ہو سکتی، مضمرات، اسمائے اشارات اور اسمائے موصولہ کا تفصیلی ذکر اسم غیر متمکن
میں ہو چکا ہے۔ اس لئے ان پر مزید کسی بحث کی ضرورت نہیں البتہ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مضمرات کو تمام
معرفوں میں سب سے اعلیٰ معرفہ تسلیم کیا گیا ہے، سوائے اسم جلالت ”اللہ“ کے کیونکہ اسم جلالت
”اعرف العارف“ یعنی تمام معرفوں میں سب سے زیادہ معرفہ ہے۔ علاوہ ازیں اسمائے اشارات اور
اسمائے موصولہ مبہمات کہلاتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ جب تک اسم اشارہ کے ساتھ مشارالہ اور اسم
موصول کے ساتھ صلہ کا ذکر نہ کیا جائے ان دونوں کا مفہوم واضح نہیں ہوتا بلکہ مبہم رہتا ہے۔
معرفہ کی تعریف: وہ اسم جو کسی معین شیء کے لئے وضع کیا گیا ہو۔

جیسے: اَنَا، هَذَا، الَّذِي، زَيْدٌ، يَارْجُلُ، الرَّجُلُ، غلام الرجل

﴿اعلام کا بیان﴾

اعلام، علم کی جمع ہے اور اس کا معنی بلندی یا شناخت کے ہیں جبکہ اصطلاح نحو میں علم سے مراد وہ
اسم ہے جو کسی معین شخص، معین جنس، معین مکان یا معین شیء کے لئے وضع کیا گیا ہو، جیسے زَيْدٌ معین
شخص..... اِنْسَانٌ، اَسَدٌ معین جنس..... مَكَّة، لاہور معین جگہ پر دلالت کرتے ہیں۔

علم کی اقسام: وضع کے اعتبار سے علم کی تین قسمیں ہیں:

(۱) کنیت: وہ اسم معرفہ جس کی ابتداء میں اِبْنٌ، اِبْنَةُ اَبٌ یا اُم موجود ہو۔

جیسے اَبُو الْقَاسِمِ، اُمُ الْكَلْبُومِ، اِبْنُ عُمَرَ۔

(۲) لقب: وہ اسم معرفہ جو اپنے مسمیٰ کی عظمت و رفعت پر دلالت کرے۔
جیسے: الْفَارُوقُ الْأَعْظَمُ، زَيْنُ الْعَابِدِينَ، الْأَمَامُ
الْأَعْظَمُ، غَوْثُ الْأَعْظَمِ، أَغْلَخْضَرَةُ

(۳) علم مجرد: وہ اسم معرفہ جو کنیت اور لقب نہ ہو بلکہ علم شخص اور علم ذاتی ہو۔

جیسے: عَلِي، عُثْمَان، صَلَاحُ الدِّين، اسَلام آباد
☆ استعمال کے اعتبار سے علم کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مرتجل: وہ اسم جو علم بننے سے پہلے غیر علیت میں استعمال نہ ہوا ہو۔

جیسے: آدَم، یوسف، زینب، مکہ، پاکستان

(۲) منقول: وہ اسم جو علم بننے سے پہلے غیر علیت میں استعمال ہو چکا ہو۔

جیسے: حَسَن، انعام

علم منقول کی صورتیں:

علم منقول کی درج تین صورتیں ہیں:

☆ **منقول من صفتہ:** جو علم بننے سے پہلے بطور صفت استعمال ہو چکا ہو۔

جیسے: حَسَن، کریم، عائشہ، زاہد

☆ **منقول من مصدر:** جو علم بننے سے پہلے بطور مصدر استعمال ہو چکا ہو۔

جیسے: تَوْفِيق، اخلاص، اکرام، تَصَدَّق

☆ **منقول من جنس:** جو علم بننے سے پہلے کسی جنس کے لئے استعمال ہو چکا ہو۔

جیسے: اسد، اسامہ، زہرہ

فائدہ (۱): بعض اوقات اسم منسوب بھی علم کے قائم مقام استعمال ہوتا ہے لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے جب اسم منسوب کسی شخص یا قوم کے ساتھ مخصوص ہو جائے۔

جیسے: ایوبی، رنگی، قرنی، ابدالی، غزالی، ہاشمی، قریشی

فائدہ (۲): بعض اوقات کسی خاص عہدہ کی حیثیت بھی علم کے قائم مقام استعمال ہوتی

ہے۔ جیسے: رئیس الوزراء، صدر، خلیفہ، قاضی القضاۃ، قیصر، کسری

تذکرہ: لفظ کے اعتبار سے علم کی دو قسمیں ہیں: مفرد جیسے احمد، مرکب جیسے عبد اللہ

معنی کے اعتبار سے علم کی دو قسمیں ہیں: علم شخص۔ جیسے علی، علم جنس: جیسے اسامہ

پنجم معرفہ بہ ندا چون یَا رَجُلُ ششم معرفہ بالف ولام چون الرَّجُلُ ہفتم مضاف بہ کی ازہا
چون غلامہ و غلام زید و غلام ہذا و غلام الذی عندی و غلام الرجل

پانچویں معرفہ بہ ندا ہے جیسے یا رجل، چھٹی معرفہ الف لام کے ساتھ ہو۔ جیسے الرجل
اور ساتویں قسم کہ ان میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: غلامہ، غلام
زید، غلام ہذا، غلام الذی عندی اور غلام الرجل۔

معرفہ بنداً : معرفہ کی پانچویں قسم معرفہ بہ ندایا منادی نکرہ مقصودہ کہلاتی ہے۔

تعریف : وہ اسم نکرہ جس کو حرف ندا کے ذریعے معین کیا گیا ہو۔ جیسے: یَا رَجُلُ
رجل اسم نکرہ ہے اس سے جنس رجل کا کوئی بھی فرد مراد ہو سکتا ہے لیکن اس پر جب حرف ندا آ جائے
تو پھر یہ معرفہ بن جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں وہ جنس رجل کا ایک خاص فرد اور معین شخص ہو جاتا ہے۔

معرفہ بالف ولام :

تعریف : وہ اسم جس کے شروع میں الف ولام حرف تعریف ہو۔

جیسے الرَّجُلُ (مخصوص مرد) الْإِنْسَانُ (مخصوص انسان)

الْقَلَمُ (مخصوص قلم) الْكِتَابُ (قرآن مجید)

نوٹ : اسم نکرہ پر الف ولام داخل ہو تو اس کے آخر سے تنوین حذف ہو جاتی ہے۔

جیسے رَجُلٌ سے الرَّجُلُ

ہمزہ کی اقسام :

ہمزہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **ہمزہ وصلی :** وہ ہمزہ جس کے ذریعے ابتدائے کلام کو ممکن بنایا

جائے اور جو درج کلام میں نطقاً اور لفظاً حذف ہو جائے لیکن کتابۃً حذف نہ ہو۔ جیسے: اِنَّ الْحَمْدَ
وَالْبَغْثَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ

ہمزہ وصلی کی اقسام : ہمزہ وصلی کی دو قسمیں:

(۱) **سماعی :** وہ ہمزات وصلیہ جو مختلف کلمات کے ساتھ اہل زبان سے اسی

طرح سے گئے ہوں اور ان کے لئے کوئی ضابطہ موجود نہ ہو۔ ہمزہ وصلی سماعی چھ ہیں: اِئِنَّ، اِئِنَّ،

اِمْرَءَ، اِمْرَءَا، اِثْنَانِ، اِثْنَانِ، اِثْمَ، اِیْمَنَ، اَلْ

(۲) **قیاسی:** وہ ہمزات وصلیہ جو سماعی نہ ہوں بلکہ کسی ضابطہ کے تحت کلمہ کے

شروع میں استعمال ہوتے ہوں، ہمزہ وصلی قیاسی درج ذیل مقامات پر آتا ہے:

(ا) ثلاثی مجرد کے فعل امر حاضر معروف کے شروع میں۔ جیسے اَضْرِبْ، اَنْصُرْ

(ب) غیر ثلاثی مجرد کے فعل امر حاضر معروف، فعل ماضی اور مصدر کے شروع میں۔

جیسے: اَنْطَلِقْ، اَنْطَلَقْ، اِنْطَلِقْ

نوٹ: غیر ثلاثی مجرد میں سے باب افعال کا ہمزہ وصلی نہیں ہے بلکہ وہ ہمزہ قطعی ہے۔

ہمزہ وصلی کی حرکت:

☆ ہمزہ وصلی عام طور پر کسور استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اَحْسِبْ، اِسْمَعْ

☆ غیر ثلاثی مجرد کی ماضی مجہول اور ثلاثی مجرد مضموم العین فعل امر کے شروع میں ہمزہ وصلی مضموم

ہوتا ہے۔ جیسے: اَدْخُلْ، اُبْعُدْ، اُجْتَنِبْ

☆ صرف دو کلمے ایسے ہیں جن کے شروع میں ہمزہ وصلی مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے: اَلْ، اَيُّمَنْ

ہمزہ وصلی کا ذکر اور حذف:

☆ ہمزہ اگر کلام کے شروع میں ہو تو وہ پڑھنے اور لکھنے دونوں میں آئے گا۔ جیسے: اِسْتِغْفَارُ

☆ اگر ہمزہ وصلی درمیان کلام میں آجائے تو صرف لکھنے میں آئے گا تلفظاً وہ حذف ہو جاتا

ہے۔ جیسے: وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ

☆ اگر ہمزہ وصلی سے پہلے ہمزہ استفہام آجائے یا لفظ ”اَيْنَ“ دو علموں کے درمیان آجائے تو

ہمزہ وصلی تلفظاً اور کتابتاً دونوں طرح حذف ہو جاتا ہے۔ جیسے: اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا،

حسین بن علی

فائدہ: ہمزہ وصلی اسم، فعل، حرف تینوں پر آتا ہے اسم۔ جیسے اللہ،

فعل۔ جیسے: اجتنب، حرف۔ جیسے: اَلْ

(۲) **ہمزہ قطعی:** وہ ہمزہ جو درج کلام میں لفظاً حذف ہو نہ کتابتاً بلکہ

دونوں حالتوں میں باقی رہے۔ جیسے: قَالَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ

الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ. اِنَّ اَصْوَمَ رَمَضَانَ

ہمزہ قطعی کی اقسام:

ہمزہ قطعی کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

☆	اعلام کا ہمزہ.....	جیسے:	ابراہیم ، اسماعیل ، اسامہ
☆	جمع کا ہمزہ.....	جیسے:	اشجار ، اقوال
☆	اسم جامد کا ہمزہ.....	جیسے:	أَرْثَبُ ، اسد
☆	اسم تفضیل کا ہمزہ.....	جیسے:	احمد ، ارفع
☆	صفت مشبہ کا ہمزہ.....	جیسے:	أَخْمَرُ ، أَعْوَرُ
☆	ندا کا ہمزہ.....	جیسے:	أَزِيدُ ، أَرْجُلًا
☆	باب افعال کا ہمزہ.....	جیسے:	اکرام ، افادة
☆	واحد متکلم کا ہمزہ.....	جیسے:	اسمع ، اضرب
☆	فعل تعجب کا ہمزہ.....	جیسے:	ما افعله ، افعل به
☆	استفہام کا ہمزہ.....	جیسے:	أَضْرِبْ زَيْد

فائدہ: بعض کتب نحو میں درج ذیل ہمزات کو بھی قطعی کہا گیا ہے:

☆	حروف کا ہمزہ.....	جیسے:	انْ ، اِنْ ، اِلٰی
☆	تانیث کا ہمزہ.....	جیسے:	حمراء ، صحراء
☆	اسم اشارہ کا ہمزہ.....	جیسے:	اولاء ، اولئک

مضاف الی المعرفہ:

معرفہ کی ساتویں قسم اسم مضاف الی المعرفہ ہے یعنی وہ اسم جس کو کسی معرفہ کی طرف مضاف کیا جائے۔

فائدہ: جب کسی اسم کو معرفہ کی طرف مضاف کیا جائے تو وہ اسم مضاف الیہ کے مرتبہ میں ہو جاتا ہے،

سوائے اس اسم کے جو ضمیر کی طرف مضاف ہو کیونکہ اس صورت میں مضاف علمیت کے رتبہ میں ہوتا ہے

مثالیں: غُلَامُهُ..... غلام ضمیر کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے علمیت کے مرتبہ میں ہے۔

غُلَامُ زَيْدٍ..... غلام علم کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے علمیت کے مرتبہ میں ہے۔

غُلَامُ هَذَا..... غلام اسم اشارہ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے اسم اشارہ کے مرتبہ میں ہے۔

غُلَامُ الَّذِي عَنْدَهُ..... غلام اسم موصول کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے اسم موصول کے

مرتبہ میں ہے۔

غُلَامُ الرَّجُلِ..... غلام معرفہ بآلف ولام کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے معرف باللام

کے مرتبہ میں ہے۔

ونکرہ آن است کہ موضوع باشد برای چیزی غیر معین چون رَجُلٌ وَفَرَسٌ

اور نکرہ وہ اسم ہے کہ اسکی وضع کسی غیر معین چیز کے لیے کی گئی ہو جیسے رَجُلٌ اور فَرَسٌ

اسم نکرہ

مصنف نے نکرہ کی تعریف اور مثال پر ہی اکتفاء کیا ہے کیونکہ وہ عام ہے اور اس کی شناخت کے لئے کسی قرینہ کی ضرورت نہیں اور جو اسم بھی معرفہ کی علامت سے خالی ہوگا وہ اسم نکرہ ہی ہوگا۔
تعریف: وہ اسم جو غیر معین شئی پر دلالت کرے..... یا..... وہ اسم جو الف و لام کے دخول کی صلاحیت رکھتا ہو جیسے رَجُلٌ جنس رَجُلٌ کا کوئی ایک فرد ایسے ہی فَرَسٌ جنس خیل کا اور کتاب جنس کتب کا غیر معین فرد ہے۔

اسم نکرہ کے بارے میں چند اہم باتیں:

- (۱) اسماء میں اسم نکرہ اصل ہے جبکہ اسم معرفہ اس کی فرع ہے۔ اس لئے کہ ہر معرفہ نکرہ کے تحت آتا ہے اور اس لئے بھی کہ نکرہ کسی قرینہ کا محتاج نہیں ہوتا جبکہ معرفہ کسی نہ کسی قرینہ اور علامت کا محتاج ہوتا ہے۔
- (۲) بعض اسماء کا خارج میں ایک ہی فرد پایا جاتا ہے اور بظاہر وہ معرفہ کی مانند ہیں کہ ان کی دلالت غیر معین نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود وہ اسماء نکرہ شمار ہوتے ہیں کیونکہ ان اسماء میں بغیر تعیین کے جنس کے تمام افراد پر علیحدہ علیحدہ صادق آنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے، جیسے: شَمْسٌ اور قَمَرٌ

فائدہ: بعض نئی سائنسی تحقیقات کے مطابق کائنات میں ہمارے اس سورج اور چاند کے علاوہ اور بھی سورج اور چاند موجود ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

- (۳) وہ اسماء جو الف و لام کے دخول کی صلاحیت نہیں رکھتے، ایسے تمام اسماء نکرہ نہیں ہو سکتے، جیسے زَيْدٌ
- (۴) وہ تمام اسماء نکرہ نہیں ہوں گے جو الف و لام کے دخول کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن دخول الف و لام غیر موثر رہتا ہے، یعنی تعریف کا فائدہ نہیں دیتا کیونکہ وہ اسماء پہلے سے معرفہ ہوتے ہیں۔ جیسے حسن، حسین، ولید، عباس۔

(۵) اسم نکرہ پر آنے والا الف و لام حرفی ہوتا ہے۔ اس کو ال اور الف لام تعریف کہا جاتا ہے

(۶) کلام فصیح میں عام طور پر اعلام (معرفہ) پر الف لام داخل کر لیا جاتا ہے۔

جیسے (م) زَائِنَةُ الْوَلِيدِ بْنِ الْفَزَائِدِ مُبَارَكَا

(۷) بعض کلمات ایسے ہیں جن کے بعد آنے والا اسم بہر حال نکرہ ہوگا۔

جیسے رَبُّ اور كَمْ مثال: رَبُّ رَجُلٍ لَقِينٌ، كَمْ كِتَابًا اشْتَرَيْتَ

بدانکہ اسم بر دو صنف ست مذکر و مؤنث مذکر آنست کہ درو علامت تانیث نباشد چون
 رَجُلٌ و مؤنث آنست کہ درو علامت تانیث باشد چون اِمْرَاةٌ و علامت تانیث چہارست تا
 چون طَلْحَةُ و الف مقصورہ چون حُبْلٰی و الف ممدودہ چون حَمْرَاءُ و تائے مقدرہ چون
 اَرْضٌ کہ در اصل اَرْضَة بودہ است بدلیل اُرِیضَة زیرا کہ تصغیر اسماء را باصل خود
 بر دو و این را مؤنث سماعی گویند

جان تو کہ اسم دو قسم پر ہے مذکر اور مؤنث۔ مذکر وہ اسم ہے کہ اس میں علامت تانیث نہ ہو جیسے رَجُل
 اور مؤنث وہ اسم ہو کہ اس میں علامت تانیث ہو جیسے اِمْرَاة اور علامت تانیث چار ہیں تاجیسے طَلْحَة
 ، الف مقصورہ جیسے حُبْلٰی الف ممدودہ جیسے حَمْرَاء اور تائے مقدرہ جیسے اَرْض اصل میں اَرْضَة
 تھا بدلیل اس پر یہ ہے کہ اسکی تصغیر اَرْضَة کے وزن پر آتی ہے کیونکہ تصغیر اسماء کو اپنے اصل پر لوٹا دیتی
 ہے۔ اسکو مؤنث سماعی کہتے ہیں۔

﴿اسم باعتبار جنس﴾

اسم کی مذکورہ تقسیم جنس کے اعتبار سے ہے، بظاہر مذکر اور مؤنث دو علیحدہ علیحدہ جنس ہونے کے
 اعتبار سے بالکل واضح ہیں لیکن لفظان کی پہچان میں ذرا دشواری ضرور پیش آتی ہے، کیونکہ بعض اسماء کا
 مدلول مذکر ہوتا ہے لیکن لفظاً وہ مؤنث ہوتے ہیں اسی طرح بعض اسماء میں بظاہر تانیث کی علامت
 موجود ہوتی ہے لیکن وہ مؤنث نہیں ہوتے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

مذکر کی تعریف: وہ اسم جس میں کوئی علامت تانیث نہ ہو یا وہ اسم جس کی طرف ہذا کے ساتھ
 اشارہ کرنا صحیح ہو، جیسے رَجُلٌ ، اَبٌ ، کِتَابٌ ، قَمَرٌ ۔

مؤنث کی تعریف: وہ اسم جس میں کوئی علامت تانیث موجود ہو یا اس میں علامت تانیث تو
 موجود نہ ہو لیکن وہ اسم بطور مؤنث ہی استعمال ہوتا رہا ہو۔ جیسے اِمْرَاةٌ ، اُمٌ ، اُخْتُ ، شَجَرَة
 ذَاَرٌ ، جہنم

علامات تانیث:

تانیث کی درج ذیل چار علامتیں ہیں، ان میں سے کوئی ایک علامت بھی موجود ہونے کی
 صورت میں اسم مؤنث شمار ہوگا۔

(۱) تا: اس کو تائے تانیث، تائے ملفوظ، تائے مربوطہ اور تائے متحرکہ بھی کہا جاتا ہے۔ تائے ملفوظ بعض اسمائے کے ساتھ طبعاً اور وضعاً ہوتی ہے۔ جیسے: فاطمۃ، ذولۃ، فائدۃ، اور بعض صفات کے ساتھ تائے ملفوظ زائد کی جاتی ہے تاکہ مؤنث کو مذکر سے ممتاز کیا جائے۔ جیسے مؤمنۃ، جمیلۃ، صالحۃ۔

تاء کے حوالے سے چند مفید باتیں:

تا علامت تانیث کے طور پر معروف ہے لیکن بعض اوقات تا اسماء کے ساتھ دیگر معانی پر دلالت کرنے کے لئے بھی لاحق ہوتی ہے، تفصیل درج ذیل ہے:

☆ تائے اسماء کے ساتھ لاحق ہوتی ہے جو مؤنث پر دلالت کرتے ہیں۔

جیسے: امراۃ، فاطمۃ

☆ تائے اسماء کے ساتھ لاحق ہوتی ہے جو مذکر پر دلالت کرتے ہیں۔

جیسے: حمزۃ، معاویۃ

☆ کبھی تا اسماء کے ساتھ لاحق ہوتی ہے اور ان کی وحدت پر دلالت کرتی ہے۔

جیسے: حمائمۃ ای حمائمۃ واجدۃ

☆ کبھی تا اسماء کے ساتھ لاحق ہوتی ہے، اور مبالغہ پر دلالت کرتی ہے۔

جیسے: غلامۃ، فہامۃ

☆ کبھی تا اسماء کے ساتھ لاحق ہوتی ہے اور ضم پر دلالت کرتی ہے۔

جیسے: امغۃ ای شخص ثاقف لا رأی لہ

☆ کبھی تاکلمہ کے ساتھ کسی کے عوض کے طور پر آتی ہے۔

جیسے: سنۃ ای سنۃ اصل میں اس کی جمع سننواٹ ہے

☆ کبھی تا جمع مکسر مذکر کے ساتھ لاحق ہوتی ہے۔ جیسے: صبیئۃ، اعمدۃ

☆ کبھی تا اسم کے ساتھ اس لئے لاحق ہوتی ہے کہ وہ اسم ایک گروہ اور ایک جماعت پر دلالت

کرے۔

جیسے: حنفیۃ، مالکیۃ، شافعیۃ، معتزلۃ، اشاعرۃ

☆ کبھی تا مصدر صناعی کے ساتھ لاحق ہوتی ہے۔ جیسے: **انسانیت و طبیت**
(۲) **الف مقصورہ**: مندرجہ ذیل صورتوں میں الف مقصورہ علامت تانیث ہے

(الف) اسم مقصورہ مذکر علی وزن فعلان کا مؤنث ہو۔

جیسے عطشی عطشان کی مؤنث ہے۔

(ب) اسم تفصیل کی مؤنث جیسے کبریٰ اکبریٰ کی مؤنث ہے۔

(ج) بعض مصادر جن کا اختتام الف مقصورہ پر ہوتا ہے

جیسے دغوی، بشری، ذکری

(د) بعض اسماء جن کے آخر میں الف مقصورہ طبعاً ہوتی ہے۔ جیسے حبلی، انثی

نوٹ: بعض اوقات اسم کے آخر میں الف مقصورہ ہوتا ہے لیکن اس اسم کو مؤنث تسلیم نہیں

کیا جاتا، جیسے: مصطفیٰ، موسیٰ، عیسیٰ،

(۳) **الف ممدودہ**: مندرجہ ذیل صورتوں میں الف ممدودہ علامت تانیث ہے

(الف) اسم ممدودہ جو مذکر علی وزن أفعل کا مؤنث ہو جیسے حمراء، أخمر کی مؤنث ہے

(ب) ان اسماء میں جن کا اختتام الف ممدودہ پر طبعاً ہوتا ہے۔

جیسے: صخراء، عاشوراء، عقرباء

نوٹ: بعض اوقات اسم کے آخر میں الف ممدودہ ہونے کے باوجود وہ اسم مؤنث نہیں

ہوتا جیسے ابتداء، (ہمزہ اصلی ہے) بناء، صفاء، (ہمزہ بدلا ہوا ہے) خلفاء، قرأء (ہمزہ جمع کی وجہ سے زائد کیا گیا ہے)

(۴) **تائے مقدرہ** جیسے ارض۔ یعنی وہ تاجس کو کسی اسم کے آخر میں مقدر تسلیم کیا جائے

فائدہ: ارض میں تائے مقدرہ سے مراد یہ ہے کہ تا اگرچہ لفظوں میں موجود نہیں ہے

لیکن وہ آخر میں مقدر تسلیم کی گئی ہے، اور یہ بات اس وقت سامنے آ جاتی ہے جب ارض کی تصغیر نکالی

جائے جو کہ "أَرْضٌ" آتی ہے۔ کیونکہ تصغیر میں یائے تصغیر کے علاوہ بقیہ تمام حروف اصلی ہوتے

ہیں۔

فائدہ: وہ اسماء مؤنثہ جن میں بظاہر علامت تانیث نہیں ہوتی ان کو مؤنث سماعی یا مؤنث

مجازی کہا جاتا ہے جیسے شمس، دار، اذن، عین، نار، جہنم مذکورہ تمام اسماء مؤنث سماعی

ہیں۔ یعنی ان میں اگرچہ علامت تانیث موجود نہیں ہے لیکن ان کا استعمال اہل عرب کے ہاں شروع

سے ہی مؤنث کے طور پر ہوتا ہے۔

فائدہ: تانیث لفظی کی وجہ سے کسی اسم کا مذکر حقیقی ہونا زائل نہیں ہوتا بلکہ ایسے اسم کے لئے فعل مذکر

بدانکہ مؤنث بر دو قسم است حقیقی و لفظی حقیقی آنست کہ بازائے او حیوان مذکر باشد چون
امْرَأة کہ بازای او رَجُل است و ناقة کہ بازای او جَمَل است و لفظی آنست
کہ بازای او حیوانی مذکر نباشد چون ظَلَمَة و قُوَّة

جان تو کہ مؤنث کی دو قسمیں ہیں حقیقی اور لفظی حقیقی وہ ہے کہ اسکے مقابلہ میں کوئی حیوان مذکر ہو
جیسے امْرَأة کے مقابلہ میں رَجُل مذکر ہے اور ناقة کے مقابلے میں جَمَل مذکر ہے اور لفظی وہ ہے
کہ اسکے مقابلے میں حیوان مذکر نہ ہو جیسے ظَلَمَة و قُوَّة۔

ہی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَ طَلْحَةُ، جَاءَ حَمْرَةُ، جَاءَ زَكْرِيَّا، البتہ غیر منصرف میں
اس تانیث کا لحاظ کیا جاتا ہے۔

مؤنث کی اقسام:

جنس اور لفظ کے اعتبار سے مؤنث کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

(۱) **مؤنث حقیقی:** وہ مؤنث جس کے مقابل مذکر حقیقی (حیوان مذکر) ہو
جیسے امْرَأة (اس کے مقابل رَجُل مذکر حقیقی ہے) ناقة (اس کے مقابل جَمَل مذکر حقیقی ہے۔
اسی طرح زَيْنَب، هِنْد، فاطمة مؤنث حقیقی ہیں کیونکہ یہ امْرَأة کے تحت داخل ہیں۔

(۲) **مؤنث لفظی:** وہ مؤنث جس کے مقابلے میں کوئی حیوان مذکر نہ ہو بلکہ
علامت تانیث کی وجہ سے وہ مؤنث ہو جیسے ظَلَمَة، قُوَّة، طَلْحَةُ، حَمْرَةُ

فائدہ: بعض علماء نحو مؤنث کی تقسیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مؤنث کی دو قسمیں ہیں ایک
یہ کہ اسم میں علامت تانیث پائی جائے چاہے وہ اسم مذکر حقیقی پر دلالت کرے یا مؤنث حقیقی پر دلالت
کرے جیسے عَائِشَةُ، حُبْلَى، حَمْرَاء، فاطمة، مؤنث حقیقی پر دلالت کرتے ہیں۔ طَلْحَةُ
حَمْرَةُ، مَعَاوِيَةُ لفظاً مؤنث ہیں لیکن مذکر حقیقی پر دلالت کرتے ہیں۔..... دوسرا یہ کہ اسم بغیر
علامت تانیث کے مؤنث پر دلالت کرے جیسے زَيْنَب، هِنْد مذکورہ بالا اسماء میں علامت تانیث
نہیں ہے لیکن یہ اسماء مؤنث پر دلالت کرتے ہیں۔

بعض متاخرین علماء نحو مؤنث کو درج ذیل چار اقسام پر تقسیم کرتے ہیں اور یہ تقسیم زیادہ بہتر اور

کمل نظر آتی ہے:

(۱) **مونث لفظی** : وہ اسم جس میں کوئی علامت تانیث موجود ہو چاہے لفظ کسی مذکر حقیقی

پر دلالت کرے یا مونث حقیقی پر دلالت کرے۔ جیسے فاطمة، طلحة

(۲) **مونث معنوی** : وہ اسم جو مونث حقیقی پر دلالت کرے لیکن اس میں کوئی علامت

تانیث موجود نہ ہو۔ جیسے زینب، ہند، مریم

(۳) **مونث حقیقی** : وہ اسم جو حیوان یا انسان مونث پر دلالت کرے چاہے اس میں

علامت تانیث ہو یا علامت تانیث نہ ہو۔ جیسے امرأة، ناقة، أم

(۴) **مونث مجازی** : وہ اسم جو کسی ایسی شے پر دلالت کرے جس پر مجازاً مونث کا اطلاق

کیا جاتا ہو۔ جیسے: شمس، دار، عین، رجل

فائدہ: بعض اسماء ایسے ہیں جو مونث اور مذکر دونوں پر صادق آتے ہیں۔ جیسے: قَتِيلٌ،

جَرِيحٌ (مقتول اور مجروح مرد ہو یا عورت دونوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں..... اسی طرح کبھی

وہ صیغہ صفت جس کے معنی مونث کے ساتھ ہی خاص ہوتے ہیں اس کے ساتھ کبھی تالاحق ہوتی ہے اور

کبھی تالاحق نہیں ہوتی لیکن وہ صیغہ صفت دونوں صورتوں میں مونث پر ہی دلالت کرتا ہے۔ جیسے

حائض، حائضة

فَاطِمَةُ مِنْ بَنَاتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

فَاطِمَةُ : مبتدا (مونث بوجہ تالفظی) مرفوع بالضمۃ الظاہرة

مِنْ : حرف جار مبنی علی السکون۔ بَنَاتِ : مضاف مجرور بالکسرة الظاہرة

رَسُولِ اللَّهِ : مضاف + مضاف الیہ : مضاف الیہ (بنات)

مضاف + مضاف الیہ = مجرور، جار + مجرور ظرف مستقر = خبر

مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

بدانکہ اسم بر سہ صنف ست واحد و ثنی و مجموع واحد آنست کہ دلالت کند بر یکے چون رَجُلٌ و ثنی آنست کہ دلالت کند بر دو بسبب آنکہ الف یا یای ماقبل مفتوح و نون مکسورہا ہا خرش پیوند و چون رَجُلَانِ و رَجُلَیْنِ مجموع آنست کہ دلالت کند بر بیش از دو بسبب آنکہ تغیری در واحدش کردہ باشند لفظاً چون رَجَالٌ یا تقدیر چون فُلُکٌ کہ واحدش نیز فُلُکٌ ست بروزن قُفْلٌ و جمعش ہم فُلُکٌ بروزن اُسْدٌ

جان تو کہ اسم تین قسم پر ہے واحد، ثنیہ اور جمع واحد وہ اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے جیسے رَجُلٌ اور ثنیہ اس اسم کو کہتے ہیں جو دو پر دلالت کرے اس نشانی کے ساتھ کہ الف یا یاء ماقبل انکا مفتوح ہو اور نون مکسورہ اسکے آخر میں ہو جیسے رَجُلَانِ اور رَجُلَیْنِ۔ اور جمع وہ اسم ہے کہ جو دو سے زائد پر دلالت کرے اس نشانی کے ساتھ کہ اسکے واحد میں تبدیلی ہوئی ہو لفظاً جیسے رَجَالٌ یا تقدیر جیسے فُلُکٌ کہ اسکا واحد بھی فُلُکٌ بروزن قُفْلٌ کے آتا ہے اور اس کی جمع بھی فُلُکٌ بروزن اُسْدٌ کے آتی ہے

اسم باعتبار تعداد افراد:

یہ اسم کی ایک اور تقسیم ہے، جس میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جب کوئی اسم ایک، دو یا دو سے زائد عدد پر دلالت کرے تو اسے کیا کہا جائے گا اور ان کی شناخت کا کیا طریقہ ہے، یاد رہے کہ تعداد افراد کے اعتبار سے اسم درج ذیل تین اقسام پر مشتمل ہے:

واحد (مفرد): وہ اسم جو ایک فرد پر دلالت کرے۔

جیسے: رَجُلٌ (ایک مرد) اِمْرَأَةٌ (ایک عورت)، کِتَابٌ (ایک کتاب)

ثنی (ثنیہ): وہ اسم جو دو افراد پر دلالت کرے۔

جیسے: رَجُلَانِ، رَجُلَیْنِ، (دو مرد) اِمْرَأَتَانِ، اِمْرَأَتَیْنِ (دو عورتیں)

بعض اسماء ثنیہ کی طرح ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے بعض شرائط کے ساتھ ان پر ثنیہ کے احکام

لاحق ہوتے ہیں لیکن وہ بذاتہ ثنیہ نہیں ہوتے جیسے اِثْنَا، اِثْنَتَا، کَلَا، کِلْتَا، (ان کی تفصیل اسم متمکن کے اعراب کے تحت آئے گی)

مجموع (جمع): وہ اسم جو دو سے زائد افراد پر دلالت کرے۔

جیسے: رَجَالٌ (بہت سے مرد)

بعض اسماء جمع کی طرح ہوتے ہیں اور کچھ شرائط کے ساتھ ان پر جمع کے احکام لگتے ہیں لیکن وہ بذاتہ جمع نہیں ہوتے جیسے أولو، عشرُونَ، ثلثُونَ (وغیرہ)

فائدہ: (۱) مصنف نے تشنیہ اور جمع کی تعریف کے ساتھ ان کی شناخت بھی بتائی ہے، جس کو انہوں نے تعریفات کا حصہ بنا دیا ہے، مثلاً تشنیہ کے بارے میں کہا کہ وہ اسم جس کے آخر میں الف یا یا ما قبل مفتوح اور آخر میں نون مکسور ہو، جیسے رجلا، رجلیں۔ جمع کے بارے میں کہا کہ وہ اسم جس کے واحد میں جمع بناتے وقت لفظ یا تقدیر تبدیلی کی گئی ہو، جیسے رجال اس کے واحد رجل میں لفظی تبدیلی ہوئی ہے اور فلک علی وزن اسد جمع ہے اس کے واحد فلک علی وزن۔ قفل میں تقدیری طور پر تبدیلی تسلیم کی جاتی ہے اسی طرح ہجاء علی وزن رجال جمع ہے جس کا واحد بھی ہجاء علی وزن حمار ہے جس میں تقدیر تبدیلی ہوئی ہے علاوہ ازیں جمع کی ایک شناخت یہ بھی ہے کہ واحد میں تو کوئی تبدیلی نہ ہو البتہ اس کے آخر میں کچھ حروف کا اضافہ کر دیا گیا ہو جیسے مسلمون اس کے واحد کے آخر میں اضافہ ہوا ہے۔

(۲) تشنیہ اور جمع ہونا اسم کا خاصہ ہے، فعل کو ضمائر کی وجہ سے مجازاً، تشنیہ اور جمع کہا جاتا ہے

(۳) تشنیہ اور جمع کے ضیعے جب کسی دوسرے اسم کی طرف مضاف کئے جائیں تو نون

تشنیہ اور نون جمع حذف ہو جاتے ہیں۔ جیسے ضارباً زید اور ضاربون زید

جمع کی پہچان کا طریقہ:

جمع کی پہچان کے تین طریقے ہیں:

☆ مفرد میں کوئی لفظی تبدیلی، کمی و بیشی کر کے جمع بنائی جائے۔

جیسے: رَجُلٌ کی جمع رِجَالٌ آتی ہے۔

☆ مفرد میں کوئی لفظی تبدیلی نہ ہوئی بلکہ تقدیری طور پر تبدیلی تسلیم کی جائے۔

جیسے: فُلُکٌ کی جمع فُلُکٌ ہی آئی ہے۔

☆ جمع کے آخر میں واو یا ما قبل مضموم یا مایا قبل مکسور اور آخر میں نون مفتوح ہو۔

جیسے: مُسْلِمُونَ، مُسْلِمِینَ

نوٹ: خماسی کی جمع میں بعض اوقات پانچویں حرف کو تخفیفاً حذف کر دیا جاتا ہے۔

جیسے: جَحْمَرَش سے جَحَامِر

وجہ تسمیہ: تکسیر کا معنی ہے توڑنا، جمع تکسیر میں مفرد کی بنا کو توڑ دیا جاتا ہے۔ اس

لئے یہ جمع جمع تکسیر یا جمع مکسر کہلاتی ہے۔

جمع تکسیر کی مختلف بنائیں:

واحد سے جب جمع تکسیر بنائی جاتی ہے تو اس کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱) مفرد میں بعض حروف کا اضافہ ہو اور اس کی صورت بھی تبدیل ہو جائے۔

جیسے: رَجُلٌ کی جمع رَجَالٌ

(۲) مفرد میں بعض حروف کم ہو جائیں اور اس کی صورت بھی تبدیل ہو جائے۔

جیسے: رَسُولٌ کی جمع رُسُلٌ

(۳) مفرد میں کچھ حروف کم اور کچھ حروف بڑھ جائیں جبکہ اس کی صورت بھی

تبدیل ہو جائے۔ جیسے: غُلَامٌ کی جمع غُلَمَانٌ

(۴) مفرد میں کچھ تغیر ہو مثلاً کوئی حرف کم ہو جائے لیکن اس کی صورت تبدیل نہ ہو۔

جیسے: تُخْمَةٌ کی جمع تُخَمٌ

(۵) مفرد میں نقطہ صورت کی تبدیلی ہو یعنی کچھ حرکات و سکنات کا رد و بدل ہو لیکن

مفرد میں نہ کمی ہو اور نہ زیادتی ہو۔ جیسے: أَسَدٌ کی جمع أَسَدٌ

(۶) مفرد میں تقدیری طور پر تبدیلی کو تسلیم کیا جائے جبکہ لفظی طور پر مفرد میں کوئی

تبدیلی نہ ہو۔ جیسے: فُلُکٌ کی جمع فُلُکٌ

(۷) مفرد کے آخر میں کچھ حرف بڑھ گئے ہوں لیکن مفرد کی شکل و صورت تبدیل نہ ہو

جیسے: صِنُوٌ کی جمع صِنَوَانٌ

الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ:

العلماء: مبتدا (جمع) مرفوع بالضممة الظاہرة۔ ورثة: مضاف مرفوع بالضممة الظاہرة

الانبياء: مضاف الیہ (جمع) مجرور بالكسرة الظاہرة۔ مضاف + مضاف الیہ = خبر

مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

و جمع صحیح آنست کہ بنای واحد در سلامت ماند و آن بر دو قسم است جمع مذکر و مؤنث و جمع مذکر آنست کہ واوی ماقبل مضموم یا یای ماقبل مکسور و نون مفتوح در آخرش پیوند چون مُسْلِمُونَ و مُسْلِمِينَ و جمع مؤنث آنست کہ الفی باتای با آخرش پیوند چون مُسْلِمَات

جمع صحیح وہ یکہ واحد کی بناء اسمیں سلامت رہے اور یہ دو قسم پر ہے جمع مذکر اور جمع مؤنث۔ جمع مذکر وہ ہے کہ واو ماقبل مضموم یا یا ماقبل مکسور ہو اور نون مفتوح اسکے آخر میں ہو جیسے مسلمون اور مسلمین جمع مؤنث وہ ہے کہ الف تاکیر ساتھ اس کے آخر میں ملا ہوا ہو۔ جیسے مسلمات

جمع تصحیح :

لفظ کے اعتبار سے جمع کی دوسری قسم جمع صحیح ہے، اسے سالم بھی کہا جاتا ہے، جمع صحیح (سالم) سے مراد ”وہ جمع ہے جس میں اس کے واحد کی بنا سلامت رہے“۔ جمع صحیح (سالم) کو مزید دو قسموں پر تقسیم کیا گیا ہے:

☆ جمع مذکر سالم : وہ جمع جس میں اس کے واحد (مفرد) کی بنا سلامت ہو اور اس کے آخر میں واو ماقبل ضمہ یا یا ماقبل کسرہ و مابعد نون مفتوح ہو جیسے مُسْلِمُونَ ، مُسْلِمِينَ ، مُؤْمِنُونَ ، مُؤْمِنِينَ

☆ جمع مؤنث سالم : وہ جمع جس میں اس کے واحد کی بنا سلامت ہو اور اس کے آخر میں الف بمع تالاق ہو جیسے مُسْلِمَات ، مُؤْمِنَات

نوٹ : بعض صیغائے صفات کی جمع سالم اور جمع تکسیر دونوں طرح آتی ہے جیسے غَاقِلُونَ اور غَاقِلَاءُ ، غَاقِل کی جمع..... غَاقِلُونَ اور غَاقِلَات غَاقِل کی جمع ہیں۔

جمع سالم کے بارے میں چند ضروری باتیں:

جمع مذکر سالم فقط دو اسمائے مفردہ کی ہو سکتی ہے۔

☆ علم ذوی العقول جس کے آخر میں تاء لاق نہ ہو۔

جیسے: زَيْدُونَ ، زَيْدَات کی جمع، غُلِيُون علی کی جمع۔

☆ صیغہ صفت مذکر ہو۔

جیسے: مُؤْمِنُونَ مؤمن کی جمع..... صَانِمُونَ صانم کی جمع

جمع مؤنث سالم مندرجہ ذیل مفرد کی آتی ہے:

☆ وہ اسم مفرد جس کے آخر میں تا طبعاً لاحق ہو یا زائد کی گئی ہے۔

جیسے: خدیجات خدیجۃ کی جمع، روایات روایۃ کی جمع طالبات طالبة کی جمع
فائدہ: یاد رہے کہ ایسا اسم جس کے آخر میں تالاق ہو اس کی جمع مؤنث بناتے وقت تا

کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

☆ مذکر غیر ذوی العقول صیغہ صفت - جیسے: مرفوعات مرفوع کی جمع

منصوبات منصوب کی جمع..... مجرورات مجرور کی جمع

☆ بعض اسمائے مقصورہ کی جمع:

جیسے: کُبَرِیَّات کُبَرٰی کی جمع..... هُدَیَّات هُدٰی کی جمع

☆ بعض اسمائے ممدودہ کی جمع: جیسے: صَخَرَوَات صَخْرَاء کی جمع

اِنْشَآت اِنْشَاء کی جمع..... حَسَنَآت حَسَنَاء کی جمع

☆ بعض غیر ملامتی مجرد مصادر کی جمع:

جیسے: تَطْبِیْقَات تَطْبِیْق کی جمع..... اِعْزَازَات اِعْزَاز کی جمع

اِصْلَاحَات اِصْلَاح کی جمع..... تَنْظِیْمَات تَنْظِیْم کی جمع

☆ صیغہ تصغیر مذکر غیر ذوی العقول کی جمع:

جیسے: جُبَیْلَات جُبَیْل کی جمع..... نُهَیْرَات نُهَیْر کی جمع

☆ بعض مؤنثات حقیقیہ کی جمع:

جیسے: هِنْدَات هِنْد کی جمع..... زَیْنَبَات زَیْنَب کی جمع

☆ بعض اسماء کی جمع مؤنث سالم سماعی ہے۔ جیسے: اُمَّهَات اُم کی جمع

حَمَامَات حَمَام کی جمع..... سَجَلَات سَجَل کی جمع

فائدہ (۱): بعض اوزان جمع صورتاً جمع مؤنث سالم کی طرح ہوتے ہیں کیونکہ ان کے آخر

میں الف اور تا ہوتے ہیں لیکن درحقیقت وہ اوزان جمع مؤنث سالم نہیں بلکہ جمع مکسر ہوتے ہیں۔ جیسے:

اَوْقَات وَقْتُ کی، اَمْوَآت مَوْتُ کی اور اَصْوَات صَوْتُ کی جمع مکسر ہیں۔

فائدہ (۲): بعض جمع کے صیغے بظاہر جمع مذکر سالم ہوتے ہیں لیکن درحقیقت وہ جمع مکسر

ہوتے ہیں جیسے: اَرْضُون اَرْض کی جمع ہے، یَسْنُون سَنَة کی جمع ہے۔ یاد رہے کہ اس کی جمع

سَنَوَات اور سَنَهَات بھی آتی ہے۔

و بدانکہ جمع باعتبار معنی بردو نوع است جمع قلت و جمع کثرت جمع قلت آنست کہ بر کم از دوہ
اطلاق کنند و آن را چہار بناست أَفْعُلْ مثل اَکْلُبْ و أَفْعَالٌ چون اقْوَالٌ و أَفْعَلَةٌ مثل
أَعْوَنَةٌ و فِعْلَةٌ چون غِلْمَةٌ و دو جمع صحیح الف و لام یعنی مُسْلِمُونَ و مُسْلِمَاتٌ
و جمع کثرت آنست کہ بر دوہ و بیشتر از دوہ اطلاق کنند و اینہ آن ہر چہ غیر ازین شش بناست

جان تو کہ جمع باعتبار معنی دو قسم پر ہے جمع قلت اور جمع کثرت جمع قلت وہ جمع ہے کہ جسکا اطلاق دس سے
کم پر ہو اس کی چار بنائیں ہیں افعل جیسے اکلب افعال جیسے اقوال افعلہ جیسے اعونہ اور فعلہ
جیسے غلمہ اور جمع سالم بھی جبکہ وہ بغیر الف لام کے ہو جیسے مسلمون اور مسلمات
جمع کثرت وہ ہے جو دس یا دس سے زیادہ پر بولی جائے اور اسکی بنائیں ان چھ کے علاوہ ہیں۔

جمع باعتبار معنی:

یہ جمع کی تیسری تقسیم ہے جو معنی کے اعتبار سے کی گئی ہے یاد رہے کہ یہ جمع تکسیر کی تقسیم ہے نہ
کہ جمع سالم کی، معنی کے اعتبار سے جمع تکسیر کی دو قسمیں ہیں جمع قلت اور جمع کثرت اور ان دونوں
کے اوزان مخصوص ہیں ان کی تعریف و تفصیل درج ذیل ہے:

جمع قلت: وہ جمع جو تین سے نو تک کی تعداد پر دلالت کرے۔ جیسے أَقْلَامٌ

جمع قلت کے اوزان:

جمع قلت کے چار وزن معروف ہیں:

☆ أَفْعُلْ جیسے: اَکْلُبْ کَلْبٌ جمع، اَنفُسٌ نَفْسٌ جمع، اَعْيُنٌ عَيْنٌ جمع
مذکورہ وزن پر دو مفردوں کی جمع آتی ہے:

(ا) مفرد فَعْلٌ کے وزن پر ہو۔ جیسے بَحْرٌ جمع اَبْحُرٌ۔ فَلْسٌ جمع اَفْلُسٌ

(ب) مفرد رباعی مؤنث ہو اور اس میں علامت تانیث نہ ہو۔ جیسے: ذِرَاعٌ جمع اَذْرُعُ

☆ أَفْعَالٌ جیسے اقْوَالٌ قَوْلٌ جمع..... اَفْرَاسٌ فَرَسٌ جمع

مذکورہ وزن پر مندرجہ ذیل مفردات کی جمع آتی ہے:

(ا) مفرد کا عین کلمہ حرف علت ہو۔

جیسے: سَيْفٌ جمع اَسْيَافٌ..... مَالٌ جمع اَمْوَالٌ..... ثَوْبٌ جمع اَثْوَابٌ

(ب) مفرد کا فاعل کلمہ داؤد ہو۔ جیسے: وَقْتُ كِي جَمِ اَوْقَاتٌ..... وَصْفُ كِي اَوْصَافٌ

(ج) مفرد متحرک العين ہو۔ جیسے: فَرْدٌ كِي جَمِ اَفْرَادٌ..... بَصَرُ كِي جَمِ اَبْصَارٌ

(د) مفرد کا فاعل مضموم اور عين کلمہ ساکن ہو

جیسے: قَفْلٌ كِي جَمِ اَقْفَالٌ..... نَصْرُ كِي جَمِ اَنْصَارٌ

☆ اَفْعَلَةٌ: جیسے: اَعُوْنَةُ عَوَانٌ كِي جَمِ اَرْغِفَةٌ رَغِيْفَةٌ كِي جَمِ

مذکورہ وزن پر مندرجہ ذیل مفردوں کی جمع آتی ہے:

(ا) مفرد مذکر رباعی ہو اور آخر کا ما قبل حرف مدہ ہو۔

جیسے: زَمَانٌ كِي جَمِ اَزْمِنَةٌ..... رَغِيْفَةٌ كِي جَمِ اَرْغِفَةٌ..... عُمُوْدٌ كِي جَمِ اَعْمِدَةٌ

(ب) مفرد کا لام کلمہ حرف علت ہو۔ جیسے: اِنَاءٌ كِي جَمِ اَيْنِيَةٌ

☆ فِعْلَةٌ: جیسے: غُلْمَةٌ غُلَامٌ كِي جَمِ..... فِتْيَةٌ فَتًى كِي جَمِ..... وَلَدَةٌ وَلَدٌ كِي جَمِ

مذکورہ بالا وزن کے لئے مفرد کا کوئی سا بھی وزن ہو سکتا ہے جیسا کہ مثالوں سے واضح ہے۔

فائدہ: مذکورہ بالا چار اوزان کے علاوہ کلام عرب میں جمع قلت کا اور کوئی وزن استعمال میں نہیں آتا

البتہ جمع سالم اگر بغیر الف و لام کے استعمال ہو تو اس کا اطلاق جمع قلت پر کیا جاتا ہے:

جیسے: مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمَاتٌ

جمع کثرت: وہ جمع جو دس سے غیر محدود افراد تک دلالت کرے۔ جیسے: طَلَبَةٌ

فائدہ: مصنف نے کہا کہ جمع کثرت وہ جمع ہے جو دس اور اس سے زائد پر دلالت کرے لیکن نحو یوں

نے جمع کثرت کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وہ جمع جو تین یا اس سے زائد غیر محدود افراد پر دلالت کرے۔

جمع کثرت کی اوزان کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں ایک جمع کثرت غیر منتہی المجموع اور دوسری جمع

کثرت منتہی المجموع۔ ذیل میں ترتیب سے دونوں کے اوزان کی تفصیل ملاحظہ ہو:

جمع کثرت غیر منتہی المجموع کے اوزان:

☆	فَعْلَةٌ	جیسے: طَلَبَةٌ	☆	فَعْلَاءُ	جیسے: شُرَفَاءُ
☆	فَعْلَةٌ	جیسے: قُضَاةٌ (قَضِيَّةٌ)	☆	فَعْلَاءُ	جیسے: اَغْنِيَاءُ
☆	فُعَالٌ	جیسے: عُمَاْنٌ	☆	فَعْلٌ	جیسے: حَمْدٌ
☆	فَعْلِي	جیسے: مَوْتِي	☆	فُعُولٌ	جیسے: قُلُوبٌ
☆	فُعَالٌ	جیسے: رِجَالٌ	☆		

☆	فَعْلٌ	جیسے: صُورٌ	☆	فَعْلٌ	جیسے: نَعَمٌ
☆	فُعْلَانٌ	جیسے: صَبِيَّانٌ	☆	فُعْلَانٌ	جیسے: عُمَيَّانٌ
☆	فُعْلٌ	جیسے: كُتِبَ	☆	فُعْلٌ	جیسے: رُكِعَ
☆	فَعْلَةٌ	جیسے: قِرْدَةٌ	☆	فَعْلٌ	جیسے: لَيَّانٌ

جمع متبہی الجموع کے اوزان:

☆	أَفَاعِلُ	جیسے:	أَكَابِرُ، أَصَابِعُ
☆	إِفَاعِلُ	جیسے:	أَبَارِيقُ، أَنَاشِيدُ
☆	فَعَائِلُ	جیسے:	رَسَائِلُ، صَحَائِفُ
☆	مَفَاعِلُ	جیسے:	مَسَاجِدُ، مَدَارِسُ
☆	مَفَاعِلُ	جیسے:	مَفَاتِيحُ، مَصَابِيحُ
☆	فَوَاعِلُ	جیسے:	جَوَاهِرُ، جَوَائِزُ
☆	فَوَاعِلُ	جیسے:	خَوَاتِيمُ، طَوَاجِينُ
☆	فَعَالِلُ	جیسے:	جَعَاغِرُ، جَحَامِرُ
☆	فَعَالِلُ	جیسے:	عَصَافِيرُ، قَنَادِيلُ
☆	تَفَاعِلُ	جیسے:	تَجَارِبُ، تَنَابِلُ
☆	تَفَاعِلُ	جیسے:	تَابِيحُ، تَفَارِيحُ
☆	يَفَاعِلُ	جیسے:	يَخَامِدُ، يَغَامِلُ
☆	يَفَاعِلُ	جیسے:	يَخَامِيمُ، يَنَابِيحُ
☆	فَيَاعِلُ	جیسے:	صَيَارِفُ، هَيَازِعُ
☆	فَيَاعِلُ	جیسے:	ذَيَاجِيرُ، صَيَادِيحُ
☆	فَعَالِي	جیسے:	عَذَارَى، فِتَاوَى
☆	فَعَالِي	جیسے:	تَرَاقٍ، مَوَامٍ (تَرَاقِي، مَوَامِي)
☆	فُعَالِي	جیسے:	سُكَارَى، كُسَالَى
☆	فَعَالِي	جیسے:	كَرَاسِي، أَكَانِي

فائدہ (۱): جمع متبہی الجموع سے مراد وہ جمع ہے جس کی مزید جمع نہ بنائی جاسکتی ہو ورنہ عام جمع مکسر کی مزید جمع بنانا ممکن ہے۔ جیسے: کُتِبَ کی جمع اُکْتُبَ ہے اور اُکْتُبَ کی جمع متبہی الجموع اُکَالِبُ آتی ہے۔ اسی طرح اُسَمُ کی جمع اُسَمَاءُ اور اُسَمَاءُ کی جمع متبہی الجموع اُسَامِي آتی ہے۔

فائدہ (۲): جمع غیر منتہی المجموع کے آخر میں تنوین اور کسرہ دونوں آ سکتے ہیں جبکہ جمع منتہی المجموع کے آخر میں تنوین اور کسرہ دونوں کا آنا ممنوع ہے یہی وجہ ہے کہ جمع منتہی المجموع اگر حالت جری میں ہو تب بھی اس پر کسرہ کے بجائے فتح آتا ہے۔ البتہ جمع منتہی المجموع کا لام کلمہ حذف ہو جائے تو اس پر تنوین اور کسرہ آ سکتے ہیں۔ جیسے جَوَار (جَوَارِی)، غَوَاش (غَوَاشِی)۔ اسی طرح اگر جمع منتہی المجموع کے صیغہ کو مضاف کیا جائے یا اس پر الف و لام داخل کیا جائے۔ تو ان دونوں صورتوں میں جمع منتہی المجموع پر کسرہ کا آنا جائز ہے تنوین کا نہیں۔ جیسے: مِنَ الْمَسَاجِدِ اور الرِّعَاسُ وَالْمَرْثَقَاتُ مِنَ فَرَاعِیْنِ مَضَرِ

فائدہ (۲): جمع منتہی المجموع کو جمع اقصى اور جمع المجموع بھی کہا جاتا ہے۔

اسم جمع:

اسم جمع کی تعریف: نحو کی ایک معروف اصطلاح اسم جمع ہے اس سے مراد وہ اسم ہے جو فقط معنی کے اعتبار سے جمع کے مشابہ ہو جیسے نَاسٌ، قَوْمٌ

اسم جمع کی حیثیت: اسم جمع کی دو حیثیتیں ہیں: ایک معنوی اور دوسری لفظی

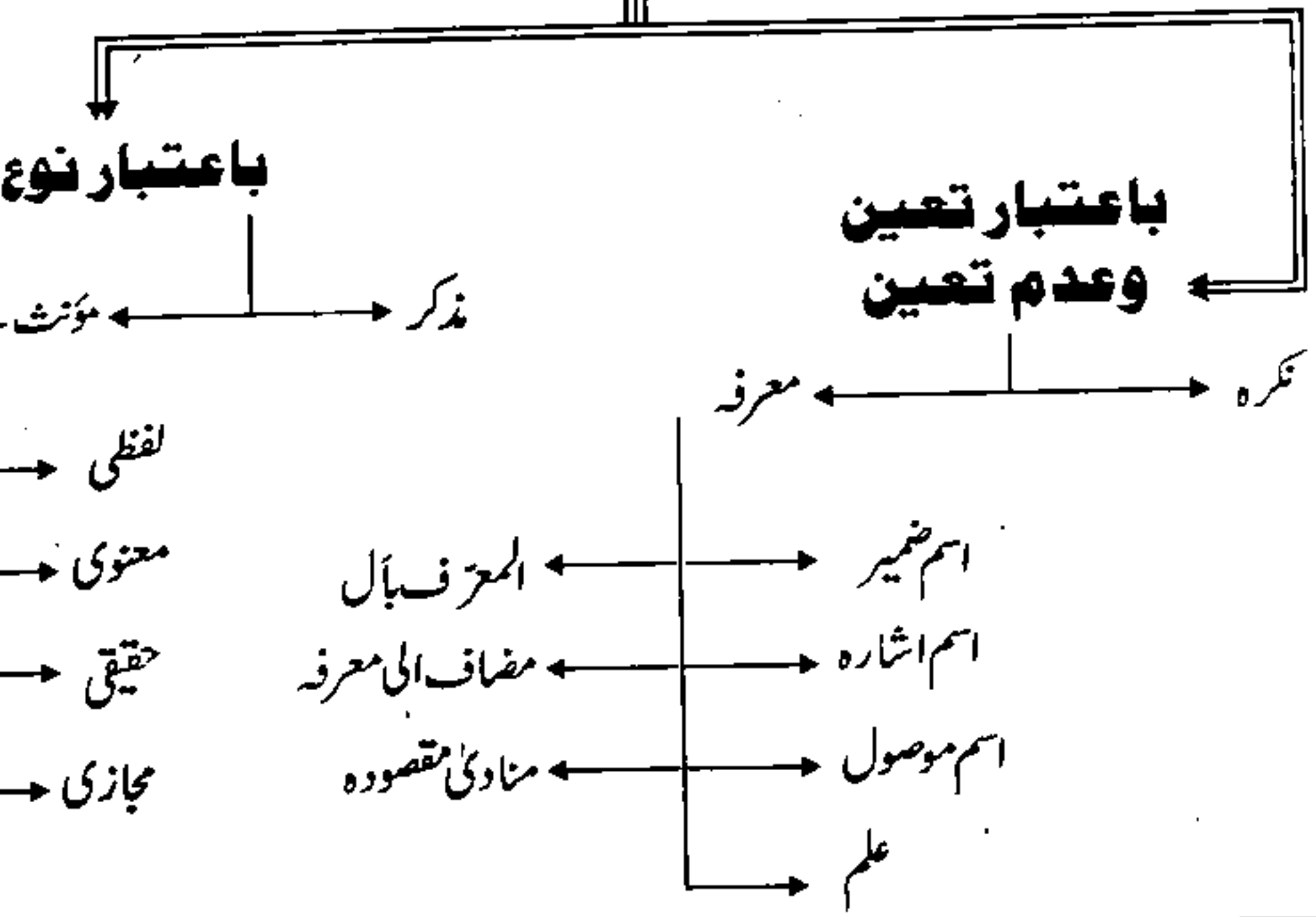
معنوی حیثیت: اسم جمع معنوی اعتبار سے جمع کے مشابہ ہے کیوں کہ اس کا اطلاق بہت سے افراد یا جماعت پر ہوتا ہے لیکن لفظی طور پر یہ جمع اس لئے نہیں ہے کہ اس کا مفرد اور تشنیہ نہیں آتے یا کبھی مفرد ہو تو تشنیہ نہیں ہوتا۔ جیسے أُمَّةٌ، قَوْمٌ، قَبِيلَةٌ، حَىٌّ، أَهْلٌ، فَرِیقٌ، غَنَمٌ، جَلِيلٌ، قَطِیعٌ

لفظی حیثیت: اسم جمع لفظی اعتبار سے مفرد کے مشابہ ہوتا ہے کیونکہ جس طرح مفرد کا تشنیہ اور جمع آتے ہیں، اسی طرح بہت سے اسماء جمع کے بھی تشنیہ اور جمع آتے ہیں۔ جیسے: أُمَّةٌ، أُمَّتَانِ، أُمَمٌ، قَوْمٌ، قَوْمَانِ، أَقْوَامٌ، شَعْبٌ، شُعْبَانِ، شُعُوبٌ، غَنَمٌ، غَنَمَانِ، أَغْنَامٌ، فَرِیقٌ، فَرِیقَانِ، فِرْقٌ (وغیرہ)

فائدہ: اسم جمع چونکہ معنی جمع ہوتی ہے اس کا مفرد غیر مادہ سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ جیسے: قوم قبيلة کا مفرد، رجل اور امرأة، غنم کا شاة، خیل کا فرس اور ابل کا جمل اور ناقة

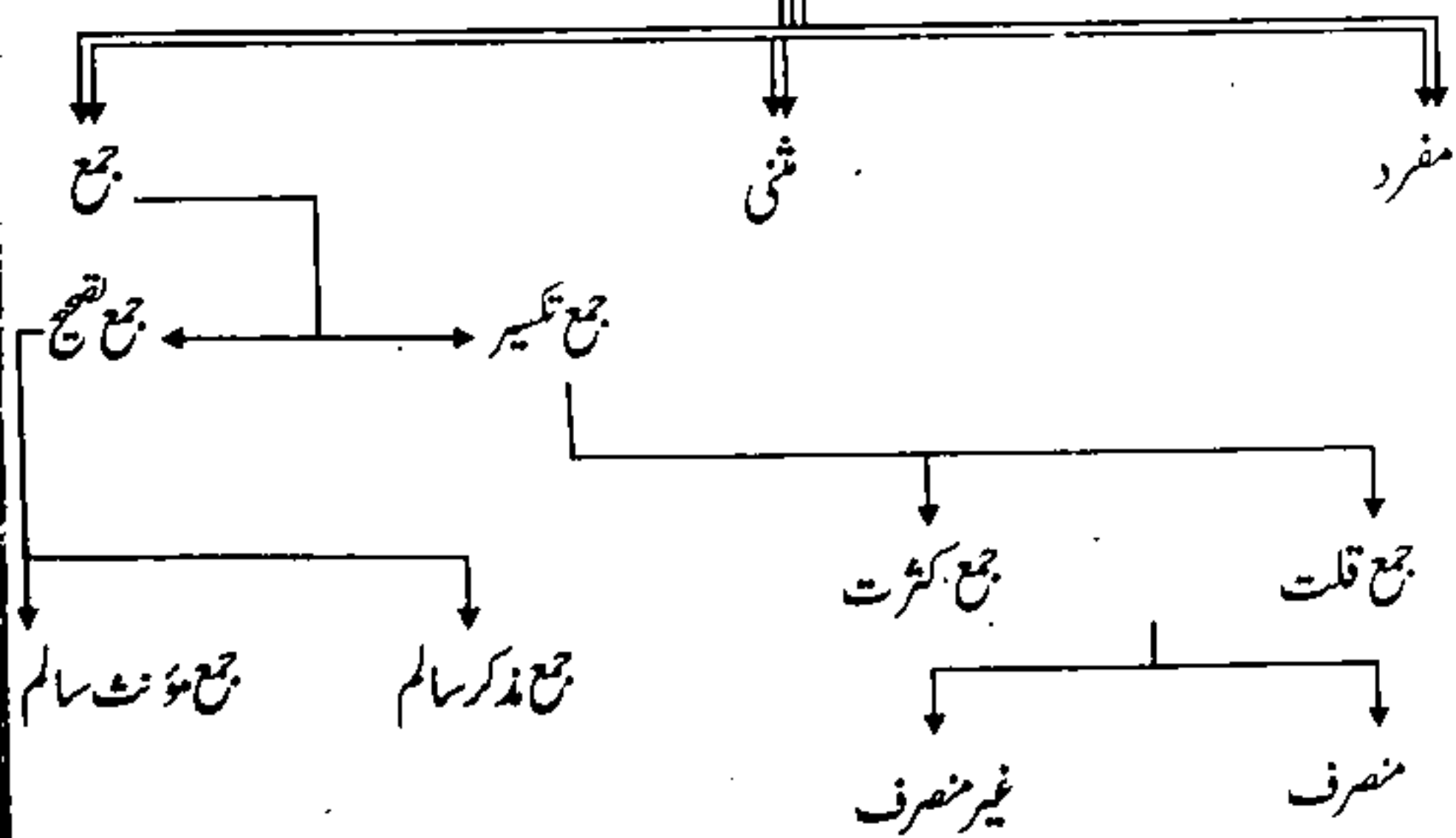
ذَهَبَ الطَّلَبَةُ إِلَى الْكَلْبَةِ ذهب فعل ماضی مبنی علی الفتح الطلبية فاعل (جمع کثرت) مرفوع بالضممة الظاهرة فی الکلبية جار + مجرور ظرف لغو متعلق ذهب فعل + فاعل و ظرف لغو = جملہ فعلیہ خبریہ	الْمَسَاجِدُ بَيُّوتُ اللَّهِ: المساجد: مبتدا (جمع منتہی المجموع) مرفوع بالضممة الظاهرة بيوت: مضاف مرفوع بالضممة الظاهرة، اللہ: اسم جلالت مضاف الیہ مجرور بالكسرة الظاهرة مضاف + مضاف الیہ = خبر، مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

اسم



اسم

باعتبار تعداد افراد



فصل بدانکہ اعراب اسم سد است رفع و نصب و جراسم متمکن باعتبار وجوہ اعراب بر شانزدہ قسم است اول مفرد منصرف صحیح چون زید

فصل : جان تو کہ اسم کے اعراب تین ہیں رفع، نصب اور جراسم متمکن کی وجوہ اعراب کے اعتبار سے سولہ قسمیں ہیں۔ پہلی مفرد منصرف صحیح۔ چپے زید

﴿اسم متمکن کا بیان﴾

اسم متمکن کو عام طور پر اسم معرب کہا جاتا ہے اس کی تعریف معرب وثنیٰ کی بحث میں ہو چکی ہے اس بحث میں اسم معرب کے اعراب کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے وجوہ اعراب کے اعتبار سے اسم متمکن سولہ اقسام پر مشتمل ہے لیکن اعراب کی تفصیل سے پہلے چار چیزوں کا ذکر کیا جانا نہایت ضروری ہے

(۱) **عامل** : وہ اسم، فعل یا حرف جس کی وجہ سے مدخول (معمول) کے آخر میں اعراب بصورت حرکت لفظی، تقدیری یا حرف لفظی، تقدیری آتا ہے۔

چپے جَاءَ زَيْدٌ جَاءَ صَدِيقِي جَاءَ رَجُلَانِ جَاءَ مُسْلِمِي

(۲) **معمول** : وہ کلمہ جس کا آخر عامل کی وجہ سے متغیر ہو جائے۔

فائدہ : معمول کی دو صورتیں ہیں:

- (۱) وہ اسم معرب جس کا آخر بغیر واسطہ کے عامل کے اثر کو قبول کرے۔ جیسے: فاعل، نائب فاعل، تمام مفعولات، حال، تمیز، انّ واخوات کے اسم و خبر، مستثنیٰ، مضاف الیہ، مبتدا، خبر وغیرہ
- (۲) وہ اسم معرب جس کا آخر اپنے متبوع کے واسطہ سے عامل کے اثر کو قبول کرے۔ جیسے: نعت، معطوف، بدل وغیرہ۔ (تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی)

(۳) **محل اعراب** : معمول کا آخری حرف جس پر اعراب کا اثر بصورت علامت اعراب ظاہر ہوتا ہے۔

(۴) **اعراب** : وہ علامت یا اثر جو عامل کی وجہ سے معمول کے آخر میں ظاہر ہوتا ہے یا سمجھا و تسلیم کیا جاتا ہے۔

اسم پر تین اعراب آ سکتے ہیں، رفع۔ نصب۔ جر۔ اگر عامل رفع دینے والا ہے تو اسم پر رفع اگر عامل نصب دینے والا ہے تو اسم پر نصب اور اگر عامل جر دینے والا ہے تو اسم پر جر آتا ہے پھر ان تینوں

اعراب کی مختلف علامات ہیں رفع کی علامتیں ضمہ، واو اور الف ہیں۔ نصب کی علامتیں فتحة، کسره، الف اور یا ہیں جبکہ جر کی علامتیں کسره، فتحة اور یاء ہیں علاوہ ازیں اسم پر کبھی اعراب لفظی ہوتا ہے اور اگر اعراب لفظی ممکن نہ ہو تو اس صورت میں اعراب تقدیری ہوتا ہے یعنی عامل کے مطابق معنوی طور پر اعراب کو تسلیم کیا جاتا ہے پھر اعراب بالحرکت اصل ہے اور اعراب بالحرک فرع ہے۔

اسم متمکن کی اقسام:

مفرد منصرف صحیح:

وہ مفرد اسم جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو اور اس میں منع صرف کے دو سبب یا ایک سبب قائم مقام دو کے موجود نہ ہوں۔ جیسے زید، اللہ، محمد

فائدہ: مفرد کا معنی ہے غیر تشبیہ و غیر جمع..... منصرف کا معنی ہے اسم کا منع صرف کے دو سببوں سے خالی ہونا جبکہ صحیح سے مراد نحو یوں کے نزدیک یہ ہے کہ اسم کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔

مفرد منصرف صحیح کا اعراب:

حالت رُفعی میں رفع ضمہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے جَاءَ بَنِي زَيْدٍ قَالَ اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

حالت نَصْبی میں نصب فتحة لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے رَأَيْتُ زَيْدًا، إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

حالت جَری میں جر کسره لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے : مَرَزَتْ بِزَيْدٍ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

تنبیہ: مذکورہ مثالوں پر نظر ڈالیں تو لفظ اللہ، محمد اور زید پر تینوں مثالوں میں مختلف حرکتیں نظر آ رہی ہیں، پہلی مثال میں ان پر ضمہ، دوسری مثال میں فتحة اور تیسری مثال میں کسره ہے، اسم متمکن کے آخر میں حرکات کا یہ اختلاف عاملوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ جیسا عامل اسم متمکن پر آتا ہے۔ اسم متمکن کے آخر میں اس کے مطابق اعراب ظاہر ہوتا ہے مذکورہ اسامہ ممکنہ پر اسی وجہ سے اعراب مختلف ہیں۔ دیگر اقسام میں بھی آپ ان تبدیلیوں کو دیکھیں گے۔

دوم مفرد منصرف جاری مجری صحیح چون دَلُّوْ سَوم جمع مکسر منصرف چون رِجَالُ رَفَعِ شان
بضمہ باشد و نصب بفتح و جر بکسرہ چون جَاءَ نَبِیْ زَیْدٌ وَ دَلُّوْ وَ رِجَالٌ وَ رَأِیْتُ زَیْدًا
وَ دَلُّوْا وَ رِجَالًا وَ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَ دَلُّوْ وَ رِجَالٍ۔

دوم مفرد منصرف جاری مجری صحیح جیسے دَلُّو تیسری جمع مکسر منصرف جیسے رِجَالُ رَفَعِ انکا ضمہ کے ساتھ
نصب فتح کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ۔ جیسے جَاءَ نَبِیْ زَیْدٌ وَ دَلُّوْ وَ رِجَالٌ وَ رَأِیْتُ زَیْدًا وَ دَلُّوْا
وَ رِجَالًا وَ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَ دَلُّوْ وَ رِجَالٍ

مفرد منصرف جاری مجری صحیح:

وہ مفرد منصرف اسم جس کے آخر میں حرف علت ہو اور اس کا ما قبل ساکن ہو۔ جیسے: دَلُّوْ، ظَنَبِیْ، نَحُوْ

مفرد منصرف جاری مجری کا اعراب:

حالت رفعی میں رفع ضمہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: هَذَا دَلُّوْ..... هَذِهِ ظَنَبِیْ..... أَلْنَحُوْ عِلْمٌ

حالت نصی میں نصب فتح لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: رَأِیْتُ ظَنَبِیًّا..... أَخَذْتُ دَلُّوًّا..... دَرَسْتُ نَحُوًّا

حالت جری میں جر کسرہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: مَرَرْتُ بِظَنَبِیْ..... أَخْرَجْتُ الْمَاءَ بِدَلُّوْ..... أَلْکَلِمَةُ فِی النُّحُوْ

جمع مکسر منصرف:

وہ منصرف جمع جس میں اس کے واحد کی بنا سلامت نہ ہو۔ چاہے جمع بناتے وقت مفرد کا کوئی

حرف زائد کیا جائے یا کوئی حرف کم کیا جائے یا مفرد کی شکل ہی تبدیل کر دی جائے۔

جیسے رِجَالٌ، قُلُوبٌ، أَصْحَابٌ

جمع مکسر منصرف کا اعراب:

حالت رفعی میں رفع ضمہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: جَاءَ نَبِیْ رِجَالٌ..... قَالَ أَصْحَابُ مُوسَى

حالت نصی میں نصب فتح لفظی کی صورت میں آتا ہے جیسے: رَأِیْتُ رِجَالًا، وَ تَرَى الْجِبَالَ

حالت جری میں جر کسرہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے مَرَرْتُ بِرِجَالٍ..... خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوبِ أَقْفَالِهَا

چہارم جمع مؤنث سالم رفعش بضمہ باشد و نصب و جر بکسرہ
چون هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَزْتُ بِمُسْلِمَاتٍ

چوتھی جمع مؤنث سالم اسکا رفع ضمہ کے ساتھ نصب اور جر کسرہ کے ساتھ۔

جیسے هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَزْتُ بِمُسْلِمَاتٍ

جمع مؤنث سالم :

وہ جمع مونث یا جمع سالم جس کے آخر میں الف اور تا لاحق ہو۔

جیسے مسلمات، مومنات

جمع مؤنث سالم کا اعراب :

حالت رفعی میں رفع ضمہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے اِذَا جِئَاكَ الْمُؤْمِنَاتُ السَّمَوَاتُ فَوْقَ رَاسِنَا

حالت نہی میں نصب کسرہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ

حالت جری میں جر کسرہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے مَرَزْتُ بِمُسْلِمَاتٍ اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

فائدہ (۱): بعض اسماء جمع مؤنث سالم نہیں ہیں لیکن ان کا اعراب جمع مؤنث سالم والا ہی

آتا ہے۔ جیسے اولاد اسم جمع ہے اور اولو کی مونث ہے ایسے عرفات جو بطور علم استعمال ہوتا

ہے۔ جیسے: وَأُولَاكُمُ الْآخِمَالُ، وَإِنْ كُنَّ أُولَاتٍ حَمَلٍ، مَرَزْتُ بِأُولَاتٍ حَمَلٍ

فائدہ (۲): بعض اسماء بظاہر جمع مؤنث سالم نظر آتے ہیں لیکن وہ درحقیقت جمع مکسر ہیں

اور ان کا اعراب جمع مکسر والا آتا ہے جیسے أَبْنَاءُ بَنِيكَ کی جمع مکسر ہے..... أَمْوَاطُ مَوْتَ کی جمع

مکسر ہے..... بَنَاتُ بَنِيكَ کی جمع مکسر ہے۔ مذکورہ تینوں مثالوں میں تا اصل ہے۔ قَضَاءُ

(قَضِيَّةٌ) غَزَاةٌ (غَزْوَةٌ) مذکورہ دونوں مثالوں میں الف اصل ہے۔

پنجم غیر منصرف و آن اسمیت کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد و اسباب منع صرف نہ است عدل و وصف و تانیث و معرفہ و عجمہ و جمع و ترکیب و وزن فعل و الف و نون زائدتان چون عُمَرُ وَاَحْمَرُ وَطَلْحَةُ وَزَيْنَبُ وَاِبْرَاهِيْمُ وَمَسَاجِدُ وَمَعْدِيْكَرَبَ وَاَحْمَدُ وَعِمْرَانُ رَفْعُش بضمہ باشد و نصب و جر بفتحہ چون جَاءَ عُمَرُ وَرَاَيْتُ عُمَرَ وَمَرَزْتُ بِعُمَرَ

پانچویں غیر منصرف وہ ایسا اسم ہے کہ جس میں اسباب منع صرف سے دو سبب ہوں اور اسباب منع صرف نہ ہوں۔ عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزن فعل اور الف نون زائدہ تان۔ جیسے عُمَرُ، اَحْمَرُ، طَلْحَةُ، زَيْنَبُ، اِبْرَاهِيْمُ، مَسَاجِدُ، مَعْدِيْكَرَبَ، اَحْمَدُ، عِمْرَانُ اسکا رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب و جر فتحہ کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے جَاءَ عُمَرُ وَرَاَيْتُ عُمَرَ وَمَرَزْتُ

غیر منصرف :

وہ اسم جس میں منع صرف کے دو سبب یا ایک سبب قائم مقام دو کے موجود ہو۔

جیسے: عُمَرُ، اِبْرَاهِيْمُ

غیر منصرف کا اعراب :

حالت رُفعی میں رفع ضمہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: وَادَّالَ اِبْرَاهِيْمُ فَتَحَ عُمَرُ فَارِسَ عُثْمَانُ خَلِيْفَةُ الْمُسْلِمِيْنَ

حالت نَصْبی میں نصب فتحہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: وَادَّا اِهْتَلٰ اِبْرَاهِيْمُ اُحِبُّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ

حالت جَری میں جر فتحہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: وَادَّوْحِنَا اِلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاسْمَاعِيْلَ اَسْلَمَ اَبُوْبَكْرٍ قَبْلَ عُمَرَ وَعُثْمَانَ

فائدہ : غیر منصرف کا اعراب حالت جری میں کسرہ کے بجائے فتحہ لفظی کی صورت میں آتا

ہے۔ نیز غیر منصرف پر تنوین اور کسرہ نہیں آتے البتہ غیر منصرف پر الف و لام داخل ہونے اور

غیر منصرف کے مضاف ہونے کی صورت میں اس پر فقط کسرہ کا آنا جائز ہے۔ اور اگر غیر منصرف (جمع

مثنوی الجموع) کا لام کلمہ محذوف ہو تو اس صورت میں غیر منصرف پر تنوین بھی آ جاتی ہے، جیسے جَوَارِ

(جَوَارِيٌّ عَلَى وَزْنِ فَعَالِيلٍ) اور غَوَاشِيٌّ جو حذف لام کے بعد غواش پڑھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں مناسبت اور ضرورت شعری کی بنا پر بھی غیر منصرف پر تنوین اور کسرہ آ جاتے ہیں۔ جیسے سَلَّاسِلًا وَاعْغَلَالًا۔ اس مثال میں سلا سلا پر اغلا لا کی مناسبت کی بنا پر تنوین آئی ہے۔

اسباب منع صرف کا بیان:

☆ **عدل** : اس کے لغوی معنی مائل ہونا، دور ہونا، اعراض کرنا، برابری کرنا آتے ہیں۔

تعریف : وہ اسم جو صیغہ اصل سے حقیقتاً یا تقدیراً موجودہ صورت میں لایا گیا ہو۔

جیسے: عُمَرُ، أَخْرُ

اقسام عدل : عدل کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

(۱) **عدل تحقیقی** : وہ اسم جو صیغہ اصل سے حقیقتاً کال کر موجودہ صورت میں لایا گیا ہو اور اس اسم کے اصل پر خارج میں کوئی دلیل موجود ہو۔ جیسے: ثُلُثٌ، مَثَلُثٌ ان دونوں میں سے ہر ایک اصل میں ثلاثۃ ثلاثۃ تھا۔ دلیل یہ ہے کہ ثلث اور مثلث میں سے ہر ایک کا معنی تین تین آتا ہے تو معنی کا یہ تکرار اس پر دلالت کرتا ہے کہ اصل لفظ میں بھی لازماً تکرار ہے اور پھر عدل کی وجہ سے لفظ موجودہ صورت میں استعمال ہونے لگا۔ أَخْرُ یہ اصل میں الْآخِرُ الْآخِرُ مِنْ تَحَا۔

فائدہ : اسماء اعداد میں بعض کے نزدیک ایک سے دس اور بعض کے نزدیک ایک سے چار تک کے اعداد میں عدل تحقیقی ہوتا ہے۔

☆ جَاءَ الْقَوْمُ أَحَادٌ (قوم آئی ایک ایک کر کے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ وَاحِدًا وَاحِدًا

جَاءَ الْقَوْمُ مُوَحَّدٌ (قوم آئی ایک ایک کر کے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ وَاحِدًا وَاحِدًا۔

☆ جَاءَ الْقَوْمُ ثَنَاءً (قوم آئی دو دو کر کے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ

جَاءَ الْقَوْمُ مَثْنِي (قوم آئی دو دو کر کے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ۔

☆ جَاءَ الْقَوْمُ ثُلُثٌ (قوم آئی تین تین کر کے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ ثَلَاثَةً ثَلَاثَةً

جَاءَ الْقَوْمُ مَثَلُثٌ (قوم آئی تین تین کر کے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ ثَلَاثَةً ثَلَاثَةً۔

☆ جَاءَ الْقَوْمُ رُبَاعٌ (قوم آئی چار چار کر کے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ أَرْبَعًا أَرْبَعًا

جَاءَ الْقَوْمُ مَرْبُعٌ (قوم آئی چار چار کر کے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ أَرْبَعًا أَرْبَعًا

..... إِلَى آخِرِهِ عَشْرَةٌ

(۲) **عدل تقصیری** : وہ اسم جو صیغہ اصل سے حقیقتاً نہ نکالا گیا ہو بلکہ فرض کیا گیا

ہو کہ یہ کسی دوسرے صیغہ سے نکالا ہوا ہے اور اس اسم کی اصل پر کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ جیسے عُخْرُ اس کے بارے میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ یہ اصل میں غامِرٌ تھا، زُفْرٌ، زُحْلٌ ان کے بارے میں فرض کیا گیا ہے کہ یہ اصل میں زافِرٌ اور زاجِلٌ تھے۔

فائدہ : کچھ ایسے اسماء جن میں عدل تقدیری ہے درج ذیل ہیں:

عُخْرٌ، قُزْعٌ، جُشَمٌ، مُضَرٌ، عُصَمٌ، فُجَاءٌ، ذُلْفٌ، هُبْلٌ، بُلْعٌ، قُشَمٌ، ثَعْلٌ وغیرہ

فائدہ : عدل کے کل چھ اوزان آتے ہیں:

فُعْلٌ جیسے عمر فُعَالٌ جیسے ثلث

مَفْعَلٌ جیسے مثلث فَعْلٌ جیسے اُمس (الَامس)

فَعْلٌ جیسے سَحَرُ (السَّحَرُ) فَعَالٌ جیسے قطام بنی تمیم کی لغت میں

فائدہ : عدل کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم یا وصف ہو۔ جیسے عُخْرٌ میں عدل اور علمیت

جبکہ اُخْرٌ میں عدل اور وصف ہے۔

فائدہ : عدل وزن فعل کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ غیر منصرف میں

ایک سبب عدل اور دوسرا وزن فعل ہو کیونکہ دونوں کے اوزان مختلف ہیں۔

☆ **وصف :** وہ اسم جو کسی غیر معین شی اور اس کی صفت پر دلالت کرے یا وہ اسم جو مبہم

ذات پر دلالت کرے۔ جیسے اُخْمَرٌ اور اَفْضَلُ

وصف کے غیر منصرف ہونے کی شرائط:

(۱) وصف فَعْلَانُ کے وزن پر ہو اور اس کی مؤنث فَعْلَى کے وزن پر آتی ہو یا

اس کی مؤنث اصلاً ہی نہ آتی ہو جیسے سَكْرَانُ اس کی مؤنث سَكْرَى آتی۔ رَحْمَنُ اس کی مؤنث اصلاً آتی ہی نہیں ہے۔ جبکہ نَذْمَانُ منصرف ہے کہ اس کی مؤنث نَذْمَانَةٌ علی وزن فَعْلَانَةٍ آتی ہے

(۲) وصف أَفْعَلُ کے وزن پر ہو۔ جیسے اُخْمَرٌ، اَعْمَى عَلٰی وَزْنِ اَفْعَلُ

..... بعض کے نزدیک وزن اَفْيَعْلُ مصدر بھی غیر منصرف ہے۔ جیسے اَفْيَضْلُ، اَجْيَمْلُ

(۳) وصف میں عدل پایا جائے۔

جیسے مَثْنٰی، مَثَلَتٌ نتیجہ یہ ہوا کہ وصف کے غیر منصرف ہونے کے لئے

تین شرطیں ہیں کہ وصف صیغہ عدل ہو۔ یا الف نون زائد تان ہو یا وزن فعل ہو۔

فائدہ : وصف کے لئے منع صرف کا سبب بننے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اصل وضع میں

وصف ہو اور وصف کے علاوہ کسی دوسری صورت میں نہ آتا ہو جیسے مثنیٰ اور ثلث اور اسی طرح وصف اصل وضع میں وصف ہو چاہے وصفیت پر باقی ہو جیسے اَحْمَرٌ اور سِکْرَانٌ یا وصفیت پر باقی نہ ہو بلکہ کسی شے کا علم ہو جائے۔ جیسے اَذْهَمُ اور اَسْوَدُ (ادھم مخصوص رنگ کے گھوڑے جبکہ اسود مخصوص رنگ کے سانپ کو کہا جاتا ہے)

تانیث: وہ اسم جس میں کوئی علامت تانیث ہو۔

جیسے: حُبْلَى، حَمْرَاءُ، زَيْنَبُ، فَاطِمَةُ

تانیث کی چار قسمیں ہیں!

(۱)	تانیث بالتاء	(۲)	تانیث معنوی
(۳)	تانیث بالف مقصورہ	(۴)	تانیث بالف ممدودہ

تانیث کے غیر منصرف ہونے کی شرط:

- (۱) تانیث بالتاء کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو۔
جیسے فَاطِمَةُ، عَائِشَةُ جَاءَتْ فَاطِمَةُ، رَأَيْتُ فَاطِمَةَ، مَرَرْتُ بِفَاطِمَةَ
- (۲) تانیث معنوی کے لئے مندرجہ شرائط ہیں:
(ا) اسم تین سے زائد حروف پر مشتمل ہو۔
جیسے: زَيْنَبُ، مَرْيَمُ، سَعَادُ
(ب) اسم تین حروف پر مشتمل علم ہو اور متحرک الاوسط ہو۔
جیسے: سَقَرُ، جَهَنَّمُ کے طبقات میں سے ایک طبق کا علم ہے
(ج) اسم تین حروف پر مشتمل غیر عربی علم ہو اور ساکن الاوسط ہو۔
جیسے: خَوْزُ، فَارِسُ کے کسی شہر کا علم ہے۔

مثال: هَذِهِ مَرْيَمُ، رَأَيْتُ مَرْيَمَ، مَرَرْتُ بِمَرْيَمَ

- (۳) تانیث بالف مقصورہ بغیر کسی مزید شرط کے غیر منصرف ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک سبب دوسہوں کے قائم مقام ہوتا ہے۔ جیسے حَبْلَى هَذِهِ حُبْلَى، رَأَيْتُ حُبْلَى، مَرَرْتُ بِحُبْلَى
- فائدہ:** وہ غیر منصرف جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو تو اس کا اعراب حالت رفع میں رفع ضمہ تقدیری، نصب و جر فتح تقدیری کے ساتھ آتے ہیں۔ یاد رہے کہ اسم مقصور پر لفظی اعراب نہیں آ سکتا جیسا کہ مثالوں سے واضح ہے۔

(۴) تانیث بالف ممدودہ بغیر کسی حرید شرط کے غیر منصرف ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک سبب دوسروں

کے قائم مقام ہوتا ہے۔ جیسے: صَخْرَاءُ، خَمْرَاءُ

☆ **معرفہ:** معرفہ وہ اسم جو کسی معین شے کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے عُمَرُ، یَزِيدُ

فائدہ: اسباب منع صرف میں معرفہ سے مراد فقط علمیت ہے کیونکہ معرفہ کی دوسری اقسام میں سے مضمرات، اسمائے اشارات، اسمائے موصولہ اور منادی نکرہ مقصودہ معرب نہیں ہیں بلکہ مثنیٰ ہیں جبکہ اسم کے شروع میں آل کا داخل ہونا یا اسم کا مضاف ہونا غیر منصرف کو بھی منصرف کی طرح کر دیتے ہیں

معرفہ (علم) کے غیر منصرف ہونے کی شرائط:

(الف) معرفہ وزن فاعل ہو۔ جیسے: أَحْمَدُ، یَزِيدُ

(ب) معرفہ عدل ہو۔ جیسے: عُمَرُ، زُفَرُ

(ج) معرفہ تانیث بالثاء یا تانیث معنوی ہو۔ جیسے: خَدِيجَةُ، مَرْيَمُ

(د) معرفہ عجم ہو۔ جیسے: اسْحَقُ، دَاوُدُ

(ز) معرفہ ترکیب یعنی مرکب منع صرف ہو۔ جیسے: مَعْدِيكَرُبُ

(س) معرفہ الف نون زائد تان ہو۔ جیسے: عُثْمَانُ، سَلْمَانُ

☆ **عجمہ:** کلام عرب میں استعمال ہونے والا وہ اسم جو اصل وضع میں عجمی ہو۔

جیسے: یَعْقُوبُ، سُقْرَاطُ

عجمہ کے غیر منصرف ہونے کے لئے شرائط:

(۱) عجمہ علم ہو (۲) عجمہ تین حروف سے زائد پر مشتمل ہو

جیسے یعقوب، داؤد، اسحق، اذریس

مثالیں آدَمُ صَفِيُّ اللّٰهِ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ

فائدہ: عجمہ علم ساکن الاوسط ہو تو منصرف ہوتا ہے۔ جیسے: نُوحٌ، لُوطٌ

تمام انبیاء کے اسماء عجمہ ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہیں سوائے حضرت نوح، لوط،

عزیر، شیث، شعیب، ہود، صالح اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہم السلام کے

اسماء مبارکہ کے..... تمام فرشتوں کے نام مثلاً اسرافیل، جبرائیل، میکائیل اور

عزرائیل وغیرہ بھی علمیت اور عجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہیں سوائے چار کے یعنی مالک،

رضوان، منکر اور نکیر علیہم السلام۔ اسی طرح فرعون، ہامان، قارون، نمرود، یاجوج ماجوج، سقراط وغیرہ علیت اور عجمہ ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔

☆ جمع وہ اسم جو مثنیٰ الجموع ہو۔ جیسے مَسَاجِدُ، مَصَابِيحُ

جمع کے غیر منصرف ہونے کی شرط:

جمع کے غیر منصرف ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ جمع مثنیٰ الجموع کے وزن پر ہو اور وزن مثنیٰ الجموع کو مزید کسی سبب کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مثنیٰ الجموع ایک سبب دو سببوں کے قائم مقام ہوتا ہے۔

جیسے هُوَ لَا مَسَاجِدُ بَاكِسْتَان رَأَيْتُ مَسَاجِدَ بَاكِسْتَان
اَذْهَبْ وَاعْبُدْ فِي مَسَاجِدِ

فائدہ: مثنیٰ الجموع کے وزن پر آنے والا اسم غیر منصرف ہوتا ہے چاہے وہ جمع ہو، مفرد ہو یا علم ہو:

- ☆ جمع کی مثال جیسے مَسَاجِدُ عَلَى وَزْنِ مَفَاعِلَ، مَحَارِيبُ عَلَى وَزْنِ مَفَاعِلِ
 - ☆ مفرد کی مثال جیسے سَرَاوِيلُ عَلَى وَزْنِ فَعَالِيلِ
 - ☆ علم کی مثال جیسے هُوَ اَزْنُ (نام قبیلہ) خَضَاجِرُ (عورت کا نام) عَلَى وَزْنِ فَعَالِيلِ غَزَاوِيلُ (شیطان کا نام) عَلَى وَزْنِ فَعَالِيلِ
- جمع مثنیٰ الجموع کا وزن:

مثنیٰ الجموع کا وزن تین طرح آتا ہے۔

- (۱) اسم کے پہلے دو حرف مفتوح ہوں تیسرا حرف الف ہو اور الف کے بعد دو حرف ہوں جن میں سے پہلا مکسور ہو۔ جیسے غَنَائِمُ عَلَى وَزْنِ فَعَالِيلِ
- (ب) اسم کے پہلے دو حرف مفتوح ہوں، تیسرا حرف الف ہو، الف کے بعد حرف مشدو ہو۔ جیسے ذَوَابُ (ذَوَابِبُ) عَلَى وَزْنِ فَعَالِيلِ يَا فَعَالِ
- (ج) اسم کے پہلے دو حرف مفتوح ہوں تیسرا حرف الف ہو الف کے بعد تین حرف ہوں جن میں سے پہلا مکسور دوسرا ساکن ہو۔ جیسے مَحَارِيبُ عَلَى وَزْنِ مَفَاعِلِ

جمع منتہی الجموع کی وجہ تسمیہ:

جمع منتہی الجموع کو جمع اقصیٰ اور جمع الجموع بھی کہا جاتا ہے، اس کو منتہی الجموع کا نام اس لئے دیا جاتا ہے کہ اس وزن کی مزید جمع نہیں بنائی جاسکتی اور یہ جمع بنانے کی انتہا ہے یا در ہے کہ جمع مکسر غیر منتہی الجموع کی مزید جمع بنائی جاسکتی ہے۔ جیسے کلب مفرد کی جمع مکسر اکلب ہے اور اکلب کی جمع اکالب آتی ہے جو منتہی الجموع ہے اسی طرح اسم مفرد کی جمع اسماء ہے اور اسماء کی جمع اسامی (اسامیہ) آتی ہے جو منتہی الجموع ہے۔

☆ **وزن فعل** : وہ اسم جو ایسے وزن پر مشتمل ہو جو فعل کے ساتھ خاص ہو۔ جیسے اُحْمَدُ۔
وزن فعل کی تین قسمیں ہیں:

- (ا) وہ اسم جو فعل مضارع کے وزن پر ہو۔ جیسے: یزید، احمد
- (ب) وہ اسم جو فعل ماضی کے وزن پر ہو۔ جیسے: شَمَرَ (حجاج بن یوسف کے گھوڑے کا نام)
- (ج) وہ اسم جو فعل امر کے وزن پر ہو۔ جیسے اُحْمَدُ
(ایک مخصوص پتھر کا نام ہے غالباً اس سے سرمہ بنایا جاتا ہے)

وزن فعل کے غیر منصرف ہونے کی شرط:

وزن فعل کے غیر منصرف ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو اور اس کے آخر میں تائے تانیث نہ آتی ہو۔

جیسے هَذَا أَحْمَدُ، رَأَيْتُ أَحْمَدَ، مَرَرْتُ بِأَحْمَدَ

☆ **ترکیب** : وہ مرکب جو دو اسموں کو ایک کر کے بنایا گیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کو حضمن نہ ہو۔ جیسے: بَعْلَبُکْ، مَعْدِيکُرُبْ

ترکیب کے غیر منصرف ہونے کی شرط:

ترکیب کے غیر منصرف ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو۔

جیسے مَعْدِيکُرُبْ، خَضِرُ مَوْتُ

هَذَا مَعْدِيکُرُبْ رَأَيْتُ مَعْدِيکُرُبْ مَرَرْتُ بِمَعْدِيکُرُبْ

فائدہ : ترکیب منع صرف کا سبب اس وقت ہوگا جب وہ مرکب مزجی ہو اور اس کا آخر

”ویہ“ کے اسم پر مشتمل نہ ہو جیسے سیبویہ کیونکہ اس صورت میں مرکب مزجی (منع صرف) معرب نہیں ہوتا۔

☆ **الف ونون زائدتان :** وہ اسم جس کے آخر میں الف اور نون دونوں زائد متصل ہوں جیسے سُلَيْمَانُ ، عُثْمَانُ

اسم الف ونون زائدتان کے غیر منصرف ہونے کی شرط:

- (ا) وہ اسم فُعْلَانُ کے وزن پر علم ہو۔ جیسے عُثْمَانُ
(ب) وہ اسم فِعْلَانُ کے وزن پر علم ہو۔ جیسے عِمْرَانُ
(ج) وہ اسم فُعْلَانُ کے وزن پر علم ہو لیکن اس کی دو صورتیں ہیں:
☆ اسم کا دوسرا حرف مشدود ہو اور نون اصلی نہ ہو۔

جیسے: عَفَانُ (عَفَّ) حَيَّانُ (حَيَّاهُ) حَسَّانُ (حَسَّ)
☆ اسم میں نون اصلی ہو۔ جیسے: حَيَّانُ (حَيَّنُ) حَسَّانُ (حَسَّنُ)
اس وزن کی پہلی صورت غیر منصرف اور دوسری منصرف ہے۔

(د) وہ اسم فُعْلَانُ کے وزن پر وصف ہو اور اس کی مؤنث فُعْلَانَةٌ کے وزن پر نہ آتی ہو بلکہ فُعْلَى کے وزن پر آتی ہو یا اس کی مؤنث اصلاعی نہ آتی ہو جیسے: سَكْرَانُ (سَكْرَى) رَحْمَنُ (اللہ تعالیٰ کا صفتی نام ہے، جس کی مؤنث نہیں آتی) مَرْجَانُ نَذْمَانُ منصرف ہیں کیونکہ ان کی مؤنث فُعْلَانَةٌ کے وزن پر آتی ہے: جیسے مَرْجَانَةٌ ، نَذْمَانَةٌ

اہم بات: غیر منصرف کی بحث کے آخر میں طلبہ کی سہولت کے لئے غیر منصرف کی پہچان کا ایک آسان طریقہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ غیر منصرف فقط تین چیزیں ہیں: (۱) علم (۲) وصف (۳) اسم

علم کے غیر منصرف ہونے کی صورت:

☆ علم جب تائید لفظی یا تائید معنوی ہو۔

جیسے: فَاطِمَةٌ ، مَكَّةُ ، سَعَادُ ، زَيْنَبُ

☆ علم اصلاً عجمی ہو لیکن ملائی ساکن الوسط نہ ہو۔

جیسے: اِبْرَاهِيمُ ، اِذْرِيسُ ، يَعْقُوبُ

☆ علم مرکب عربی (منع صرف) ہو۔

جیسے: بَغْلَبَكُ ، فَيصل آباد، نہویارک، راول ہندی

- ☆ علم جب الف نون زائد تان ہو۔ جیسے: عُثْمَانُ، عِمْرَانُ، مَرْوَانُ،
- ☆ علم جب وزن فعل ہو۔ جیسے: أَحْمَدُ، يَزِيدُ، يَثْرِبُ، شَمْرُ
- ☆ علم جب عدل تقدیری ہو۔ جیسے: عُمَرُ، زُحَلُ، قُرْحُ، حُجَاءُ، زُفَرُ

صفت (وصف) کے غیر منصرف ہونے کی صورت:

- ☆ صفت جب فَعْلَانُ اور اس کی مؤنث فَعْلَى کے وزن پر ہو۔
- جیسے: غَطَشَانُ، جَوْعَانُ، غَضَبَانُ، شَبْعَانُ
- ☆ صفت جب أَفْعَلُ کے وزن پر ہو۔
- جیسے: أَخْضَرُ، أَسْوَدُ، أَحْمَرُ، أَبْيَضُ
- ☆ صفت ایک تادم عدد فَعَالُ یا مَفْعَلُ کے وزن پر ہو۔
- جیسے: ثَلَاثُ، رُبَاعُ، عَشَارُ، مَثَلَاثُ، مَرْبَعُ، مَعْشَرُ
- ☆ صفت جب عدل تحقیقی فَعْلُ کے وزن پر ہو۔
- جیسے: أَخْرُ جَمْعُ أُخْرَى

اسم کے غیر منصرف ہونے کی صورت:

- ☆ اسم جمع منتہی الجموع کا صیغہ ہو۔
- جیسے: مَذَارِسُ، مَسَاجِدُ، مَفَاتِيحُ،
- مَصَابِيحُ، رَسَائِلُ، أَفَاضِلُ
- ☆ اسم تانیث بالالف المقصورہ ہو۔
- جیسے: سَلَوَى، بُشْرَى، حُبْلَى، سَلْمَى
- ☆ اسم تانیث بالالف الممدودہ ہو۔
- جیسے: زَهْرَاءُ، صَخْرَاءُ، أَصْدِقَاءُ، شَعْرَاءُ

عُمَرُ: غیر منصرف (بسبب علم و عدل) مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ = مبتداء
 مِن: حرف جار مبنی علی السکون۔ الخُلَفَاءُ: مجرور بالکسرۃ الظاہرۃ موصوف۔
 الرَّاشِدِیْنَ: اسم فاعل + فاعل (هَمْ) صفت۔ موصوف + صفت = مجرور
 جار + مجرور = ظرف مستقر ہو کر خبر، مبتداء + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

ششم اسمائے ستہ مکبرہ در وقتیکہ مضاف باشند بغیر یائے متکلم چون اَبَ وَاخَّ وَحَمَّ وَهَنَّ
وَقَمَّ وَذُو مَالٍ رفع شان بواو باشد و نصب بالف و جر بیا چون جَاءَ اَبُوکَ وَرَاَيْتُ
اَبَاکَ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْکَ

چھٹے اسمائے ستہ مکبرہ۔ اس وقت جب مضاف ہوں بغیر یائے متکلم کی طرف جیسے اَبَ وَاخَّ وَحَمَّ
وَهَنَّ وَقَمَّ وَذُو مَالٍ تو ان کا اعراب رفع داؤ کے ساتھ اور نصب بالف کے ساتھ اور جر بیا کے ساتھ
ہوگا۔ جیسے جَاءَ اَبُوکَ وَرَاَيْتُ اَبَاکَ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْکَ

﴿ اسمائے ستہ مکبرہ مضاف الی غیر یائے متکلم ﴾

وجوہ اعراب کے اعتبار سے اسم متمکن کی چھٹی قسم اسمائے ستہ مکبرہ مضاف الی غیر یائے متکلم
ہے یعنی وہ اسماء ستہ مکبرہ جو مضاف ہوں لیکن یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں۔

اسمائے ستہ مکبرہ مضاف الی غیر یائے متکلم کا اعراب:

اسمائے ستہ مکبرہ مضاف الی غیر یائے متکلم کا اعراب بصورت حرکت نہیں بلکہ بصورت حرف
آتا ہے یعنی حالت رُفَعی میں واؤ کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: جَاءَ اَبُوکَ قَالَ اَبُوهُمُ

حالت نصی میں فتح الف کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: رَاَيْتُ اَبَاکَ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ

حالت جری میں جریا کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: مَرَرْتُ بِاَبِیْکَ اِرْجِعُوْا اِلٰی اَبِیْکُمْ

مثالیں:

حالت رُفَعی: هَذَا اَخُوکَ ، هَذَا فُوکَ ، هَذَا هُنُوکَ

جَاءَ خَمُوکَ ، اِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ

حالت نصبی: رَاَيْتُ اَخَاکَ ، رَاَيْتُ فَاکَ ، رَاَيْتُ هَذَاکَ

رَاَيْتُ جَمَاکَ ، اِنْ کَانَ ذَا مَالٍ

حالت جری : مَرَزْتُ بِأَخِيكَ ، مَرَزْتُ بِفِيكَ
مَرَزْتُ بِهَيْئِكَ ، مَرَزْتُ بِحَمِيكَ ، وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى

اسمائے ستہ مکمرہ مضاف الی غیر یائے متکلم کے اعراب کی شرائط:

اسمائے ستہ مکمرہ کا مذکورہ بالا اعراب یعنی رفع واو کی صورت میں نصب الف کی صورت میں
رجحاً کی صورت میں اس وقت آتا ہے جب اس میں مندرجہ ذیل شرائط موجود ہوں:

(ا) مذکورہ اسماء مضاف ہوں۔

(ب) یہ اسماء یائے متکلم کے علاوہ کسی اسم کی طرف مضاف ہوں

(ج) یہ اسماء مکمرہ ہوں مصغرہ نہ ہوں۔

(د) یہ اسماء مفرد ہوں، تشنیہ یا جمع نہ ہوں۔

نائدہ : اسمائے ستہ مکمرہ بظاہر ثنائی نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں ثلاثی ہیں، تفصیل ملاحظہ ہو:

أَبْ اصل صورت میں أَبْ ناقص واوی ہے واو کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا

اس کا تشنیہ أَبَوَانِ ، أَبَوَيْنِ اور جمع أَبَاءُ آتے ہیں

أَخْ اصل صورت میں أَخْ ناقص واوی ہے واو کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا اس کا

تشنیہ أَخَوَانِ ، أَخَوَيْنِ اور جمع أَخَاءُ ، أَخَوَانِ اور اخوة آتے ہیں۔

حَمْ اصل صورت میں حَمْ ناقص واوی ہے واو کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا اس کا

تشنیہ حَمَوَانِ ، حَمَوَيْنِ اور جمع أَحْمَاءُ آتے ہیں

هَنْ اصل صورت میں هَنْ ناقص واوی ہے واو کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا اس کا

تشنیہ هَنَوَانِ ، هَنَوَيْنِ اور جمع هَنَاءُ آتے ہیں

فَوْ يَافَمْ اصل صورت فَوْءُ اجوف واوی ہے ہا کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا اور واو

کو میم سے بدل دیا گیا فَمْ کبھی فَوْ بھی استعمال ہوتا ہے اس کا تشنیہ فَوَا ، فَوِي اور جمع أَفْوَاءُ

آتے ہیں۔ علاوہ ازیں فَسُو اگر واو کے ساتھ ہوگا تو اس صورت میں اس کا مذکورہ بالا اعراب آئے گا

اور فَمْ کی صورت میں اس کا اعراب مفرد منصرف صحیح جیسا ہوگا۔

ذُو اصل صورت ذَوُو (ناقص واوی) یا ذَوِي (ناقص یائی) ہے واو یا ی کو لیا منسا

حذف کر دیا گیا اور ذال کو ضمہ دیا گیا لیکن ذال پر ضمہ حالت رفع میں آتا ہے حالت نصب میں اس پر فتح اور حالت جر میں اس پر کسرہ آتا ہے، اس کا تشنیہ ذوا، ذوی اور جمع ذووا آتے ہیں جبکہ اس کی مؤنث ذات معروف اور کثیر الاستعمال ہے، علاوہ ازیں ہمیشہ یہ اسم جنس کی طرف مضاف کی صورت میں استعمال ہوتا ہے جیسے ذووال۔

نتمہ:

☆ اسمائے ستہ مکمرہ یاے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے۔

جیسے: هَذَا أَبِي، هَلْ رَأَيْتَ أَبِي، مَرَرْتُ بِأَبِي

☆ اسمائے ستہ مکمرہ اگر مضاف نہ ہوں تو ان کا اعراب مفرد منصرف جیسا آتا ہے۔

جیسے: جَاءَ أَبٌ، رَأَيْتُ أَبًا، مَرَرْتُ بِأَبٍ

☆ اسماء ستہ مصغرہ ہوں تو ان کا اعراب مفرد منصرف جیسا ہوگا

جیسے: هَذَا أَبُيْكَ، رَأَيْتُ أَبُيْكَ، مَرَرْتُ بِأَبُيْكَ

☆ اسمائے ستہ مکمرہ تشنیہ یا جمع ہوں تو ان کا اعراب تشنیہ اور جمع والا ہوگا۔

جیسے: جَاءَ أَبَوَانِ، جَاءَ أَبَاءُ، رَأَيْتُ أَبَوَيْنِ، رَأَيْتُ أَبَاءَ،

مَرَرْتُ بِأَبَوَيْنِ، مَرَرْتُ بِأَبَاءَ

☆ امام سیبویہ وغیرہ کے نزدیک اسمائے ستہ مکمرہ اگر غیر یاے متکلم کی طرف مضاف

ہوں تو ان کا اعراب تینوں حالتوں میں حرف کے بجائے حرف علت پر تقدیری حرکات کی صورت میں آتا ہے۔

هَذَا:	اسم اشارہ مبنی علی السکون مبتدا مرفوع محلا،	أَبُو: اسم متمکن مضاف مرفوع بالواو
لِ:	ضمیر مجرور منفصل مضاف الیہ مجرور محلا	مضاف + مضاف الیہ = خبر،
	مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ	

ہفتم ثنی چون رَجُلَانِ ہشتم کَلَا وَکَلَّتَا مضاف بمضمونہم اِثْنَانِ وَاثْنَتَانِ رفع شان
بالف باشد و نصب و جریای ماقبل مفتوح چون جَاءَ رَجُلَانِ وَ کَلَاهُمَا وَ اِثْنَانِ
وَرَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَ کَلِيَهُمَا وَ اِثْنَيْنِ وَ مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَ کَلِيَهُمَا وَ اِثْنَيْنِ

ساتویں قسم ثنی جیسے رَجُلَانِ۔ آٹھویں قسم کَلَا اور کَلَّتَا جب یہ ضمیر کی طرف مضاف ہوں
نوویں قسم اِثْنَانِ اور اِثْنَتَانِ رفع ان کا الف کے ساتھ اور نصب اور جریاء ماقبل مفتوح کے
ساتھ جیسے جَاءَ رَجُلَانِ وَ کَلَاهُمَا وَ اِثْنَانِ اور رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَ کَلِيَهُمَا وَ اِثْنَيْنِ
اور مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَ کَلِيَهُمَا وَ اِثْنَيْنِ

﴿تثنیہ وملحقات﴾

اسم ممکن کی ساتویں قسم تثنیہ، آٹھویں کَلَا وَکَلَّتَا مضاف الی المضمون اور نوویں
اِثْنَانِ وَ اِثْنَتَانِ ہے کَلَا وَکَلَّتَا اور اِثْنَانِ وَ اِثْنَتَانِ حقیقی تثنیہ نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کو اسم
ممکن کی علیحدہ اقسام شمار کیا گیا ہے عام طور پر یہ ملحقات تثنیہ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔
تثنیہ سے مراد وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف یا یاء ماقبل فتح و مابعد نون مکسور لاق ہو جیسے رَجُلَانِ
اور رَجُلَيْنِ جبکہ ملحقات تثنیہ سے مراد وہ اسماء ہیں جو صورتاً اور معنی یا صرف معنی تثنیہ کے مشابہ ہوں۔

تثنیہ وملحقات تثنیہ کا اعراب:

مذکورہ بالا تینوں اقسام کا ایک جیسا ہی اعراب آتا ہے:

حالت رُفعی میں رفع الف کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: جَاءَ رَجُلَانِ ، قَالَتِ امْرَأَتَانِ ، جَاءَ الرَّجُلَانِ کَلَاهُمَا ،

جَاءَتِ الْمَرْأَتَانِ کَلَّتَاهُمَا ، جَاءَتِ اِثْنَتَانِ

حالت نصبی میں نصب یا ماقبل فتح کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ ، رَأَيْتُ امْرَأَتَيْنِ ، رَأَيْتُ الرَّجُلَيْنِ کَلِيَهُمَا ،

رَأَيْتُ الْمَرْأَتَيْنِ کَلَّتِيَهُمَا ، رَأَيْتُ اِثْنَيْنِ ، رَأَيْتُ اِثْنَتَيْنِ ۔

حالت جری میں جریا ماقبل فتح کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ ، مَرَرْتُ بِامْرَأَتَيْنِ ، مَرَرْتُ بِالرَّجُلَيْنِ

کَلِيَهُمَا ، مَرَرْتُ بِالْمَرْأَتَيْنِ کَلَّتِيَهُمَا ، مَرَرْتُ بِاِثْنَيْنِ ، مَرَرْتُ بِاِثْنَتَيْنِ

وہم جمع مذکر سالم چون مُسْلِمُونَ یازدہم اُولُو دوازدہم عَشْرُونَ تاتسعون رفع
شان بواو ما قبل مضموم باشد و نصب و جریای ما قبل مکسور چون جَاءَ مُسْلِمُونَ وَاُولُو مَالٍ
وَعَشْرُونَ رَجُلًا وَرَأَيْتُ مُسْلِمِينَ وَاُولَى مَالٍ وَعَشْرِينَ رَجُلًا وَمَرَرْتُ
بِمُسْلِمِينَ وَاُولَى مَالٍ وَعَشْرِينَ رَجُلًا .

دوہیں قسم جمع مذکر سالم جیسے مسلمون۔ گیارہویں قسم اولو۔ بارہویں قسم عشرون
تاتسعون رفع ان کا وَاو ما قبل ضمہ کے ساتھ ہوگا نصب اور جریاء ما قبل کسرہ کے ساتھ۔ جیسے: جَاءَ
مُسْلِمُونَ وَاُولُو مَالٍ وَعَشْرُونَ رَجُلًا اور رَأَيْتُ مُسْلِمِينَ وَاُولَى مَالٍ وَعَشْرِينَ رَجُلًا
اور مَرَرْتُ بِمُسْلِمِينَ وَاُولَى مَالٍ وَعَشْرِينَ رَجُلًا .

﴿جمع مذکر سالم و ملحقات﴾

اُولُو اور عَشْرُونَ تاتسعون حقیقتاً جمع مذکر سالم نہیں بلکہ اس کے مشابہ ہیں اور ملحقات
جمع مذکر سالم یا اسم جمع کہلاتے ہیں، اسی لئے ان کو اسم متمکن کی علیحدہ اقسام کے طور پر ذکر کیا گیا ہے جمع
مذکر سالم اور ملحقات جمع مذکر سالم کا اعراب ایک جیسا ہی ہوتا ہے۔

جمع مذکر سالم و ملحقات کا اعراب:

حالت رُفْعی میں رفع وَاو ما قبل ضمہ کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ

وَلَا يَأْتِلْ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ ، قَالَ عَشْرُونَ رَجُلًا

حالت نَصبی میں نصب یا ما قبل کسرہ کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: اللَّهُ يُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَالسَّعَةِ أَنْ يُوتُوا أُولَى الْقُرْبَى ، لَقِيتُ عَشْرِينَ رَجُلًا

حالت جَری میں جریا ما قبل کسرہ کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ ،

أَنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَى لَأُولَى الْأَلْبَابِ ، مَرَرْتُ بِعَشْرِينَ رَجُلًا

ملکحات جمع مذکر سالم کے بارے میں چند اہم باتیں:

(۱) اولو اسم جمع ہے (بمعنی اصحاب) اس کا مفرد اسی کے مادہ سے نہیں آتا البتہ اس کا مفرد معنوی طور پر ذو۔ (بمعنی صاحب) تسلیم کیا گیا ہے، اولو بھی ذو کی طرح ہمیشہ بصورت مضاف استعمال ہوتا ہے اولو میں ہمزہ کے بعد واؤ اولیٰ پر حمل کرتے ہوئے لکھی جاتی ہے اور اولیٰ میں ہمزہ کے بعد واؤ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اولیٰ (اسم) کو حرف جرالی سے ممتاز کیا جاسکے بصورت دیگر الی اسم کا الی حرف جر سے التباس لازم آتا ہے۔

(۲) عشرون تا تسعون یعنی دہائیاں بھی اسم جمع ہیں نہ کہ جمع مذکر سالم کیونکہ ان کا مفرد نہیں آتا جمع کا اطلاق تین پر ہوتا ہے عَشْرُونَ عَشَرَ کی جمع نہیں ہے کیونکہ اگر عشرون کو عشر کی جمع تسلیم کیا جائے تو اس کا اطلاق ثلاثون، اربعون پر بھی ہوگا حالانکہ ایسا نہیں ہے اسی طرح ثلاثون ثلاثہ کی جمع نہیں ہے کیونکہ اگر ثلاثون کو ثلاثہ کی جمع کہا جائے تو ثلاثون کا اطلاق تسعة پر بھی ہوگا کہ تسعة میں تین ثلاثہ موجود ہیں علاوہ ازیں دہائیاں معین معانی کے لئے وضع کی گئی ہیں جبکہ جمع کی وضع معانی معینہ کے لئے نہیں ہوتی۔

(۳) درج ذیل اسماء کو بھی ملکحات جمع مذکر سالم شمار کیا گیا ہے:

(۱) عَالَمُونَ یا عَالَمِینَ جمع عالم یا اسم جمع ہے۔

(ب) ذُو، ذُو کی جمع مکسر ہے اُولُو اور ذُو کا ایک ہی معنی ہے۔

(ج) بَنُونَ، اَرْضُونَ یا اَرْضِیْنَ اور سِنُونَ جمع مکسر ہیں آخری دونوں کا

مفرد مؤنث کا صیغہ ہے۔

اَرْضُونَ کا مفرد ارض مؤنث سماعی ہے جبکہ سنون کا مفرد سنۃ مؤنث لفظی ہے۔

یاد رہے کہ جمع مذکر سالم ہمیشہ اعلام یا صیغہ صغات کی آتی ہے۔

جیسے زَيْدُونَ، قَائِمُونَ، اَكْرَمُونَ

(د) اَجْمَعُونَ اَكْتَفَعُونَ اَبْصَعُونَ تاکید معنوی کے لئے آتے ہیں۔

فائدہ: نون جمع اور نون ثنیہ کے بارے میں علماء نحو کا موقف تین طرح کا ہے:

☆ نون جمع اور نون ثنیہ اس حرکت کا بدل ہیں جو مفرد کے آخر میں ہوتی ہے۔

☆ نون جمع اور نون ثنیہ اس تنوین کا بدل ہیں جو مفرد پر آتی ہے۔

☆ نون جمع اور نون ثنیہ اس حرکت اور تنوین دونوں کا بدل ہیں جو مفرد پر آتی ہیں۔

میزد ہم اسم مقصور و آن اسمیت کہ در آخرش الف مقصورہ باشد چون موسیٰ

تیرہویں قسم اسم مقصور ہے اور اس سے مراد وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے موسیٰ

﴿اسم مقصور﴾

اقسام اسم متمکن کی کیفیت اعراب کو مد نظر رکھتے ہوئے مصنف نے ان کو ایک خاص ترتیب سے تین مراحل میں ذکر کیا ہے ابتدا ان اقسام کا ذکر کیا گیا جن کا اعراب حرکات لفظیہ کی صورت میں آتا ہے دوسرے مرحلہ میں ان اقسام کو لایا گیا جن کا اعراب حروف لفظیہ کی صورت میں آتا ہے اور سب سے آخر میں ان اقسام کو ذکر کیا ہے جن کا اعراب تمام یا اکثر حالتوں میں تقدیری صورت میں آتا ہے۔

اسم مقصور کی تعریف: وہ اسم جس کے آخر میں لفظاً یا تقدیراً الف مقصورہ ہو۔
جیسے: الموسیٰ، مصطفیٰ

اسم مقصور کی اقسام:

اسم مقصور کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ اسم مقصور جس کے آخر میں الف مقصورہ علامت تانیث ہو۔

جیسے: حُبْلٰی، کُبْرٰی

(۲) وہ اسم مقصور جس کے آخر میں الف مقصورہ غیر علامت تانیث ہو۔

جیسے: اَلْعَصَا، فَتٰی

وہ اسم مقصور جس کے ساتھ الف مقصورہ بطور علامت تانیث ہو بالاتفاق غیر منصرف ہے اور وہ

اسم مقصور جس کے آخر میں الف مقصورہ بطور علامت تانیث نہ ہو اس کی دو صورتیں ہیں:

☆ غیر منصرف: جیسے: موسیٰ، عیسیٰ، انبیاء کرام کے اسمائے

گرامی ہیں..... ان میں منع صرف کے دو سبب علیت اور عجمیت موجود ہیں اسی بنا پر یہ غیر منصرف ہیں۔

☆ منصرف: جیسے: المصطفیٰ، عصا، فتٰی

اسم متمکن کی تیرہویں قسم اسم مقصور سے فقط یہی قسم مراد ہے یعنی اسم مقصور منصرف نیز مصنف نے اسم مقصور کی مثال میں موسیٰ کا جو ذکر کیا ہے وہ باب افعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے جیسے مجتبیٰ، مرتضیٰ اور مصطفیٰ ہیں یہ بھی ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ اگر اسم مقصور منصرف الف لام کے ساتھ ہو تو اس کے آخر میں الف مقصورہ لفظاً ہوگا۔

جیسے: الموسیٰ المصطفیٰ، الفتیٰ

اور اگر اسم مقصور الف و لام سے خالی ہو تو اس کے آخر میں تنوین ہوگی اور الف مقصورہ تقدیری

ہوگا: جیسے: موسیٰ، مصطفیٰ، عصاً، فتیٰ

فائدہ: اسم مقصور اگر غیر منصرف ہو تو اس کا اعراب اگرچہ تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا

ہے لیکن اس کی حالت نصی اور جری دونوں حالتوں میں اعراب فتح تقدیری کے ساتھ آتا ہے۔ جبکہ اسم مقصور منصرف میں ایسا نہیں ہوتا جیسا کہ آنے والی سطور میں واضح ہو رہا ہے۔

اسم مقصور (منصرف) کا اعراب:

حالت رفعی میں رفع ضمہ تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: جَاءَ الْمُوسَى، جَاءَ مُوسَى،

قَالَ الْمُصْطَفَى، قَالَ مُصْطَفَى

حالت نصی میں نصب فتح تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: رَأَيْتُ الْمُوسَى، رَأَيْتُ مُوسَى،

رَأَيْتُ الْمُصْطَفَى، رَأَيْتُ مُصْطَفَى

حالت جری میں جر کسرہ تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: مَرَزْتُ بِالْمُوسَى، مَرَزْتُ بِمُوسَى،

مَرَزْتُ بِالْمُصْطَفَى، مَرَزْتُ بِمُصْطَفَى

چہارواہم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیای متکلم چون غلامی رفع شان بتقدیر ضمہ باشد و نصب بتقدیر فتح و جر بتقدیر کسرہ و در لفظ ہمیشہ یکساں باشند چون جاء مؤسی و غلامی و رأیت مؤسی و غلامی و مررت بمؤسی و غلامی . پانزدہم اسم منقوص و آن اسمیت کہ آخرش یای ماقبل مکسور باشد چون قاضی رفعش بتقدیر ضمہ باشد و نصبش بفتح لفظی و جرش بتقدیر کسرہ چون جاء القاضی و رأیت القاضی و مررت بالقاضی

چودہویں قسم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیای متکلم۔ جیسے غلامی اسکا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتح تقدیری کے ساتھ اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ ہوگا اور لفظ میں ہمیشہ یکساں ہوتا ہے جیسے جاء مؤسی و غلامی و رأیت مؤسی و غلامی و مررت بمؤسی و غلامی . پندرہویں قسم اسم منقوص اور یہ وہ اسم ہے کہ جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو جیسے قاضی رفع اسکا ضمہ تقدیری کے ساتھ نصب فتح لفظی کے ساتھ اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ۔ جیسے جاء القاضی و رأیت القاضی و مررت بالقاضی

اسم (غیر مذکر سالم) مضاف الی یائے متکلم کا اعراب:

اسم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیای متکلم کا اعراب اسم مقصور کی طرح تینوں حالتوں میں تقدیری آتا ہے مثالیں: حالت رفعی میں رفع ضمہ تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: جاء غلامی، هذا أخی

حالت نصی میں نصب فتح تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: رأیت غلامی، رأیت أخی

حالت جری میں جر کسرہ تقدیری کی صورت میں آتا ہے

جیسے: مررت بغلامی، مررت بأخی

اسم منقوص:

اسم متمکن کی پندرہویں قسم اسم منقوص ہے یعنی وہ اسم جس کے آخر میں یا ماقبل مکسور ہو اسم منقوص کی بھی دو حالتیں ہیں ایک منصرف اور دوسری غیر منصرف مذکورہ بالا قسم سے مراد اسم منقوص منصرف ہے۔ اسم منقوص کی خاص بات یہ ہے کہ اس کا اعراب دو حالتوں میں تقدیری جبکہ ایک حالت میں لفظی ہوتا ہے۔

اعراب :

حالت رفعی میں رفع ضمہ تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: جَاءَ الْقَاضِي ، هَذَا الدَّاعِي

حالت جری میں جر کسرہ تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: مَرَرْتُ بِالْقَاضِي ، سِرْتُ فِي الْوَادِي

حالت نصی میں نصب فتح لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: رَأَيْتُ الْقَاضِي ، أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ

اسم منقوص سے متعلق چند ضروری باتیں:

☆ اس منقوص اگر اُن سے خالی ہو تو اس کے آخر میں یا مقدر ہوتی ہے جیسے: قاض اس میں اتقائے ساکنین کی وجہ سے یا لفظاً حذف ہو چکی ہے لیکن اصل ہونے کی وجہ سے اس کا وجود تقدیراً تسلیم کیا گیا ہے۔

☆ اسم منقوص کے لئے ضروری ہے کہ آخر میں یا اصلی ہو یعنی حروف اصلیہ میں سے ہو اگر یا حروف اصلیہ میں سے نہ ہو تو ایسا اسم منقوص نہیں کہلائے گا۔ جیسے: باکستانی ، ایرانی ، غلامی ، لوہاری (اسم منقوص نہیں ہیں بلکہ اسم منسوب ہیں کہ یا اصلی نہیں ہے)۔
☆ بعض اوقات اسم منقوص کے آخر سے ”ی“ تخفیفاً حذف کر دی جاتی ہے۔

جیسے: يَوْمَ يَدْعُ الدَّاع ، مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاع

☆ اسم منقوص اگر غیر منصرف ہو تو اس کے اعراب کی خاص بات یہ ہے کہ حالت رفعی میں رفع ضمہ تقدیری کی صورت میں ہوتا ہے حالت نصی میں نصب فتح لفظی اور حالت جری میں جر فتح تقدیری کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: هَذِهِ خَوَارٍ ، مَرَرْتُ بِخَوَارٍ رَأَيْتُ خَوَارِي
اسم منقوص اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اسم منقوص کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا جبکہ یائے متکلم پر فتح کی حرکت پڑی جائے گی۔ جیسے: جَاءَ مَخَامِي ، صَادَفْتُ مَخَامِي ، سَلَّمْتُ عَلَى مَخَامِي

شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف بیای متکلم چون مُسْلِمِی رَفْعُش بتقدیر واؤ باشد نصب
وجرش بیائے ماقبل مکسور چون هُوْلَاءِ مُسْلِمِی کہ در اصل مُسْلِمُوْنَ بودند باضافت
ساقط شد واو و یا جمع شدہ بودند و سابق ساکن بود و او را بیا بدل کردند و یا را در یا ادغام کردند
مُسْلِمِی شد ضمہ میم را بکسرہ بدل کردند وَرَآئِثُ مُسْلِمِی وَ مَرَزَتْ بِمُسْلِمِی

سولہویں قسم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم جیسے مسلّمی اسکا رفع تقدیر واؤ کیساتھ نصب اور جریاء
ماقبل کسرہ کے ساتھ ہوگا۔ جیسے هُوْلَاءِ مُسْلِمِی اصل میں مسلمون تھانوں اضافت کے
ساتھ ساقط ہو گیا۔ واؤ اور یاء جمع ہو گئیں، واؤ کو ساکن ہے واؤ یا سے بدلا اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا
تو مسلّمی ہو گیا میم کے ضمہ کو کسرہ سے تبدیل کیا اور رَآئِثُ مُسْلِمِی وَ مَرَزَتْ بِمُسْلِمِی

﴿جمع مذکر سالم مضاف الی یائے متکلم﴾

جمع مذکر سالم کے اعراب کی تفصیل گذر چکی ہے اسم متمکن کو سولہویں قسم میں جس اعراب
کی بات کی جارہی ہے وہ اس صورت میں ہے جب جمع مذکر سالم یائے متکلم کی طرف مضاف ہو۔
اس صورت میں جمع مذکر سالم کا اعراب ایک حالت (حالت رفعی) میں تقدیری جبکہ دو حالتوں میں
لفظی آتا ہے۔

اعراب:

حالت رفعی میں رفع واؤ تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔ جیسے هُوْلَاءِ مُسْلِمِی
حالت نصی میں نصب یا لفظی کی صورت میں آتا ہے۔ جیسے رَآئِثُ مُسْلِمِی
حالت جری میں جری یا لفظی کی صورت میں آتا ہے جیسے مَرَزَتْ بِمُسْلِمِی
فائدہ: مسلمون (حالت رفعی) کو جب یائے متکلم کی طرف مضاف کیا تو نون جمع
حذف ہو گیا تو مسلموی ہوا، سید والے قانون کے تحت واؤ یا سے تبدیل ہو کر یائے متکلم میں
مدغم ہو گئی اور یا کے ماقبل ضمہ کسرہ ہو گیا تو یہ مُسْلِمِی بن گیا، اور مسلمین (حالت نصی و جری)
کی اضافت کے وقت نون جمع حذف ہو گیا پھر ایک یاء کا دوسری یاء میں ادغام ہو گیا تو مسلمی
ہو گیا۔

اعراب کی چار صورتیں ہیں:

(۱) **اعراب بالحركت لفظی:**

اس کے تحت درج ذیل اقسام آتی ہیں:
مفرد منصرف صحیح، اسم منقوص حالت نصی، مفرد منصرف جاری مجرئی صحیح، جمع مکسر، جمع مونث سالم، غیر منصرف سوائے اس غیر منصرف کے جس کے آخر میں الف مقصور ہو۔

(۲) **اعراب بالحرف لفظی:**

اس کے تحت درج ذیل اقسام آتی ہیں:
اسماء ستہ مکبرہ مضاف الی غیر یائے مکلم، تشنیہ اور ملحقات تشنیہ، جمع مذکر سالم اور ملحقات جمع مذکر سالم، جمع مذکر سالم مضاف الی یائے مکلم حالت نصی و جری۔

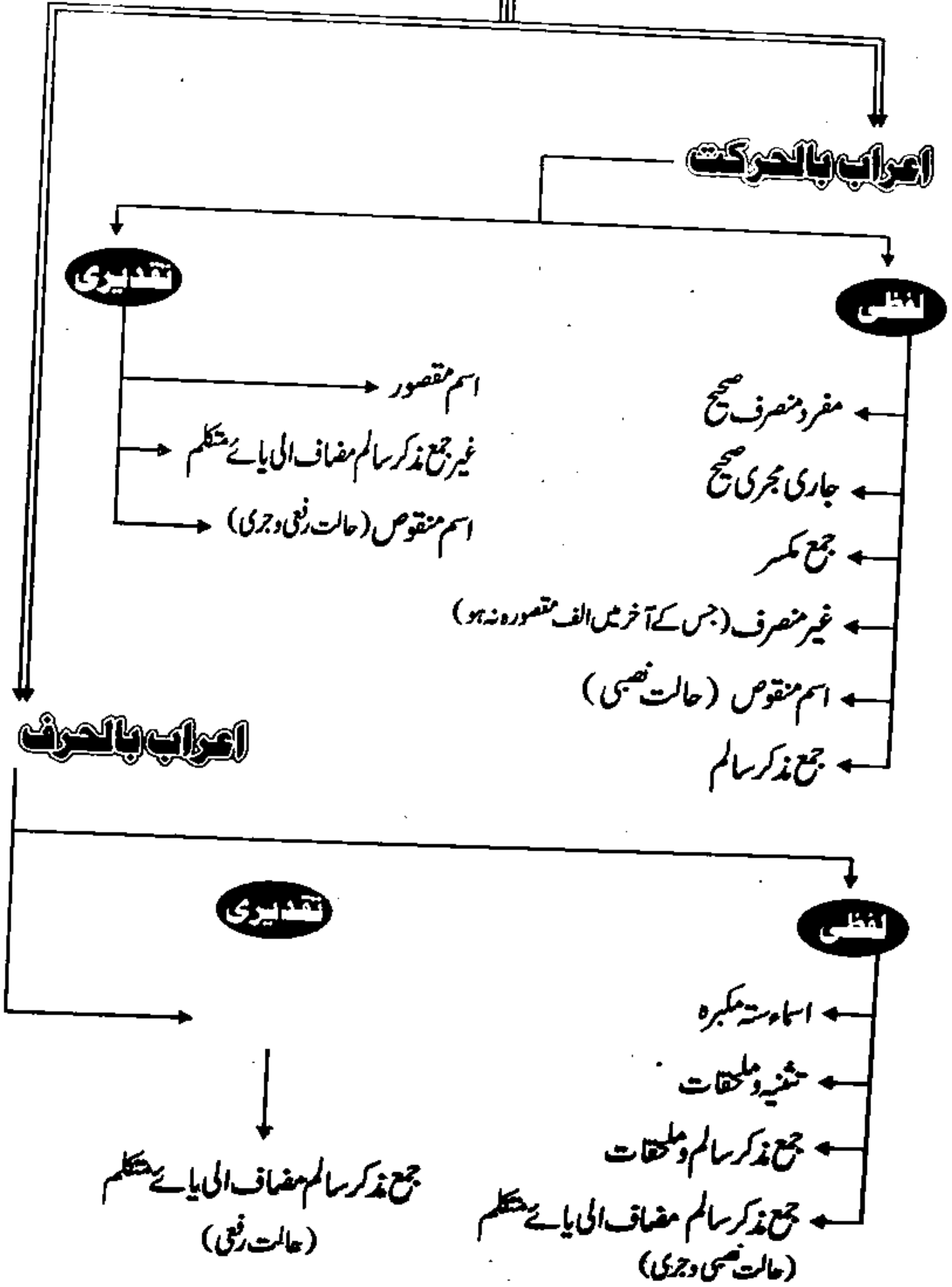
(۳) **اعراب بالحركت تقصیری:**

اس کے تحت درج ذیل اقسام آتی ہیں:
اسم مقصور، غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یائے مکلم، اسم منقوص حالت رفی و جری

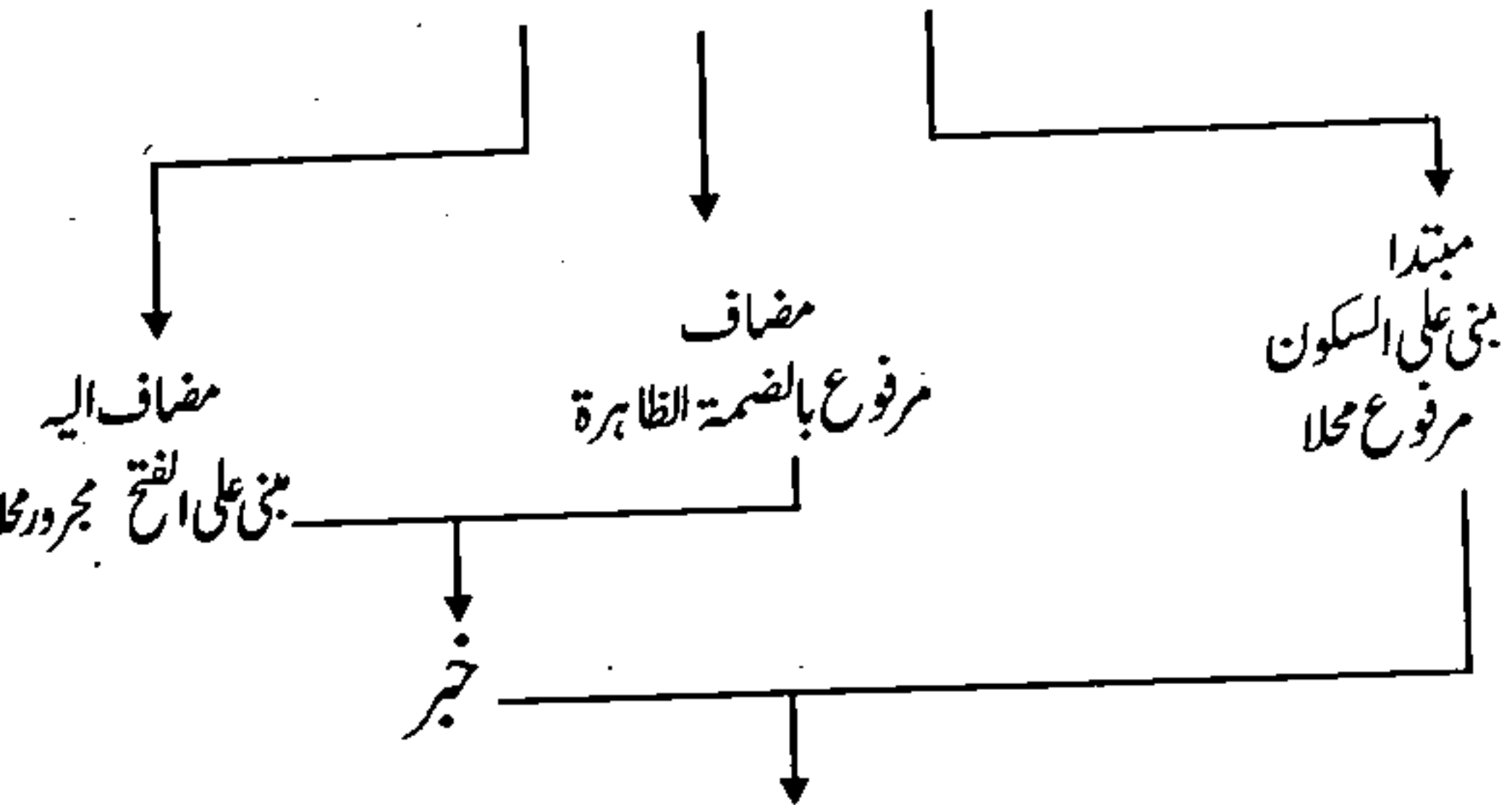
(۴) **اعراب بالحرف تقصیری:**

اس کے تحت ایک ہی قسم آتی ہیں:
جمع مذکر سالم مضاف الی یائے مکلم حالت رفی

اسم متمکن کا اعراب

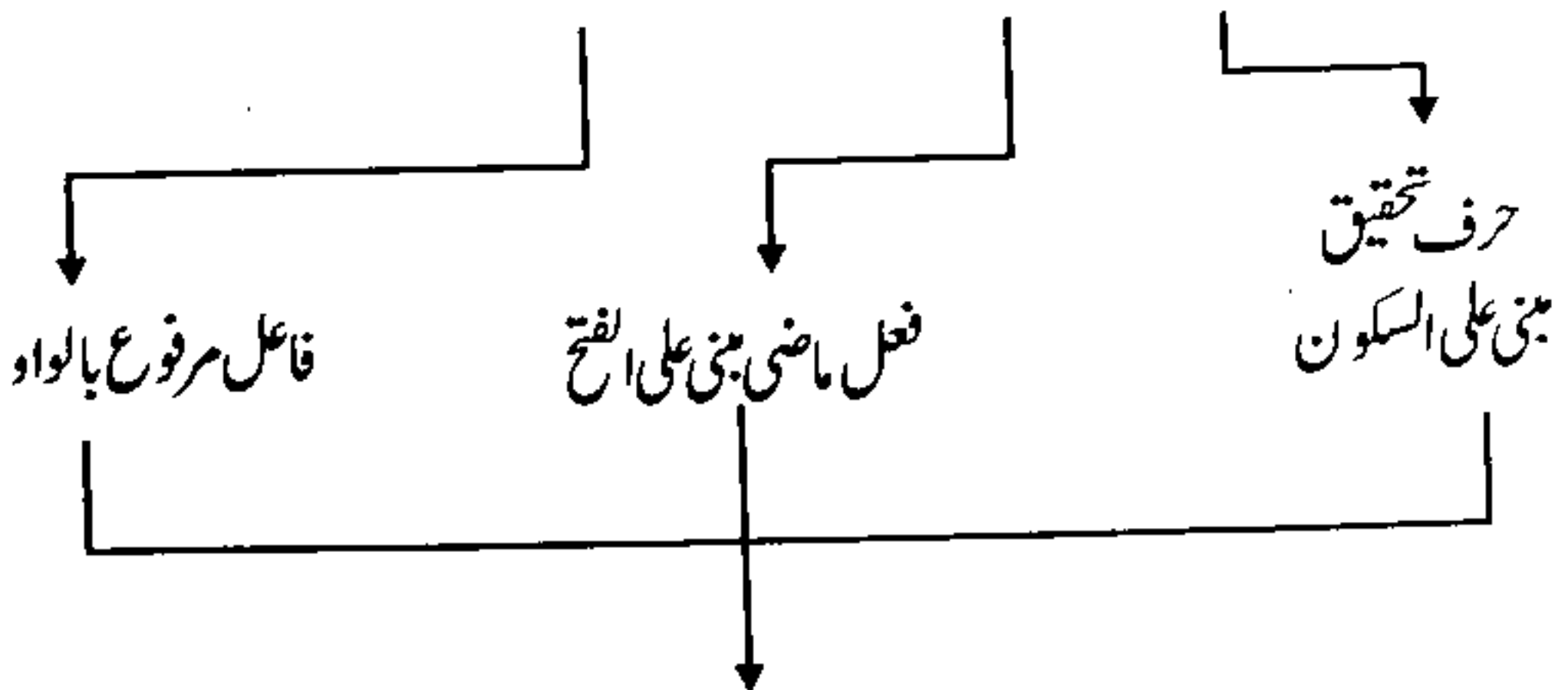


مَنْ رُبُّكَ



جمله اسمیه انشائیہ

قَدْ أَفْلَحَ الْمُسْلِمُونَ



جمله فعلیه خبریه

فصل بدانکہ اعراب مضارع سے است رفع و نصب و جزم فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب
بر چار قسم است اول صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع برای تشنیہ و جمع مذکر و برای واحد مؤنث مخاطبہ
رفعش بضمہ باشد و نصب بفتحہ و جزم بسکون چون هُوَ يَضْرِبُ وَلَنْ يَضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ

فصل: جان تو کہ مضارع کے اعراب تین ہیں۔ رفع، نصب اور جزم۔ فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب
کے چار قسم پر ہے۔ اول صحیح جو خالی ہو اس ضمیر بارز مرفوع سے جو تشنیہ، جمع مذکر اور واحد مؤنث مخاطبہ کے
واسطے ہو اسکا رفع ضمہ کے ساتھ، نصب فتح کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ ہوگا۔
جیسے هُوَ يَضْرِبُ وَلَنْ يَضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ

﴿فعل مضارع کے اعراب کا بیان﴾

اسم متمکن کے بعد فعل مضارع کا اعراب ذکر کیا جا رہا ہے یاد رہے کہ افعال میں سے صرف
فعل مضارع ہی معرب ہے۔ فعل مضارع کے تین اعراب ہیں۔ رفع، نصب، جزم۔
رفع: فعل مضارع کے آخر میں ضمہ لفظی، ضمہ تقدیری اور ثبوت نون کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے
نصب: فعل مضارع کے آخر میں فتح لفظی، فتح تقدیری اور حذف نون کی صورت میں آتا ہے۔
جزم: فعل مضارع کے آخر میں سکون، حذف حرف علت اور حذف نون کی صورت میں آتا ہے

اقسام فعل مضارع:

وجوہ اعراب کے اعتبار سے فعل مضارع کی چار قسمیں ہیں مذکورہ اقسام اور ان کے اعراب کی تفصیل
درج ذیل ہے۔

نمبر ۱: فعل مضارع صحیح لا آخر ہو یعنی اس کے آخر میں حرف علت نہ ہو، ضمائر بارزہ سے
خالی ہو، اور نون مبنی (نون تاکید، نون جمع مؤنث) سے خالی ہو۔

پہلی قسم کا اعراب:

حالت رفعی میں رفع ضمہ لفظی کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: هُوَ يَضْرِبُ
حالت نصبی میں نصب فتح لفظی کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: لَنْ يَضْرِبَ
حالت جزمی میں جزم سکون لفظی کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: لَمْ يَضْرِبْ

دوم مفرد معتل واوی چون یَغْزُوْ ویاکی چون یَرْمِیْ رَفْعُش بِمَقْدَرِ ضَمِّهٖ بِأَشَدِّ وَنَصْبُ بِفَتْحِ لَفْظِی
وَجَزْمٌ بِحَذْفِ لَامٍ چُون هُوَ یَغْزُوْ وَیَرْمِیْ وَلَنْ یَغْزُوْ وَلَنْ یَرْمِیْ وَلَمْ یَغْزُوْ وَلَمْ یَرْمِیْ سوم
مفرد معتل الفی چون یَرْضِیْ رَفْعُش بِمَقْدَرِ ضَمِّهٖ بِأَشَدِّ وَنَصْبُ بِفَتْحِ وَجَزْمٌ بِحَذْفِ لَامٍ
چُون هُوَ یَرْضِیْ وَلَنْ یَرْضِیْ وَلَمْ یَرْضِیْ

دوسری قسم مفرد معتل واوی ہو جیسے یَغْزُوْ اور یاکی ہو جیسے یَرْمِیْ۔ اس کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ
نصب فتح لفظی کے ساتھ اور جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ ہوگا۔ جیسے هُوَ یَغْزُوْ وَیَرْمِیْ وَلَنْ
یَغْزُوْ وَلَنْ یَرْمِیْ وَلَمْ یَغْزُوْ وَلَمْ یَرْمِیْ۔ تیسری قسم مفرد معتل الفی ہے جیسے یَرْضِیْ اس کا رفع ضمہ
تقدیری کے ساتھ، نصب فتح تقدیری کے ساتھ اور جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ آتا ہے۔
جیسے هُوَ یَرْضِیْ وَلَنْ یَرْضِیْ وَلَمْ یَرْضِیْ۔

نمبر ۲: فعل مضارع معتل واوی، یاکی ہو، اس سے مراد یہ ہے کہ فعل مضارع ناقص
واوی یا ناقص یاکی ہو لیکن وہ واؤ اور یا الف سے تبدیل نہ ہوئی ہو۔

دوسری قسم کا اعراب

حالت رُفْعِی میں رفع ضمہ تقدیری کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: هُوَ یَغْزُوْ، هُوَ یَرْمِیْ
حالت نَصْبِی میں نصب فتح لفظی کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: لَنْ یَغْزُوْ، لَنْ یَرْمِیْ
حالت جَزْمِی میں جزم حرف علت (أخر) کے حذف کی صورت میں ہوتا ہے۔

جیسے: لَمْ یَغْزُوْ، لَمْ یَرْمِیْ

نمبر ۳: فعل مضارع معتل الفی: اس سے مراد یہ ہے کہ فعل مضارع ناقص واوی یا ناقص
یاکی ہو اور وہ یا و اور واؤ الف سے تبدیل ہو چکی ہوں۔

تیسری قسم کا اعراب:

حالت رُفْعِی میں رفع ضمہ تقدیری کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: هُوَ یَرْضِیْ، هُوَ یَرْضِیْ
حالت نَصْبِی میں نصب فتح تقدیری کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: لَنْ یَرْضِیْ، لَنْ یَرْضِیْ
حالت جَزْمِی میں جزم حرف علت (أخر) کے حذف کی صورت میں ہوتا ہے۔

جیسے: لَمْ یَرْضِیْ، لَمْ یَرْضِیْ

چہارم صحیح یا معتل باضماؤں کو نہائے مذکورہ رفع شان باثبات نون باشد چنانکہ در تثنیہ گوئی ہما
 يَضْرِبَانِ وَيَغْزَوَانِ وَيَرْمِيَانِ ودر جمع مذکر گوئی ہم يَضْرِبُوْنَ وَيَغْزَوُوْنَ
 وَيَرْمُوْنَ وَيَرْضَوْنَ ودر مفرد مؤنث حاضر گوئی انتِ تَضْرِبِينَ وَتَغْزِينَ وَتَرْمِينَ
 وَتَرْضِينَ و نصب و جزم بحذف نون چنانکہ در تثنیہ گوئی لَنْ يَضْرِبَا وَلَنْ يَغْزُوا وَلَنْ
 يَرْمِيَا وَلَنْ يَرْضَيَا وَلَمْ يَضْرِبَا وَلَمْ يَغْزُوا وَلَمْ يَرْمِيَا وَلَمْ يَرْضَيَا ودر جمع مذکر گوئی
 لَنْ يَضْرِبُوا وَلَنْ يَغْزُوا وَلَنْ يَرْمُوا وَلَنْ يَرْضَوْا وَلَمْ يَضْرِبُوا وَلَمْ يَغْزُوا وَلَمْ
 يَرْمُوا وَلَمْ يَرْضَوْا ودر واحد مؤنث حاضر گوئی لَنْ تَضْرِبِي وَلَنْ تَغْزِي وَلَنْ تَرْمِي
 وَلَنْ تَرْضِي وَلَمْ تَضْرِبِي وَلَمْ تَغْزِي وَلَمْ تَرْمِي وَلَمْ تَرْضِي

چوتھی قسم صحیح یا معتل ضماؤں اور نون ہائے تثنیہ و جمع کے ساتھ ہو تو رفع اسکا اثبات نون کے ساتھ ہوتا ہے
 جیسے تثنیہ میں تو کہے ہما يَضْرِبَانِ وَيَغْزَوَانِ وَيَرْمِيَانِ جمع میں تو کہے ہم يَضْرِبُوْنَ ،
 يَغْزَوُوْنَ ، يَرْمُوْنَ ، يَرْضَوْنَ مفرد مؤنث حاضر میں تو کہے انتِ تَضْرِبِينَ وَتَغْزِينَ وَتَرْمِينَ
 وَتَرْضِينَ نصب اور جزم حذف نون کے حذف کے ساتھ جیسا کہ تثنیہ میں تو کہے لَنْ يَضْرِبَا وَلَنْ
 يَغْزُوا وَلَنْ يَرْمِيَا وَلَمْ يَضْرِبَا وَلَمْ يَغْزُوا وَلَمْ يَرْمِيَا وَلَمْ يَرْضَيَا اور جمع میں تو کہے
 لَنْ يَضْرِبُوا وَلَنْ يَغْزُوا وَلَنْ يَرْمُوا وَلَنْ يَرْضَوْا وَلَمْ يَضْرِبُوا وَلَمْ يَغْزُوا وَلَمْ
 يَرْمُوا وَلَمْ يَرْضَوْا اور واحد مؤنث حاضر میں تو کہے لَنْ تَضْرِبِي وَلَنْ تَغْزِي وَلَنْ تَرْمِي وَلَنْ تَرْضِي
 تَضْرِبِي وَلَمْ تَغْزِي وَلَمْ تَرْمِي وَلَمْ تَرْضِي

نمبر ۴: فعل مضارع جب ضمیر بارز اور نون اعرابی کے ساتھ استعمال ہو۔

چوتھی قسم کا اعراب :

حالت رفعی میں رفع نون اعرابی کے اثبات (باقی رہنے) کی صورت میں ہوتا ہے۔

جیسے : ہما يَضْرِبَانِ ، ہم يَضْرِبُوْنَ ، انتِ تَضْرِبِينَ ۔

حالت نھی میں نصب نون اعرابی کے حذف کی صورت میں ہوتا ہے۔

جیسے : لَنْ يَضْرِبَا ، لَنْ يَضْرِبُوا ، لَنْ تَضْرِبِي

حالت جزمی میں جزم نون اعرابی کے حذف کی صورت میں ہوتا ہے۔

جیسے : لَمْ يَضْرِبَا ، لَمْ يَضْرِبُوا ، لَمْ تَضْرِبِي ۔

چند قابل غور باتیں :

☆ یاد رہے کہ مذکور بالا سطور میں فعل مضارع کے چودہ میں سے بارہ معرب صیغوں کا اعراب بتایا گیا ہے۔ جبکہ دو صیغوں کا اعراب نہیں بتایا گیا کیونکہ وہ دو صیغے معرب نہیں بلکہ مبنی ہیں۔ ان میں ایک جمع مؤنث غائب (یضربن) اور دوسرا جمع مؤنث حاضر (تضربن) کا صیغہ ہے۔

☆ فعل مضارع کی پہلی تینوں قسموں میں صرف پانچ صیغوں کا اعراب بتایا گیا ہے۔ وہ صیغے درج ذیل ہیں:

(۱)	واحد مذکر غائب	(۲)	واحد مؤنث غائب
(۳)	واحد مذکر حاضر	(۴)	واحد متکلم
(۵)	جمع متکلم		

☆ فعل مضارع کی چوتھی قسم میں فعل مضارع کے بقیہ سات صیغوں کا اعراب بتایا گیا ہے جن کو عام طور پر افعال خمسہ کہا جاتا ہے وہ صیغے درج ذیل ہیں:

(۱)	تثنیہ مذکر غائب	(۲)	جمع مذکر غائب
(۳)	تثنیہ مؤنث غائب	(۴)	تثنیہ مذکر حاضر
(۵)	جمع مذکر حاضر	(۶)	واحد مؤنث حاضر
(۷)	تثنیہ مؤنث حاضر		

☆ فعل مضارع کا اعراب جر کی صورت میں نہیں آتا کیونکہ فعل پر کسرہ (جر) اور عین کا آنا ممنوع ہے جر اور تنوین اسم کے خواص میں سے ہیں۔

فصل بدانکہ عوائل اعراب بر دو قسم ست لفظی و معنوی لفظی بر سه قسم است حروف و افعال و اسماء و این را در سه باب یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ **باب اول در حروف عامله** و در دو فصل است فصل اول در حروف عامله در اسم و آن پنج قسم ست

فصل: جان تو کہ اعراب کے عوائل دو قسم پر ہیں لفظی اور معنوی لفظی تین قسم پر ہیں۔ حروف، افعال اور اسماء انکو ہم تین ابواب میں یاد کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ باب اول حروف عامله کے بیان میں۔ اس میں دو فصلیں ہیں۔ فصل اول: ان حروف عامله میں جو اسم میں عمل کرتے اس کی پانچ قسمیں ہیں۔

﴿عوائل کا بیان﴾

”عوائل“ عامل کی جمع ہے، اصطلاح نحو میں عامل سے مراد وہ شے ہے جس کی وجہ سے اسم یا فعل کے آخر میں اعراب کی تبدیلی واقع ہوتی ہے عامل کے مابعد کو معمول کہا جاتا ہے۔ عوائل کی کل تعداد سو (۱۰۰) ہے جن میں سے اٹھانوے (۹۸) لفظی اور دو (۲) معنوی عامل ہیں عوائل لفظیہ کی پھر تین قسمیں ہیں:

(۱) حروف عامله (۲) افعال عامله (۳) اسماء عامله

حروف عامله چالیس (۴۰)، افعال عامله انتیس (۲۹) جبکہ اسماء عامله بھی انتیس (۲۹) ہیں۔ پہلے عوائل لفظی کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے عوائل معنوی کو ان کے بعد میں بیان کیا جائیگا۔

نوٹ: عامل معرب اوہنی دونوں پر داخل ہوتے ہیں معرب کا آخر تبدیل ہو جاتا ہے جبکہ مثنیٰ کا آخر تبدیل نہیں ہوتا البتہ تبدیلی کے محل میں واقع ہونے کی وجہ سے مثنیٰ کے لئے اعراب محلی تسلیم کیا جاتا ہے جیسے اَللّٰہ میں الی حرف جار، اللّٰہ اسم معرب مجرور بالکسرة لظاہرۃ، اِلَیْہ میں الی حرف جار ہا اسم مثنیٰ محلا مجرور ہے۔

حروف عامله:

حروف عامله کے تحت حروف کی ان تمام اقسام کی تفصیل بیان کی گئی ہے جو اسم یا فعل پر داخل ہوتے ہیں اور ان کے آخر کو تبدیل کر دیتے ہیں۔

تفصیل: حروف عامله کی کل تعداد چالیس ہے ذیل میں ان کا مختصر خاکہ دیا گیا ہے:

حروف جارہ: ۱۷ حروف مشبہ بفعل: ۶ حروف مشابہ بلیس: ۲ لائے نفی جنس: ۱
حروف عدا: ۵ حروف لواصب: ۴ حروف جوازم: ۵

یہ کل تعداد چالیس ہے آئندہ صفحات پر ان کی تفصیل، تعریفات اور مثالیں دی جا رہی ہیں۔

قسم اول حروف جروآن ہفتہ است بَا و مِّنْ وَالِی وَحَتٰی وَفِیْ وَلَام وَرُبُّ
وَوَاو قسم وتائے قسم وَعَنْ وَعَلٰی وَكَاف تشبیہ وَمَنْذُ وَمَنْذُ وَحَاشَا وَخَلَا
وَعَدَا ایں حروف در اسم روند و آخرش را بجر کنند چون الْمَالُ لِزَیْدِ

قسم اول حروف جارہ کے بیان میں اور یہ سترہ ہیں۔ باء، من الی، حتی، فی، لام، رب واو قسم، تائے
قسم، عن علی کاف تشبیہ، منذ، مذ، حاشا، خلا، عدا۔ یہ حروف اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اسکے آخر کو جر
دیتے ہیں۔ جیسے المال لزیّد۔

حروف جارہ اور اس کی اقسام:

حروف جارہ اسم کا خاصہ ہیں یعنی فقط اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے آخر کو جر دیتے ہیں، حروف
جارہ کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ حروف جارہ جو اسم ظاہر اور اسم ضمیر دونوں پر داخل ہوتے ہیں اور وہ درج ذیل ہیں:

- ☆ مِّنْ مِّنْ نُّوحٍ مِّنْكَ ،
- ☆ عَنْ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
- ☆ إِلَى إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ ، إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ
- ☆ عَلَى وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ، عَلَيْهَا
- ☆ فِي فِي الْأَرْضِ ، وَفِيهَا مَا تَشْتَبِهُهُ الْأَنْفُسُ
- ☆ لَام لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ ، لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ
- ☆ بَاء آمِنُوا بِاللَّهِ ، آمِنُوا بِهِ

(۲) وہ حروف جارہ جو فقط اسم ظاہر پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو جر دیتے ہیں۔ نیچے دی
گئی مثالوں کو دیکھیں:

- ☆ کاف تشبیہ وَرَدَةٌ كَالِدِهَانِ
- ☆ حَتٰی حَتٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ
- ☆ وَاو وَاللَّهِ ☆ تَاء تَاللَّهِ
- ☆ رُبُّ رَبُّ رَجُلٍ عَالِمٍ لَقِيْتُكَ
- ☆ حَاشَا جَاءَ الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدٍ

☆	خَلا		جَاءَ الْقَوْمُ خَلا زَيْدٌ
☆	عَدَا		جَاءَ الْقَوْمُ عَدَا زَيْدٌ
☆	مَذُومٌ		مَذُومٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، مُنْذُ يَوْمَيْنِ

حروف جارہ کے متعلق میں چند ضروری باتیں:

- (۱) حروف جارہ میں سے واؤ، باء اور لام عموماً اسم جلال کے شروع میں آتے ہیں لیکن یہ حروف اسم جلال کے ساتھ ساتھ دیگر اسماء پر بھی داخل ہوتے ہیں، جبکہ حرف جار تاء فقط اسم جلال پر آتا ہے
- (۲) حرف جار حتی کبھی فعل مضارع پر بھی داخل ہوتا ہے لیکن اس میں خاص بات یہ ہے کہ حتی اور فعل مضارع کے درمیان اَنّ مقدر ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے فعل مضارع اسم کی تاویل میں ہوتا ہے۔
- (۳) حرف جار رُبّ صرف نکرہ پر داخل ہوتا ہے۔
- (۴) مذ اور منذ فقط زمانے کے لئے آتے ہیں سوائے زمانہ مستقبل کے۔
- (۵) بعض حروف جارہ کبھی زائدہ بھی ہوتے ہیں۔ جیسے مِنْ : هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ .
باء..... جب لَيْسَ کی خبر فعل کُفِيَ کے فاعل یا فعل تعجب کے مفعول پر داخل ہو۔ جیسے: لَيْسَ الْفَقْرُ بِغَيْبٍ ، كُفِيَ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكُفِيَ بِاللَّهِ شَهِيدًا ، أَجْمَلُ بِالسَّمَاءِ
فائدہ : مَنْ زائدہ سے پہلے کبھی عمل استفہامیہ اور کبھی مانافیہ ہوتا ہے،
جیسے هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ ، اور مَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ
- (۶) حروف جارہ، خاشا خَلا اور عَدَا فقط استثناء کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔
- (۷) حروف جارہ میں باء من اور عن کے ساتھ کبھی ممتصل ہوتا ہے لیکن حروف جارہ کا عمل باقی رہتا ہے۔ جیسے فَبِمَا نَقْضِهِمْ ، مِمَّا خَطَبَيْنَتْهُمْ ، عَمَّا قَلِيلٍ
- (۸) حروف جارہ کاف اور رب کے ساتھ کبھی ممتصل ہوتا ہے اور ان کے عمل کو باطل کر دیتا ہے
جیسے: رُبَّمَا ضَرَبْتَ بِسَيْفٍ صِفْلٍ كُنْ مُجْتَبِئًا كَمَا خَلِيلٌ مُجْتَبِئًا۔
علاوہ ازیں رُبّ کبھی باء کی تخفیف کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے۔
- بعض اوقات رب کو حذف کر کے اس کی جگہ واؤ کو ذکر کیا جاتا ہے جسے واؤ رب کا نام دیا جاتا ہے، جیسے وَلَيْلٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ آرْخِي سُذُولِهِ (اصل میں رَبُّ لَيْلٍ آرْخِ ہے)
- (۹) کبھی حرف جار کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے:
- جیسے: شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ اَصْلٌ فِي شَهِدَ اللَّهُ بِأَنَّهُ

دوم حروف مشبہ بفعل وَاَنْ شش استوان وَاَنْ وَكَانَ وَلَكِنْ وَلَيْتَ وَلَعَلَّ ایں حروف
را اسی باید منصوب و خبر مرفوع چون اِنْ زَيْدًا قَاتِمَ زَيْدًا را اسم اِنْ گویند و قاتم را خبر
اِنْ بدانکہ اِنْ وَاَنْ حروف تحقیق است و کَانَ حرف تشبیه و لیکن حرف استدراک و لَيْتَ
حرف تمنی و لَعَلَّ حرف ترجی

دوسری قسم حروف مشبہ بفعل اور یہ چھ ہیں اِنْ، اَنْ، کَانَ، لَيْتَ، لَکِنْ اور لَعَلَّ ان حروف
کا اسم منصوب اور خبر مرفوع ہوتی ہے جیسے اِنْ زَيْدًا قَاتِمَ زَيْدًا کو اسم اِنْ کہتے ہیں اور قَاتِمَ
کو خبر اِنْ کہتے ہیں۔ جان تو کہ اِنْ اور اَنْ حروف تحقیق ہیں کَانَ حرف تشبیه ہے لَکِنْ حرف
استدراک ہے لَيْتَ حرف تمنی اور لَعَلَّ حرف ترجی ہے۔

﴿حروف مشبہ بفعل﴾

حروف مشبہ بفعل تعداد حروف، معنی اور عمل کے لحاظ سے چونکہ فعل کے مشابہ ہوتے ہیں اس لئے
ان کو حروف مشبہ بفعل کا نام دیا گیا ہے ان کو عام طور پر کلمات نواح کہا جاتا ہے کیونکہ یہ جملہ اسمیہ پر داخل
ہوتے ہیں اور اس کے حکم یعنی معنی و اعراب کو منسوخ کر دیتے ہیں، حروف مشبہ بفعل چھ حرف ہیں۔ یہ
جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ جملہ اسمیہ کے پہلے جز یعنی مبتدا کو نصب دیتے ہیں جو ان حروف کا اسم کہلاتا
ہے اور دوسرے جز کو رفع دیتے ہیں جو ان حروف کی خبر کہلاتا ہے۔ جیسے اِنْ زَيْدًا قَاتِمَ

حروف مشبہ بفعل کی فعل سے مشابہت:

فعل کے ساتھ ان حروف کی مشابہت تین قسم کی ہے:

(۱) تعداد حروف اور معنی علی التبع ہونے کے اعتبار سے یہ فعل ماضی کے ساتھ مشابہت
رکھتے ہیں جیسا کہ واضح ہے

(۲) عمل کرنے کے اعتبار سے یہ حروف فعل متعدی کی طرح ہیں جس طرح فعل
متعدی بیک وقت فاعل و مفعول کو رفع اور نصب دیتا ہے ایسے ہی یہ حروف مبتدا و خبر کو بیک وقت رفع
و نصب دیتے ہیں۔

(۳) یہ حروف فعل کے معانی پر مشتمل ہوتے ہیں، اِنْ، اَنْ، اَلْکَذِبُ، لَکِنْ
استدراک، کَانَ تشبہ، لَيْتَ تمنی اور لَعَلَّ ترجی کے معنی پر مشتمل ہے

حروف مشبہ بفعل کے معانی:

حروف مشبہ بفعل عمل کرنے کے اعتبار سے متحد ہیں لیکن معانی کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں تفصیل ملاحظہ ہو۔

(۱) اِنْ (۲) اَنْ یہ دونوں حرف مبتدا اور خبر میں پائی جانے والی نسبت کی تاکید اور اس سے شک کو زائل کرنے کے لئے آتے ہیں، اگر مخاطب نسبت کا عالم ہو یا نسبت سے انکار کرے تو یہ نسبت کی تاکید کے لئے آتے ہیں اور اگر مخاطب نسبت کے بارے میں متردد ہو تو اِنْ اور اَنْ نفی شک کی تاکید کرتے ہیں۔ جیسے اِنْ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ، ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اِنْ نسبت کی تاکید اور اَنْ شک کی نفی کی تاکید کرتا ہے۔

(۳) کَانَ تشبیہ کے لئے آتا ہے جیسے کَانَ زَيْدًا اَسَدٌ

تشبیہ کی تعریف: کسی شے کا دوسری شے کے ساتھ معنی میں مشارکت پر دلالت کرنا۔ جس کو تشبیہ دی جائے وہ مشبہ اور جس سے تشبیہ دی جائے وہ مشبہ بہ کہلاتا ہے جیسے کَانَ زَيْدًا اَسَدٌ میں زید اسم کَانَ مشبہ جبکہ اَسَدٌ خبر کَانَ اور مشبہ بہ ہیں۔

(۴) لٰكِنْ استدراک کے لئے آتا ہے جیسے زَيْدٌ شَجَاعٌ لٰكِنَّهُ بَخِيْلٌ

فائدہ: لٰكِنْ کبھی تاکید کے لئے بھی آتا ہے جیسے لَوْ جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ اَكْرَمْتُهُ لٰكِنَّهُ لَمْ يَجِبْ

استدراک کی تعریف: کلام سابق سے پائے جانے والے وہم کو دور کرنا۔

فائدہ: لٰكِنْ نون مشدد کے ساتھ حرف مشبہ بفعل اور نون ساکن کے ساتھ حرف عطف ہے۔

(۵) لَيْتَ تمنی کے لئے آتا ہے جیسے لَيْتَ الشُّبَّابُ يَعُوْذُ

تمنی کی تعریف: کسی شے کو طلب کرنا اگرچہ اس کا حصول محال ہو۔

(۶) لَعَلَّ ترجی کے لئے آتا ہے۔ جیسے لَعَلَّ غَمْرًا هَالِكٌ

ترجی کی تعریف: کسی شے کے حصول کی توقع کرنا ترجی کہلاتا ہے۔

فائدہ (۱): حروف مشبہ کے ساتھ اگر مازائدہ متصل ہو تو ان حروف کا عمل باطل ہو جاتا ہے، کیونکہ ما کی وجہ سے ان حروف کی خاصیت زائل ہو جاتی ہے، البتہ لَيْتَ کے ساتھ ما زائدہ متصل ہو تو دونوں صورتیں جائز ہیں یعنی عمل دینا بھی جائز ہے اور عمل نہ دینا بھی جائز ہے۔

جیسے: اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، وَاِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، کَاُنَّمَا زَيْدٌ قَائِمٌ، لٰكِنْ مَا زَيْدٌ قَائِمٌ، لَعَلَّمَا زَيْدٌ قَائِمٌ، لَيْتَمَا اَلَامْتَحَانُ سَهْلٌ لَيْتَمَا اَلَامْتَحَانُ سَهْلٌ

فائدہ (۲): بعض مواقع پر ان اور ان کثرت استعمال کی وجہ سے مشدودہ کے بجائے حذف استعمال ہوتے ہیں، اس صورت میں کبھی ان کا اسم ظاہر ہوتا ہے اور کبھی ضمیر شان محذوف ہوتی ہے۔ جیسے: **ان کُلاً لَمَّا عَلَيَّهَا خَافِظٌ، ان کُلاً لَمَّا لَيُؤَفِّقْنَهُمْ كُلاً ان** حذف کا اسم ہے جو درحقیقت ان ہے۔..... **عَلِمَ ان سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضًى** اصل میں **انہ سَيَكُونُ** ہے۔..... **اَشْهَدُ ان لا اِلهَ اِلا اللّٰهُ** اصل میں **اَشْهَدُ اَنَّهُ لَا اِلهَ اِلا اللّٰهُ** ہے۔

فائدہ (۳): حروف مشبہ بفعل کی خبر کو ان حروف پر مقدم کرنا جائز نہیں البتہ حروف مشبہ بفعل کی خبر کو ان حروف کے اسم پر دو صورتوں میں مقدم کیا جاسکتا ہے:

(ا) حروف مشبہ بفعل کی خبر شبہ جملہ اور ان کا اسم نکرہ ہو۔ جیسے: **ان مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا**

(ب) حروف مشبہ بفعل کے اسم میں ایسی ضمیر موجود ہو جو خبر کی طرف راجع ہو۔

جیسے: **ان فِي الدَّارِ صَاحِبُهَا**

مذکورہ مثالوں میں **مَعَ الْعُسْرِ** اور **فِي الدَّارِ** ان کی خبر اور اپنے اسم پر مقدم ہیں۔

مقامات ان:

مندرجہ ذیل مقامات پر ان (بکسر الہمزہ) استعمال ہوتا ہے:

- ☆ ابتدائے کلام میں۔ جیسے: **ان اللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ**
- ☆ آلا حرف تنبیہ کے بعد۔ جیسے: **اَلَا انْ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ**
- ☆ حَيْثُ کے بعد۔ جیسے: **جَلَسْتُ حَيْثُ انْ زَيْدًا قَائِمٌ**
- ☆ قسم کے بعد اور جواب قسم کے شروع میں۔ جیسے: **حَمَّ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ اَنَا اَنْزَلْنَاهُ**
- ☆ **قَالَ يَقُولُ** (اور ان کے مشتقات) کے بعد جیسے **قَالَ اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ**
- ☆ جب خبر پر لام تاکید داخل ہو۔ جیسے: **وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنْكَ لِرِسُوْلِهِ**
- ☆ اسم موصول کے بعد جیسے: **جَاءَ الرَّجُلُ الَّذِي اِنَّهُ لَغَائِبٌ**

ان کے اسم اور خبر پر دخول لام کے مواقع:

- ☆ خبر پر جب وہ اسم کے بعد واقع ہو اور مثبت ہو لیکن فعل ماضی نہ ہو۔
- ☆ جیسے: **ان رَبُّكَ لِسَرِيْعُ الْحِسَابِ، وَاَنْتَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ، انْ رَبُّكَ لَيَعْلَمُ**
- ☆ اس ضمیر فعل پر جو مبتدا اور خبر کے درمیان واقع ہو۔
- ☆ جیسے: **انْ هٰذَا هُوَ الْقَضَىٰ خُلُقٍ**

- ☆ خبر کے معمول پر جب خبر معمول کے بعد واقع ہو۔ جیسے : اِنْ زَيْدًا لَعَمْرُوَا غَائِبٌ
- ☆ اِنْ کے اسم پر جب وہ خبر کے بعد واقع ہو اور خبر ظرف یا جار مجرور ہو۔
- ☆ جیسے : اِنْ فِيْ ذَالِكَ لَعِبْرَةٌ
- ☆ اسم پر جب وہ خبر کے معمول کے بعد واقع ہو، جیسے : اِنْ عِنْدَكَ لَزَيْدٌ مُّقِيْمٌ
- ☆ جب اسم جار مجرور کے بعد لیکن خبر سے پہلے ہو۔ جیسے اِنْ فِي الدَّارِ لَزَيْدٌ جَالِسٌ

مقامات اِنْ :

مندرجہ ذیل جگہوں پر اِنْ (فتح الهمزة) استعمال ہوتا ہے :

- ☆ فاعل کی جگہ۔ جیسے : اَوَّلَمْ يَكْفِيْهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَاهُ
- ☆ اذا فجائیہ کے بعد۔ جیسے : خَرَجْتُ فَاِذَا اَنْ زَيْدًا قَائِمٌ
- ☆ نائب فاعل کی جگہ۔ جیسے : قُلْ اَوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ
- ☆ مفعول بہ کی جگہ۔ جیسے : وَلَا تَخَافُوْنَ اَنْكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ
- ☆ مبتدا کی جگہ۔ جیسے : وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً
- ☆ مجرور کی جگہ۔ جیسے : ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ
- ☆ غلیم ، شہید اور ان کے مشتقات کے بعد۔
- ☆ جیسے : عَلِمَ اللّٰهُ اَنْكُمْ تَخْتَانُوْنَ ، شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ
- ☆ **فائدہ :** لام تاکید اِنْ اور دیگر حروف مشبہ بفعل کے بعد نہیں آتا۔

اِنْ اور اَنَّ میں فرق :

اِنْ جملہ کے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں کرتا جبکہ اَنَّ اپنے اسم اور خبر کو مفرد کی تاویل میں کر دیتا ہے اور کبھی فاعل کبھی مفعول بہ کبھی مجرور اور کبھی مضاف الیہ واقع ہوتا ہے۔ جیسے : اَوَّلَمْ يَكْفِيْهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَاهُ ، اَنَّا اَنْزَلْنَاهُ فاعل ہے ، وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً ، اَنْكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً مبتدا ہے ، وَلَا تَخَافُوْنَ اَنْكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ ، اَنْكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مفعول بہ ہے ، ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ ، اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ مجرور ہے۔

اِنْ زَيْدًا قَائِمٌ : اِنْ حرف مشبہ بفعل معنی علی الفتح ، زَيْدًا : اسم اِنْ منسوب بالفتح لظاہرۃ قائم : اسم فاعل + فاعل = خبر اِنْ : اسم خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ

سوم ماو لا المشبهتان بليس وان عمل ليسى كئند چنانكه كوى مازيد قائما زيد
اسم ماست وقائما خبر او

تیسری قسم ماو لا المشبهتان بلیس اور وہ لیس والا عمل کرتے ہیں جیسے تو کہے کہ
مازید قائما، زید ما کا اسم ہے اور قائما اس کی خبر۔

﴿مَا وَلَا مِثَابَهُ بَلِيس﴾

کلام عرب میں ما اور لا مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کو
مختلف نام دیئے گئے ہیں موضوع بحث ما اور لا کو ماو لا مشابہ بلیس کا نام دیا جاتا ہے تاکہ آسانی اور
سہولت کے ساتھ ان کو دوسروں سے ممتاز کیا جاسکے نیز یہ دونوں معنی و عمل کے اعتبار سے لیس کی
مانند ہیں اس لئے ان کو مشابہ بلیس کہا جاتا ہے مذکورہ ما اور لا جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور جملہ مثبتہ
کو جملہ منفیہ میں تبدیل کرنے کے ساتھ ساتھ یہ جملہ کے پہلے جز یعنی مبتدا کو رفع جبکہ دوسرے جز یعنی
خبر کو نصب دیتے ہیں جملہ اسمیہ کا پہلا جز یعنی مرفوع ان کا اسم اور دوسرا جز یعنی منصوب ان کی خبر کہلاتا
ہے۔ جیسے مازید قائما اور لا رجل حاضرًا

ما کے عمل کرنے کی شرائط:

ما کے لیس جیسا عمل کرنے کی چند شرائط ہیں بصورت دیگر ما کا عمل باطل ہو جائے گا:

(۱) ما کے ساتھ ان زائدہ متصل نہ ہو اگر ما کے ساتھ ان زائدہ متصل ہو تو اس کا عمل

باطل ہو جائیگا۔ جیسے: مَا اِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ

(۲) ما کی خبر سے پہلے الا نہ ہو اگر ما کی خبر سے پہلے الا ہو تو اس کا عمل باطل

ہو جائیگا۔ جیسے: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ

(۳) ما کی خبر اس کے اسم پر مقدم نہ ہو اگر ما کی خبر اس کے اسم پر مقدم ہوئی تو اس کا

عمل باطل ہو جائیگا۔ جیسے: مَا قَائِمٌ زَيْدٌ

(۴) خبر کا معمول اس کے اسم پر مقدم نہ ہو اگر خبر ما کا معمول اس کے اسم پر مقدم ہو

تو اس کا عمل باطل ہو جائیگا۔ جیسے: مَا طَعَامُكَ زَيْدٌ اَكْبَنُ

فائدہ: خبر کا معمول اس کے اسم پر مقدم ہو اور ظرف یا جار مجرور ہو تو ما کا عمل باطل نہیں ہوگا۔ جیسے مَا عِنْدَكَ زَيْدٌ جَالِسًا اور مَا فِي الدَّارِ زَيْدٌ جَالِسًا

ما کی اقسام:

ما کی دو قسمیں ہیں: (۱) مَا اِی (۲) مَا حَرْفِی
ما اِی کی اقسام:

- ☆ اسم موصول جیسے: قَرَأْتُ مَا اكْتَسَبْتُ مِنْ قِصَصٍ
- ☆ اسم استفہام جیسے مَا هَذَا
- ☆ اسم شرط جیسے مَا تَفْعَلُ أَفْعَلُ
- ☆ مَا تَحْیِیہ جیسے مَا أَجْمَلُ زَيْدًا
- ☆ مَا حَرْفِی کی اقسام
- ☆ حرف نفی جو فعل پر داخل ہوتا ہے جیسے مَا ضَرَبَ اور مَا يَضْرِبُ
- ☆ حرف نفی مشابہ بلیس جیسے مَا زَيْدٌ قَائِمًا
- ☆ مَا زائدہ جو ان، رَبُّ، قُلُّ کے ساتھ متصل ہوتا ہے اور ان کو عمل سے روکتا ہے۔ جیسے: اِنَّمَا الْعَدْلُ اَسَاسُ الْحِكْمِ، قُلْنَا يَتِمَّكُنُ الْمُسْتَهْمِلُ مِنَ الصُّوْلِ اِلٰی غَايَتِهِ، رَبَّمَا صَدِيقٌ اَنْفَعُ مِنْ شَفِيقٍ
- ☆ مَا زائدہ جو اپنے سے متصل کو عمل سے نہیں روکتا۔ جیسے غَمًا قَلِيلٌ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِمَّا خَطَبْتَهُمْ
- نوٹ:** بعض نحاة مثلاً علامہ ابن السید اور علامہ ابن الصفور نے مَا کی تیس سے زائد اقسام بیان کی ہیں۔

لا کے عمل کرنے کی شرائط:

لا کے عمل کرنے کی دو شرائط ہیں جو ما کے عمل کرنے کی شرائط ہیں، سوائے پہلی شرط کے کیونکہ لا کے ساتھ ان زائدہ متصل نہیں ہوتا البتہ لا کے لئے ایک اور چیز بھی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ لا کا اسم اور خبر دونوں نکرہ ہوں گے جیسے: لَا رَجُلٌ حَاضِرًا، لَا مُؤْمِنٌ نَدَمًا، لَا شَارِعٌ مُرَدِّحًا

لا کی اقسام:

لا کی درج ذیل اقسام معروف ہیں:

(۱) لانافیہ فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے لفظاً کوئی عمل نہیں کرتا۔

جیسے: لَا يَضْرِبُ

(۲) لانہی فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور اس کے آخر کو جزم دیتا ہے۔

جیسے: لَا يَضْرِبُ

(۳) لاعاطفہ معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان آتا ہے معطوف سے حکم کی نفی کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: زید ضارب لا قاتل

(۴) لامشابہ بلیس جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے۔

جیسے: لَا زَجَلٌ غَائِبًا

(۵) لانفی جنس جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے

جیسے: لَا زَجَلٌ غَائِبٌ

(۶) لازائدہ جب وہ معرفہ پر داخل ہو یا جار اور مجرور کے درمیان واقع ہو۔

جیسے: لَا زَيْدٌ وَلَا عَمْرٌو اور بلا خوف

فائدہ: نما اور لا کے علاوہ بھی بعض حروف ہیں جن کو علماء نحاة نے مشابہ بلیس کہا ہے اور یہ دو حروف ہیں:

(۱) ان نافیہ جیسے ان زَيْدٌ قَائِمًا

(۲) لا ث جیسے لا ث جِنَّ مَنَاصٍ

لا ث: لا حرف نفی اور ت برائے تانیث سے مرکب ہے اس کے لئے دو چیزوں کا ہونا

ضروری ہے..... ایک یہ کہ لا ث کا اسم یا خبر محذوف ہو عموماً اس کا اسم محذوف ہوتا ہے۔..... اور دوسرا یہ

کہ لا ث کے معمول کا تعلق ایسے کلمات سے ہو جو زمانے پر دلالت کرنے والے ہوں جیسے لفظ حین

اور اس کے مترادف یعنی لفظ ساعة اور آوان..... جیسے: لا ث سَاعَةً نَدِمَ اس لا ث حذف ہے

اصل مہارت ہے لا ث السَّاعَةُ سَاعَةً نَدِمَ، ایسے ہی لا ث العِینُ حِینَ مَنَاصٍ ہے۔

(۴) لاتمام جنس کی نفی کرے۔ جیسے لَا رَجُلٌ فِي الدَّارِ کا معنی یہ ہوگا کہ جنس رجل کا کوئی فرد گھر میں موجود نہیں ہے۔
نوٹ: اگر مذکورہ شرائط مفقود ہوں تو یہ لائے نفی جنس نہیں ہوگا یا تو یہ لیس کے مشابہ ہوگا یا ملغی ہوگا۔
اسم لائے نفی جنس کے احوال:

(۱) لائے نفی جنس کا اسم منصوب ہوتا ہے جبکہ وہ مضاف ہو۔

جیسے: لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيفٌ فِي الدَّارِ اور لَا قَاعِلَ خَيْرٍ مَكْرُوهٍ

(۲) لائے نفی جنس کا اسم منصوب ہوتا ہے جبکہ وہ مشابہ مضاف ہو۔

جیسے: لَا طَالِعًا جَبَلًا خَاضِرًا

(۳) لائے نفی جنس کا اسم اس علامت پر مبنی ہوگا جس کے ساتھ اسے عام طور پر نصب دیا

جاتا ہے جب وہ نکرہ مفردہ ہو، اگرچہ حقیقت میں وہ معرب ہو۔ جیسے: لَا رَجُلٌ فِي الدَّارِ ،
 لَا رِجَالٌ فِي الْحَدِيقَةِ، لَا مَذْمُومِينَ فِي الْمَدْرَسَةِ اور لَا مَذْمُومَاتٍ فِي
 الْمَدْرَسَةِ

تنبیہ: اسم لا اگر جمع مونث سالم ہو تو اسے منی علی الکسر اور منی علی الفتح دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے۔

جیسے: لَا مَذْمُومَاتٍ فِي الدَّارِ۔ لَا مَذْمُومَاتٍ فِي الدَّارِ

(۴) : لائے نفی جنس کا اسم مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا جب وہ معرفہ ہو کیونکہ اس

صورت میں لا کا عمل باطل ہو جاتا ہے اور وہ ملغی کہلاتا ہے جیسے لَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَلَا غَمِيرٌ

فائدہ (۱): لائے نفی جنس کا اسم اگر معرفہ ہو تو اس کے بعد کلام میں ایک اور لا اور اسم

معرفہ کو لا نا واجب ہے۔

فائدہ (۲): لائے نفی جنس کا اسم معرفہ ہو تو لا کا عمل باطل ہو جاتا ہے جیسا کہ گذر چکا

ہے اسی طرح اگر لائے نفی جنس اور اس کے اسم کے درمیان کوئی فاصل آجائے تو اس صورت میں بھی لا

کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ جیسے لَا فِي الدَّارِ رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ

فائدہ (۳): بعض اوقات لائے نفی جنس کی خبر محذوف ہوتی ہے۔ جیسے لَا إِلَهَ إِلَّا

اللَّهُ، خبر محذوف ہے اصل عبارت ہے لَا إِلَهَ مَوْجُودٌ إِلَّا اللَّهُ، الْعِلْمُ وَلَا شَكَّ أَسَاسُ

النَّهْضَةُ (علم بلاشبہ کامیابی کی ضمانت ہے) اصل عبارت یوں ہے: **الْعِلْمُ وَلَا شَكَّ فِي ذَلِكَ أَسَاسُ النَّهْضَةِ.....** (العلم اساس النهضة مبتدا اور خبر ہیں، جبکہ شک اسم لائے نفی جنس اور فسی ذالک لائے نفی جنس کی خبر ہے اور لائے نفی جنس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ معترضہ ہوگا)

فائدہ (۴): مشابہ مضاف سے مراد وہ اسم ہے جس کے ساتھ کوئی اور کلمہ ملا کر اس کے معنی کو پورا کیا گیا ہو، جیسے مضاف کا معنی مکمل کرنے کے لئے مضاف الیہ ذکر کیا جاتا ہے۔ نیز مفرد سے مراد یہاں یہ ہے کہ اسم مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو ورنہ اگر لائے نفی جنس کا اسم تشبیہ یا جمع مکسر یا جمع مؤنث سالم یا جمع مذکر سالم ہو تو اس کا حکم نکرہ مفردہ جیسا ہوگا۔ جیسے **لَا رِجَالٌ خَاضِرُونَ**، رجال مبنی الفتح (بغیر تنوین کے) **لَا ضِدِّينَ مُجْتَمِعَانِ**، ضدین مبنی علی الیاء **لَا مُسْلِمَاتٍ فِي الدَّارِ مُسْلِمَاتٍ مَبْنِی عَلَی الْکَسْرِ**۔ **لَا قَانِمِينَ فِي السُّوقِ**۔ قانمین مبنی علی الیاء

فائدہ (۵): لائے نفی جنس کا اسم اگر مفرد موصوف ہو تو اس کی صفت میں تین صورتیں ہوں گی: (۱) مبنی علی الفتح (ب) منصوب (۳) مرفوع
جیسے: **لَا رَجُلٌ ظَرِيفٌ عِنْدَنَا، لَا رَجُلٌ ظَرِيفًا عِنْدَنَا، لَا رَجُلٌ ظَرِيفٌ عِنْدَنَا**
ایک اہم بات: کلام عرب میں ایک لفظ عموماً لاسیما استعمال ہوتا ہے یہ لا بھی نفی جنس کا ہوتا ہے، جبکہ سی لائے نفی جنس کا اسم ہوتا ہے اور ما کی تین صورتیں ہیں:

- (۱) ما زائدہ اس صورت میں سی مضاف اور ما کے بعد والا اسم مضاف الیہ ہوگا
- (۲) ما موصولہ جو کہ مضاف الیہ ہوگا اور بعد والا اسم مبتدا محذوف کی خبر ہوگی۔
- (۳) ما اسم متمیز اور بعد والا اسم تمیز ہوگی۔

مثال: **أَعَزَّجَنِي الْقَوْمُ وَلَا سِيَّيْنَا أَمِيرًا أَوْ أَمِيرًا فِي مَقْدَمَتِهِمْ**
فائدہ: لَا سِيَّيْنَا کے بعد والے اسم پر مذکورہ تین اعراب اس کے نکرہ ہونے کی صورت میں آتے ہیں اگر وہ معرفہ ہو تو اس پر فقط رفع اور جر کا آنا جائز ہے جبکہ اس پر نصب نہیں آ سکتا کیونکہ تمیز معرفہ نہیں ہوتی۔

فائدہ: لَا سِيَّيْنَا اپنے مابعد کی ماقبل پر ترجیح کو بیان کرنے کے لئے آتا ہے۔

لائے نفی جنس کا اسم نکرہ ہو اور اس کے بعد لا اور نکرہ کا تکرار ہو تو مندرجہ ذیل صورتیں ممکن ہیں

- (۱) دونوں اسموں پر نصب بغیر تنوین کے ہوتا ہے۔ جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
- (۲) دونوں اسموں پر رفع ہوتا ہے۔ جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
- (۳) پہلے اسم پر نصب بغیر تنوین کے اور دوسرے پر رفع ہوتا ہے۔ جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
- (۴) پہلے اسم پر رفع اور دوسرے پر نصب بغیر تنوین کے ہوتا ہے۔ جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
- (۵) پہلے پر نصب بغیر تنوین کے اور دوسرے پر نصب تنوین کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

فائدہ: مذکورہ بالا پانچ اقسام سمجھنے کے لئے درج ذیل باتوں پر توجہ فرمائیں:

- (۱) جب لا کے ساتھ متصل اسم پر فتح ہو۔ جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ تو لائے نفی جنس عامل ہوگا اور اس کا اسم منی علی الفتح ہوگا۔
- (۲) جب لا سے متصل اسم پر رفع ہو۔ جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ تو لا ملغی ہوگا یعنی کوئی عمل نہیں کرے گا

اور اس کے بعد والا اسم مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔

- (۳) جب پہلے لا کے ساتھ متصل اسم پر فتح اور دوسرے کے ساتھ متصل اسم پر نصب (فتحة تنوین کے ساتھ) ہو۔ جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ تو اس صورت میں پہلا لائی جنس کا ہوگا اور اسم منی علی الفتح ہوگا جبکہ دوسرا لا زائد ہوگا اور اس کے بعد والا اسم ماقبل اسم لا کے عمل پر معطوف ہونے کی وجہ سے منصوب سمجھا جائیگا۔

تکرار کے دیگر مواقع:

مذکورہ بالا صورت میں بھی کلام میں کئی اور مواقع ایسے ہیں جہاں لا تکرار کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور وہ مقامات یہ ہیں:

- (۱) لا فعل ماضی پر داخل ہو تو لا تکرار کے ساتھ ہوگا۔
جیسے: فَلَا صَدَقَ وَلَا ضَلَّى
 - (۲) لا جملہ اسمیہ کے آغاز میں ہو اور جملہ اسمیہ کی ابتداء اسم معرفہ سے ہو تو لا تکرار کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ
 - (۳) لا جملہ اسمیہ کے آغاز میں ہو اور جملہ اسمیہ کی ابتداء اسم نکرہ سے ہو اور لا اس میں عامل نہ ہو تو لا تکرار کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزِفُونَ
 - (۴) لا خبر مطلق پر داخل ہو تو لا تکرار کے ساتھ ہوگا۔
جیسے: زَيْدٌ لَا شَاعِرٌ وَلَا كَاتِبٌ
 - (۵) لا نعت پر داخل ہو تو لا تکرار کے ساتھ ہوگا۔
جیسے: مِنْ شَجَرَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ
 - (۶) لا حال مترادفین پر داخل ہو تو تکرار کے ساتھ ہوگا۔
جیسے: جَاءَ زَيْدٌ لَا ضَاجِكَا وَلَا بَاكِئَا
- فائدہ:** مذکورہ تمام مواقع پر دوسرا لا زائدہ ہے۔

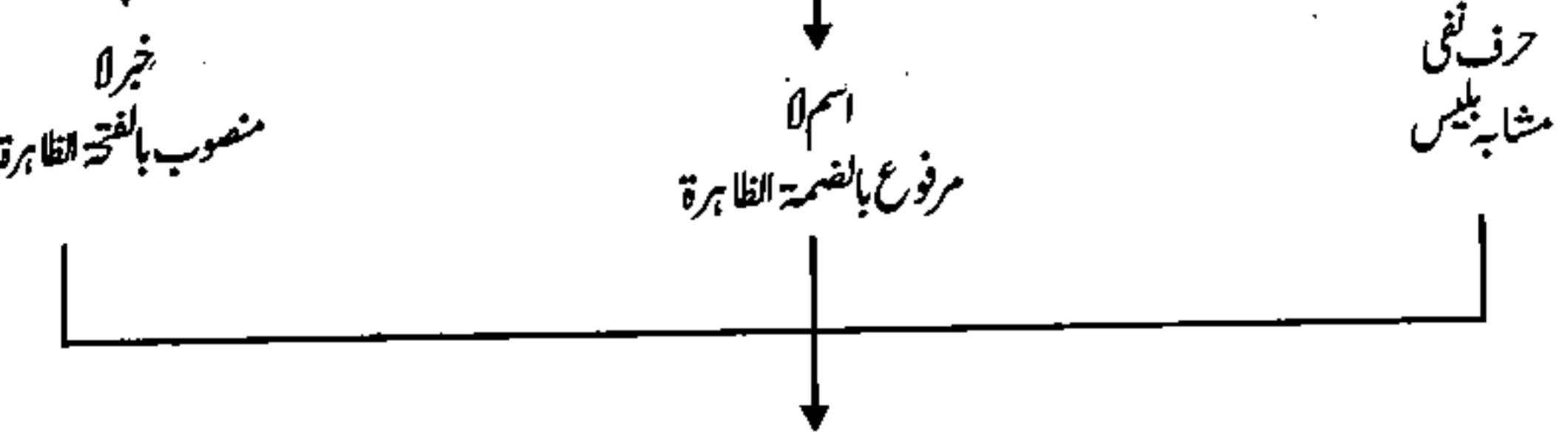
لَا رَجُلٌ غَائِبٌ

لا: نفی جنس، رجل: اسم لاجنی علی الفتح۔

غائب (اسم فاعل + فاعل) خبر

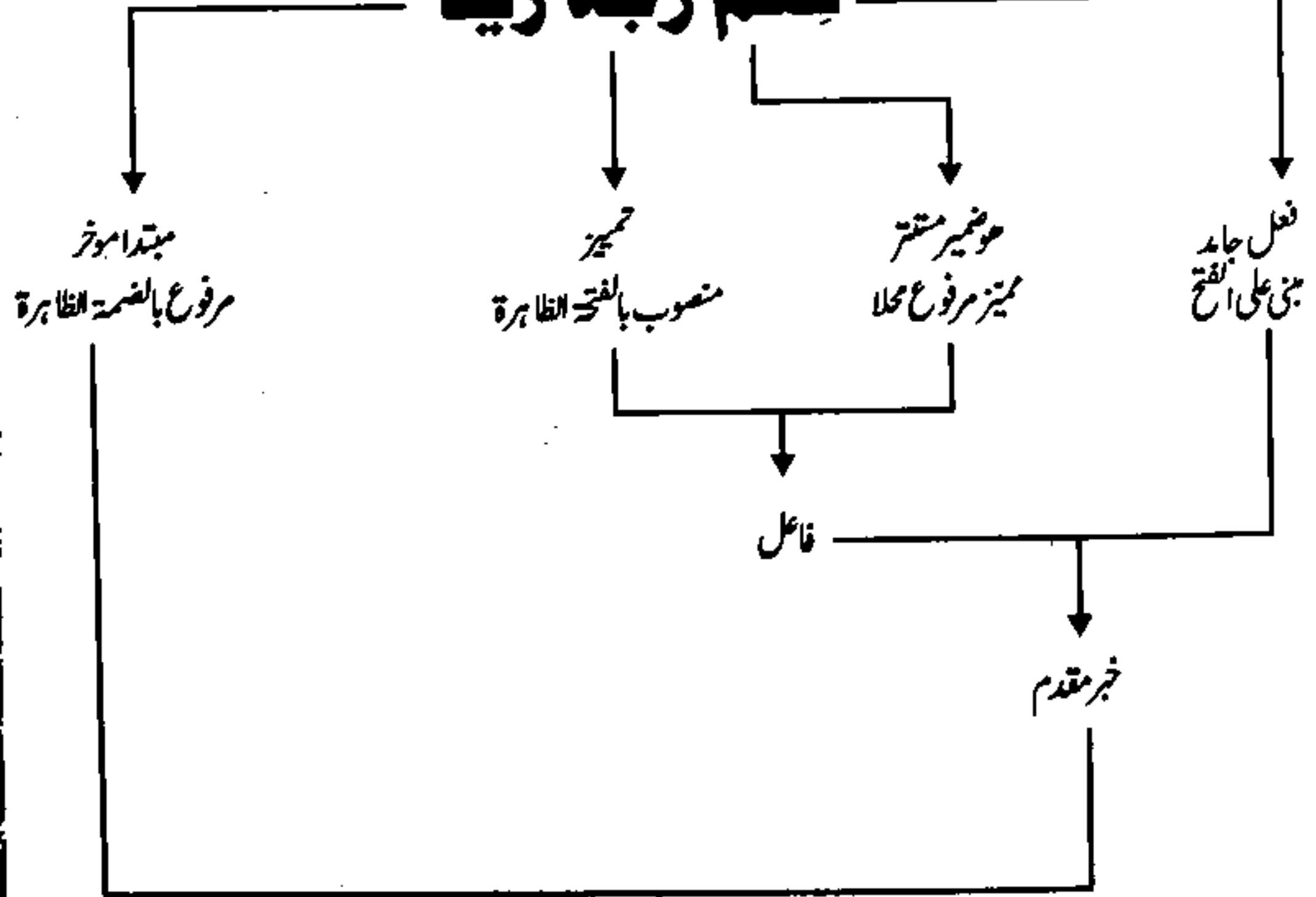
لائے نفی جنس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ

لَا رَجُلٌ حَاضِرًا



جمله اسمیه خبریه

نَعَمْ رَجُلًا زَيْدٌ



جمله اسمیه خبریه

پنجم حرف ندا و آل پنج ست یا وایا و ہیا و آی و ہمزہ مفتوحہ و این حروف منادی مضاف
 راجب کنند چون یَا عِبْدَ اللّٰہِ و مشابہ مضاف را چون یَا طَا لِعَا جَبَلًا و نکرہ غیر معین
 را چنانکہ ائی گوید یَا رَجُلًا خُذْ بَیْدَیْ و منادی مفرد معرفہ منی باشد بر علامت رفع چون
 یَا زَیْدُ و یَا زَیْدَانِ و یَا مُسْلِمُونَ و یَا مُوسٰی و یَا قَاضِیْ بدانکہ آی و ہمزہ برائے
 نزدیک ست وایا و ہیا برائے دور و یا عام ست

پانچویں قسم حروف ندا اور یہ پانچ ہیں۔ یا، ایا، ہیا، اے اور ہمزہ مفتوحہ اور یہ حروف منادی مضاف
 کو نصب دیتے ہیں جیسے یَا عِبْدَ اللّٰہِ اور مشابہ مضاف کو بھی جیسے یَا طَا لِعَا جَبَلًا اور نکرہ غیر معینہ کو بھی
 جیسے اندھا کہے یَا رَجُلًا خُذْ بَیْدَیْ اور منادی مفرد معرفہ منی بر علامت رفع ہوتا ہے۔ جیسے یَا زَیْدُ
 و یَا زَیْدَانِ و یَا مُسْلِمُونَ و یَا مُوسٰی و یَا قَاضِیْ۔ جان تو کہ آی اور ہمزہ نزدیک کے لئے ہیں۔
 ایا اور ہیا دور کے لیے اور یا عام ہے (یعنی دور و نزدیک دونوں کے لئے استعمال ہوتی ہے)

﴿حروف ندا اور منادی﴾

اسم میں عمل کرنے والے حروف عاملہ کی پانچویں قسم حروف ندا ہے یہ پانچ حرف ہیں جو اپنے
 مابعد اسم میں عمل کرتے ہیں، اکثر علماء نحو کے نزدیک حرف ندا فعل مضارع صیغہ واحد متکلم اذْعُوا،
 اُنَادِیْ یا اَطْلُبْ کے قائم مقام ہوتا ہے اور وہی فعل بعد والے اسم میں عامل ہوتا ہے۔ یعنی مفعول
 ہونے کی وجہ سے وہ فعل اسے نصب دیتا ہے۔ جیسے: یَا سَعْدُ اصل میں اذْعُو سَعْدًا ہے۔
 ندا کی تعریف: مخاطب کو اس شے کے سننے کی تحبیہ کرنا جس کا ارادہ متکلم کرے۔

حرف ندا کی اقسام:

حرف ندا اکل پانچ ہیں حرف ندا کے طور پر ان میں کوئی فرق نہیں ہے کہ ان تمام سے کسی کو ندا
 دینا مقصود ہوتا ہے البتہ منادی کے دور و نزدیک ہونے کے اعتبار سے ان کی تین قسمیں ہیں:

(۱) آی اور ہمزہ: ان کا استعمال تب ہوگا، جب منادی قریب ہو۔

جیسے: اَیُّد، آی زَیْدُ

(۲) آیا اور ہیا: ان کا استعمال اس وقت ہوگا جب منادی دور ہو۔

جیسے: آیَا زَیْدُ، ہِیَا زَیْدُ

(۳) یا: اس کا استعمال عام ہے منادی قریب ہو یا دور ہر حال میں اس کو استعمال کیا

جاسکتا ہے۔ جیسے: یا زید، یا اللہ، یا رسول اللہ

منادی کی تعریف: وہ اسم ظاہر جس کی توجہ حرف ندا کے ذریعے طلب کی جائے جیسے یا زید: یا حرف ندا جبکہ زید منادی ہے۔

منادی کی اقسام:

منادی کی دو قسمیں ہیں: (۱) منصوب (۲) مبنی علی علامۃ الرفع
منادی منصوب کی تین صورتیں ہیں:

☆ منادی مضاف۔ جیسے: یا عبد اللہ، یا رسول اللہ

☆ منادی مشابہ مضاف۔

جیسے: یا طالعا جبلا، یا رجیما بالعباد،

☆ منادی نکرہ غیر معین (غیر مقصودہ)۔ جیسے: یا رجلا خذ بیدی

فائدہ: منادی اگر موصوفہ ہو تو وہ بھی منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: یا صدیقا مخلصا

منادی مبنی کی دو صورتیں ہیں:

☆ منادی مفرد معرفہ جیسے: یا زید، یا زیدان، یا مسلمون، یا قاضی، یا موسیٰ

☆ منادی نکرہ معین ہو۔ جیسے: یا رجل، یا رجلاں، یا رجال

فائدہ ۱: منادی اگر مرکب منع صرف ہو تو وہ مبنی علی النظم اور اگر منادی مرکب صوتی ہو تو وہ مبنی علی

الکسر ہوتا ہے۔ جیسے: یا معدی کرب اور یا سیئہویہ

فائدہ ۲: منادی مزد سے مراد وہ منادی ہے جو مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو اگرچہ صیغہ کے اعتبار

سے وہ واحد ہو ثنیہ ہو یا جمع ہو جیسا کہ منادی مفرد معرفہ کی مثالوں سے واضح ہو رہا ہے۔

فائدہ ۳: مشابہ مضاف سے مراد ایسا کلمہ ہے جس کا معنی کسی دوسرے کلمہ کو ملائے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

جیسے: یا طالعا جبلا، طالعا مشابہ مضاف ہے۔

فائدہ ۴: منادی کی تقسیم اگر درج ذیل طریقے سے کی جائے تب بھی مناسب ہے کہ اس کی پانچ قسمیں:

(۱) منادی مفرد۔ جیسے: یا سفد

(۲) منادی نکرہ معینہ جیسے: یا رجل

(۳) منادی نکرہ غیر معینہ جیسے: یا رجلا

(۴) منادی مضاف۔ جیسے: يَا عَبْدَ اللَّهِ

(۵) منادی مشابہ مضاف۔ جیسے: يَا حَسَنًا خُلُقَهُ

تنبیہ: (۱) منی علی علامت رفع سے مراد یہ ہے کہ منادی حرف ندا کے داخل ہونے سے پہلے

جس علامت (حرکت یا حرف) کے ساتھ مرفوع تھا، حرف ندا کے دخول کے بعد وہ اسی علامت کے

ساتھ منی تسلیم کیا جائے گا، مثال کے طور پر يَا خَالِدُ، يَا زُجُلُ میں خالد اور رجل حرف ندا کے

داخل ہونے سے پہلے ضمہ کے ساتھ مرفوع تھے جبکہ يَا زُجُلَانِ اور يَا مُسْلِمُونَ میں رجلان

الف اور مسلمون واؤ کے ساتھ مرفوع تھا، حرف ندا کے داخل ہونے کے بعد خالد، رجل منی

علی الضم، رجلان میں منی علی الالف اور مسلمون منی علی الواو تسلیم کئے جائیں گے۔ یاد رہے کہ یہ

تمام اسماء در حقیقت معرب ہیں حرف ندا کے داخل ہونے کے بعد یہ منی ہو جاتے ہیں نیز جمع مکسر اور جمع

مونث سالم بھی منی علی الضم پڑھے جائیں گے۔ جیسے: يَا رَجُلَانِ اور يَا مَوْمِنَاتُ

(۲) منادی حرف ندا کے دخول سے پہلے ہی اگر منی ہو تو اس صورت میں اس پر ضمہ کو مقدر تسلیم

کیا جائیگا اور اس کی حرکت بتائیہ کو باقی رکھا جائے گا۔ جیسے يَا هَذَا، يَا سَيِّبُونِ

نکرہ معین اور نکرہ غیر معین یعنی نکرہ مقصودہ وغیر مقصودہ میں فرق:

اس فرق کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ ایک شخص مدد کے لئے ندا کرتا ہے اور اس کے سامنے کوئی

دوسرا شخص موجود ہے جس کو یہ مدد کے لئے پکار رہا ہے تو یہ نکرہ مقصودہ ہے جیسے يَا زُجُلُ اتَّقِذْنِي.....

اور اگر کوئی شخص سامنے موجود نہیں ہے بلکہ اس کا مخاطب کوئی بھی شخص ہے جو اس کی مدد کرے تو یہ نکرہ غیر

مقصودہ کہلاتا ہے۔ جیسے يَا زُجُلَا خُذْ بِيَدِي

فائدہ: اگر منادی معرفہ بالف ولام ہو تو منادی مذکر سے پہلے آئیہا اور منادی مؤنث

سے پہلے آئیہا یا منادی سے پہلے اس کے مناسب اسم اشارہ لایا جاتا ہے۔ جیسے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ

اتَّقُوا، يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ، يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ، يَا هَذِهِ السَّيَّارَةُ

یاد رہے کہ اسم جلال مذکورہ بالا حکم سے مستثنیٰ ہے۔ جیسے يَا اللَّهُ

حرف ندا کا حذف:

بعض اوقات حرف ندا کو جواز حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ

هَذَا، أَيُّهَا النَّاسُ اور رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ تینوں مثالوں میں یا حرف ندا محذوف ہے۔

بعض اوقات اسم جلال سے پہلے حرف ندا کو حذف کر کے اس کے عوض اسم جلال کے آخر

میں میم مشدود لایا جاتا ہے۔ جیسے اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ اللَّهُمَّ اٰمِنْ

یا اللہ تھابتی کی وجہ سے اللہم پڑھا جاتا ہے۔

منادی اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو مندرجہ ذیل تین صورتیں جائز ہیں:

- (۱) حرف ندا اور یائے متکلم دونوں کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے: رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا
- (ب) فقط یائے متکلم کو حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے: يَا عِبَادِ
- (ج) حرف ندا اور یائے متکلم دونوں باقی رکھے جاتے ہیں۔

جیسے: يَا عِبَادِ الَّذِينَ اسْرَفُوا

منادی مضاف سے متصل یائے متکلم کی صورتیں:

منادی یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو یائے متکلم کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں :

یاء ساکنہ کو باقی رکھا جاتا ہے۔ جیسے: يَا عِبَادِی

(۲) یائے متکلم کو فتح دیا جاتا ہے۔ جیسے: يَا عِبَادِی اسْرَفُوا

(۳) یائے متکلم کو حذف کر کے ماقبل کسرہ کو باقی رکھا جاتا ہے۔ جیسے: يَا عِبَادِ

(۴) یائے متکلم کو الف سے اور ماقبل کے کسرہ کو فتح سے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

جیسے: يَا خُسْرَتَا (یا حسرتی)

(۵) تبدیل شدہ الف کو حذف کر کے ماقبل فتح کو باقی رکھا جاتا ہے۔

جیسے: يَا غَلَامَ (یا غلاما، یا غلامی)

(۶) تبدیل شدہ الف کو حذف کر کے ماقبل فتح کو ضمہ سے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

جیسے: يَا غَلَامُ

نوٹ: مذکورہ چھ صورتوں میں سے پہلی چار صحیح ہیں پانچویں کو ضعیف جبکہ چھٹی صورت کو اضعف کہا گیا ہے۔

منادی ام یا اب مضاف الی یاء متکلم کا ضابطہ:

منادی ام یا اب اگر یاء متکلم کی طرف مضاف ہوں تو مذکورہ چھ صورتوں کے علاوہ اور صورتیں بھی جائز ہیں، ابتدائی چھ صورتوں کی مثالیں اور بقیہ صورتوں کی تفصیل درج ذیل ہیں:

(۱) يَا اُمِّي (۲) يَا اُمِّي (۳) يَا اُمِّي

(۴) يَا اُمَّا (۵) يَا اُمِّي (۶) يَا اُمِّي

(۷) یاء متکلم کو تاء مکسورہ سے تبدیل کر دیا جاتا ہے، جیسے: يَا اُمَّتِ يَا اُمَّتِ

(۸) یاہ متکلم کو تا مفتوحہ سے تبدیل کر جاتا ہے۔ جیسے یا اَبَتْ یا اُمْتُ

(۹) تاہ کے بعد الف کو بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے یا اَبَتْنا یا اُمْتنا

(۱۰) تاہ اور یاہ کو جمع کر دیا جاتا ہے۔ جیسے یا اَبَتِیْ یا اُمَّتِیْ

فائدہ : علماء نحاة میں سے بعض نے تاہ اور یاہ کے جمع کرنے کو جائز قرار دیا ہے لیکن اس

دورت کو اضعف کہا گیا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں عوض اور معوض جمع

جاتے ہیں۔

چند اہم باتیں : بعض اوقات منادی کا آخر حذف کر دیا جاتا ہے اور اس کو ترخیم

داوی کہا جاتا ہے۔ جیسے : یا فاطمُ اصل میں یا فاطمَۃ ہے یا جَعْفُ اصل میں یا جَعْفَرُ

ہے۔ یا عِثْمُ اصل میں یا عِثْمَانُ ہے

کبھی یا حرفِ ندا کو ندا سے خالی کر کے فقط تنبیہ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے

جیسے : یا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا

لیکن بعض کے نزدیک ایسی جگہ درحقیقت منادی محذوف ہوتا ہے۔

لہذا یا لَیْتَنِیْ ہو اصل یا قَوْمُ لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا ہے۔

☆ منادی میں اصل تو یہ ہے کہ وہ علم ہو لیکن کبھی وہ نکرہ مقصودہ یا غیر مقصودہ بھی ہوتا ہے۔

☆ جیسا کہ سابقہ مثالوں میں گذر چکا ہے۔

☆ اگر منادی علم کے بعد کلمہ ابن مضاف ہو تو منادی پر نصب اور ضمہ دونوں پڑھنا جائز ہے۔

☆ جیسے : یا خَسِیْنَ بَنُ عَلِیٍّ اور یا خَسِیْنَ بَنُ عَلِیٍّ

☆ یاہ متکلم کا تاہ سے تبدیل ہونا ندا کے باب میں ہی جائز ہے دیگر جگہوں پر ایسا کہنا درست نہیں ہے

☆ ندا کے باب میں استغاثہ اور ندبہ کی اصطلاح کا ذکر بھی آتا ہے ان دونوں کی تفصیل درج ذیل ہے

استغاثہ : استغاثہ کا معنی ہے مدد طلب کرنا جب کہ اصطلاح نحو میں استغاثہ سے

مراد مشکل اور مشقت کے وقت ایک شخص کا دوسرے کو مدد کے لئے پکارنا۔

☆ جیسے : یا لِّلّٰہِ لِّلْمُسْلِمِیْنَ

استغاثہ سے متعلق چند اہم باتیں:

(۱) استغاثہ کے لئے حروف ندا میں سے فقط یا کو استعمال کیا جاتا ہے دیگر حروف سے استغاثہ نہیں ہوتا۔

(۲) استغاثہ میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں:

- ☆ یا حرف استغاثہ
- ☆ مستغاث بہ جس سے استغاثہ کیا جاتا ہے۔
- ☆ مستغاث لہ جس کے لئے استغاثہ کیا جاتا ہے۔
- ☆ لام استغاثہ مفتوحہ جو مستغاث بہ پر داخل ہوتا ہے۔
- ☆ لام مکسورہ جو مستغاث لہ پر داخل ہوتا ہے۔

جیسے: يَا لِّلّٰهِ الْمُسْلِمِيْنَ (اے اللہ مسلمانوں کی مدد فرما)۔

(۳) لام استغاثہ کو بعض اوقات کلام سے حذف بھی کر دیا جاتا اس صورت میں کہ مستغاث بہ کے آخر میں اس کے عوض الف بڑھا دیا جاتا ہے اور کبھی نہیں بڑھایا جاتا۔

جیسے: يَا مُحَمَّدَا لِّلْمَظْلُوْمِ ، يَا مُحَمَّدُ لِّلْمَظْلُوْمِ
(اے محمد ﷺ مظلوم کی مدد کیجئے)

(۴) مستغاث بہ اور مستغاث لہ پر داخل ہونے والے دونوں لام جارہ ہوتے ہیں مستغاث بہ اور مستغاث لہ میں فرق کرنے کے لئے ایک لام کو فتح اور دوسرے کو کسرہ دیا جاتا ہے۔ مستغاث بہ لام کی وجہ سے لفظاً مجرور ہوتا ہے لیکن وہ محلاً منصوب ہوگا کیونکہ اس پر حرف ندا داخل ہے۔
ندب: ندبہ کا معنی نوحہ کرنے کے آتے ہیں جبکہ اصطلاح نحو میں اس سے مراد ہے کہ میت پر نوحہ و گریہ و زاری کرنا اور غم کی وجہ سے ہمدردی کا اظہار کرنا۔ جیسے وَازِيْدُ، وَازِيْدَاہُ
ندب کے لئے دو کلمے استعمال ہوتے ہیں ایک وَاجِبُ نَدْبٍ کے ساتھ خاص ہے اور دوسرا نَدْبٍ جو نَدْبٍ اور نَدَاؤِ نَدْبٍ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

مندوب: وہ میت جس پر نوحہ کیا جائے، جیسے وَازِيْدُ میں کلمہ وَاعْدَبُ کے لئے ہے جبکہ زید مندوب ہے۔

نوب: ندب فقط معرفہ کو کیا جاتا ہے مگرہ کو ندب نہیں ہو سکتا۔

دوم در حروف عالمہ در فعل مضارع و آن نزد قسم ست قسم اول حروفیکہ فعل مضارع را
 بکنند و آن چہارست اول آن چون اُرِيدُ اَنْ تَقُومَ وَاَنْ بِاَفْعَلْ بمعنی مصدر باشد یعنی
 اُرِيدُ قِيَامَكَ و بدیں سبب اور مصدر یہ گویند دوم لَنْ چون لَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ وَلَنْ
 ی تأکید نفی ست سوم گئی چون اَسْلَمْتُ گئی اَدْخُلَ الْجَنَّةَ چہارم اِذَنْ
 چون اِذَنْ اَكْرَمَكَ در جواب کسیکہ گوید اَنَا اَتِيكَ غَدًا

دوم: وہ حروف جو فعل مضارع میں عمل کرنے والے ہیں اور یہ دو قسم پر ہیں۔ پہلی قسم وہ حروف
 فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں اور یہ چار ہیں۔ پہلا اَنْ جیسے اُرِيدُ اَنْ تَقُومَ اور اَنْ فعل کے ساتھ
 نفی مصدر کے ہوتا ہے جیسے اُرِيدُ قِيَامَكَ اسی وجہ سے اس کو اَنْ مصدر یہ کہتے ہیں۔ دوسرا لَنْ جیسے:
 لَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ اور لَنْ تأکید نفی کے واسطے ہوتا ہے۔ تیسرا کی جیسے اَسْلَمْتُ گئی اَدْخُلَ
 الْجَنَّةَ۔ چوتھا اِذَنْ جیسے اِذَنْ اَكْرَمَكَ اس شخص کے جواب میں جو کہتا ہوا اَنَا اَتِيكَ غَدًا

﴿حروف نواصب﴾

حروف نواصب سے مراد وہ خاص حروف ہیں جو فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کے آخر کو نصب
 دیتے ہیں اور معنی کے اعتبار سے یہ تمام حروف فعل مضارع کو فعل مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں،
 عربوں کے نزدیک حروف نواصب چار ہیں جبکہ کوفیوں کے نزدیک حروف نواصب دس ہیں جن میں
 چار بنفسہ فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں، جبکہ بقیہ چھ حروف ایسے ہیں جن کے بعد ان مقدر ہوتا ہے
 جس کی بنا پر فعل مضارع پر نصب آتا ہے، اگرچہ فعل مضارع کو نصب دینے کے لحاظ سے تمام حروف
 نواصب برابر ہیں لیکن معنوی اعتبار سے ان میں فرق ہے تفصیل ملاحظہ ہوا

(۱) اَنْ مصدریہ: اسے اُمُّ النَّوَاصِبِ کہا جاتا ہے کیونکہ فعل مضارع کو
 نصب دینے والے حروف میں اس کو اصل تسلیم کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اَنْ کلام میں لفظ موجود ہوا
 مقدر ہو دونوں صورتوں میں عمل کرتا ہے۔ جیسے: اُرِيدُ اَنْ تَقُومَ اور وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ

اَنْ کا عمل:

اَنْ لفظی طور پر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے جبکہ معنوی طور پر اَنْ فعل مضارع کے ساتھ مل کر
 مصدر کا ہم معنی ہو جاتا ہے۔ جیسے: اُرِيدُ اَنْ تَقُومَ، يُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ، وَاَنْ

تَصَوُّمُوا خَيْرٌ لَّكُمْ معنوی اعتبار سے یہ اُرِيدُ قِيَامَكَ، يُرِيدُ اللّٰهُ تَخْفِيفَكَ اور صِيَامُكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ ہیں۔

فائدہ: اُرِيدُ اَنْ تَقُومَ اور اُرِيدُ قِيَامَكَ کے معنی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اَنْ کی اقسام:

(۱) **اَنْ مخففہ:** اگر اَنْ سے پہلے افعال علم یا افعال یقین میں سے کوئی فعل ہو تو اس صورت میں اَنْ مخففہ ہوتا ہے یعنی اصل میں نون مشدود تھا تخفیف کے واسطے اس کو ساکن بنایا گیا نیز اس اَنْ کے بعد اس کا اسم ضمیر شان کی صورت میں محذوف ہوتا ہے۔

جیسے: عَلِمَ اَنْ سَيَكُونُ اَصْلٌ فِي (عَلِمَ اَنَّهُ سَيَكُونُ) ہے، اگر اَنْ فعل مضارع پر داخل نہ ہو اور اس سے پہلے مکمل جملہ نہ ہو تو اس صورت میں بھی اَنْ مخففہ ہوتا ہے نہ کہ ناصبہ۔

جیسے: وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنْ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

(ب) **اَنْ مفسرہ:** اگر اَنْ سے پہلے مکمل جملہ ہو جبکہ اَنْ فعل مضارع کے بجائے فعل ماضی یا فعل امر پر داخل ہو تو اس صورت میں اَنْ مفسرہ ہوتا ہے۔

جیسے: فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ اَنْ اصْنَعِ الْفُلْكَ،

اور وَأَنْطَلِقُ الْمَلَأَ مِنْهُمْ اَنْ امْشَوْا،

مذکورہ بالا دونوں مثالوں میں اَنْ بمعنی "اَی" ہے

(ج) **اَنْ زائدہ:** اگر اَنْ لَمَّا حِينِیْہ یا قسم کے بعد واقع ہو تو اَنْ ناصبہ نہیں بلکہ اَنْ زائدہ ہوتا ہے۔

جیسے: فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَى وَجْهِهِ،

أَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَنْ لَّوْنَاتِيْنِیْ زَيْدٌ لَا كَرَمَتْهُ۔

(د) اَنْ مصدر یہ یا ناصبہ: جیسا کہ معروف ہے اور صاحب نحو میر نے ذکر کیا ہے

(۲) لَنْ: فعل مضارع کو نصب دیتا ہے یہ اس کا لفظی عمل ہے جبکہ معنوی اعتبار

سے یہ فعل مضارع کو مستقبل منقے کے معنی میں کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ یہ لنی میں تاکید کا مضموم بھی پیدا کرتا ہے۔

جیسے: لَنْ يُخْرِجَ زَيْدٌ، لَنْ تُنْزَعَ عَلَيْهِ عَاكِفَتُن۔

فائدہ: لَسْ ناصبہ کا اصل بعض کے نزدیک لَا اَنْ ہے ہمزہ کو تخفیفاً حذف کیا گیا اور الف

تقائے ساکنین کی وجہ سے گر گیا جبکہ بعض کے نزدیک اس کی اصل لَا ہے۔ الف کو نون سے تبدیل کیا گیا، لیکن حقیقت یہی ہے کہ مذکورہ بالا دونوں صورتیں محض قیاس ہیں۔

(۳) گئی: لفظی اعتبار سے فعل مضارع کو نصب دیتا ہے بعض اوقات اس کے

شروع میں لام مکسور بھی ہوتا ہے جیسے لَكِي تَأْسُوْا جبکہ معنوی طور پر اس سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں

(ا) گئی کا ماقبل اس کے مابعد کے لئے سبب ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کو تعلیلیہ کہا جاتا ہے

(ب) گئی اپنے مابعد جملہ کے ساتھ مل کر مصدر کا ہم معنی ہو جاتا ہے۔

جیسے: اَسْلَمْتُ كَيْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ (اَسْلَمْتُ لِذُخُوْلِ الْجَنَّةِ)

(۴) اِذَنْ: اسے حرف جواب اور حرف جزا بھی کہا جاتا ہے اگر کلام کے آغاز میں ہو تو

فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اور معنوی طور پر یہ کسی بات کے جواب کے طور پر استعمال ہوتا ہے جیسے

اِذَنْ اُكْرِمُكَ (تب میں تیری عزت کروں گا)..... یاد رہے کہ یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب

کوئی دوسرا شخص حکم کو اَنَا اَتِيْكَ غَدًا (میں تیرے پاس کل آؤں گا) یا اس کی مثل کوئی بات

کہے۔ اِذَنْ کے فعل مضارع کو نصب دینے کی شرط یہ ہے کہ یہ جملہ کے شروع میں ہو، فعل کے ساتھ

متصل ہو اور مابعد فعل مستقبل کے معنی پر دلالت کر رہا ہو۔

اِذَنْ غیر ناصب:

اگر اِذَنْ درمیان کلام میں ہو اور اس کا مابعد اس کے ماقبل پر اعتماد کئے ہوئے ہو تو یہ غیر عامل

ہوتا ہے اس کی تین صورتیں ہیں:

(ا) اِذَنْ کا مابعد اس کے ماقبل کی خبر ہو جیسے: اَنَا اِذَنْ اُكْرِمُكَ۔

(ب) اِذَنْ کا مابعد ماقبل کے لئے جواب شرط ہو جیسے: اِنْ تَأْتِيْنِيْ اِذَنْ اُكْرِمُكَ

(ج) اِذَنْ کا مابعد اس کے ماقبل کے لئے جواب قسم ہو جیسے: وَاللّٰهِ اِذَنْ لَا اُخْرُجُ

وبدائک ان بعد از شش حروف مقدر باشد و فعل مضارع کو نصب کند حتی نحو مَرَزْتُ
 حَتَّى أَذْخَلَ الْبَلَدَ وَلَا مَحْجَدٌ نَحْوَ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَوْ بِمَعْنَى إِلَى أَنْ يَأْتِيَ
 نَحْوَ لَا لَزَمْتُكَ أَوْ تُعْطِنِي حَقِّي وادوا صرف ولام کی وفا کہ در جواب شش چیز بہت امر
 ونبی و نفی و استفہام و تمنی و عرض و امثلتھا مشہورہ۔

اور جان تو کہ ان چھ حروف کے بعد مقدر ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب کرتا ہے۔ حتی کے
 بعد جیسے مَرَزْتُ حَتَّى أَذْخَلَ الْبَلَدَ۔ لام مجد کے بعد جیسے مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ اَوْ بِمَعْنَى إِلَى أَنْ
 يَأْتِيَ کے جیسے لَا لَزَمْتُكَ أَوْ تُعْطِنِي حَقِّي وادوا صرف کے بعد لام کی اور فاء جو چھ چیزوں کے
 جواب میں واقع ہو یعنی امر، نفی، تمنی، استفہام، تمنی، عرض اور ان کی مثالیں مشہور ہیں۔

نصب المضارع بیان مضمرة :

حروف نواصب میں سے اُن وہ واحد حرف ہے جو کلام میں لفظاً موجود ہو تب بھی فعل مضارع کو نصب دیتا
 ہے اور اگر لفظاً موجود نہ ہو بلکہ مقدر ہو تب بھی فعل مضارع کو نصب دیتا ہے، علماء نحاة کے نزدیک بعض
 حروف ایسے ہیں جن کے بعد اُن مقدر ہوتا ہے اور اسی اُن مقدر کی وجہ سے فعل مضارع پر نصب آتا ہے۔
 ذیل میں ان تمام حروف کو مثالوں کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے جن کے بعد اُن مقدر ہوتا ہے:

(۱) حتی بمعنی الی کے بعد: جیسے مَرَزْتُ حَتَّى أَذْخَلَ الْبَلَدَ اصل عبارت حَتَّى أَنْ أَذْخَلَ
 الْبَلَدَ ہے اور حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُؤَسِّی اصل عبارت حَتَّى أَنْ يَرْجِعَ ہے۔

(۲) لام مجد یا لا خود کے بعد جیسے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ۔ اصل عبارت وَمَا كَانَ اللَّهُ لَأَنْ
 يُعَذِّبَهُمْ ہے اور لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيُفْزِلَهُمْ اصل عبارت لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لَأَنْ يُفْزِلَهُمْ ہے

(۳) اَوْ بمعنی الی یا الا کے بعد۔ جیسے: لَا لَزَمْتُكَ أَوْ تُعْطِنِي حَقِّي..... اصل عبارت أَوْ أَنْ
 تُعْطِنِي ہے۔ اِضْرِبِ الْمَلْتَبَ أَوْ يُعْزِبِ اصل عبارت أَوْ أَنْ يُعْزِبَ بمعنی إِلَّا أَنْ
 يَأْتِيَ اَنْ يُعْزِبَ ہے۔

(۴) وادوا صرف یا وادسعۃ کے بعد: جیسے لَا تَأْكُلِ السَّمَكِ وَتَشْرِبِ اللَّبَنَ اصل عبارت

وَأَنْ تَشْرِبِ اللَّبَنَ ہے لَآتَنَّهُ عَنْ عُلُقٍ وَتَأْتِي بِفُلِهِ اصل میں وَأَنْ تَأْتِي بِفُلِهِ ہے

وادوا صرف اس وادعا طے کو کہا جاتا ہے جو معطوف علیہ پر آنے والے حکم کو معطوف پر آنے سے

روکتی ہے نیز اس میں یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ وادوا صرف کے مابعد اور ماقبل فعل کا زمانہ

ایک ہونا ضروری ہے۔ اس واؤ سے پہلے نفی یا طلب کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔

(۵) لام کی یا لام تعلیلیہ کے بعد۔ جیسے: وَأَمَرْنَا لِنُسَلِّمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ اصل عبارت ہے۔ لَانْ نُسَلِّمَ ہا اور وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ..... اصل عبارت لَانْ تَبَيِّنَ لِلنَّاسِ ہے

(۶) اس فاء کے بعد جو چھ چیزوں کے جواب کے طور پر آتی ہے، اس فاء کو فاسیہ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فاء کا ماقبل مابعد کے لئے سبب بن رہا ہے۔

☆ زُرْنِي فَأَكْرَمَ فاء کے بعد ان مقدر ہے کہ وہ امر کے جواب میں ہے۔
اصل میں فَأَنْ أَكْرَمَ ہے۔

☆ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَّخْذُولًا
فاء کے بعد ان مقدر ہے کہ وہ نفی کے جواب میں ہے اصل میں فَأَنْ تَقْعُدَ ہے۔

☆ لَمْ تَرْحَمْ فَتَرْحَمْ فاء کے بعد ان مقدر ہے کہ وہ نفی کے جواب میں ہے
اصل میں فَأَنْ تَرْحَمْ ہے۔

(مَا أَغْبَرَتْ قَدَمًا عَبْدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتُسَمِّيَهُ النَّارَ)
اصل میں فَأَنْ تَسْمِيَهُ النَّارَ ہے۔

☆ هَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَاءٍ فَيَشْفَعُوا لَنَا۔ اصل میں فَأَنْ يَشْفَعُوا لَنَا ہے۔
فاء کے بعد ان مقدر ہے کہ وہ استفہام کے جواب میں ہے۔

☆ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا اصل میں فَأَنْ أَفُوزَ ہے
فاء کے بعد ان مقدر ہے کہ وہ تمہی کے جواب میں ہے۔

☆ أَلَا تَنْزِلُ عَلَيْنَا فَنُصِيبَ خَيْرًا اصل میں فَأَنْ نُصِيبَ ہے۔
فاء کے بعد ان مقدر ہے کہ وہ عرض کے جواب میں ہے۔

فائدہ: بعض نحوویں کے نزدیک جو قاتر جی، شک، حصر کے جواب اور تخصیض کے بعد

بھی آتی ہے اور اس کے بعد ان مقدر ہوتا ہے

جواب ترجی: جیسے: لَعَلَّهُ يَزِيغِي أَوْ يَذْكَرُ لَفَتَعَهُ الذِّكْرُ اصل میں فَأَنْ تَفْتَحَهُ الذِّكْرُ ہے۔

جواب شک: جیسے: طَلَبْتُهُ يَشْمَنِي فَلَا بَ عَلَيْهِ اصل میں فَأَنْ أَلْبَ عَلَيْهِ ہے

جواب حصر: جیسے: فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔ (جن کے نزدیک کون پر نصب ہے)

تخصیض کے بعد: جیسے: لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصْدَقَ اَصْلٌ فِي أَن اَصْدَقَ ہے۔

قسم دوم حروفیکہ فعل مضارع را بجزم کنند و آن بخت لَمْ وَلَمَّا و لام امر و لای نہی و ان شرطیہ چون لَمْ یَنْصُرُوا لَمَّا یَنْصُرُوا وَلَیَنْصُرُوا وَلَا تَنْصُرُوا ان تَنْصُرُوا انْصُرْ بد آنکہ ان در دو جملہ رود چون ان تَضْرِبْ اَضْرِبْ جملہ اول را شرط گویند و جملہ دوم را جزا و ان برائے مستقبل است اگرچہ در ماضی رود چون ان ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ و اینجا بجزم تقدیری بود زیرا کہ ماضی معرب نیست

دوسری قسم: وہ حروف جو فعل مضارع کو بجزم دیتے ہیں اور وہ پانچ ہیں لَمْ، لَمَّا، لام امر، لای نہی اور ان شرطیہ جیسے لَمْ یَنْصُرُوا لَمَّا یَنْصُرُوا وَلَیَنْصُرُوا وَلَا تَنْصُرُوا ان تَنْصُرُوا انْصُرْ۔ جان تو کہ ان دو جملوں پر داخل ہوتا ہے جیسے ان تَضْرِبْ اَضْرِبْ۔ پہلے جملے کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں ان مستقبل کے واسطے آتا ہے اگرچہ فعل ماضی پر داخل ہو۔ جیسے ان ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ۔ اس جگہ بجزم تقدیری ہوتی ہے اسلئے کہ ماضی معرب نہیں ہوتی۔

﴿حروف جوازم﴾

فعل مضارع کو بجزم دینے والے حروف کی دو قسمیں ہیں ایک وہ حروف جو ایک فعل پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو بجزم دیتے ہیں، دوسرے وہ حروف جو دو فعلوں پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کو بجزم دیتے ہیں۔

ایک فعل پر داخل ہونے والے حروف جوازم:

لَمْ فعل مضارع کو بجزم دیتا ہے حرف نفی ہے فعل مضارع کو ماضی متنی کے معنی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جیسے لَمْ یَنْصُرْ، لَمْ یَلِدْ، اَلَمْ نَشْرَحْ
لَمَّا لَمْ اور ما زائدہ دو کلمات ہیں جن کو ملا کر ایک حرف قرار دیا گیا ہے فعل مضارع کو بجزم دینے کے ساتھ اس کے معنی کو ماضی متنی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جیسے لَمَّا یَنْصُرْ، لَمَّا یَقْضِ مَا اَمَرَهُ
لَمْ اور لَمَّا کا فرق :

(۱) لَمْ اور لَمَّا دونوں فعل مضارع کو ماضی متنی کے معنی میں کر دیتے ہیں لیکن ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ لَمْ مطلقاً مضارع کو ماضی متنی کے معنی میں تبدیل کرتا ہے جبکہ لَمَّا نفی زمانہ ماضی سے زمانہ تکلم تک کو محیط ہوتی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ لَمْ یَفْعَلَ فَعْلٌ اور لَمَّا یَفْعَلَ قَدْ

فَعَلَ کی نئی ہے۔ لَمْ يَنْصُرْ کا معنی ہے اس نے مدد نہیں کی۔ لَمَّا يَنْصُرْ کا معنی ہے اس نے ابھی تک مدد نہیں کی۔

(۲) لَمْ کا اِن شرطیہ کے بعد آنا جائز ہے جبکہ لَمَّا اِن شرطیہ کے بعد نہیں آ سکتا۔ جیسے اِنْ لَمْ تَجْتَهِدْ تَنْذَمْ۔

(۳) لَمَّا کے مجزوم کو دلیل کے وقت حذف کرنا جائز ہے جبکہ لَمْ کے مجزوم کو حذف کرنا جائز نہیں۔ جیسے قَارَبْتُ الْبَلَدَ وَلَمَّا اَصَلَ فِيهِ وَلَمَّا اَدْخَلْتُهُ۔

فائدہ: اگر لَمَّا فعل ماضی پر داخل ہو تو وہ تافیه جازمہ نہیں ہوتا بلکہ اس صورت میں وہ جِئِن کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے لَمَّا اجْتَهِدْ اَكْرَمْتُهُ بمعنی جِئِن اجْتَهِدْ اَكْرَمْتُهُ

لام امر..... فعل مضارع کو جزم دیتا ہے لام امر ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور طلب فعل پر دلالت کرتا ہے لام امر کلام میں لفظاً موجود ہو یا تقدیراً دونوں صورتوں میں عامل ہوتا ہے یا در ہے کہ لام امر امر حاضر معروف کے شروع میں مقدر ہوتا ہے جبکہ امر کی بقیہ اقسام میں لفظاً موجود ہوتا ہے۔

لانے نہی..... فعل مضارع کو جزم دیتا ہے طلب کے معنی پر دلالت کرتا ہے، اس میں اور لام امر میں فرق یہ ہے کہ لام امر کے ذریعے حصول فعل کی طلب ہوتی ہے جبکہ لانے نہی کے ذریعے ترک فعل کی طلب ہوتی ہے۔

فائدہ: اگر امر اور نہی دعا پر مشتمل ہوں تو اس وقت، لام امر کو لام دعا اور لانے نہی کو لا دعائیہ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ مقام ادب ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گزار ہو رہا ہے۔ جیسے لَيْقُضْ عَلَيْنَا رَبُّكَ: لام امر ہے لیکن ادب کی بنا پر اسے لام دعا کہا جائے گا..... لَا تُؤَاخِذْنَا: لانے نہی ہے لیکن ادب کی بنا پر اسے لا دعائیہ کہا جائے گا۔

فائدہ: ایسے ہی جب کسی ہم منصب وہم پہ شخص کو امر کیا جائے یا کسی فعل سے روکا جائے تو اس صورت میں لام امر اور لانے نہی کو لام التماس اور لانے التماس کہا جائے گا۔

دو فعلوں پر داخل ہونے والے حرف:

☆ اِنْ فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور اسے جزم دیتا ہے اِنْ کی خاص بات یہ ہے کہ یہ دو فعلوں کو جزم دیتا ہے اکثر وہ دونوں فعل مضارع ہوتے ہیں بعض اوقات اس کے بعد آنے والے دونوں فعل ماضی ہوتے ہیں جن کے آخر میں جزم تقدیری ہوتی ہے۔ معنی کے لحاظ سے اِنْ فعل مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کرتا ہے، اگر اِنْ کے بعد والے دونوں فعل ماضی ہوں تو وہ بھی فعل مستقبل کے معنی میں ہو جاتے ہیں نیز اِنْ فعل ثانی یعنی جزا کو فعل اول یعنی شرط کے ساتھ مربوط کر دیتا ہے۔ جیسے اِنْ تَنْصُرُ النَّصْرُ، اِنْ يَشَايْذُ هُبْكُم، اِنْ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُ۔

و بدانکہ چون جزائے شرط جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا دعا قاور جزا آوردن لازم بود
چنانکہ گوئی اِنْ تَاتٰیْنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ وَاِنْ رَاٰیْتُ زَیْدًا فَاکْرِمْهُ وَاِنْ اَتَاکَ
عَمْرُو فَلَا تُهِنُّهُ وَاِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰهُ خَیْرًا

اور جان تو کہ جب شرط کی جزاء جملہ اسمیہ ہو یا امر ہو یا نہی ہو یا دعا ہو تو جزا پر فاء کا لانا لازم ہوتا ہے۔
جیسا کہ تو کہے اِنْ تَاتٰیْنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ وَاِنْ رَاٰیْتُ زَیْدًا فَاکْرِمْهُ وَاِنْ اَتَاکَ عَمْرُو فَلَا تُهِنُّهُ
وَاِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰهُ خَیْرًا۔

جواب شرط پر فاء لانے کے مقامات:

مندرجہ ذیل مقامات پر جواب شرط سے پہلے فاء کا آنا ضروری ہے چار مقامات کا تذکرہ اور
مثالیں مصنف نے بیان کی ہیں:

(۱) اگر جواب شرط جملہ اسمیہ ہو۔

جیسے: اِنْ تَسَامَحَ فَاَلَسَّمَاخَةُ مِنْ نَّبْلِ الْخَلْقِ

(۲) اگر جواب شرط فعل امر ہو۔

جیسے: اِنْ زُرْتُ الْمَدِیْنَةَ فَصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ ﷺ

(۳) اگر جواب شرط فعل نہی ہو۔ جیسے اِنْ اَعْطَاکَ اللّٰهُ الْمَالَ فَلَا تُبْخَلْ

(۴) اگر جواب شرط دعا پر مشتمل ہو۔

جیسے: اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰهُ ،

اِنْ اَطْعَمْتَ الْمَسَاکِیْنَ فَبِیْرُضَاکَ اللّٰهُ

(۵) اگر جواب شرط فعل جامد ہو۔

جیسے: اِنْ تَذَرْنِیْ فَلَسْتُ اَقْصُرُ فِیْ اِکْرَامِکَ ،

اِنْ تَتَّصَدَّقْ فَبِنِعْمِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ

(۶) اگر جواب شرط مایاں نامہ کے ساتھ مشی ہو۔

جیسے: فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَمَا سَاَلْتُکُمْ مِنْ اٰخِرِ

(۷) اگر جواب شرط کے شروع میں حرف تھیں ہو۔

جیسے: اِنْ تَجْتَهِدْ فَنَجْعَلْ لَكَ جَنَّاتٍ وَاِنْ اَسْنَأْتَ فَنَنْزِلُكَ

(۸) اگر جواب شرط سے پہلے حرف قد ہو۔

جیسے: اِنْ اَطْمَأْنَنْ قَلْبَكَ فَقَدْ اَصْبَحْتَ الْخَوَّ

(۹) اگر جواب شرط سے پہلے حرف تسویف ہو۔

جیسے: اِنْ تَكَاثَلْتَ فَسَوْفَ تَنْدَمُ

فائدہ: جواب شرط کو بعض صورتوں میں شرط کے ساتھ مربوط کرنے کے لئے اس پر فا

لائی جاتی ہے جیسا کہ مثالوں سے واضح ہو رہا ہے اس فاء کو فاء جوابیہ اور فاء جزائیہ کا نام دیا جاتا ہے۔

اسے فاء ربط بھی کہا جاتا ہے کبھی جواب شرط پر اذافہ جزائیہ کو بھی لایا جاتا ہے۔ جیسے: اِنْ تُصِيبْهُمْ

سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ

شرط و جزا کے بارے میں چند اہم باتیں:

(۱) اِنْ کے بعد آنے والے فعلوں میں سے پہلا فعل شرط کہلاتا ہے جبکہ دوسرا جواب

شرط کہلاتا ہے کیونکہ فعل ثانی فعل اول پر بالکل ایسے ہی مرتب ہوتا ہے جیسے سوال پر جواب مرتب ہوتا

ہے نیز جواب شرط کو جزاء بھی کہتے ہیں کیونکہ جواب شرط وقوع کے اعتبار سے اعمال کے بعد ملنے والی

جزاء سے مشابہ ہوتی ہے۔

(ب) شرط کے لئے ضروری ہے کہ وہ جملہ فعلیہ خبریہ ہونی شرط کی ابتداء میں حرف قد،

حرف تخصیص، لم اور لا کے علاوہ کوئی حرف نفی نہیں آ سکتا۔

(ج) شرط کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ فعل جامد (جیسے غَسَنی اور لَیْسَ) نہ ہو۔

فائدہ (۱): حروف جواز میں فعل مضارع کے آخر کو جزم دیتے ہیں بشرطیکہ مضارع

کا آخر صحیح ہو اگر فعل مضارع کے آخر میں حرف علت ہو تو حرف جزم حرف علت کو ہی گرا دیتا ہے نیز

نون اعرابی بھی حروف جواز میں وجہ سے حذف ہو جاتا ہے۔

فائدہ (۲): فعل مضارع کے آخر سے حروف جواز میں وجہ سے حرف علت اور نون اعرابی کا

حذف ہو جانا فعل مضارع کے آخر میں جزم کی ہی صورتیں ہیں۔

فائدہ (۳): اگر کوئی دلیل موجود ہو تو کبھی محض جزائے شرط اور کبھی شرط و جزا دونوں کو

حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے اَنْتَ خَاسِرٌ اِنْ لَمْ تَجْتَهِدْ جَوَابَ شَرْطِ تَخْسِيرِ مَحذُوفِ ہے۔
اصل عبارت ہوگی: اَنْتَ خَاسِرٌ اِنْ لَمْ تَجْتَهِدْ تَخْسِيرِ النَّاسِ مُجْزِئُونَ
بِأَعْمَالِهِمْ اِنْ خَيْرًا فَخَيْرًا وَاِنْ شَرًّا فَشَرًّا۔ دونوں مثالوں میں عَمِلُوا شَرْطًا اور
يُجْزَوُا جَوَابِ شَرْطِ دُونِ مَحذُوفِ ہیں اصل عبارت یوں ہوگی اِنْ عَمِلُوا خَيْرًا فَيُجْزَوُا
خَيْرًا وَاِنْ عَمِلُوا شَرًّا فَيُجْزَوُا شَرًّا

فائدہ: فعل مضارع پر جزم آنے کی ایک صورت جواب طلب ہے، طلب سے مراد امر،
نہی، تمنی، ترجی، عرض، تخصیض، استفہام وغیرہ ہیں اور جواب طلب سے مراد فعل مضارع کا ان میں سے
کسی کے بعد واقع ہونا ہے ایسی صورت میں فعل مضارع پر لازماً نصب آئے گا۔ مثالیں درج ذیل ہیں:

- ☆ تَعْلَمُ تَفْزُ جواب امر ہونے کی وجہ سے مجروم ہے۔
- ☆ لَا تَكْسِبُ تَسُرُ جواب نہی ہونے کی وجہ سے مجروم ہے۔
- ☆ هَلْ تَفْعَلُ خَيْرًا تَوْجَرُ تَوْجَرُ جواب استفہام ہونے کی وجہ سے مجروم ہے
- ☆ أَلَا تَرَوْنَا نَكُنْ مَسْرُورًا تَكُنْ جواب عرض ہونے کی وجہ سے مجروم ہے۔
- ☆ هَلَا تَجْتَهِدُ تَنْلُ خَيْرًا تَنْلُ جواب تخصیض ہونے کی وجہ سے مجروم ہے۔
- ☆ لِيَتَنَبَّيْ اجْتَهِدْ اَكُنْ مَسْرُورًا اَكُنْ جواب تمنی ہونے کی وجہ سے مجروم ہے۔
- ☆ لَعَلَّكَ تُطِيعُ اللّٰهَ تَفْزُ بِالسَّعَادَةِ
- ☆ تَفْزُ جواب ترجی ہونے کی وجہ سے مجروم ہے۔
- ☆ ضَهْ عَنِ الْقَبِيحِ تُولَفُ

تُولَفُ جواب طلب (اسم فعل) ہونے کی وجہ سے مجروم ہے۔

تنبیہ: اگر کلام خبری طلب کے معنی پر مشتمل ہو تو اس کے جواب میں آنے
والا فعل مضارع بھی مجروم ہوتا ہے۔ جیسے: تُطِيعُ أَبَوَيْكَ تَلُقْ خَيْرًا، تَلُقْ جواب طلب
ہونے کی وجہ سے مجروم ہے۔

باب دوم در عمل افعال بدانکہ هیچ فعل غیر عامل نیست و افعال در اعمال بر دو گونه است قسم اول معروف بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد یا متعدی فاعل را بر رفع کند چون قَامَ زَيْدٌ وَضَرَبَ عُمَرُوْهُ وَشَلَّ اسْمُ رَیْصِبْ کَند اول مفعول مطلق را چون قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا وَضَرَبَ زَيْدٌ ضَرْبًا، دوم مفعول فیہ را چون صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَلَسْتُ فَوْقَکَ، سوم مفعول معہ را چون جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اِیْ مَعَ الْجُبَّاتِ، چہارم مفعول لہ را چون قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَيْدٍ وَضَرَبْتُهُ تَادِیْنًا، پنجم حال را چون جَاءَ زَيْدٌ رَاکِبًا، ششم تمیز را وقتیکہ در نسبت فعل بفاعل ابہامی باشد چون طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اما فعل متعدی مفعول بہ را نصب کند چون ضَرَبَ زَيْدٌ عُمَرُوْا و این عمل فعل لازم را نباشد

دوسرا باب افعال کے عمل میں جان تو کہ کوئی بھی فعل غیر عامل نہیں ہوتا اور افعال عمل کرنے میں دو قسم پر ہیں پہلی قسم معروف جان تو کہ فعل معروف خواہ لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع دیتا ہے۔ جیسے قَامَ زَيْدٌ وَضَرَبَ عُمَرُوْهُ، اور چہ اسموں کو نصب دیتا ہے۔ اول مفعول مطلق کو جیسے قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا وَضَرَبَ زَيْدٌ ضَرْبًا۔ دوم مفعول فیہ کو جیسے صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَلَسْتُ فَوْقَکَ، سوم مفعول معہ کو جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اِیْ مَعَ الْجُبَّاتِ چہارم مفعول لہ کو جیسے قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَيْدٍ وَضَرَبْتُهُ تَادِیْنًا، پنجم حال کو جیسے جَاءَ زَيْدٌ رَاکِبًا۔ ششم تمیز کو جس وقت فعل کی فاعل کی طرف کی گئی نسبت میں ابہام ہو۔ جیسے طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا بہر حال فعل متعدی مفعول بہ کو نصب دے گا۔ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عُمَرُوْا اور یہ عمل فعل لازم کا نہیں ہوتا۔

﴿افعال عاملہ کا بیان﴾

حوال لفظیہ کی دوسری قسم افعال عاملہ ہے افعال میں سے کچھ افعال متصرفہ ہیں اور کچھ افعال جامدہ ہیں۔ اس باب میں اُن تمام افعال کے عامل ہونے کی حیثیت اور عمل کی نوعیت کا ذکر کیا گیا ہے، علاوہ ازیں افعال عاملہ کی کل تعداد انتیس ہے جن کا مختصر خاکہ اس طرح ہے:

فعل معروف ۱ فعل مجہول ۱ افعال ناقصہ ۱۷ افعال مقاربہ ۴
افعال مدح و ذم ۴ افعال تعجب ۲ یہ تمام افعال ملا کر انتیس (۲۹) بنتے ہیں

فعل : نسبت کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں معروف اور مجہول..... فعل معروف سے مراد وہ فعل ہے جس کی نسبت فاعل کی طرف ہو اور اس کی تعریف یوں کی جائے تو بھی مناسب ہے کہ وہ فعل جس کے ساتھ اس کا فاعل مذکور ہو۔ جیسے قَالَ اللّٰهُ، فعل معروف کی دو صورتیں ہیں ایک لازم جو فاعل کے ذکر سے پورا ہو جاتا ہے۔ مفعول بہ کا محتاج نہیں ہوتا جبکہ دوسرا متعدی ہے جو فاعل اور مفعول دونوں کے ذکر کا محتاج ہوتا ہے۔

فعل معروف لازم کا عمل :

- ☆ فعل لازم اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے۔
- جیسے قَامَ زَيْدٌ..... زَيْدٌ فاعل، قَامَ فعل کے عمل کی وجہ سے مرفوع ہے۔
- ☆ فعل لازم مفعول مطلق کو نصب دیتا ہے۔
- جیسے قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا..... قِيَامًا مفعول مطلق ہے۔
- اور قَامَ فعل کی وجہ سے منصوب ہے۔
- ☆ فعل لازم مفعول فیہ کو نصب دیتا ہے۔ جیسے صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.....
- يَوْمَ مفعول فیہ ہے اور صُمْتُ فعل کے عمل کی وجہ سے منصوب ہے۔
- ☆ فعل لازم مفعول معہ کو نصب دیتا ہے۔ جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَابُ.....
- الجباب مفعول معہ ہے اور وَاوْ بمعنی مع کی وجہ سے منصوب محلا ہوتا ہے۔
- جبکہ لفظا مجرور ہوتا ہے کیونکہ وَاوْ مع والا عمل کرتی ہے۔
- ☆ فعل لازم مفعول لہ کو نصب دیتا ہے۔ جیسے قُمْتُ اِكْرَامًا لِّزَيْدٍ.....
- اِكْرَامًا مفعول لہ ہے اور قُمْتُ فعل کے عمل کی وجہ سے منصوب ہے۔
- ☆ فعل لازم حال کو نصب دیتا ہے۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا.....
- رَاكِبًا حال ہے اور جَاءَ فعل کے عمل کی وجہ سے منصوب ہے۔
- ☆ تمیز کو نصب دیتا ہے۔ جیسے طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا.....
- نَفْسًا تمیز ہے اور طَابَ فعل کے عمل کی وجہ سے منصوب ہے۔

فعل معروف متعدی کا عمل

فعل لازم اور متعدی کے عمل کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے سوائے اس کے کہ فعل لازم کا مفعول بہ نہیں آتا جبکہ فعل متعدی کا مفعول بہ ہوتا ہے جو فعل متعدی کے عمل کی بناء پر منصوب ہوتا ہے۔
ذیل میں فعل متعدی کے مختلف معمولات کی مثالوں سے اس کے عمل کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

جیسے: ضَرَبْتُ زَيْدًا ضَرْبَتَيْنِ ضربتین مفعول مطلق ہے۔

ضَرَبْتُ زَيْدًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ يوم الجمعة مفعول فیہ ہے۔

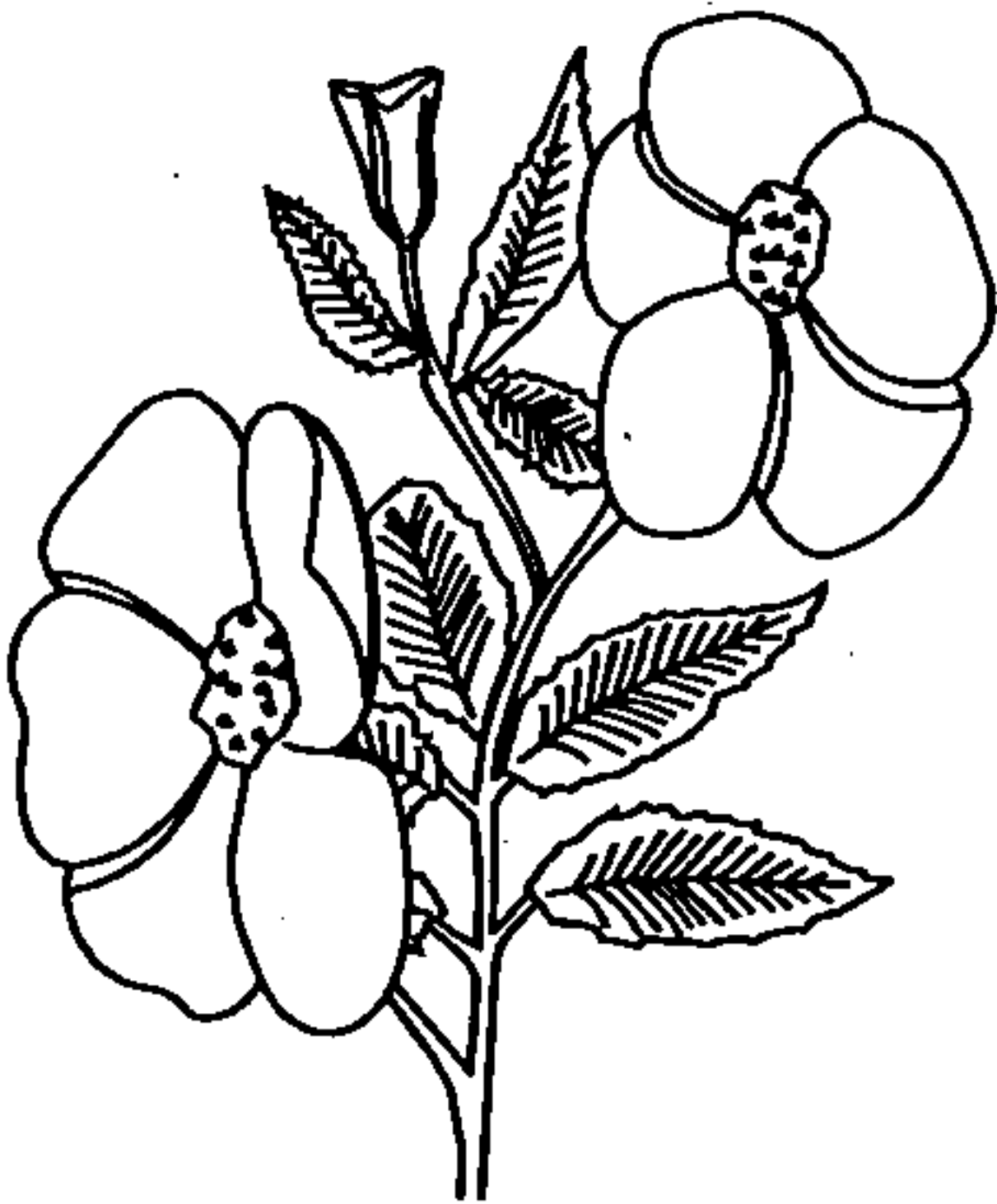
اَكْرَمْتُ بَكْرًا وَسَعِيدًا سعیدا مفعول معہ ہے۔

ضَرَبْتُهُ تَأْدِيبًا تادیباً مفعول لہ ہے۔

ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُودًا مشدوداً حال ہے۔

اَشْتَرَيْتُ الْفَاكِهَةَ بِعِشْرِينَ رُوبِيَا روبیاً تمیز ہے۔

ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا عمروا مفعول بہ ہے۔



فصل بدانکہ فاعل اسمیت کہ پیش از وی فعل باشد مسند بدان اسم بر طریق قیام فعل
بدان اسم چون زید در ضربت زید

فصل: جان تو کہ فاعل وہ اسم ہے جس سے پہلے ایک فعل ہو اور اس فعل کا اسناد اس کے اسم کے ساتھ
ہو اس طریقہ پر کہ وہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو جیسے زید ضربت زید میں۔

﴿فاعل کا بیان﴾

فاعل کو اصل المرفوعات کہا جاتا ہے، لغت میں فاعل اس ذات کو کہتے ہیں جس سے کوئی فعل
صادر ہو جبکہ اصطلاح نحو میں فاعل سے مراد وہ اسم ہے جس سے پہلے کوئی فعل ہو اور اس فعل کی نسبت
اس اسم کی طرف اس طرح کی گئی ہو کہ وہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو۔ جیسے ضربت زید میں زید
فاعل ہے۔

فاعل کی تعریف اگر بایں الفاظ کی جائے تو زیادہ بہتر ہے:

وہ اسم مرفوع جس سے پہلے کوئی فعل معروف تام ہو یا شبہ فعل ہو (یعنی ایسا اسم جو فعل کی تاویل
میں ہو) اور وہ اسم اس ذات پر دلالت کرے جس سے فعل صادر ہوا یا جس کے ساتھ فعل قائم ہے۔
جیسے: قَالَ اللَّهُ قَالَ فعل اور اللہ اسم جلالت فاعل ہے۔..... مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ میں
مختلف اسم فاعل فعل کی تاویل میں ہے اور ألوانہ اس کا فاعل ہے۔

فائدہ: تاویل فعل یا شبہ فعل سے مراد وہ اسماء ہیں جو فعل جیسا عمل کرتے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ
ذیل ہے:

(۱) اسم فاعل۔ جیسے ماضرب زید غمروا،

ضارب اسم فاعل جبکہ زید اس کا فاعل ہے۔

(۲) مفت مشہ۔ جیسے زید حسن وجہ،

حسن مفت مشہ ہے جبکہ وجہ اس کا فاعل ہے۔

(۳) اسم تفصیل۔ جیسے زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عُمَرُو،

افضل اسم تفصیل جبکہ ہو ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے

(۴) اسم مبالغہ۔ جیسے جاء الضراب زيدا،

الضراب اسم مبالغہ جبکہ ہو ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے

(۵) مصدر۔ جیسے يعجبني ضربك زيدا،

ضرب مصدر جبکہ ك ضمیر بارز اس کا فاعل ہے۔

(۶) اسم فعل۔ جیسے هَيْهَاتَ زَيْدٌ،

هَيْهَاتَ اسم فعل جبکہ زَيْدٌ اس کا فاعل ہے۔

نتیجہ: تعریف کو سامنے رکھتے ہوئے فاعل کی دو قسمیں کی جاسکتی ہیں:

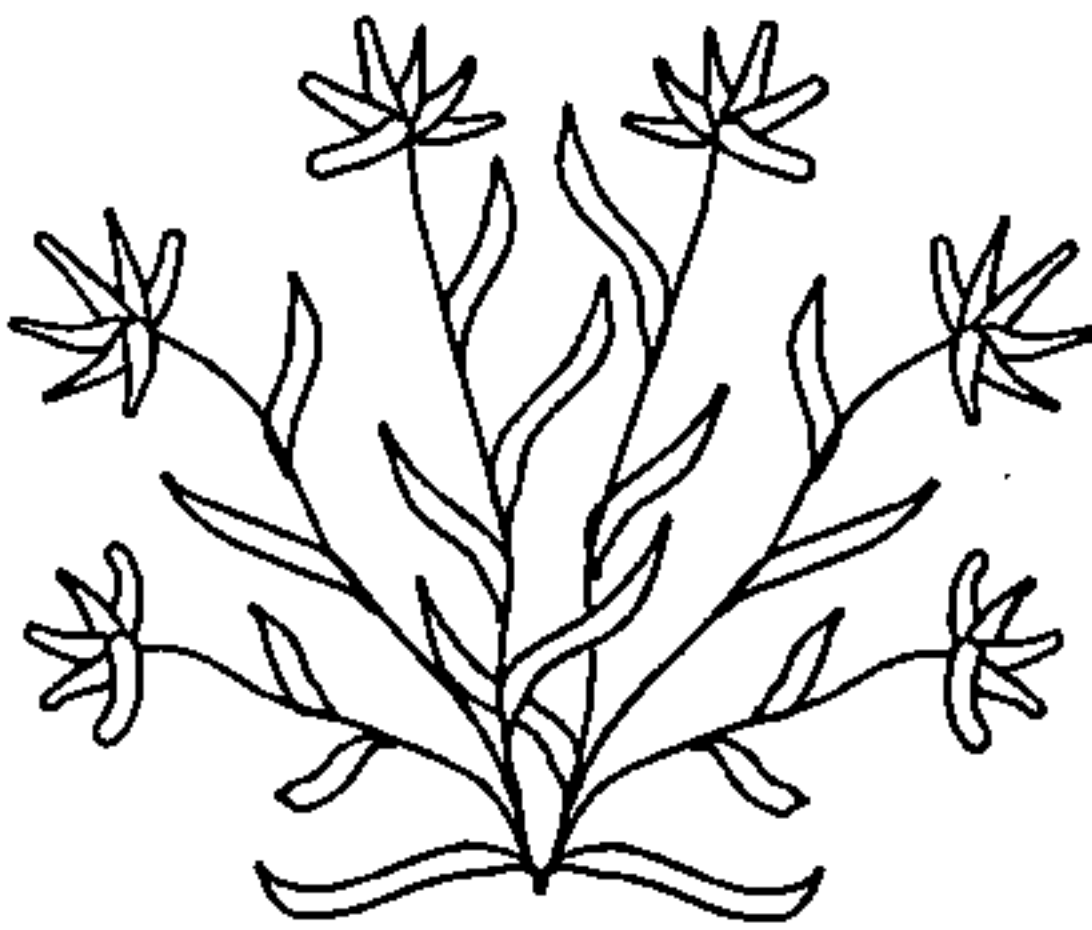
(۱) وہ اسم مرفوع جو اس ذات پر دلالت کرے جس سے فعل صادر ہوا۔

جیسے: قَامَ سَلِيمٌ مِّنْ سَلِيمٍ

(۲) وہ اسم جو اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل قائم ہو لیکن وہ اس سے

صادر نہ ہوا ہو۔ جیسے مَاثَ زَيْدٌ مِّنْ زَيْدٍ

نوٹ: فاعل کی تفصیلی بحث آئندہ صفحات میں آئے گی۔



و مفعول مطلق مصدر یست کہ واقع شود بعد از فعلی و آن مصدر بمعنی آن فعل باشد
چون ضربا در ضَرْبْتُ ضَرْبًا وَقِيَامًا اور قُمْتُ قِيَامًا

مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس فعل کے ہم معنی ہو
جیسے: ضربا، ضَرْبْتُ ضَرْبًا اور قِيَامًا، قُمْتُ قِيَامًا میں۔

﴿مفعول مطلق﴾

مفعول مطلق ان اسماء میں سے ہے جن کو منصوبات کہا جاتا ہے، کلام میں فُضِّلَہ واقع ہوتا ہے۔ مصنف نے مفعول مطلق کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ مصدر ہے جس سے پہلے کوئی فعل ہو اور وہ مصدر اس فعل کے معنی میں ہو، مفعول مطلق کی تعریف اگر بایں الفاظ کی جائے تو زیادہ مناسب ہوگی یعنی مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو اپنے سے ماقبل فعل یا شبہ فعل (عامل) کے لفظاً و معنیاً یا فقط معنیاً موافق ہو اور وہ اپنے عامل کی تاکید یا اس کی نوعیت یا عدد کو بیان کرے۔

فائدہ: اس کو مفعول مطلق اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ کسی حرف جر کے ساتھ مقید نہیں ہوتا جبکہ بقیہ تمام مفاعیل حرف جر کے ساتھ مقید ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دیگر مفعولات میں لفظ مفعول کے بعد کوئی نہ کوئی حرف جر موجود ہوتا ہے۔ جیسے: مفعول فیہ، مفعول معہ، مفعول لہ، مفعول بہ جبکہ مفعول مطلق میں ایسا نہیں ہے۔

مثالیں: جیسے ضَرْبْتُ ضَرْبًا، ضربا مفعول مطلق ہے اور لفظاً و معنیاً ماقبل فعل کے موافق ہے
قُمْتُ قِيَامًا قِيَامًا مفعول مطلق ہے اور لفظاً و معنیاً ماقبل فعل کے موافق ہے۔
جَلَسْتُ قُعُودًا، قُعُودًا مفعول مطلق ہے اور معنیاً ماقبل فعل کے موافق ہے۔

فائدہ: مفعول مطلق کو نصب دینے والے فعل کے عمل کرنے کی تین شرطیں ہیں:
(۱) وہ فعل متصرف ہو۔ (۲) وہ فعل تام ہو۔ (۳) وہ فعل غیر ملغی ہو۔

مفعول مطلق کی اقسام:

معنی کے اعتبار سے مفعول مطلق کی تین اقسام ہیں:

(۱) وہ مفعول مطلق جو اپنے ماقبل فعل کی تاکید کے لئے آتا ہے۔

جیسے: وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا، ضَرْبْتُ ضَرْبًا

(ب) وہ مفعول مطلق جو ماقبل فعل کی نوعیت کو بیان کرتا ہے۔
 جیسے: جَلَسْتُ جُلُوسَةَ الْقَارِي، سِرْتُ سِرًّا حَسَنًا
 (ج) وہ مفعول مطلق جو ماقبل فعل کے عدد کو بیان کرتا ہے۔

جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبَتَيْنِ، وَذَكَّتَا ذَكَّةً وَاحِدَةً
فائدہ: وہ مفعول مطلق جو ماقبل عامل کی نوع کو بیان کرتا ہے اس کے تین احوال ہیں:

- ☆ وہ مضاف ہوتا ہے۔ جیسے: اَعْمَلْ عَمَلِ الصَّالِحِينَ
- ☆ وہ موصوف ہوتا ہے۔ جیسے: اَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا
- ☆ وہ الف لام عہدی کے ساتھ معرف ہوتا ہے۔ جیسے: اجْتَهِدْ اِلَّا جِتْهَادَ

لفظ کے اعتبار سے مفعول مطلق کی اقسام:

لفظ کے اعتبار سے مفعول مطلق کی دو قسمیں ہیں:

- ☆ لفظی: وہ مفعول مطلق جو لفظ اپنے عامل کے مطابق ہو۔
 جیسے: فَأَخَذْنَا هُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ، وَالصِّفَاتِ صَفًا
 - ☆ معنوی: وہ مفعول مطلق جو فقط معنا اپنے عامل کے مطابق ہو۔
 جیسے: جَلَسْتُ قَعُودًا اور قُمْتُ وَقُوفًا
- مذکورہ مثالوں میں اخذا اور صفا مفعول مطلق لفظی جبکہ قعودا اور وقوفا مفعول مطلق معنوی ہے۔

نائب مفعول مطلق:

بعض اسماء ایسے ہیں جو حقیقتاً مفعول مطلق نہیں ہوتے لیکن وہ مفعول مطلق کی جگہ واقع ہونے کی بناء پر منصوب ہوتے ہیں انہیں قائم مقام مفعول مطلق اور نائب عن المفعول المطلق کا نام دیا جاتا ہے درج ذیل اسماء نائب مفعول مطلق ہیں:

اسم مصدر جیسے تَكَلَّمَ الْخَطِيبُ كَلَامًا بَلِيغًا۔

کلاما قائم مقام مفعول مطلق ہے۔

لفظ کل جو حقیقی مفعول مطلق کی طرف مضاف ہو۔ جیسے فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ۔

کُلَّ قائم مقام مفعول مطلق ہے، اصل عبارت فَلَا تَمِيلُوا مِيلًا كُلَّ الْمِيلِ ہے۔

لفظ بغض جو حقیقی مفعول مطلق کی طرف مضاف ہو۔ جیسے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا

بَغْضَ الْأَقَاوِيلِ، بعض قائم مقام مفعول مطلق ہے اصل عبارت وَلَوْ تَقَوَّلَ

غَلَيْنَا أَقَاوِيلَ قَلِيلَةٍ حَقِيرَةٍ ہے۔

مفت جو مفعول مطلق موصوف کو حذف کرنے کے بعد اس کی جگہ رکھ دی جاتی ہے۔

جیسے: سِرْتُ أَحْسَنَ السَّيْرِ، احسن قائم مقام مفعول مطلق ہے۔

اصل عبارت سِرْتُ سَيْرًا أَحْسَنَ السَّيْرِ ہے۔

اسماء آلات جو مفعول مطلق کے حذف کے بعد اس کی جگہ واقع ہوں۔

جیسے ضَرْبَتْهُ، عَصَاً،، ضَرْبَتْهُ، سَوْطًا

عَصَاً اور سَوْطًا نائب مفعول مطلق ہیں اصل عبارت ضَرْبَتْهُ، ضَرْبًا

بِالْعَصَاً اور ضَرْبَتْهُ، ضَرْبًا بِالسَّوْطِ ہے۔

آئی استفہام اور شرطیہ جب مصدر کی طرف مضاف ہوں۔ جیسے آئی نَصِيحَةٍ

نَصِيحَتِ اور آئی سَيِّرَ تَسِيرَ أَسِيرٍ پہلی مثال میں آئی استفہامیہ اور دوسری مثال میں آئی شرطیہ نائب مفعول مطلق ہیں۔

ما استفہامیہ اور ما شرطیہ۔ جیسے: مَا نَصَحْتَ تَلْمِذَكَ

(بمعنی آئی نَصِيحَةٍ نَصَحْتَ تَلْمِذَكَ) اور مَا تَتَكَلَّمُ أَتَكَلَّمُ

پہلی مثال میں ما استفہامیہ اور دوسری مثال میں ما شرطیہ نائب مفعول مطلق ہیں۔

مِنْهُمَا شرطیہ۔ جیسے مِنْهُمَا نَقِفْ أَقِفْ، مِنْهُمَا اس شرط نائب مفعول مطلق ہے

ضمیر عائد یعنی وہ ضمیر جو ماقبل مفعول مطلق کی طرف راجع ہو۔

جیسے: اجْتَنِبْ اجْتَنِبْ إِذَا لَمْ يَجْتَنِبْ غَيْرِي۔

ہا ضمیر نائب مفعول مطلق ہے۔

اسم اشارہ جیسے ضَرْبْتُ ذَلِكَ الضَّرْبَ، ذَلِكَ اسم اشارہ نائب مفعول مطلق ہے

وہ اسم جو مفعول مطلق کے عدد کو بیان کرے۔ جیسے فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً۔

ثمانین نائب مفعول مطلق ہے اصل عبارت فَاجْلِدُوهُمْ جَلْدًا ثَمَانِينَ جَلْدَةً ہے۔

عامل کی وضاحت کے اعتبار سے مفعول مطلق کی اقسام:

عامل کی وضاحت کے اعتبار سے مفعول مطلق کی دو قسمیں ہیں:

۱۴۱ **مفعول مطلق مبہم یا موحہ:** اگر مفعول مطلق اپنے عامل کی نظر

تاکید کرتا ہے اور عامل کی مزید کوئی وضاحت نہیں کرتا تو یہ مفعول مطلق مبہم ہے جیسے أَكَلْتُ أَكْلًا

(۲) **مفعول مطلق مختص یا مُبَيَّن:** اگر مفعول مطلق عامل کے معنی

کی مزید وضاحت کرے مثلاً اس کی نوعیت یا عدد کی تفصیل بیان کرے تو یہ مفعول مطلق مختص ہے۔ جیسے
تَكَلَّمْتُ كَلِمَتَيْنِ اور تَكَلَّمْتُ كَلَامَ الْعُقَلَاءِ

مفعول مطلق کے عامل کا حذف:

بعض اوقات کثرت استعمال کی وجہ سے مفعول مطلق کے عامل کو حذف کر دیا جاتا ہے اور کلام میں فقط مفعول مطلق کا ذکر کیا جاتا ہے۔

جیسے: شُكْرًا: اصل عبارت یوں ہے أَشْكُرُكَ شُكْرًا..... سُبْحَانَ اللَّهِ، اصل عبارت یوں ہے أَسْبِحْ سُبْحَانَ اللَّهِ ایسے ہی أَهْلًا وَسَهْلًا، جِدًّا، مَعَاذَ اللَّهِ، حَمْدًا، لَبَّيْكَ، سَعْدَيْكَ اور آيْضًا مفعول مطلق ہیں جن کا عامل محذوف ہوتا ہے۔

تنبیہ:

(۱) مفعول مطلق موکد کو نقطہ مفرد ہی لایا جاتا ہے اسے تشبیہ اور جمع کی صورت میں نہیں

لایا جاسکتا جبکہ مفعول مطلق مبین کو مفرد، تشبیہ اور جمع لایا جاسکتا ہے، نیز مفعول مطلق موکد کو اپنے عامل پر مقدم نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) مفعول مطلق کا عامل فعل متصرف تام ہو سکتا ہے فعل جامد یا فعل ناقص اس کے عامل

نہیں ہو سکتے اسی طرح صفت مشبہ جو ثبوت پر دال ہو مفعول مطلق کا عامل نہیں ہو سکتا البتہ صفت مشبہ دال علی الحدوث اس کا عامل بن سکتا ہے۔

(۳) مفعول مطلق موکد کے عامل کو حذف کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ ماقبل عامل کی تاکید

وتعویت کے لئے آتا ہے اور عامل کا حذف اس غرض کے منافی ہے۔

(۴) مفعول مطلق مبین کے عامل کو کسی قرینہ کی صورت میں حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے

مَا جَلَسْتُكَ کے جواب میں کہا جائے بَلَى جُلُوسًا طَوِيلًا یا جِلْسَتَيْنِ ان مثالوں میں

جلوسا طویلا بیان عدد اور جِلْسَتَيْنِ بیان نوع کے لئے اور ان کا عامل جِلْسْتُكَ حذف ہے

اور اس کے حذف پر قرینہ مذکورہ سوال میں اس کا موجود ہونا ہے۔

و مفعول فیہ اسمیت کہ فعل مذکور در واقع شود اور اطرف گویند و ظرف بردو گونه است
ظرف زمان چون یوم در صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ و ظرف مکان چون عند
در جَلَسْتُ عِنْدَكَ

مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فعل مذکور واقع ہو اور اسکو ظرف بھی کہتے ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں ظرف
زمان جیسے یوم صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ میں اور ظرف مکان جیسے عند جَلَسْتُ عِنْدَكَ میں۔

﴿مفعول فیہ﴾

مفعول فیہ اسمائے منصوبات میں سے ہے اس کو ظرف بھی کہا جاتا ہے صاحب نحو میر نے اس
کی تعریف کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ مفعول فیہ سے مراد وہ اسم ہے جس میں فعل مذکور وقوع پذیر ہو
اور بایں الفاظ بھی اس کی تعریف مناسب ہے یعنی وہ اسم منصوب جس کو وقوع فعل کے وقت یا وقوع فعل
کے مکان کی وضاحت کے لئے کلام میں ذکر کیا جائے۔ جیسے جَلَسْتُ عِنْدَكَ (میں تیرے پاس
بیٹھا) عند مفعول فیہ جس سے بیٹھنے کی جگہ معلوم ہو رہی ہے، صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ (میں نے جمعہ
کے دن روزہ رکھا) یوم مفعول فیہ ہے جس سے روزہ رکھنے کا وقت معلوم ہو رہا ہے۔

مفعول فیہ کی اقسام:

جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے کہ مفعول فیہ کو ظرف بھی کہا جاتا ہے اور ظرف چونکہ معنوی اعتبار سے
دو مختلف چیزوں زمان اور مکاں پر دلالت کرتا ہے اس اعتبار سے مفعول فیہ یعنی ظرف کی دو قسمیں ہیں۔
تعریف و تفصیل درج ذیل ہے!

ظرف زمان: وہ اسم منصوب جو وقوع فعل کے وقت پر دلالت کرے، جیسے سَافَرْتُ
السَّيَّارَةَ لَيْلًا، لَيْلًا مفعول فیہ ظرف زمان ہے۔

ظرف زمان کی بعض مثالیں:

بہت سے اسماء ایسے ہیں جو ظرف زمان ہونے کی بنا پر کلام میں منصوب اور مفعول فیہ واقع
ہوتے ہیں ان میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے:
نَهَارًا.....جیسے: صُمْتُ نَهَارًا۔ اِنْدَا.....جیسے: لَا أَكَلُهُ اِنْدَا۔

غُدُوَّة جیسے: اَزُورُكَ غُدُوَّة
بُكَرَةٌ جیسے: اَزُورُكَ بُكَرَةٌ

جِئْنَا جیسے: قَرَأْتُ جِئْنَا وَجِئْنَا اِذَا جَاءَ الْأُسْتَاذُ

صَبَاخًا جیسے: أَجِئْتُكَ صَبَاخًا جیسے: سِرْتُ عَامًا

مَسَاءً جیسے: اِنْتَظِرْ فِي مَسَاءٍ جیسے: لَا أَكَلِمُهُ شَهْرًا

غَدًا جیسے: اِكْرِمْكَ غَدًا جیسے: اِغْتَكَفْتُ اُسْبُوْعًا

سَحْرًا جیسے: آتَيْكَ سَحْرًا جیسے: أَجِئْتُكَ قَبْلَ الْعِشَاءِ

عَتَمَةً جیسے: آتَيْكَ عَتَمَةً جیسے: أَجِئْتُكَ بَعْدَ الْمَسَاءِ

لَيْلًا جیسے: قُمْتُ لَيْلًا

ظرف زماں کی اقسام:

(ا) وہ ظروف زماں جن کی انتہاء معلوم نہ ہو۔ جیسے حین، دھر، زمان

(ب) وہ ظروف زماں جن کی کوئی حد مقرر ہو۔ جیسے یوم، شهر، عام

فائدہ: ظرف زمان کی تقسیم یوں بھی کی گئی:

(۱) مختص جیسے اَسِيرُ يَوْمَ الْخَمِيسِ

(۲) محدود جیسے اِغْتَكَفْتُ شَهْرًا

(۳) مبہم جیسے جَلَسْتُ جِئْنَا

ظرف مکان: وہ اسم منصوب جو وقوع فعل کی جگہ پر دلالت کرے۔

جیسے صَلَّيْتُ خَلْفَ الْأَمَامِ

ظرف مکاں کی بعض مثالیں:

فوق: جیسے جَلَسْتُ فَوْقَ الْمِنْبَرِ خلف: جیسے صَلَّيْتُ خَلْفَ الْأَمَامِ

تحت: جیسے جَلَسْتُ تَحْتَ الْمِيزَابِ وراء: جیسے قَعَدْتُ وَرَاءَ الْحَجَرِ

امام: جیسے وَقَفْتُ أَمَامَ الْأُسْتَاذِ عند: جیسے جَلَسْتُ عِنْدَ زَيْدٍ

قدام: جیسے مَشَيْتُ قُدَامَ الْأَمِيرِ مع: جیسے جَلَسْتُ مَعَ زَيْدٍ

حذاء: جیسے جَلَسْتُ حَذَاءَ بَكْرِ ازاء: جیسے قُمْتُ اِزَاءَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ

شرق: جیسے اَلْهِنْدُ شَرْقُ الْبَاكِسْتَانِ غرب: جیسے اَلْبَاكِسْتَانُ غَرْبُ اَلْهِنْدِ

شمال: جیسے سَافَرْتُ شَمَالًا جنوب: جیسے ذَهَبَ الْأَمِيرُ جُنُوبًا
میل: جیسے سِرْتُ مِيلًا أَوْ مِيلَيْنِ

ظرف مکاں کی اقسام:

(ا) اسماء المقادیر: وہ اسماء جو مسافت معلومہ پر دلالت کریں۔

جیسے میل، کلومیٹر، فرسخ
(ب) مبہم: وہ اسماء جن کی انتہاء معین نہ ہو۔

جیسے اسماء جہات

یعنی فوق، تحت، یمن، شمال، امام، خلف
(ج) مشتق: وہ اسماء جو اپنے عامل کے مصدر سے مشتق ہوں۔

جیسے جَلَسْتُ مَجْلِسَ زَيْدٍ

(د) مختص: وہ اسماء جو کسی جگہ کے ساتھ خاص ہوں۔

جیسے مسجد، دار، مکہ، جنت، ارض، قمر، مشقری

ظرف متصرفہ و غیر متصرفہ: بعض اسمائے ظروف متصرفہ اور بعض غیر

متصرفہ کہلاتے ہیں متصرفہ سے مراد وہ اسماء ہیں جو بطور ظرف اور غیر ظرف دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے سَافَرْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، یوم مفعول فیہ ہے اور ظرفیت کی بنا پر منصوب ہے۔ جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، یومُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ مُبَارَكٌ پہلی مثال میں یوم فاعل اور دوسری مثال میں مبتدا ہے اور غیر ظرفیت میں استعمال ہوا ہے۔

ظرف متصرفہ کی دیگر مثالیں:

الْقَبْلَةُ أَمَامُنَا، ظرف خبر ہے۔

زُرْتُ صَدِيقِي حِينَ مَرَضٍ، ظرف حال ہے

عِنْدِي طِفْلٌ دُونَ الْبَتَيْنِ، ظرف صفت ہے۔

رَحَبْتُكَ بِالضَّيْفِ الَّذِي عِنْدَكَ، ظرف صلہ ہے۔

غیر متصرفہ سے مراد وہ اسماء ہیں جو فقط ظرف کے طور پر استعمال ہوتے ہیں اور کلام میں مفعول فیہ واقع ہوتے ہیں۔

جیسے: جَلَسْتُ فَوْقَ السَّقْفِ، فوق مفعول فیہ ہے اور ظرفیت کی بنا پر منصوب ہے

تَحْتَ أَقْدَامِ الْأَمْهَاتِ، تحت فعل مقدر کا مفعول فیہ ہے اور ظرفیت کی بنا پر منصوب ہے
فائدہ: ظرف زماں اور ظرف مکاں غیر مختص سے قبل فی معنی مقدر ہوتا ہے جبکہ ظرف
 مختص میں عام طور پر فی کو ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے: مَكَثْتُ فِي الْقَرْيَةِ أَسْبُوعًا،
 لُيْتُ فِي الْمَسْجِدِ

ب مفعول فیہ یا نائب ظرف:

بعض اسماء ایسے ہیں جو نہ ظرف زماں کے تحت آتے ہیں اور نہ ظرف مکاں کے تحت لیکن کلام
 وہ چونکہ ظرف کی جگہ واقع ہوتے ہیں۔ اس لئے مفعول فیہ ہونے کی بناء پر منصوب ہو گئے وہ چند
 جمع امثلہ ذیل میں بیان کئے جا رہے ہیں:

مصدر جو وقت کی تعیین یا مقدار پر دلالت کرے۔ جیسے سَافَرْتُ طُلُوعَ الشَّمْسِ،
 نَسْتُ قُرْبَ الْخَطِيبِ، طلوع اور قرب نائب الظرف ہیں۔
 مضاف الی الظرف جو کلیت یا بعضیت پر دلالت کرے۔ جیسے مَشِيتُ كُلَّ مِيلٍ،
 وَمُ اللَّيْلِ بَعْضَ الْأَخْيَانِ، کل اور بعض نائب الظرف ہیں۔
 صفت الظرف جو کلیت یا بعضیت پر دلالت کرے۔ جیسے مَكَثْتُ فِي الْمَحَاضِرَةِ
 بَلَا، قَلِيلًا نائب الظرف ہیں۔

(عدد جو کسی ظرف یا مضاف الیہ کا میز ہو۔ جیسے سَافَرْتُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، سِرْتُ
 بَعَيْنَ كُلِّ مِتْرًا، ثلاثة اور اربعین نائب الظرف ہیں
 اسم اشارہ۔ جیسے: سِرْتُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سَيْرًا سَرِيعًا، ذلک نائب الظرف ہے۔

عامل ظرف کا حذف:

مفعول فیہ کے عامل کو حذف بھی کیا جاسکتا ہے اور یہ اس وقت ہوگا جب حذف پر کوئی دلیل
 موجود ہو مثلاً وہ ظرف کسی سوال کے جواب کی صورت میں آیا ہو، جیسے: مَتَى سَافَرْتُ کے جواب
 يَوْمَ الْجُمُعَةِ کہا جائے عامل سَافَرْتُ جوازاً محذوف ہے، اسی طرح الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ
 الْأَمْهَاتِ اس مثال میں تحت سے پہلے عامل وجد یا موجود مقدر ہے۔

صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: صمت: فعل مبنی علی السکون، ت: ضمیر بارز فاعل مبنی علی التضمین
 يوم الجمعة: مضاف + مضاف الیہ = مفعول فیہ (ظرف زماں)
 فعل + فاعل ومفعول فیہ = جملہ فعلیہ خبریہ

و مفعول معہ اسمیت کہ مذکور باشد بعد از واؤ بمعنی مع
چون والجببات در جاء البرد والجببات ای مع الجببات

مفعول معہ وہ اسم ہے جو مذکور ہو واؤ بمعنی مع کے بعد۔
جیسے والجببات، جاء البرد والجببات ای مع الجببات میں۔

﴿ مفعول معہ ﴾

مفعول معہ سے مراد وہ اسم منصوب ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد واقع ہو، جیسے جاء البرد والجببات
، واؤ معیہ کی ہے یعنی بمعنی مع جبکہ اس کے بعد والا اسم الجببات مفعول معہ اور منصوب ہے، جب
الأمیر والجیش، واؤ معیہ کی ہے یعنی بمعنی مع جبکہ اس کے بعد والا اسم الجیش مفعول معہ ہے۔
فائدہ : واؤ معیہ اور واؤ عطف میں فرق کرنا ذرا مشکل امر ہے البتہ اتنا سمجھ لیتا چاہئے کہ
واؤ عطف اپنے ماقبل اور مابعد کے حکم میں اشتراک کا فائدہ دیتی ہے، جیسے حضر علی وخسر
(علی اور حسن حاضر ہوئے)۔..... جبکہ واؤ معیت اپنے ماقبل اور مابعد کے حکم میں اشتراک کا فائدہ نہیں
دیتی بلکہ وہ مصاحبت پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے حضر علی وغروب الشمس (علی حاضر
ہوا وغروب آفتاب کے ساتھ) واؤ معیت کی ہے۔

مفعول معہ کی شرائط:

واؤ کے بعد والا اسم فضلہ ہو یعنی اس کے بغیر جملہ کھل ہو جائے کیونکہ اگر واؤ کے بعد والا
فضلہ نہ ہو تو پھر وہ اسم مفعول معہ نہیں بلکہ ماقبل اسم پر معطوف ہوگا اسی طرح واؤ سے پہلے ایسا جملہ
جس کے آغاز میں کوئی فعل ہو یا ایسا اسم ہو جو فعل کے معنی اور حروف پر مشتمل ہو۔

مفعول معہ کی چند دیگر مثالیں:

- (۱) اسْتَيْقَظْتُ وَتَغَرَّيْتُ الطَّيُورَ
(میں بیدار ہوا پرندوں کے چھپانے کے ساتھ)
- (۲) سِرْتُ وَالنَّهْلَ
(میں نے سیر کی نمل کے ساتھ ساتھ)
- (۳) اسْتَوَى الْمَاءُ وَالْخَشَبَةُ
(پانی بلند ہوا لکڑی کے ساتھ)

- (۴) جَلَسَ زَيْدٌ وَالسَّارِيَّةُ (زید ساریہ کے ساتھ بیٹھا)
- (۵) سَارَ سَعِيدٌ وَالْجَبَلُ (سعید نے سیر کی پہاڑ کے ساتھ)
- (۶) مَشَيْتُ وَالنَّهْرُ (میں چلا نہر کے ساتھ)
- مذکورہ مثالوں میں تغرید، النیل، الخشبۃ، الساریۃ، الْجَبَل
النہر مفعول معہ ہیں۔

اہم باتیں:

- (۱) واؤ معیت کو حذف کرنا جائز نہیں۔
- (۲) واؤ معیت اور مفعول معہ کے درمیان کسی فاصل کے ذریعے فصل کرنا جائز نہیں۔
- (۳) اگر واؤ معیت کے بجائے مشارکت پر دال ہو تو واؤ کے بعد والا اسم معطوف ہوگا۔
- (۴) مفعول معہ کو اس کے عامل پر مقدم کرنا جائز نہیں۔
- (۵) مفعول معہ اہد واؤ کے ماقبل اسم مرفوع یعنی فاعل کو متصل اور اصل ترتیب سے ذکر کرنا ضروری ہے ان میں نہ تو تقدم و تاخر ہو سکتا ہے اور نہ واؤ کے علاوہ کسی دوسرے لفظ کو ان کے بیان لایا جاسکتا ہے۔

واؤ کی اقسام:

- واؤ کی چند مشہور اقسام درج ذیل ہیں:
- (۱) **واؤ معیۃ**: مصاحب پر دلالت کرتی ہے اور اس کے بعد والا اسم فعل سابق کا مفعول واقع ہوتا ہے۔ جیسے: اسْتَيْقَظْتُ وَطُلُوعَ الْفَجْرِ۔ (میں بیدار ہوا طلوع فجر کے ساتھ)
- (۲) **واؤ عاطفہ**: اپنے ماقبل اور مابعد کے اشتراک و اجتماع پر دلالت کرتی ہے واؤ عاطفہ کے بعد اسم اور فعل دونوں واقع ہو سکتے ہیں۔ جیسے: جَاءَ أَحْمَدُ وَسَعِيدٌ۔ (احمد اور سعید آئے)
- (۳) **واؤ صرف**: ماقبل کے حکم کو مابعد پر جاری ہونے سے روکتی ہے، اس کے بعد فعل ضارع ہوتا ہے جو ان مقدر کی بنا پر منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: لَا تَأْكُلِ السَّمَكَ وَتَشْرَبِ اللَّبَنَ، (تم مچھلی نہ کھاؤ جب تم دودھ پیو)
- (۴) **واؤ جارہ**: اسم پر داخل ہو کر اسے جر دیتی ہے۔ جیسے: وَاللّٰهُ لَا ضَرِبَنَّ زَيْدًا۔ (اور اللہ کی قسم میں زید کو ضرور ماروں گا)
- (۵) **واؤ حالیہ**: ذوالحال اور جملہ حالیہ کے درمیان واقع ہوتی ہے اور رابطہ کا فائدہ دیتی ہے، جیسے: جَاءَ الْوَيْلُ وَهُوَ يَبْكِي (بچہ روتے ہوئے آیا)

و مفعول لہ اسمیست کہ دلالت کند بر چیزی کہ سبب فعل مذکور باشد
چون اکراما در قُنتُ اِکْراماً لِزَیْدِ۔

اور مفعول لہ وہ اسم ہے جو دلالت کرے اس چیز پر جو فعل مذکور کا سبب ہو۔
جیسے اکراما قُنتُ اِکْراماً لِزَیْدِ میں۔

﴿مفعول لہ﴾

مفعول لہ کو عام طور پر مفعول لاجلہ کہا جاتا ہے مفعول لہ بھی اسمائے منصوبات میں سے ہے اور یہ فعل کی علت اور اس کے سبب پر دلالت کرتا ہے، اصطلاح نحو میں اس کی مناسب تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی جاتی ہے۔

وہ اسم منصوب جس کو فعل سابق کے وقوع کا سبب واضح کرنے کے لئے ذکر کیا جائے۔ جیسے
قُنتُ اِکْراماً لِزَیْدِ (میں زید کی عزت کیلئے کھڑا ہوا)،..... اکراما مفعول لہ ہے جس سے فعل سابق کا سبب واضح ہو رہا ہے۔

مفعول لہ کی اقسام:

(۱) وہ مفعول لہ جو فعل سابق کے وقوع پذیر ہونے کا سبب بیان کرے۔

جیسے قُنتُ اِکْراماً لِزَیْدِ (میں زید کی عزت کیلئے کھڑا ہوا)

(۲) وہ مفعول لہ جو فعل سابق کے موجود ہونے کی بناء پر وقوع پذیر ہو۔

جیسے قَعْدْتُ غَنِ الْحَرْبِ جُبُنَا (میں بزدلی کی وجہ سے جنگ سے بیٹھا)

مفعول لہ کی شرائط:

علماء نحو کے نزدیک مفعول لہ کے منصوب ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرطوں کا ہونا ضروری ہے:

☆ مفعول لہ مصدر یا اسم مصدر ہو۔ جیسے اکراماً

☆ مفعول لہ کا معنی امور باطنیہ و قلبیہ پر مشتمل ہو۔ جیسے تعظیم، توقیر، رغبت، رعبت

اجلال، عوف، عشیہ، حرأۃ، حیاء، ایمان، کفر، علم، جہل، شفقت، حجل وغیرہ

☆ مفعول لہ اور اس کے عامل کا زمانہ ایک ہو یعنی طلعت و مغلول زمانے کے لحاظ سے متحد ہوں

جبکہ لفظ کے اعتبار سے مفعول لہ کا فعل سابق کے مخالف ہونا بھی ضروری ہے۔

☆ مفعول لہ اور اس کے عامل کا فاعل ایک ہو، جیسے وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً
أَمَلَاق..... يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ، خَشْيَةً اور ابْتِغَاءَ
مفعول لہ ہیں۔

مفعول لہ کی چند دیگر مثالیں:

- ☆ دَعَاكَ اللَّهُ أَمَلًا فِي الْأَجَابَةِ
- ☆ ارْتَحَلْتُ طَلِبًا لِلْعِلْمِ
- ☆ اجْتَهَدْتُ رَغْبَةً فِي التَّفُوقِ
- ☆ أَسْلُكُ الصَّدِيقَ مُحَافِظَةً عَلَى صِدَاقِهِ
- ☆ هَرَبْتُ خَوْفَ الْقَتْلِ
- ☆ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ
- ☆ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسُ أَمَنَةً مِنْهُ
- ☆ قَامَ زَيْدٌ إِجْلَالًا لِعَمْرُو

مذکورہ مثالوں میں املا، طلبا، رغبہ، محافظہ، خوف، حذر، امنۃ، اور
اجلا لا مفعول لہ ہیں۔

فائدہ: اگر مفعول لہ میں مذکورہ بالا شرائط پورے طور پر موجود نہ ہوں تو پھر مفعول لہ
منسوب ہونے کے بجائے مجرور ہوگا جیسا کہ ضَرَبْتُهُ لِمَتَادِيْبِ کی مثال سے واضح ہو رہا ہے
مفعول لا جملہ کے احوال:

- (۱) مفعول لہ اُن اور اضافت سے خالی ہوگا۔
 - (۲) مفعول لہ معرف بال ہوگا۔ (۳) مفعول لہ مضاف ہوگا۔
- پہلی صورت میں اکثر منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: ضَرَبْتُهُ تَادِيْبًا
دوسری صورت میں اکثر مجرور ہوتا ہے۔
جیسے: نَصَحْتُ لِمُرْغَبَةٍ فِي مَصْلَحَتِكَ
اور تیسری صورت میں نصب اور جردوں برابر ہیں۔
جیسے: تَصَدَّقْتُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللَّهِ اور لا ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللَّهِ۔

حال اکی است نکرہ کہ دلالت کند بر ہیات فاعل چون را کبیا در جاء زید را کبیا یا
بر ہیات مفعول چون مشدودا در ضربت زیدا مشدودا یا بر ہیات ہر دو چون
را کبین در لقیث زیدا را کبین فاعل و مفعول را ذوالحال گوید و آن غالباً معرفہ
باشد و اگر نکرہ باشد حال را مقدم دارند چون جاء نئی را کبیا رجل و حال جملہ نیز باشد
چنانچہ رایت الامیر و هو را کب

اور حال وہ اسم نکرہ ہے جو فاعل کی حالت پر دلالت کرے جیسے را کبیا جاء زید را کبیا میں یا مفعول کی
حالت کو بیان کرے جیسے مشدودا ضربت زیدا مشدودا میں یا دونوں کی حالت کو بیان
کرے۔ جیسے را کبین لقیث زیدا را کبین میں۔ فاعل اور مفعول کو ذوالحال کہتے ہیں۔
اور یہ غالباً معرفہ ہوتا ہے اگر نکرہ ہو تو حال کو مقدم کرتے ہیں جیسے جاء نئی را کبیا رجل اور حال
جملہ بھی ہوتا ہے جیسا کہ رایت الامیر و هو را کب

﴿ حال کا بیان ﴾

حال کی بحث میں دو چیزوں کا ذکر ضروری ہوتا ہے ایک حال کا اور دوسرا ذوالحال کا جیسا کہ
مصنف نے ذکر کیا ہے اس لئے دونوں کی وضاحت ضروری ہے علاوہ ازیں حال کے بارے میں یہ
جان لینا ضروری ہے کہ وہ کلام کا باقاعدہ رکن نہیں ہوتا بلکہ جملہ سے زائد ہوتا ہے۔ یعنی اس کے بغیر بھی
کلام مکمل ہو جاتا ہے۔

حال کی تعریف : وہ اسم نکرہ جو وقوع فعل کے وقت ذوالحال کی ہیئت کو بیان کرے۔
جیسے: جاء زید را کبیا۔..... را کبیا حال ہے کہ وہ ذوالحال زید کی ہیئت کو بیان کر رہا ہے۔

صورت کے اعتبار سے حال کی اقسام:

صورت اور لفظ کے اعتبار سے حال کی درج ذیل قسمیں ہیں:

(۱) اسم ظاہر یعنی مفرد اسم :

جیسے: غاذب الشیارة سالمة سالمة اسم مفرد حال ہے۔

(۲) شبه جملہ : جیسے رایت الہلال بین السحاب

بین السحاب شہ جملہ حال ہے

(۳) **جملہ اسمیہ خبریہ :** جیسے: رَأَيْتُ الْأَمِيرَ وَهُوَ رَاكِبٌ

واؤ حال یہ جبکہ ہو راکب جملہ اسمیہ حال ہے۔

(۴) **جملہ فعلیہ خبریہ :** جیسے جَاءَ الْوَلَدُ يَبْكِي

یہ بکی (فعل + قاعل) جملہ فعلیہ حال ہے

مختلف اعتبارات کے لحاظ سے حال کی اقسام:

مختلف اعتبارات کے لحاظ سے حال کی بہت سے اقسام ہیں جن کو بالترتیب بیان کیا جا رہا ہے:

پہلی تقسیم : صورت یا نوع کے اعتبار سے حال کی تین قسمیں ہیں:

(۱) حال مفردہ (۲) جملہ

(۳) شبہ جملہ ان تینوں قسموں کا ذکر ہو چکا ہے۔

دوسری تقسیم : ثبوت معنی اور انتقال معنی کے اعتبار سے حال کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

(۱) **حال منتقلہ :** وہ حال جو اپنے ذوالحال کی ہیئت کو بیان کرے لیکن اُس کو لازم نہ ہو

بلکہ اس خاص وقت کے بعد ذوالحال سے الگ ہو جائے۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا

(۲) **حال لازمہ یا حال ثابتہ :** وہ حال جو ذوالحال کو لازم ہو اور اس سے جدا نہ ہو سکے

جیسے: خُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا

تیسری تقسیم : جمود اور اشتقاق کے اعتبار سے حال کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

(۱) **حال مشتقہ :** وہ صیغہ صفت جو حال واقع ہو۔ جیسے جَاءَ خَالِدٌ ضَا جُكًا

(۲) **حال جامد :** وہ حال جو اسم جامد ہو اسم مشتق نہ ہو اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) **مؤول بمشتق :** جس کی کسی اسم مشتق کے ساتھ تاویل کی گئی ہو۔

(۲) **غیر مؤول :** جس کی تاویل نہ کی گئی ہو۔

حال جامد مؤول بمشتق کی چند ذیلی اقسام ہیں:

وہ حال جامد جو تشبیہ پر دلالت کرے:

جیسے: وَضَحَ الْحَقُّ شَمْسًا أَيْ مُضِيئًا يَامُنِيرًا

وہ حال جامد جو مفاعلت پر دلالت کرے (مفاعلت سے مراد دو افراد کا آپس میں

معاملہ طے کرنا): جیسے: بَعَثَ الْفَرَسَ يَدَا بَيْدٍ أَيْ مُتَقَابِضَيْنِ

- وہ حال جامدہ جو ذوالحال کی تفصیل بیان کرے:

جیسے: تَصَفَّحْتُ الْجَرِيدَةَ صَفْحَةً أَوْ مَفْصَلًا

- وہ حال جامدہ جو ذوالحال کی ترتیب بیان کرے:

جیسے: دَخَلَ الْقَوْمُ رَجُلًا رَجُلًا أَوْ مُتَرَتِّبِينَ

حال جامدہ غیر مؤول بمشتق کی ذیلی اقسام:

- وہ حال جامدہ جو کسی اسم مشتق کے ساتھ موصوف ہو۔

جیسے: اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا

- وہ حال جامدہ جو عدد پر دلالت کرے۔

جیسے: فَتَمَّ مِيقَاتِ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً

- وہ حال جامدہ جو ذوالحال کی نوع ہو۔

جیسے: بَاعَ التَّاجِرُ أَمْوَالَهُ بُيُوتًا

- وہ حال جامدہ جو ذوالحال کی فرع ہو۔

جیسے: رَغَبْتُ الْمَرْأَةَ فِي الذَّهَبِ خَاتِمًا

- وہ حال جامدہ جو تعصیر یعنی بھاؤ اور اندازے پر دلالت کرے۔

جیسے: اشْتَرَيْتُ الثُّوبَ ذِرَاعًا بِدِينَارٍ

چوتھی تقسیم: تائیس و تاکید کے اعتبار سے حال کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **حال مؤسسہ یا حال مبینہ:** وہ حال کہ جس کے بغیر اس کا مفہوم مستفاد نہ ہو۔

جیسے جَاءَ الطِّفْلُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ بَاكِيًا، اس مثال میں باکیا حال مؤسسہ ہے جس کی وجہ سے جملہ میں بے معنی کا فائدہ ہو رہا ہے اور یہ جدید معنی اس کے ذکر کے بغیر ممکن نہیں۔ (حال کی یہ قسم کثیر الاستعمال ہے)۔

(۲) **حال موكده:** وہ حال جو اپنے عامل یا اپنے ذوالحال یا مضمون جملہ کی تاکید کے

لئے آئے اور اس کا مفہوم اس کے بغیر بھی حاصل ہو جائے۔ جیسے تَبَسَّمَ ضَاحِكًا، تاکید عامل کے لئے ہے۔ جَاءَ التَّلَامِيذُ كُلُّهُمْ جَمِيعًا، ذوالحال کی تاکید کے لئے ہے، سَخِنُ الْأَخْوَةُ مُتَعَاوِنِينَ مضمون جملہ کی تاکید کے لئے ہے۔

پانچویں تقسیم: زمانے کے اعتبار سے حال کی تین قسمیں ہیں:

(۱) **حال مقارنہ:** وہ حال جو زمانہ وقوع میں اپنے عامل کے ساتھ مقترن ہو۔

جیسے: هَطَلَ الْمَطَرُ كَثِيفًا

(۲) **حال مستقبلہ یا حال مقدرہ:** وہ حال جس کے معنی کا تحقق عامل کے وقوع کے

بعد ہو۔ جیسے: اَدْخُلُوهَا خَالِدِينَ اَيُّ مُقَدِّرِينَ الْخُلُودِ بَعْدَ دُخُولِكُمْ

(۳) **حال محکیہ یا حال ماضیہ:** وہ حال جس کے معنی کا تحقق زمانہ ماضی میں ہوا ہو۔

جیسے: جَاءَ زَيْدٌ اَمْسَ رَاكِبًا

چھٹی تقسیم: مقصود و توطیہ کے اعتبار سے حال کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **حال مقصودہ:** وہ حال جو بذاتہ مقصود ہو۔ جیسے سَافَرْتُ مُنْقَرِذًا

(۲) **حال موطنہ:** وہ حال موصوفہ جو بطور تمہید اور توطیہ کے ذکر کیا جائے

جبکہ مقصود اس کے بعد ہو۔ جیسے: فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا

ساتویں تقسیم: تعداد و افراد کے اعتبار سے حال کی تین قسمیں ہیں:

(۱) **حال منفردہ:** جب کلام میں ایک ہی حال موجود ہو تو اسے حال منفردہ کہیں گے۔

جیسے: رَكِبْتُ الْفَرَسَ مُسْتَرْجَا

(۲) **حال مترادفہ:** ایک ذوالحال کے بعد واقع ہونے والے متعدد حال۔

جیسے: جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا مُتَبَسِّمًا

(۳) **حال متداخلہ:** ایسے دو حال جن کے دو ذوالحال ہوں اور دوسرے حال کا ذوالحال

پہلے حال میں ضمیر مستتر ہو یعنی اس میں داخل ہو۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا مُتَبَسِّمًا

حال کے بارے میں چند اہم باتیں:

(۱) حال کلام کا باقاعدہ رکن نہیں ہوتا بلکہ جملہ سے زائد ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود

کلام اس سے مستغنی نہیں ہوتا کیونکہ فائدہ (مقصود) اس کو ذکر کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کی دلیل

اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ وَلَا تَمُشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا

- (۲) حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا مثالوں میں گذرا اور اگر حال معرفہ ہو تو وہ نکرہ کی تاویل میں ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ وَخَذَهُ بِمَعْنَى جَاءَ زَيْدٌ مُنْقَرِظًا۔
- (۳) حال اور ذوالحال دونوں کا عامل ایک ہی ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ ضَاحِكًا، جاء عامل ہے زید اور ضاحک دونوں اس کے معمول ہیں۔

ذوالحال کا بیان:

ذو الحال کی تعریف: وہ اسم معرفہ جو اس ذات پر دلالت کرے جس کی ہیئت کو حال کے ذریعے واضح کیا جائے، اسے صاحب حال بھی کہا جاتا ہے جیسے جاء زید راكبًا، زید ذوالحال ہے

ذوالحال کے بارے میں چند ضروری باتیں:

(۱) کبھی فاعل ذوالحال واقع ہوتا ہے۔

جیسے: جاء زید راكبًا زید ذوالحال ہے اور جاء کا فاعل بھی ہے۔

(۲) کبھی مفعول بہ ذوالحال واقع ہوتا ہے۔

جیسے: ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُودًا، اور رَكِبْتُ الْفَرَسَ مُسْرَجًا

زید اور الفرس ذوالحال ہیں اور ضرب اور رکبت کا مفعول بہ ہیں۔

(۳) کبھی فاعل اور مفعول بہ دونوں مل کر ذوالحال واقع ہوتے ہیں۔

جیسے: لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ رَاكِبَيْنِ

تا ضمیر فاعل اور عبد اللہ مفعول بہ دونوں مل کر ذوالحال واقع ہو رہے ہیں۔

(۴) ذوالحال کبھی نائب فاعل واقع ہوتا ہے۔

جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ قَائِمًا، زید نائب فاعل ذوالحال اور قائمہ حال ہے۔

(۵) ذوالحال کبھی مجرور بھی واقع ہوتا ہے۔

جیسے: مَرَرْتُ بِهِنْدٍ جَالِسَةٍ، ہند مجرور ذوالحال اور جالسة حال ہے۔

(۶) ذوالحال کبھی مضاف الیہ واقع ہوتا ہے۔

جیسے: إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا۔ کم ضمیر مضاف الیہ ذوالحال اور جمیعہ حال ہے

(۷) ذوالحال کبھی خبر واقع ہوتا ہے۔ جیسے: هَذَا أَخُوكَ رَاكِبًا، اخوک خبر ذوالحال ہے

(۸) ذوالحال اکثر وغالب معرفہ ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا مثالوں میں گذرا۔

- (۹) بعض دفعہ ذوالحال نکرہ بھی واقع ہوتا ہے لیکن اس صورت میں ذوالحال حال کے بعد واقع ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ رَاكِبًا رَجُلٌ اور فِي الدَّارِ جَالِسًا رَجُلٌ۔
مذکورہ بالا دونوں مثالوں میں رَجُلٌ ذوالحال ہے جو نکرہ ہونے کی بنا پر مؤخر ہے۔

تقديم حال :

- مندرجہ ذیل صورتوں میں حال کو ذوالحال یا عامل پر مقدم کیا جاتا ہے:
- (۱) اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا لازم ہے
جیسے: جَاءَ رَاكِبًا رَجُلٌ راكبا حال مقدم ہے۔
- (۲) حال کوئی ایسا کلمہ ہو جس کا کلام کے آغاز میں ذکر کرنا ضروری ہو تو حال کو ذوالحال اور عامل دونوں پر مقدم کرنا لازم ہے۔ جیسے: كَيْفَ جَاءَ زَيْدٌ ، كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ
کیف حال مقدم ہے۔
- (۳) اگر ذوالحال حال کے ساتھ محصور ذکر کیا گیا ہو تو حال کو مقدم کرنا لازم ہے۔
جیسے: مَا خَضِرَ مُتَأَخِّرًا إِلَّا عَلَى
(۴) اگر ذوالحال ضمیر کی جانب مضاف ہو تو حال کو مقدم ذکر کیا جاتا ہے۔
جیسے: وَقَفَ يَخْطُبُ فِي التَّلَامِيذِ مُعَلِّمُهُمْ
نوٹ: اگر حال جملہ ہو تو اس کو ذوالحال کے بعد ذکر کرنا لازم ہے۔
جیسے: جَنَّاتٌ وَالشَّمْسُ طَالِغَةٌ ، وَادَّحَالِيہُ اور الشَّمْسُ طَالِغَةٌ جملہ حال ہے۔
اسی طرح اگر حال محصور ہو یا ذوالحال مجرور ہاں اضافہ ہو تو حال کو ذوالحال کے بعد لانا لازم ہے

حال کا عامل :

درج ذیل چیزیں حال کا عامل بن سکتی ہیں:

- (۱) فعل : جیسے جَاءَ زَيْدٌ مَاشِيًا
- (۲) شبہ فعل (اسماء مشتقہ): جیسے سَعِيدٌ آبٌ مَاشِيًا
- (۳) معنی فعل: اس کے تحت یہ چیزیں آتی ہیں:
- اسم فعل : جیسے: ضِعْ مُسْتَمِعًا ضِعْ بِمَعْنَى أُسْكُتْ ،
- اسم اشارہ : جیسے: هَذَا بَعْلِي شَيْخًا، هَذَا بِمَعْنَى اُنْبَهْ يَا اَشِيرُ
- کلمہ تشبیہ: جیسے: كَانَ عَلِيًّا مُقْبِلًا اَسَدًا بِمَعْنَى كَانَ تَشَبُّهًا

حذف عامل و ذوالحال:

بعض اوقات جواز عامل اور ذوالحال کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے کَیْفَ جَنَّتْ کے جواب میں فقط اکبر یعنی حال کو ذکر کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر حال کے ذریعے کسی شے کی زیادتی یا کمی کو بیان کیا جائے یا اسے استفہام تو بیخ کے لئے ذکر کیا جائے تب بھی عامل کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے تَصَدَّقْ بِدِرْهِمٍ فَصَاعِدًا أَوْ إِذْهَبِ الْعَدَدَ صَاعِدًا، أَنَاثِمَا وَقَدْ أَشْرَقَتِ الشَّمْسُ أَوْ اتَّوَجَدْنَا

رابط الحال:

اگر حال جملہ واقع ہو رہا ہو تو اس صورت میں ایک رابط کا ہونا ضروری ہے جو اس جملہ کو ماقبل سے مربوط کر دے یہ رابط تین طرح کا ہوتا ہے:

(ا) واو اور ضمیر: جیسے: خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أَلُوفٌ وَآوَاؤُهُمْ ضَمِيرٌ دُونِ رَابِطٍ هِيَ

(ب) ضمیر: جیسے: جَاءَ الطِّفْلُ وَهُوَ يَبْكِي، ضمیر مستتر ہو رابط ہے۔

(ج) واو: جیسے: لَئِنْ أَكَلَهُ الذَّنْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ، واو رابط ہے۔

اگر حال جملہ فعلیہ ہو اور جملہ فعلیہ کا پہلا جز فعل ماضی ہو تو اس صورت میں فعل ماضی سے پہلے حرف قد ظاہر یا مقدر کا ہونا ضروری ہے۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ وَقَدْ رَكِبَ..... قد لفظ مذکور ہے۔

جَاءَ وَكَمْ خَصِرَتْ صُدُورُهُمْ..... اصل میں قد حصرت صدورهم ہے کیونکہ قد مقدر ہے۔

جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا

جاء: فعل ماضی الفتح، زید: ذوالحال مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ راکباً: حال منصوب بالفتحة الظاہرۃ
ذوالحال + حال = فاعل۔ فعل + فاعل = جملہ فعلیہ خبریہ

وتمیز اسمیت کہ رفع ابہام کند از عدد چون عِنْدِي اَخَذَ عَشْرَ دِرْهَمًا یا از وزن
چون عِنْدِي رَطْلٌ زَيْتًا یا از کیل چون عِنْدِي قَفِيزَانِ بُرًا یا از مساحت چون
مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَخَابًا

اور تمیز وہ اسم ہے جو عدد سے ابہام کو دور کرے جیسے عِنْدِي اَخَذَ عَشْرَ دِرْهَمًا یا وزن سے
جیسے عِنْدِي رَطْلٌ زَيْتًا یا کیل سے جیسے عِنْدِي قَفِيزَانِ بُرًا یا مساحت سے
جیسے مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَخَابًا

﴿تمیز کا بیان﴾

تمیز مصدر ہے اور اسم فاعل کے معنی پر مشتمل ہے جدا کرنے والا مبہم کو واضح کرنے والا۔
اصطلاح نحو میں اس سے مراد وہ اسم نکرہ ہے جو ذات یا نسبت میں موجود ابہام کو دور کر کے اس کی
وضاحت کرے۔ جیسے: عِنْدِي اَخَذَ عَشْرَ رُوْبِيَّةٍ (میرے پاس گیارہ روپے ہیں) رُوْبِيَّةِ
تمیز ہے جس کی وجہ سے عدد (ذات) سے ابہام رفع ہوا۔

فائدہ: تمیز کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے۔

(۱) وہ اسم نکرہ جو کلمہ مبہم کے ابہام یا معنی مجمل کے اجمال کو دور کر کے اس کی وضاحت کرے۔

(۲) وہ اسم نکرہ جو عدد، وزن، کیل، مساحت یا نسبت میں موجود ابہام کو دور کر کے اس کو واضح کرے

تمیز کی اقسام:

ابہام کو رفع کرنے کے اعتبار سے تمیز کی دو قسمیں ہیں جن کی مزید ذیلی اقسام بھی ہیں ان کی
تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) وہ تمیز جو ذات میں موجود ابہام کو دور کرے اس کی چار صورتیں ہیں:

(الف) وہ تمیز جو عدد سے ابہام کو دور کرے۔

جیسے: عِنْدِي اَخَذَ عَشْرَ دِرْهَمًا. فِي الْفَصْلِ عَشْرُونَ طَالِبًا

(ب) وہ تمیز جو وزن کے ابہام کو دور کرے۔

جیسے: عِنْدِي رَطْلٌ زَيْتًا، فِي الْاَنَاءِ مَنَانٌ سَمْنًا

(ج) وہ تمیز جو کیل کے ابہام کو دور کرے۔

جیسے: عِنْدِي قَفِيزَانِ بُرَا، شَرِبْتُ لَبَنًا

(د) وہ تمیز جو مساحت کے ابہام کو دور کرے۔

جیسے: مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةِ سَحَابَا، عِنْدِي ذِرَاعُ خَرِيرَا

مذکورہ مثالوں میں درہما، طالباء، زیتا، سمنا، برا، لبناء، سحابا اور حریرا تمیز واقع ہو رہے ہیں۔

(۲) وہ تمیز جو نسبت میں موجود ابہام کو دور کرے، اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(الف) **محول عن الفاعل:** یعنی وہ تمیز جو اصل میں فاعل ہو لیکن کلام میں اسے

تمیز کی صورت میں لایا گیا ہو۔ جیسے طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا (طَابَتْ نَفْسُ زَيْدٍ)

(ب) **محول عن المفعول:** یعنی وہ تمیز جو اصل میں مفعول ہو لیکن کلام میں

اس کو تمیز کی صورت میں استعمال کیا گیا ہو۔ جیسے: وَفَجَرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا (وَفَجَّرْنَا عُيُونَ الْأَرْضِ)

(ج) **محول عن المبتدا:** یعنی وہ تمیز جو اصل میں مبتدا ہو لیکن کلام میں اسے

تمیز کی صورت میں لایا گیا ہو۔ جیسے أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا (مَالِي أَكْثَرُ مِنْكَ)

(د) **غیر محمول:** یعنی وہ تمیز جو کسی سے محمول نہ ہو۔ جیسے اِمْتَلَأْ

الْأَنَاءَ مَاءً، مَا أَحْسَنَ الرُّوضِ أَزْهَارًا..... نَعْمَ الصَّدِيقُ عَلَيَّ مُتَكَلِّمًا، اللَّهُ ذَرُّهُ، فَارِشَا مَذْكُورِہ مثالوں میں ماء، ازہار، متکلم اور فارسا تمیز غیر محمول ہیں۔

تمیز کی اعرابی صورتیں:

تمیز عام طور پر منصوب ہوتی ہے لیکن بعض مواقع پر تمیز کو مجرور بھی لایا جاتا ہے دونوں صورتیں ترتیب سے بیان کی جا رہی ہیں۔

منصوب تمیز کے مقامات:

(۱) اسماء القادر (وزن، کیل، مساحت) کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔

جیسے شَرِبْتُ كَوْنًا شَانَا

(۲) شہ المقدار کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔ جیسے: مِلْقَانِ ذَرَّةٌ خَيْرًا فَرَّةٌ

(۳) فعل لازم کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔ جیسے: اِسْتَقْلَ الرَّأْسَ شَيْئًا

- (۴) صفت مشبہ کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔ جیسے: مُحَمَّدٌ حَبِیْبٌ سَبِیْرَةٌ
- (۵) اسم منصوب کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔ جیسے: خَالِدٌ بَاکِسْتَانِیٌّ وَطَنًا
- (۶) اسم تفصیل کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔ جیسے: الْعِلْمُ أَهَمُّ مِنَ الْمَالِ ثَرْوَةً
- (۷) فعل تعجب کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔ جیسے: مَا أَبْهَجَ الْمَكَّةَ بَلَدًا
- (۸) افعال مدح و ذم کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔
- جیسے: نِعْمَ الصِّدِّیْقُ عَلِیُّ مَتَّكِلِمًا
- (۹) کم استفہامیہ اور کذا کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔
- جیسے: کَمْ کِتَابًا اشْتَرِیْتُ، عِنْدِیْ کَذَا مَالًا
- (۱۰) اسماء اعداد واحد عشر تا تسع و تسعون کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔
- جیسے: عِنْدِیْ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ دِیْنَارًا

مجرور تمیز کے مقامات

- (۱) کم خبریہ اور کاین (اسم کنایہ) کے بعد تمیز مجرور آتی ہے۔
- جیسے: کَمْ کُتُبٌ قَرَأْتُ، وَکَآئِنٌ مِّنْ قَرْیَةٍ أَهْلَکْنَاهَا
- (۲) اسماء اعداد ثلاثہ تا عشر کے بعد تمیز مجرور آتی ہے جیسے لَقِیْتُ سَبْعَةَ رِجَالٍ
- (۳) اسماء اعداد ملکہ اور اس سے اوپر کے تمام اعداد کی تمیز مجرور آتی ہے۔
- جیسے: الْعَوَامِلُ فِی النَّخْرِ مِائَةٌ عَامِلٌ، عِنْدِیْ الْفَارُوبِیَّةُ

تمیز کی تعریف:

وہ ذات یا نسبت جس میں موجود ابہام کو تمیز رفع کرے۔ جیسے عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا۔

عشرون تمیز ہے۔

تمیز کی اقسام:

- (۱) **مُمِیزٌ مَلْحُوظٌ:** وہ تمیز جو کلام میں مذکور نہ ہو بلکہ اس کا اعتبار کیا گیا ہو اور محل کے ذریعے اس کو سمجھا گیا ہو اسے عام طور پر نسبت کا نام دیا جاتا ہے۔ جیسے أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا۔ (مجھے مال کے لحاظ سے تیری نسبت اکثریت حاصل ہے)۔ اس مثال میں اکثریت کی نسبت حکم کی طرف ہو رہی ہے لیکن ابہام تھا کہ وہ اکثریت کس نسبت سے ہے مَالًا تمیز لا کر اس ابہام کو

رفع کر دیا گیا کہ وہ اکثریت مال کے اعتبار سے ہے گویا اکثر کی جو نسبت حکم کی طرف ہو رہی ہے وہ میتر ملحوظ ہے۔

- (۲) **ملفوظ:** وہ میتر جو کلام میں مذکور ہو اس میتر کی دو صورتیں ہیں
- (الف) **اسم کتابہ:** جیسے: کَمِ يَكْتَابًا دَرَسْتُ، عِنْدِي كَذَا يَرْهَمَا وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا۔۔۔ ان مثالوں میں کم، کذا اور کایں میتر ملحوظ ہیں۔
- (ب) **اسم ظاہر:** اس کی چار صورتیں ہیں:
- ☆ **عدد:** عِنْدِي أَحَدٌ عَشَرَ رُوبِيًّا : احد عشر میتر اور عدد ہے۔
 - ☆ **وزن:** عِنْدِي رَطلٌ زَيْتًا : رطل میتر اور وزن ہے۔
 - ☆ **کیل:** عِنْدِي قَفِيزَانِ بُرًّا : قفیزان میتر اور کیل ہے
 - ☆ **مساحت:** عِنْدِي ذِرَاعٌ ثَوْبًا : ذراع میتر اور مساحت ہے۔
- چند اہم باتیں:

- ☆ تمیز ہمیشہ اسم مکروہ کے طور پر ہی استعمال ہوتی ہے۔
- ☆ وہ تمیز جو ذات کے ابہام کو دور کرتی ہے اس کو میتر نصب دیتا ہے، جبکہ وہ تمیز جو نسبت کے ابہام کو دور کرتی ہے اس کو فعل مذکور یا شبہ فعل نصب دیتا ہے۔
- ☆ ابہام سے مراد شیء کا غیر واضح ہونا ہے۔
- ☆ وزن، کیل اور مساحت کو مقدار کہا جاتا ہے کیونکہ ان تینوں سے شیء کی مقدار کا تعین کیا جاتا ہے۔
- ☆ کیل سے مراد ہے ماپنے کا مخصوص آلہ، مخصوص آلہ کے ذریعے متعین کردہ مقدار، جیسے: لیٹر، گیلن، وغیرہ، مساحت وہ مقدار جو ٹاپ کے ذریعے متعین ہو۔
- ☆ کلو میٹر، گز وغیرہ۔
- ☆ ہوا کا دباؤ، زلزلہ کی قوت اور کثافت معلوم کرنے کے آلات بھی مقدار کے تحت آتے ہیں۔
- ☆ میتر کی ایک صورت ”شبہ مقدار“ بھی ہے اس کو مقدار کے ساتھ لاحق کیا جاتا ہے۔ جیسے: مِثْقَالٌ ذَرَّةٌ خَيْرًا لَّهِ۔..... ذرۃ میتر شبہ مقدار ہے۔
- ☆ میتر کی اقسام میں ایک میتر وہ بھی ہے جو دراصل تمیز کی فرع ہوتا ہے۔
- ☆ جیسے هَذَا خَاتَمٌ حَدِيدًا (یہ انگوٹھی لوہے کی ہے) خاتم میتر حدیدہ تمیز کی فرع ہے
- ☆ تمیز ہمیشہ عامل کے بعد واقع ہوتی ہے اس کا عامل سے مقدم ہونا جائز نہیں ہے

و مفعول بہ اسمیت کہ فعل فاعل برود واقع شود چون ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا بدانکہ این
ہمہ منصوبات بعد از تمامی جملہ باشند و جملہ بفعل و فاعل تمام شود بدین سبب گویند کہ
الْمَنْصُوبُ فَضْلَةٌ

اور مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضرب زید عمرو اور جان تو کہ یہ
تمام منصوبات جملہ کے مکمل ہونے کے بعد ہوتے ہیں اور جملہ فعل اور فاعل کے ساتھ مکمل
ہو جاتا ہے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ المنصوب فضلة

﴿مفعول بہ کا بیان﴾

جملہ فعلیہ میں عام طور پر فاعل کے بعد مفعول بہ کا ذکر بھی ہوتا ہے کیونکہ فاعل کے
فعل کا اثر مفعول بہ پر ہوتا ہے لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ مفعول بہ فعل متعدی کے بعد آتا ہے
جبکہ فعل لازم کے بعد مفعول بہ نہیں آتا کہ اس کو مفعول بہ کی محتاجی نہیں ہوتی اور اس کا مفہوم فاعل کے
ساتھ ہی پورا ہو جاتا ہے۔ نیز مفعول بہ اسمائے منصوبہ میں سے ہے یعنی مفعول بہ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے
مفعول بہ کی تعریف : وہ ذات جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔

جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا، عمرو مفعول بہ ہے۔

فائدہ : مفعول بہ پر وقوع فعل سے مراد عام ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) فاعل کا فعل حسی طور پر مفعول بہ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا،

عمرو مفعول بہ ہے جس پر حسی طور پر فعل اثر انداز ہوا۔

(۲) فاعل کے فعل کا تعلق مفعول بہ سے محض معنوی طور پر ہوتا ہے اور مفعول بہ کا نصب بطور تعظیم

ہوتا ہے۔ جیسے وَاتَّقُوا اللَّهَ، اللہ مفعول بہ ہے جس کے ساتھ فعل کا تعلق معنوی طور

پر ہے نہ کہ حسی طور پر

(۳) بعض اوقات مفعول بہ کی طرف فعل بصورت اثبات منسوب ہوتا ہے۔

جیسے زَكَيْتُ الْفَرَسَ، الفرس مفعول بہ ہے جس کی طرف فعل کا نسبت

بصورت اثبات ہے

(۴) بعض اوقات مفعول بہ کی طرف فعل بصورت نفی منسوب ہوتا ہے۔

جیسے لَمْ أَضْرِبْ زَيْدًا، زید ا مفعول بہ ہے جس کی طرف فعل بصورت نفی منسوب ہے

مفعول بہ کی اقسام:

(۱) اسم ظاہر: جیسے "رَكِبْتُ الْفَرَسَ" الفرس اسم ظاہر مفعول بہ ہے۔

(۲) ضمیر منصوب متصل: جیسے "اَكْرَمَنِي زَيْدٌ" کی ضمیر متصل منصوب محلا مفعول بہ ہے

(۳) ضمیر منصوب منفصل: "اِيَّاكَ نَعْبُدُ" ایاك ضمیر منفصل منصوب محلا مفعول بہ ہے

(۴) مصدر مؤول: جیسے "عَلِمْتُ اَنْتَكَ سَافِرٌ" (عَلِمْتُكَ سَفَرًا)

(۵) اسم مبہم (اسم اشارہ): جیسے: خُذْ هَذَا الْغُلَامَ

(۶) اسم ناقص (اسم موصول): جیسے اَكْرَمْتُ الَّذِي زَارَنِي

(۷) اسم استفہام: جیسے مَنْ اَكْرَمْتُ

(۸) اسم شرط: جیسے مَنْ تَكْرِمُ اَكْرِمُ بِهِ

(۹) جملہ: جیسے وَلَا تَخَافُوْنَ اَنْتُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ

فائدہ (۱): مفعول بہ کی اقسام میں سے مفعول بہ صریح اور مفعول بہ غیر صریح بھی ہیں

ذیل میں ان کی وضاحت بمع امثلہ بیان کی جارہی ہے:

مفعول بہ صریح: وہ مفعول بہ جو اسم ظاہر یا اسم ضمیر ہو۔ جیسے رَكِبْتُ

الْفَرَسَ اور رَكِبْتُهُ، الفرس اور "ہ" ضمیر مفعول بہ صریح ہیں۔

مفعول بہ غیر صریح: وہ مفعول بہ جو حرف جر کے واسطے سے مفعول بہ واقع ہو

یا وہ مصدر یا مفرد کی تاویل میں ہو کر مفعول بہ بنے۔ جیسے عَلِمْتُ اَنْ تَجْتَبِهَ، ان تجتہ

تاویل مصدر مفعول بہ ہے۔ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنْتُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ، اَنْتُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ

تاویل مفرد مفعول بہ ہے۔ مَرَزْتُكَ بِزَيْدٍ، زید حرف جر ہا کے واسطے سے مفعول بہ ہے۔

فائدہ (۲): بعض اوقات فعل کے بعد اکٹھی دو منصوب ضمیریں آ جاتی ہیں

صورت میں پہلی ضمیر مفعول بہ اور دوسری اس کی تاکید کہلائے گی۔ جیسے: عَلِمْتُهُ اِيَّاهُ

مفعول بہ کا حذف:

- مفعول بہ عموماً کلام میں مذکور ہوتا ہے لیکن بعض مواقع پر مفعول بہ کو حذف کر دیا جاتا ہے:
- (۱) وہ مقام جہاں سیاق کلام مفعول بہ کے حذف پر دلالت کرے یعنی کلام سے معلوم ہو جائے کہ یہاں مفعول بہ محذوف ہے۔ جیسے مَا وَدَّ عَاكِ رُبُّكَ وَمَا قُلِّي۔ اصل میں مَا قُلَّاكَ ہے، مفعول بہ کاف ضمیر منصوب متصل محذوف ہے، اسی طرح فَلَوْ شَاءَ لَهَذَا كُمْ مل میں فَلَوْ شَاءَ هَذَا يَتَكُم لَهَذَا كُمْ ہے۔ هَذَا يَتَكُم مفعول بہ محذوف ہے۔
- (۲) وہ مقام جب کلام میں دو فعلوں کے بعد ایک ہی مفعول بہ مذکور ہو۔ جیسے رَأَيْتُ كَلِمَتُ زَيْدًا اصل میں رَأَيْتُ زَيْدًا وَكَلِمَتُ زَيْدًا ہے رَأَيْتُ کا مفعول بہ محذوف ہے۔
- (۳) وہ مقام جہاں متکلم فقط معنی فعل کا فاعل سے اثبات چاہتا ہے۔ جیسے زَيْدٌ يَخَافُ، زَيْدٌ خوف محسوس کرتا ہے، قطع نظر اس کے کہ وہ کس سے خوف محسوس کرتا ہے یہاں متکلم نے زید کے خوف محسوس کرنے کے اثبات کا ارادہ کیا ہے۔

تقدیم مفعول بہ:

- مفعول بہ کو کلام میں فاعل کے بعد ذکر کیا جاتا ہے البتہ کبھی مفعول بہ فاعل سے یا فعل اور فاعل دونوں سے مقدم ہوتا ہے تفصیل ملاحظہ ہو:
- (۱) فاعل کے ساتھ کوئی ایسی ضمیر متصل ہو جو مفعول بہ کی طرف راجع ہو تو مفعول بہ وجوباً فاعل پر مقدم ہوتا ہے۔ جیسے: وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّهِ اِبْرَاهِيمَ مفعول بہ فاعل پر مقدم ہے
- (ب) مفعول بہ ضمیر متصل ہو اور فاعل اسم ظاہر ہو تو مفعول بہ وجوباً فاعل پر مقدم ہوتا ہے جیسے: شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا، شَغَلَتْ کے ساتھ نا ضمیر متصل مفعول بہ ہے۔ جو فاعل پر مقدم ہے۔
- (ج) مفعول بہ اگر ایسا اسم ہو جس کا صدر کلام میں آنا ضروری ہو تو مفعول بہ فعل اور فاعل دونوں پر وجوباً مقدم ہوتا ہے۔ جیسے: "فَأَيُّ آيَاتِ اللَّهِ تُنْكِرُونَ" اِی مفعول بہ ہے جو فعل اور فاعل دونوں پر مقدم ہے۔
- (د) اگر مفعول بہ ضمیر منفصل ہو تو فعل اور فاعل دونوں پر وجوباً مقدم ہوتا ہے۔ جیسے اِيَّاكَ نَعْبُدُ، اِيَّاكَ مفعول بہ ہے جو فعل اور فاعل دونوں پر مقدم ہے۔

(ز) کبھی مفعول بہ فاعل پر جواز اقدم ہوتا ہے۔

جیسے: وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذْرُ۔

آلَ فِرْعَوْنَ مفعول بہ جواز افاعل پر مقدم ہے۔

(س) بعض اوقات مفعول بہ جواز افعال اور فاعل پر مقدم ہوتا ہے۔

جیسے: فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ،

فَرِيقًا مفعول بہ ہے جو فعل اور فاعل دونوں پر جواز اقدم ہے۔

مفعول بہ کا عامل:

مفعول بہ کو مندرجہ ذیل چیزیں نصب دیتی ہیں:

(۱) فعل: جیسے: ضَرَبْتُ اللُّصَّ۔

اللُّصَّ مفعول بہ ہے جس کو ضَرَبْتُ فعل نے نصب دیا۔

(۲) شبہ فعل: جیسے: جَاءَ الْخَافِظُ كِتَابَ اللَّهِ۔

كِتَابَ اللَّهِ مفعول بہ ہے جس کو الْخَافِظُ اسم فاعل نے نصب دیا۔

(۳) مصدر: جیسے: وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ

النَّاسَ مفعول بہ ہے جس کو دَفْعُ مصدر نے نصب دیا۔

(۴) اسم فعل: جیسے: عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ

أَنْفُسُكُمْ مفعول بہ ہے جس کو عَلَيْكُمْ اسم فعل نے نصب دیا۔

فائدہ: بعض اوقات فعل اور فاعل دونوں کو حذف کر دیا جاتا ہے اور فقط مفعول بہ کو ذکر کیا

جاتا ہے جیسے کوئی شخص مخاطب سے کہے مَنْ ضَرَبْتُ (تو نے کس کو مارا) تو اس کے جواب میں

مخاطب فقط رِیْداً (مفعول بہ) کا ذکر کرے، اسی طرح کسی کا استقبال کرتے ہوئے مکلم اہلاً

وسہلاً کہے۔ اصل عبارت ہوگی۔ أَتَيْتُ أَهْلًا وَنَزَلْتُ مَكَانًا سَهْلًا، اسی طرح یا

سَيِّدَ الرُّسُلِ اصل عبارت اُنَادِي سَيِّدَ الرُّسُلِ ہے۔

تنبیہ: کبھی کلام میں ایک سے زائد مفعول بہ بھی آتے ہیں اس کی تفصیل آئندہ

صفحات میں آئے گی۔

فصل بدانکہ فاعل بر دو قسم است مظہر چون ضَرْبَ زَيْدٌ و مضمر بارز چون ضَرْبَتْ و مستتر یعنی پوشیدہ چون زَيْدٌ ضَرْبَ کہ فاعل ضَرْبَ ہواست در ضَرْبَ مستتر بدانکہ چون فاعل مَوْنَتْ حقیقی باشد یا ضمیر مَوْنَتْ علامت تانیث در فعل لازم باشد چون قَامَتْ هِنْدٌ وَ هِنْدٌ قَامَتْ اِیْ هِیْ و در مظہر مَوْنَتْ غیر حقیقی و در مظہر جمع تکسیر دو وجہ روا باشد چون طَلَعَ الشَّمْسُ وَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَقَالَ الرِّجَالُ وَقَالَتِ الرِّجَالُ

فصل: جان تو کہ فاعل دو قسم پر ہے مظہر جیسے ضَرْبَ زَيْدٌ اور مضمر بارز جیسے ضَرْبَتْ اور مستتر یعنی پوشیدہ جیسے زَيْدٌ ضَرْبَ کہ ضَرْبَ کا فاعل ہو ہے جو ضرب میں مستتر ہے جان تو کہ فاعل مَوْنَتْ حقیقی ہو یا ضمیر مَوْنَتْ علامت تانیث فعل میں لازمی ہوگی جیسے قَامَتْ هِنْدٌ اور هِنْدٌ قَامَتْ یعنی ہسی اور فاعل مظہر مَوْنَتْ غیر حقیقی اور فاعل مظہر جمع مکسر میں دو وجہ جائز ہیں۔ جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ اور طَلَعَتِ الشَّمْسُ اسی طرح قَالَ الرِّجَالُ اور قَالَتِ الرِّجَالُ

﴿فاعل کی اقسام﴾

فاعل کی درج ذیل اقسام ہیں:

- (۱) **اسم ظاہر:** جیسے: ضَرْبَ زَيْدٌ، زَيْدٌ اسم ظاہر فاعل ہے۔
قَالَ اللّٰهُ، اللّٰهُ اسم ظاہر اور فاعل ہے۔
- (۲) **ضمیر بارز:** جیسے: ضَرْبَتْ، تا ضمیر بارز فاعل ہے۔
ضَرْبَتْ۔ ن ضمیر بارز اور فاعل ہے۔
- (۳) **ضمیر مستتر:** جیسے: ضَرْبَ۔ اس میں ہو ضمیر مستتر فاعل ہے۔
ضَرْبَتْ اس میں می ضمیر مستتر فاعل ہے۔

فائدہ: فاعل کی دو صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱) اُن کی وجہ سے فعل مضارع بتاویل مصدر فاعل واقع ہوتا ہے۔
جیسے: يَنْتَبِغِيْ اَنْ تَفُوْزَ - اَنْ تَفُوْزَ بمعنی فَوْزُكَ فاعل ہے۔

(۲) اَنْ اپنے اسم و خبر کے ساتھ بتاویل مفرد ہو کر فاعل ہوتا ہے۔

جیسے : سَرْنِي اَنْكَ نَجَحْتُ - اَنْكَ نَجَحْتَ مَعِيَ نَجَاحُكَ
فاعل ہے۔ یاد رہے کہ یہ دونوں قسمیں اسم ظاہر میں شمار کی جاتی ہیں۔

فاعل کے ساتھ فعل کی مختلف صورتیں:

(۱) فاعل اگر مؤنث حقیقی ہو تو فعل کے ساتھ علامت تانیث لانا ضروری ہے۔

جیسے : قَامَتْ هِنْدُ

(۲) اگر فاعل ضمیر مؤنث ہو تو اس صورت میں بھی فعل کے ساتھ علامت تانیث کا لانا ضروری ہے۔ جیسے : هِنْدُ قَامَتْ قَامَتْ میں ہی ضمیر مستتر فاعل ہے اس لئے فعل کے ساتھ علامت تانیث ہے۔

(۳) اگر فاعل مؤنث مجازی ہو تو فعل کو مذکر اور مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے۔

جیسے : طَلَعَ الشَّمْسُ ، طَلَعَتِ الشَّمْسُ

(۴) اگر فاعل جمع تکسیر ہو تو اس صورت میں بھی فعل کو مذکر و مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے۔ جیسے : قَالَ الرِّجَالُ - قَالَتِ الرِّجَالُ

(۵) اگر فاعل مونث ہو اور فعل جامد کے بعد واقع ہو تو فعل کو دونوں طرح لایا جاسکتا ہے۔ جیسے : نَعِمَ الْفَتَاةُ سَعَادَةً ، نَعِمَتِ الْفَتَاةُ سَعَادَةً

تنبیہ: وہ مقام جہاں فعل مذکر لانا ضروری ہے چاہے فاعل مؤنث ہی ہو درج ذیل ہیں:

- جب فعل اور فاعل کے درمیان اِلَّا کے ذریعے فصل کیا گیا ہو۔

جیسے : مَا خَضِرَ اِلَّا هِنْدُ

- جب فاعل معنی مذکر اور لفظ مؤنث ہو۔ جیسے : جَاءَ طَلْعَةُ

- جب فاعل جمع مذکر سالم ہو۔ جیسے : جَاءَ الْمُسْلِمُونَ

تقديم فاعل على المفعول :

فاعل ہمیشہ مفعول بہ سے پہلے واقع ہوتا ہے بالخصوص جب فاعل ضمیر مرفوع متصل ہو یا

مفعول بہ کو محصور ذکر کیا جائے تو فاعل لازماً مفعول بہ پر مقدم ہوگا۔

جیسے : أَحْبَبْتُ الْوَطْنَ ، مَا فِهِمْ أَخَذَ اِلَّا سَلِيمًا

فاعل کے بارے میں چند ضروری باتیں:

- (۱) اگر فاعل اسم جمع یا جنس ہو تو فعل کو مذکر مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے۔
جیسے: قَامَ النِّسَاءُ قَامَتِ النِّسَاءُ
- (۲) اگر فاعل کے فعل کا تعلق مدح یا ذم کے ساتھ ہو تو فعل کو مذکر مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے۔ جیسے: نِعِمَّ الْمَرْأَةُ هِنْدُ نِعِمَّتِ الْمَرْأَةُ هِنْدُ
- (۳) اگر فاعل اور فعل کے درمیان کوئی فاصل ہو سوائے الا کے تو بھی فعل کو دونوں طرح لانا جائز ہے۔ جیسے: خَضِرَ الْقَاضِيُ امْرَأَةً خَضَرَتِ الْقَاضِيُ امْرَأَةً
- (۴) فاعل اگر تشنیہ یا جمع ظاہر ہو تو فعل مفرد لایا جاتا ہے۔
جیسے: جَاءَ الْمُدَرِّسَانِ ، جَاءَ الْمُدَرِّسُونَ ، جَاءَتِ الْمُدَرِّسَاتُ
- (۵) فاعل تشنیہ یا جمع ہو تو فعل کے ساتھ بعض اوقات علامت تشنیہ اور علامت جمع کو بھی لایا جاسکتا ہے۔ جیسے: قَامَا الزَّيْدَانِ ، قَامُوا الزَّيْدُونَ ، قَمْنَ الْهِنْدَاتُ

فائدہ: فاعل کو فعل پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح فاعل کو حذف کرنا بھی جائز نہیں ہے کہ وہ کلام میں عمدہ ہوتا ہے اور اگر فعل سے پہلے کوئی اسم ظاہر موجود ہو جس کے بارے میں فاعل ہونے کا گمان ہو تو دو صورتیں ہیں۔

- (۱) وہ اسم ظاہر مبتداء واقع ہوگا اور فعل میں ضمیر وجوباً مستتر ہوگی جو کہ فاعل واقع ہوگی اور اس اسم ظاہر کی طرف راجع ہوگی۔ جیسے: زَيْدٌ قَامَ ، زَيْدٌ مَبْتَدَأٌ اور قَامَ میں ھُو ضمیر مستتر فاعل ہے جو کہ زید مبتداء کی طرف راجع ہے۔

- (۲) وہ اسم ظاہر فعل محذوف یعنی مقدر کا فاعل ہوگا۔

جیسے: وَإِنْ أَخَذَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجْرُهُ ، أَخَذَ فاعل ہے۔
اور اس سے پہلے فعل اسْتَجَارَكَ مقدر ہے فعل کے مقدر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ابن شریطہ ہمیشہ فعل پر داخل ہوتا ہے۔

قسم دوم مجہول بدانکہ فعل مجہول بجائے فاعل مفعول بہ را یرفع کند و باقی را نصب کند چون
ضُرِبَ زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيرِ ضَرْبًا شَدِيدًا فِي دَارِهِ تَادِيْنَا
وَالْخَشْبَةِ وَفَعْلٌ مَجْهُولٌ رَافِعٌ مَالِمٌ بِسْمِ فاعله گویند مفعول مالم۔ بسم فاعله گویند

دوسری قسم، مجہول۔ جان تو کہ فعل مجہول وہ ہے جو فاعل کے بجائے مفعول بہ کو رفع دیتا ہے اور باقی
کو نصب دیتا ہے۔ جیسے ضُرِبَ زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيرِ ضَرْبًا شَدِيدًا
فِي دَارِهِ تَادِيْنَا وَالْخَشْبَةِ اور فعل مجہول کو فعل مالم۔ بسم فاعله بھی کہتے ہیں اور اس کے
مرفوع کو مفعول مالم۔ بسم فاعله کہتے ہیں۔

فعل مجہول کا بیان

جیسا کہ باب کے شروع میں بتایا گیا ہے کہ فعل کی دو قسمیں ہیں فعل معروف اور فعل مجہول،
فعل معروف کا تفصیلی بیان گذر چکا ہے فعل مجہول جس کو فعل مالم۔ بسم فاعله اور مفعول بھی کہتے ہیں کی
تعریف حسب ذیل ہے: وہ فعل جس کا فاعل کلام میں مذکور نہ ہو۔ یا وہ فعل جس کی نسبت مفعول بہ کی
طرف ہو۔ جیسے: ضُرِبَ زَيْدٌ

فعل مجہول کا عمل: فعل مجہول فاعل کے بجائے مفعول بہ کو رفع دیتا ہے جو فاعل کی جگہ
میں ہونے کی وجہ سے نائب فاعل کہلاتا ہے۔ نیز وہ دیگر مفعولات کو نصب ہی دیتا ہے۔ جیسے: ضُرِبَ
زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيرِ ضَرْبًا شَدِيدًا فِي دَارِهِ تَادِيْنَا وَالْخَشْبَةِ
مذکورہ بالا مثال میں زید نائب فاعل ہے یوم مفعول فیہ طرف زماں، امام مفعول فیہ ظرف
مکان ضرباً مفعول مطلق تادیباً مفعول لہ اور الخشبۃ مفعول معہ ہے۔

نائب فاعل کی تعریف: وہ اسم مرفوع جو فعل مجہول کے بعد فاعل محذوف کی جگہ واقع ہو
جیسے: ضُرِبَ زَيْدٌ، زید نائب فاعل ہے جبکہ ضُرِبَ فعل مجہول ہے۔

فائدہ: کلام میں فاعل کو حذف کرنے کی بے شمار وجوہات ہیں مثلاً خوف، کجی، ایثار
، ضرورت، انکار، اختصار، تحقیر، عظمت وغیرہ کے مواقع پر فاعل کو بعض اوقات حذف کر دیا جاتا ہے البتہ
دو صورتیں زیادہ معروف ہیں۔

(۱) جب فاعل معلوم نہ ہو۔ جیسے ضُرِبَ زَيْدٌ (زید مارا گیا)

(۲) فاعل کو ذکر نہ کیا گیا ہو لیکن وہ معروف ہو اور مذکور نہ ہونے کے باوجود بغیر کسی تردد کے کلام سے سمجھ
آ رہا ہو۔ جیسے: خُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا، فاعل اللہ تعالیٰ ہے کلام میں مذکور نہیں لیکن ہر کس و نا کس کو
معلوم ہے اور هُزِمَ الْعَدُوُّ ظاہر ہے فاعل خُشِنَا حاصل مہارت یوں ہے۔ هُزِمَ خُشِنَا الْعَدُوُّ

فصل بدانکہ فعل متعدی بر چہار قسم است اول متعدی بیک مفعول چون ضَرَبَ زَيْدٌ
عَمَرُوا دوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا باشد چون اعطی و آنچہ در
معنی او باشد چون اَعْطَيْتُ زَيْدًا دَرُھْمًا وَاِنْبَا اَعْطَيْتُ زَيْدًا نیز جائز است

فصل: جان تو کہ فعل متعدی چار قسم پر ہے اول جو ایک مفعول کو چاہتا ہے۔ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ
عَمَرُوا۔ دوم جو دو مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے لیکن ایک مفعول پر اقتصار جائز ہوتا ہے۔
جیسے: اعطی اور وہ فعل جو اس کے ہم معنی ہو۔ جیسے اعطیت زیداد رہما اور اس جگہ
اعطیت زیدا بھی جائز ہے۔

﴿فعل متعدی کی اقسام﴾

فعل متعدی یعنی وہ فعل جس کو فاعل کے ساتھ ساتھ مفعول بہ کی محتاجی بھی ہوتی ہے
کی چار قسمیں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر ۱: وہ فعل متعدی جس کو فقط ایک ہی مفعول کی ضرورت ہوتی ہے۔

جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمَرُوا، ضرب فعل متعدی ہے جو فقط ایک مفعول بہ
کا محتاج ہوتا ہے۔

نوٹ: اکثر افعال متعدیہ کا تعلق اسی قسم سے ہے۔

نمبر ۲: وہ فعل متعدی جو دو مفعولوں کا محتاج ہوتا ہے لیکن اس کے ایک مفعول کو حذف کرنا

بھی جائز ہوتا ہے۔ جیسے: اَعْطَيْتُ زَيْدًا دَرُھْمًا،

اعطی فعل متعدی ہے جو دو مفعولوں کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ لیکن اس کے دو مفعولوں میں

سے ایک کو حذف کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں، مثال کے طور پر یوں کہا جاسکتا ہے:

جیسے اَعْطَيْتُ زَيْدًا اور یوں بھی کہا جاسکتا ہے:

اَعْطَيْتُ دَرُھْمًا۔

سوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روانا باشد این در افعال قلوب است چون
 عَلِمْتُ وَظَنَنْتُ وَحَسِبْتُ وَخَلْتُ وَزَعَمْتُ وَرَأَيْتُ وَوَجَدْتُ
 چون عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا وَظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا چہارم متعدی بہ
 مفعول چون اَعْلَمَ وَارَى وَانْبَأَ وَاخْبَرَ وَخَبَرَ وَنَبَأَ وَحَدَّثَ
 چون اَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمُرًا فَاضِلًا

سوم جو دو مفعول کی طرف متعدی ہو، لیکن اقتصار ایک پر جائز نہ ہو اور یہ افعال قلوب میں سے ہے۔ جیسے
 عَلِمْتُ، ظَنَنْتُ، حَسِبْتُ، خَلْتُ، زَعَمْتُ، رَأَيْتُ، وَجَدْتُ جیسے عَلِمْتُ
 زَيْدًا فَاضِلًا اور ظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا۔ چہارم جو تین مفعول کی طرف متعدی ہو جیسے اَعْلَمَ،
 ارَى، انْبَأَ، اخْبَرَ، خَبَرَ، نَبَأَ، حَدَّثَ جیسے اَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمُرًا فَاضِلًا۔

نمبر ۳: وہ فعل متعدی جو دو مفعولوں کا محتاج ہوتا ہے۔ اور اُن میں سے کسی کا حذف جائز
 نہیں ہوتا۔ جیسے: عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا۔ اور ظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا۔
 علم اور ظن دونوں افعال متعدیہ ہیں جن کو بہر صورت دو مفعولوں کی ضرورت ہوتی ہے اور اُن
 میں سے کسی کو حذف کرنا جائز نہیں ہوتا ان افعال متعدیہ کا تعلق قلب سے ہوتا ہے اسی وجہ سے ان
 کو افعال قلوب کہا جاتا ہے۔

افعال قلوب کی تفصیل

تعریف: وہ افعال جن کا تعلق قلب یعنی عقل کے ساتھ ہو۔

کتب نحو میں ان کی تعداد زیادہ ہے لیکن مصنف نے نقطہ سات کا ذکر کیا ہے۔

عَلِمْتُ	جیسے:	عَلِمْتُ اللّٰهُ حَكِيمًا
ظَنَنْتُ	جیسے:	ظَنَنْتُ الْهَلَالَ طَالِعًا
حَسِبْتُ	جیسے:	وَلَا تَحْسِبَنَّ اللّٰهُ عَافِيًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ
خَلْتُ	جیسے:	خَلْتُ الشَّمْسَ مَخْجُوبَةً
زَعَمْتُ	جیسے:	يَزْعُمُونَ الْحَقُّ بَاطِلًا
رَأَيْتُ	جیسے:	رَأَيْتُ اللّٰهُ رَحِيمًا
وَجَدْتُ	جیسے:	وَجَدْتُ الْحَقُّ مُضْمِنًا

فائدہ: افعال قلوب چونکہ کبھی یقین اور کبھی شک یا گمان غالب پر دلالت کرتے ہیں اس لئے ان کو دو قسموں میں منقسم کیا جاسکتا ہے:

(۱) وہ افعال قلوب جو یقین کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔

جیسے: عَلِمْتُ، رَأَيْتُ، وَجَدْتُ

مثال: عَلِمْتُ زَيْدًا قَائِمًا۔

(۲) وہ افعال قلوب جو شک یا گمان غالب کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔

جیسے: ظَنَنْتُ، حَسِبْتُ، خَلْتُ، زَعَمْتُ

مثال: ظَنَنْتُ خَالِدًا قَائِمًا

افعال قلوب کی حالتیں:

افعال قلوب کی عمل کرنے اور نہ کرنے کے لحاظ سے مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

(۱) افعال قلوب دونوں مفعولوں کو نصب دیتے یعنی عمل کرتے ہیں۔

جیسے: ظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا

(۲) افعال قلوب کا عمل لفظاً اور محلاً باطل ہو جاتا ہے جبکہ وہ دونوں مفعولوں کے درمیان

یا ان کے بعد واقع ہوں اور اس صورت میں فعل ملغی ہوتا ہے جبکہ فاعل بمعنی ظرف ہوتا ہے۔

جیسے: زَيْدٌ ظَنَنْتُ عَالِمٌ اور زَيْدٌ عَالِمٌ ظَنَنْتُ،

مذکورہ بالا دونوں جملے زَيْدٌ عَالِمٌ فِي ظَنِّي کے معنی میں ہیں۔

(۳) افعال قلوب کا عمل لفظاً باطل ہو جاتا ہے لیکن محلاً باطل نہیں ہوتا یعنی افعال قلوب

کے بعد والے جملہ اسمیہ کے دونوں جز لفظاً مرفوع ہوتے ہیں جبکہ معنی اور محلاً دو مفعولوں کے قائم مقام

ہوتے ہیں اور یہ اُس صورت میں ہوتا ہے جب افعال قلوب کے بعد کوئی ایسا کلمہ موجود ہو جس کا صدر

کلام میں آنا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً۔

(۱) لام ابتداء: جیسے: ظَنَنْتُ لَزَيْدٍ قَائِمٌ

(ب) ماثیہ: جیسے: عَلِمْتُ مَا زَيْدٌ قَائِمٌ

(ج) لاثیہ: جیسے: عَلِمْتُ لَا زَيْدٍ قَائِمٌ وَلَا عَمْرُو

(د) اثنی ثانیہ: جیسے: عَلِمْتُ اِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ

(ز) ہمزہ استفہام: جیسے: عَلِمْتُ اَزَيْدٍ قَائِمٌ اَمْ عَمْرُو

(س) جب دو مفعولوں میں سے ایک اسم استفہام ہو۔ جیسے عَلِمْتُ أَيُّهُمْ أَبُوكَ
فائدہ ۱: اگر کوئی قرینہ موجود ہو تو افعال قلوب کے مفعول ثانی کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے
 کوئی شخص اپنے مخاطب سے دریافت کرے مَنْ ظَنَنْتَہُ قَائِمًا تو مخاطب جواب میں کہے
 ظَنَنْتَ زَيْدًا۔

فائدہ ۲: فعل متعدی کی دوسری اور تیسری قسم میں فرق سمجھنے کے لئے آسان
 طریقہ یہ ہے کہ اتنا سمجھ لیا جائے کہ جس فعل متعدی کے کسی مفعول کو حذف کرنا جائز نہیں ہوتا وہ دونوں
 مفعول افعال قلوب کے دخول سے پہلے آپس میں مبتدا اور خبر کا تعلق رکھتے ہیں جبکہ دوسری قسم میں ایسا
 نہیں ہے۔ جیسے عَلِمْتُ زَيْدًا قَائِمًا (زَيْدًا قَائِمًا)

نقشہ: افعال قلوب کی بحث کے آخر میں اس حوالے سے چند اہم باتیں فائدہ کے لئے ذکر کی
 جارہی ہیں ان افعال کو افعال ظن اور اس کے اخوات کا نام دیا جاتا ہے۔ ان افعال کو مختلف اقسام
 پر تقسیم کیا جاتا ہے جن کی تفصیل و تقسیم دیکھیے:
 افعال ظن اور اس کے اخوات کی باعتبار معنی دو قسمیں ہیں:

(۱) افعال قلوب (۲) افعال تحویل یا افعال تصحیر

افعال قلوب :

اس کی چار قسمیں ہیں: (۱) وہ جو فقط یقین پر دلالت کرتے ہیں یہ چار افعال ہیں۔

مثالیں:	وَجَدْتُ	جیسے:	وَجَدْتُ الْعَدْلَ وَاجِبًا
	تَعَلَّمْتُ	جیسے:	تَعَلَّمْتُ الصَّدَقَ نَجَاةً
	أَلْفَيْتُ	جیسے:	أَلْفَيْتُ الْأَجْتِهَادَ وَسَبِيلَةَ الْفَلَاحِ
	ذَرَيْتُ	جیسے:	ذَرَيْتُكَ وَفِيًّا بِالْعَهْدِ

(۲) وہ افعال جو رجحان پر دلالت کرتے ہیں اور یہ پانچ افعال ہیں:

مثالیں:	جَعَلْتُ	جیسے:	جَعَلْتُ الشُّجَاعَ جَبَانًا
	خَجَوْتُ	جیسے:	خَجَوْتُ الْمَالَ بَاقِيًا
	عَذَذْتُ	جیسے:	عَذَذْتُ الْحِسَابَ يَسِيرًا

زَعَمْتُ جیسے زَعَمْتُ عَلِيًّا شُجَاعًا هَبْ جیسے هَبْ عَلِيًّا حَاضِرًا

(۳) وہ افعال جو یقین اور رجحان دونوں پر دلالت کرتے ہیں لیکن یقین کے معنی غالب ہوتے

ہیں اور یہ دو فعل ہیں:

مثالیں: رَأَيْتُ : جیسے: رَأَيْتُ تَقْدَمَ الْمَرْءَ مَوْقُوفًا عَلَى حُسْنِ أَخْلَاقِهِ

عَلِمْتُ : جیسے: عَلِمْتُ الصِّدْقَ خَيْرًا

(۴) وہ افعال جو یقین اور رجحان دونوں پر دلالت کرتے ہیں لیکن رجحان کے معنی غالب ہوتے ہیں

مثالیں: ظَنَنْتُ : جیسے: ظَنَنْتُ الْهَلَالَ طَالِعًا

حَسِبْتُ : جیسے: حَسِبْتُ الْمَالَ نَافِعًا

خَلْتُ : جیسے: خَلْتُ الْوَدَّ صَافِيًا

فائدہ: یقین سے مراد وقوع خبر کا یقینی ہونا جبکہ رجحان سے مراد خبر کے وقوع کا غالب گمان ہونا ہے۔

افعال تحویل:

وہ افعال جو کسی شے کی ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تبدیل ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ افعال تحویل اور ان کی مثالیں:

جَعَلَ : جیسے: فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مُنْشُورًا

رَدَّ : جیسے: فَرَدَّ شُعُورَهُنَّ السُّودَ بَيَاضًا

تَرَكَ : جیسے: وَتَرَكَنَا الْطِفْلَ رَضِيْعًا

اتَّخَذَ : جیسے: اتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا

تَخَذَ : جیسے: تَخَذْتُ سَعْدًا صَدِيقًا

صَيَّرَ : جیسے: صَيَّرْتُ الْعَدُوَّ صَدِيقًا

وَهَبَ : جیسے: وَهَبَ عُثْمَانُ الْمُسْلِمِينَ مَالًا

فعل متعدی بہ مفعول

نمبر ۴: وہ فعل جو تین مفعولوں کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ جیسے: أَعْلَمَ اللَّهُ زَيْدًا

عَمَرُوا قَاضِيًا، زَيْدًا مَفْعُولِ أَوَّلٍ عَمَرُوا مَفْعُولِ ثَانِيٍّ أَوْ قَاضِيًا مَفْعُولِ ثَالِثٍ ہے۔

یاد رہے کہ اس باب کے مفعول ثانی اور مفعول ثالث آپس میں فعل متعدی کے دخول سے پہلے

حقیقتاً مبتدا اور خبر واقع ہوتے ہیں۔ جیسے: أَعْلَمْتُ زَيْدًا الْخَبَرَ ضَعِيفًا (الخبر

صحیح) أَنْبَأْتُ عَبْدَ اللَّهِ زَيْدًا مُسَافِرًا (زید مسافر)

بدانکہ این ہمہ مفعولات مفعول بہ اند و مفعول دوم در باب عَلِمْتُ و مفعول سوم در باب
أَعْلَمْتُ و مفعول لہ و مفعول معہ را بجائے فاعل نتوانند نہاد و دیگر ہا را شاید و در باب
أَعْطَيْتُ مفعول اول بمفعول مالم یسم فاعلہ لائق تر باشد از مفعول دوم۔

جان تو کہ یہ تمام مفعولات مفعول بہ ہیں اور علمت کے باب کا دوسرا مفعول اور اعلمت کے
باب کا تیسرا مفعول، مفعول لہ اور مفعول معہ فاعل کی جگہ (نائب فاعل) واقع نہیں ہو سکتے
اور دیگر مفعولات کبھی فاعل کی جگہ آتے ہیں اور اعطیت کا پہلا مفعول دوسرے مفعول کی بنسبت
مفعول مالم یسم فاعلہ بننے کے زیادہ لائق ہے۔

فائدہ: فاعل کا نائب بننے کی صلاحیت درج ذیل اسماء میں ہوتی ہے۔

- (۱) مفعول بہ: جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ: زید حقیقتاً مفعول بہ اور اس جملہ میں نائب فاعل ہے
- (۲) مفعول فیہ ظرف مکاں: جیسے: جُلِسَ أَمَامُكَ،
امام در اصل مفعول فیہ ظرف مکاں ہے اور اس جملہ میں نائب فاعل ہے۔
- (۳) مفعول فیہ ظرف زمان: جیسے: صَيَّمْ رَمَضَانَ،
رمضان در اصل مفعول فیہ ظرف زمان ہے اور اس جملہ میں نائب فاعل ہے۔
- (۴) مصدر یعنی مفعول مطلق: جیسے فَبَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ، نفخة
در حقیقت مفعول مطلق اور اس جملہ میں نائب فاعل ہے۔
- (۵) جار مجرور: جیسے وَلَمَّا سَقَطَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ، فی ایدیہم جار مجرور اس جملہ میں
نائب فاعل ہے۔

وہ مفعولات جو نائب فاعل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے:

- (۱) علمت یعنی افعال قلوب کا مفعول ثانی۔ (۲) باب اعلمت کا مفعول ثالث
 - (۳) مفعول معہ، (۴) مفعول لہ،
 - (۵) مصدر مؤکد یعنی وہ مفعول مطلق جو فعل سابق کی تاکید کے لئے آتا ہے۔
- یاد رہے کہ باب اصلی کے دونوں مفعول نائب فاعل بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں البتہ اس کے
مفعول اول کو نائب فاعل بنانا زیادہ مناسب ہے۔

فصل بدانکہ افعال ناقصہ ہفدہ اندگان و صار و ظل و بات و اصبَح
 و اضحی و امسی و عاد و اض و غذا و راح و مازال و ما انفک
 و ما تبرح و ما فتی و ما دام و لیس این افعال بفاعل تنہا تمام نشوند محتاج باشند
 بخبرے بدین سبب لہذا انہا را ناقصہ گویند و در جملہ اسمیہ روند و مسند الیہ را بر رفع کنند و مسند را
 بصب چون کان زید قائما و مرفوع را اسم کان گویند و منصوب را خبر کان و باقی را برین
 قیاس کن بدانکہ بعضی ازین افعال در بعضی احوال بفاعل تنہا تمام شوند چون کان مَطَرٌ
 شد باران بمعنی حصل و اورا کان تامہ گویند و کان زائدہ نیز باشد

فصل: جان تو کہ افعال ناقصہ سترہ ہیں کان، صار، ظل، بات، اصبَح، اضحی،
 امسی، عاد، اض، غذا، راح، مازال، ما انفک، ما تبرح، ما فتی، ما دام، لیس
 یہ افعال تنہا فاعل کے ساتھ پورے نہیں ہوتے اور خبر کے محتاج ہوتے ہیں اسی وجہ سے ان کو افعال
 ناقصہ کہتے ہیں یہ جملہ اسمیہ میں داخل ہوتے ہیں اور مسند الیہ کو رفع اور مسند کو نصب دیتے ہیں جیسے
 کان زید قائما مرفوع کو اسم کان اور منصوب کو خبر کان کہتے ہیں باقی کو تو اسی پر قیاس کر لے جان
 تو کہ ان میں سے بعض افعال بعض صورتوں میں تنہا اپنے فاعل پر پورے ہو جاتے ہیں۔ جیسے کان
 مَطَرٌ بارش ہوئی یہ بمعنی حصل کے ہے اور اسکو کان تامہ کہتے ہیں اور کان زائدہ بھی ہوتا ہے۔

﴿افعال ناقصہ کا بیان﴾

افعال ناقصہ کا تعلق کلمات نواح سے ہے کیونکہ یہ افعال اپنے معمول و مدخول کے
 سابق حکم کو منسوخ کر دیتے ہیں اگرچہ ان افعال کی تعداد زیادہ ہے لیکن مصنف نے فقط سترہ افعال کا
 ذکر کیا ہے جن کی تفصیل و توضیح ذیل میں بیان کی جائے گی۔

افعال ناقصہ، تعریف و حکم:

افعال ناقصہ سے مراد وہ افعال ہیں جو فاعل کو زمانہ ماضی میں کسی صفت پر ثابت کرنے کے
 لئے وضع کئے گئے ہیں یہ افعال مبتدا اور خبر یعنی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں مبتدا کو رفع دیتے ہیں اور
 خبر کو نصب دیتے ہیں علاوہ ازیں افعال ناقصہ کے بعد مبتدا ان افعال کا اسم اور خبر مبتدا ان افعال کی خبر
 کہلاتے ہیں۔ مثال: جیسے کان زید قائما، مذکورہ مثال میں کان فعل ناقص، زید اسم کان
 اور قائما خبر کان ہے۔

افعال ناقصہ کو ناقصہ کہنے کی وجہ:

افعال ناقصہ فعل متعدی کی طرح ہیں بایں طور کہ فعل متعدی کا مفہوم فقط فاعل کے ذکر سے پورا نہیں ہوتا بلکہ مفعول بہ کا ذکر بھی اس کے بعد ضروری ہوتا ہے بالکل اسی طرح افعال ناقصہ کا مفہوم و مقصود بھی فقط فاعل کے ذکر سے مکمل نہیں ہوتا بلکہ کلام میں ان کی خبر کا ذکر بھی لازمی ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے افعال ناقصہ کا اسم مجازاً ان کا فاعل اور ان کی خبر مجازاً ان کا مفعول بہ کہلاتا ہے۔ جیسے صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا۔ صار فعل ناقص ہے زید حقیقتاً اسم صار اور مجازاً فاعل صار ہے جبکہ غنيا حقیقتاً خبر صار اور مجازاً صار کا مفعول بہ ہے۔

اسم کان کی تعریف:

وہ مبتدا جس پر کان یا دوسرا کوئی فعل ناقص داخل ہو۔ جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا مِّنْ زَيْدٍ

خبر کان کی تعریف:

ہر وہ خبر مبتدا جس پر کان داخل ہو لیکن کان کے دخول کے بعد وہ منصوب ہو جائے۔

جیسے: كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا مِّنْ قَائِمًا

افعال ناقصہ کی اقسام:

عمل کرنے کے اعتبار سے افعال ناقصہ کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

نمبر ۱: وہ افعال ناقصہ جو بغیر کسی شرط کے عمل کرتے ہوئے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں اُن کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے۔

☆ **كَانَ:** یاد رہے کہ کان ناقصہ کئی معانی پر دلالت کرتا ہے۔

(ا) **كَانَ:** کی خبر کا ثبوت اس کے اسم کے واسطے بطور استمرار و دوام کے ہوتا ہے۔

جیسے: وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيْمًا یعنی اس کی رحمت کا سلسلہ جاری رہتا ہے منقطع نہیں ہوتا۔

(ب) **كَانَ:** کی خبر کا ثبوت اس کے اسم کے واسطے بطور انقطاع کے ہے۔

جیسے: كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا، ظاہر ہے زید ہمیشہ کھڑا نہیں رہے گا بلکہ کچھ وقت کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

صَارَ : صَارَ اپنے اسم کے ایک وصف سے دوسرے وصف یا ایک حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف منتقل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

جیسے: **صَارَ زَيْدٌ فَقِيْهًا** (زید فقیر ہوا یعنی زید جہالت سے فقاہت کی طرف منتقل ہو گیا) اور **صَارَ الطَّيْنُ خَبْرًا** (کچھڑ پتھر ہوا)

عَادَ : صَارَ کا معنی دیتا ہے۔ جیسے **عَادَ عَمْرُو غَانِمًا** (عمرو غانم ہوا)

آضَ : صَارَ کا معنی دیتا ہے۔ جیسے **آضَ زَيْدٌ سَالِمًا** (زید سلامتی والا ہوا)

غَا : صَارَ کا معنی دیتا ہے۔ جیسے **غَا بَكْرٌ مُسَافِرًا** (بکر سفر کرنے والا ہوا)

زَاخَ : صَارَ کا معنی دیتا ہے۔ جیسے **زَاخَ زَيْدٌ عَاجِلًا** (زید جلدی کرنے والا ہوا)

أَمْسَى : یہ فعل ناقص دلالت کرتا ہے کہ اس کی خبر کا ثبوت اس کے اسم کے واسطے وقت

مساء (زوال سے نصف لیل) میں ہوا۔ جیسے **أَمْسَى زَيْدٌ مُسْرُورًا** زید

شام کے وقت خوش ہو گیا۔

أَصْبَحَ : یہ فعل ناقص دلالت کرتا ہے کہ اس کی خبر کا ثبوت اس کے اسم کے واسطے وقت

صبح (نصف لیل سے زوال تک) میں ہوا۔ جیسے: **أَصْبَحَ زَيْدٌ ضَائِعًا**، زید صبح کے

وقت روزے والا ہو گیا۔

ظَلَّ : یہ فعل ناقص اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی خبر کا ثبوت اس کے اسم کے

واسطے دن (طلوع شمس سے غروب تک) کے وقت ہوا۔

جیسے: **ظَلَّ زَيْدٌ مُتَفَكِّرًا** (زید دن کے وقت فکر مند ہوا)

بَاتَ : یہ فعل ناقص دلالت کرتا ہے کہ اس کی خبر کا ثبوت اس کے اسم کے واسطے رات

کے وقت ہوا۔ جیسے: **بَاتَ زَيْدٌ نَائِمًا**

اصبح ، امسی ، اضحی ، ظل اور بات بعد والے جملہ کے مضمون کو ان اوقات

کے ساتھ ملانے کا فائدہ دیتے ہیں کہ جن اوقات پر یہ افعال دلالت کرتے ہیں، لیکن کبھی یہ صَار کے

معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں یعنی اسم کے خبر کے ساتھ متصف ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور وقت

کی قید سے خالی ہوتے ہیں۔ جیسے **أَصْبَحَ خَالِدٌ غَنِيًّا** (خالد غنی ہو گیا)

☆ لَيْسَ (اصل لَيْسَ) یہ فعل ناقص زمانہ حال میں مضمون جملہ کی نفی کے لئے آتا ہے
یعنی اسم سے خبر کے ثبوت کی نفی زمانہ حال میں کرتا ہے۔ جیسے لَيْسَ الْيَنْجَاحُ سَهْلًا
(کامیابی آسان نہیں ہے)

علاوہ ازیں بعض علمائے نحو کے نزدیک لیس فقط مضمون جملہ کی نفی کے لئے آتا ہے وہ نفی زمانہ
حال میں ہو زمانہ استقبال میں ہو یا زمانہ ماضی میں۔ جیسے لَيْسَ الْيَنْجَاحُ سَهْلًا
(۲) وہ افعال ناقصہ جو اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں شرط یہ ہے کہ افعال
ناقصہ سے پہلے کلمہ نفی، نہی یا کلمہ دعا ہو۔ تفصیل درج ذیل ہے:

- ☆ مَا زَالَ جیسے: مَا زَالَ الْمَطَرُ غَزِيرًا (بارش برستی رہی)
- ☆ مَا بَرِحَ جیسے: مَا بَرِحَ الْمَرِيضُ مُتَوَجِّعًا (مریض درد محسوس کرتا رہا)
- ☆ مَا فَتَى جیسے: مَا فَتَى الطَّالِبُ خَاضِرًا (طالب علم حاضر ہوتا رہا)
- ☆ مَا انْفَكَ جیسے: مَا انْفَكَ زَيْدٌ جَالِسًا (زید بیٹھا رہا)

فائدہ: ما زال، ما برح، ما فتى اور ما انفك یہ چاروں افعال ناقصہ استمرار و
دوام کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ یہ چاروں افعال مانافیہ کے بغیر نفی کے معنی
پر دلالت کرتے ہیں جب ان پر حرف نفی داخل کیا گیا تو نفی کی نفی سے ثبوت کے معنی پیدا ہو گئے۔ مثال
کے طور پر زال کا مفہوم ہے کسی شے کا زائل ہونا یعنی منفی ہو جانا اور جب "ما" داخل ہوا تو معنی ہو گئے کسی
شے کا زائل نہ ہونا یعنی منفی نہ ہونا بلکہ اس کا مسلسل ثابت رہنا۔

(۳) وہ افعال ناقصہ جو اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں شرط یہ ہے کہ اُن افعال
سے پہلے ما مصدریہ ہو یہ ایک ہی فعل ہے۔ مَا دَامَ جیسے: لَا تَغْبِرِ الشَّارِعَ مَا دَامَتِ
الْإِشَارَةُ خَيْرًا (سرخ اشارہ باقی رہنے تک تو سڑک عبور نہ کر)۔
یاد رہے کہ مادام کسی امر کی توقیت (وقت کی تعیین) کو اس مدت کے ساتھ ثابت کرنے کے
لئے آتا ہے جس میں اس کی خبر اس کے فاعل کے لئے ثابت ہو۔
فائدہ: مادام کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس سے پہلے کوئی جملہ واقع ہو۔

ان کی اقسام:

ان کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں:

کان ناقصہ: اس صورت میں کان اسم اور خبر دونوں کا محتاج ہوتا ہے۔

جیسے: **كَانَ زَيْدٌ غَالِمًا**

(**کان تامہ:** اس صورت میں کان اپنے مرفوع کے ساتھ تام ہو جاتا ہے اور خبر کا

اج نہیں ہوتا۔ جیسے: **كَانَ مَطَرٌ** (بارش برسی) **(كُنْ ، فَيَكُونُ)**

ہوٹ: کان تامہ حصّٰل کے معنی پر مشتمل ہوتا ہے اسی طرح **وَجَدَ ، خَضِرًا** اور ثبوت کے

معنی بھی لئے جاسکتے ہیں۔

(**کان زائدہ:** کان زائدہ لفظی اور معنوی طور پر کوئی عمل نہیں کرتا بلکہ یہ تحسین کلام

کے لئے آتا ہے اور اگر اسے کلام سے حذف کر دیا جائے تب بھی کلام کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں

پڑھتا جیسے: **لَا يُوجَدُ كَانٌ مِثْلُكَ** (تیری مثل کوئی موجود نہیں)

کر لا یوجد مثلك کہا جائے تب بھی کوئی معنوی تبدیلی نہیں ہوگی، یاد رہے کہ کان زائدہ ہمیشہ

کلام کے وسط میں آتا ہے شروع کلام میں نہیں آتا۔

کان ناقصہ کی ایک اور تقسیم

کان ناقصہ کو درج اقسام پر بھی تقسیم کیا جاتا ہے:

(**۱ کان انقطاعیہ:** وہ کان ناقصہ جو ایسے امر پر دلالت کرے جو زمانہ ماضی میں وقوع

پذیر ہوا پھر منقطع ہو گیا۔ جیسے **كَانَ زَيْدٌ مَرِيضًا** (زید مریض تھا) یعنی اب صحت مند ہے۔

(**۲ کان استمراریہ:** وہ کان ناقصہ جو ایسے امر پر دلالت کرے جس میں استمرار و دوام

پایا جائے۔ جیسے **وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا**

(**۳ کان بمعنی صاریا کان انتقالیہ:** وہ کان ناقصہ جو کسی امر کے ایک حال

سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونے پر دلالت کرے۔ جیسے **وَسَيَّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ**

سَرَابًا، وَبُسَّتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ هَبَاءً مُنثَوْرًا

(**۴ کان شانیہ:** وہ کان ناقصہ جس کا اسم ضمیر شان کی صورت میں محذوف ہو اور خبر جملہ

ہو جو اس کا مفسر ہو۔ جیسے گَانَ زَيْدٌ قَائِمٌ اصل میں ہے گَانَ هُوَ زَيْدٌ قَائِمٌ

فائدہ (۱):

مصنف نے فقط کان کے بارے میں کچھ وضاحت کی ہے درحقیقت زَالٌ ، فَتًى اور لَيْسَ کے علاوہ بقیہ تمام افعال ناقصہ کبھی خلاف اصل تامہ بھی استعمال ہوتے ہیں ایسی صورت میں یہ افعال فعل لازم کی طرح ہوتے ہیں ان کو خبر کی محتاجی نہیں رہتی بلکہ فاعل کے ساتھ ہی ان کا مفہوم مکمل ہو جاتا ہے۔ جیسے: فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ، اور وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ

فائدہ (۲):

وہ افعال ناقصہ جو وقت کے مفہوم پر مشتمل ہوتے ہیں تام ہونے کی صورت میں ان کے مفہوم میں دخول کے معنی کا اضافہ ہو جائے گا۔ جیسے أَصْبَحَ زَيْدٌ (زید صبح کے وقت داخل ہوا) أَضْحَى خَالِدٌ (خالد چاشت کے وقت داخل ہوا)۔

افعال ناقصہ کے اسم و خبر کے بارے میں ضروری بات:

نمبر ۱: افعال ناقصہ کی خبر کو ان کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔

جیسے گَانَ عَالِمًا زَيْدٌ اور وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ

نمبر ۲: لیس اور مادام کے علاوہ بقیہ افعال ناقصہ کی خبر کو ان کے اسم اور خود ان افعال پر بھی

مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے عَالِمًا گَانَ زَيْدٌ

افعال ناقصہ کی تصریف و عدم تصریف کے اعتبار سے اقسام:

(۱) وہ افعال ناقصہ جن سے مضارع اور امر کے صیغے بھی آتے ہیں لیکن عمل ماضی جیسا ہوتا ہے۔

جیسے۔ اَصْبَحَ ، اَضْحَى ، كَانَ ، ظَلَّ ، بَاتَ ، امْسَى ، بَاتَ ، صَارَ ، عَدَا ، رَاحَ ، آضَ ، عَادَ ،

(۲) وہ افعال ناقصہ جن سے مضارع کے صیغے آتے ہیں لیکن امر کے صیغے نہیں آتے۔

جیسے: مَا زَالَ ، مَا فَتًى ، مَا بَرَحَ ، مَا انْفَكَ ۔

(۳) وہ افعال ناقصہ جو جامد ہیں یعنی ان سے مضارع اور امر کے صیغے نہیں آتے۔

جیسے: مَا دَامَ اور لَيْسَ

نوٹ: کبھی کان کے فعل مضارع مجزوم بلم کے آخر سے نون یعنی لام کلمہ کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے

جیسے: لَمْ يَكُنْ سَلَمٌ يَكُ

فصل بدانکہ افعال مقاربہ چارست عسسی و گاد و کرب و اوشک و این افعال در جملہ اسمیہ روند چون کسان اسم را بر رفع کنند و خبر را نصب الا آنکہ خبر اینہا فعل مضارع باشد با آن چون عسسی زیدُ اُن یُخرج یا بے ان چون عسسی زیدُ یُخرج و شاید کہ فعل مضارع با آن فاعل عسسی باشد و احتیاج بخبر نیستد چون عسسی اُن یُخرج زیدُ در محل رفع بمعنی مصدر

فصل: جان تو کہ افعال مقاربہ چار ہیں عسسی، کاد، کرب اور اوشک یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوں گے۔ جیسے کان ہے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں مگر اس جگہ ان کی خبر فعل مضارع ان کے ساتھ ہوگی۔ جیسے: عسسی زیدان یخرج یا بغیر ان کے۔ جیسے: عسسی زید یخرج اور ممکن ہے کہ فعل مضارع ان کے ساتھ مل کر عسی کا فاعل واقع ہو اور خبر کا محتاج نہ ہو۔ جیسے: عسسی ان یخرج زید محل رفع میں بمعنی مصدر کے ہے۔

﴿افعال مقاربہ﴾

افعال مقاربہ سے مراد وہ افعال ہیں جو خبر کے متکلم کے لئے قریب الحصول ہونے کی امید، وثوق یا خبر کے شروع ہو جانے پر دلالت کرتے ہیں مصنف نے چار افعال کا ذکر کیا ہے۔

(۱) عسسی: فعل عسسی خبر کے قریب الحصول ہونے کی امید پر دلالت کرتا ہے۔

جیسے: عسسی زیدُ اُن یُقوم

(۲) کاد: فعل کاد خبر کے قریب الحصول ہونے کے وثوق پر دلالت کرتا ہے۔

جیسے: کاد خالد یجیء

(۳) کرب: جیسے: فعل کرب کاد کی طرح ہے جیسے کرب الشتاء ینقضی

(۴) اوشک: جیسے: فعل اوشک کاد کی طرح ہے جیسے اوشک زیدُ اُن یأتی

افعال مقاربہ کا عمل:

افعال مقاربہ عمل کے اعتبار سے کان ناقصہ کی طرح ہیں اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں لیکن مذکورہ عمل کرنے کے لئے ان کی خبر کا فعل مضارع ہونا ضروری ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں:

(ا) ان افعال کی خبر فعل مضارع کی صورت میں ہوگی۔

جیسے: عَسَى زَيْدٌ يَقُومُ، كَادَ خَالِدٌ يَجِيءُ،

كُرِبَ الشِّتَاءُ يَنْقُضِي، أَوْشَكَ زَيْدٌ يَخْرُجُ

(ب) ان افعال کی خبر فعل مضارع بمع أن مصدریہ کی صورت میں ہوگی۔

جیسے: عَسَى زَيْدٌ أَنْ يَقُومَ، كَادَ خَالِدٌ أَنْ يَجِيءَ،

كُرِبَ الشِّتَاءُ أَنْ يَنْقُضِيَ، أَوْشَكَ زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ

عسی تامہ: یاد رہے کہ بعض اوقات فعل عسی تام بھی ہوتا ہے اس صورت میں فعل مضارع بمع ان عسی کا قائل واقع ہوتا ہے جیسے عسی أَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ اس مثال میں ان یخرج زید بتاویل مفرد عسی کا قائل ہے۔

فائدہ: افعال مقاربہ کے بارے میں مصنف نے اختصار سے کام لیا ہے درحقیقت افعال مقاربہ کی تعداد زیادہ ہے جن کو علماء نحو نے تین قسموں پر تقسیم کیا ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

نمبر ۱: افعال مقاربہ: وہ افعال جو (قائل کے لئے) خبر کے قریب الحصول ہونے کے دُوق پر دلالت کرتے ہیں۔

جیسے کاد: يَكَادُ الْبَرَقُ يَخْطِفُ أَبْصَارَهُمْ
(قریب ہے کہ وہ ان کی آنکھیں اچک لے)

کرب: كُرِبَ الشِّتَاءُ يَنْقُضِي
(قریب ہے کہ موسم گرما گزر جائے)

اوشک: أَوْشَكَ زَيْدٌ أَنْ يَأْتِيَ (قریب ہے کہ زید آجائے)

نمبر ۲: افعال رجاء: وہ افعال جو خبر کے قریب الحصول ہونے کی امید پر دلالت کرتے ہیں:

جیسے: عَسَى زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ، امید ہے زید جلد ہی نکلے گا۔

حری: حَرَى الْغَائِبُ أَنْ يَخْضُرَ امید ہے غائب کا حاضر ہونا قریب ہے۔

اخلولق: اِخْلَوْلِقِ الْهَوَاءُ أَنْ يَغْتَدِلَ امید ہے ہوا جلد ہی معتدل ہو جائے گی۔

نمبر ۳: افعال شروع: وہ افعال جو اسم کے لئے خبر کے شروع ہو جانے پر دلالت کرتے ہیں

جیسے جعل: جَعَلَ الرَّعْدُ يَقْصِفُ بجلی کڑکنے لگی
 طَفِقَ يَاطْفِقُ: طَفِقَ الْجَيْشُ يَتَحَرَّكُ لشکر حرکت کرنے لگا۔
 اخذ: أَخَذَ الْمَطَرُ يَنْزِلُ بارش برسنے لگی۔

نوٹ: شرع، بدء، هب، أنشاء، علق وغیرہ کا تعلق بھی افعال شروع کے ساتھ ہے۔

افعال مقاربہ کے حوالے سے چند اہم باتیں:

- (۱) افعال مقاربہ اگر مابعد اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیں تو اس صورت میں افعال مقاربہ ناقصہ کہلاتے ہیں اور اگر ان کے بعد فقط ان کا مرفوع (فاعل) ہی مذکور ہو تو یہ تامہ کہلاتے ہیں۔
- (۲) اگر افعال مقاربہ کے بعد فعل مضارع بمع أن اور فعل مضارع کے بعد کوئی اسم ظاہر مرفوع ہو تو اس صورت میں افعال مقاربہ کو ناقصہ اور تامہ دونوں بنانا جائز ہے۔
 جیسے: أَوْشَكَ أَنْ يُفُوزَ الْقَوِيُّ ناقصہ ہونے کی صورت میں أَنْ يُفُوزَ خَيْرٌ أَوْشَكَ اور الْقَوِيُّ اسم اوشک ہوگا جبکہ تامہ ہونے کی صورت میں أَنْ يُفُوزَ الْقَوِيُّ مصدر مودل أَوْشَكَ کا فاعل ہوگا۔
- (۳) افعال مقاربہ کی خبر کے ساتھ أَنْ کے مقترن ہونے اور نہ ہونے کی تین صورتیں ہیں:
 - ☆ افعال رجاء کی خبر کا أَنْ کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔
 - ☆ افعال شروع کا أَنْ سے خالی ہونا ضروری ہے۔
 - ☆ افعال مقاربہ کی خبر کو دونوں طرح لانا جائز ہے۔
- (۴) افعال مقاربہ کی خبر کو ان کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔
- (۵) افعال مقاربہ جامد ہوتے ہیں البتہ اوشک، کاد، طفق اور جعل کے ماضی اور مضارع دونوں آتے ہیں۔

فصل بدانکہ افعال مدح و ذم چہارست نَعَمْ وَحَبُّذًا برائے مدح و بئس و سَاء برائے ذم و ہرچہ مابعد فاعل باشد آن را مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند و شرط آنست کہ فاعل معرف بلام باشد چون نَعَمْ الرَّجُلُ زَيْدٌ یا مضاف بسوی معرف بلام باشد چون نَعَمْ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ یا ضمیر مستتر متمیز بکرہ منصوبہ چون نَعَمْ رَجُلًا زَيْدٌ فاعل نَعَمْ ہواست مستتر در نَعَمْ وَ رَجُلًا منصوب است بر تمیز زیرا کہ ہو مبہم است وَحَبُّذًا زَيْدٌ حَبُّ فعل مدح است و ذَا فاعل او و زَيْدٌ مخصوص بالمدح و همچنین بئس الرَّجُلُ زَيْدٌ وَ سَاء الرَّجُلُ عَمْرُو

فصل: جان تو کہ افعال مدح و ذم چارہیں نعم اور حبذا مدح کیواسطے، بئس اور ساء ذم کیواسطے اور جو بھی فاعل کا مابعد ہو تو اسکو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں اور شرط یہ فاعل معرف بلام ہوتا ہے۔ جیسے نعم الرجل زيد یا مضاف ہو معرف بلام کی طرف جیسے نعم صاحب القوم زيد یا ضمیر مستتر ہو جس کی تمیز بکرہ منصوبہ ہو۔ جیسے نعم رجلاً زيد، نعم کا فاعل ہو ہے جو نعم میں مستتر ہے اور رجلاً منصوب ہے۔ تمیز ہونے کی بنا پر اسلئے کہ ہو مبہم ہے۔ حبذا زيد حب فعل مدح ہے اور ذَا فاعل ہے اور زيد مخصوص بالمدح اور اسی طرح بئس الرجل زيد اور ساء الرجل عمرو ہے

﴿افعال مدح و ذم کا بیان﴾

افعال مدح و ذم سے مراد وہ افعال عامہ ہیں جو کسی شی کی تعریف یا مذمت کے لئے آتے ہیں یعنی یہ افعال انشاء مدح و ذم کے لئے وضع کئے گئے ہیں، یہ چار فعل ہیں جن میں سے دو نعم اور حبذا کا تعلق افعال مدح سے ہے جبکہ دو بئس اور ساء کا تعلق افعال ذم کے ساتھ ہے۔ افعال مدح و ذم اپنے فاعل کو رفع دیتے ہیں ذیل میں ان کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جا رہا ہے۔

افعال مدح: وہ افعال جو کسی شی کی مدح (تعریف) کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

جیسے نَعَمْ الرَّجُلُ زَيْدٌ۔ زید اچھا مرد ہے۔ نعم فعل مدح ہے۔

جیسے حَبُّذًا زَيْدٌ زید اچھا ہے حب فعل مدح ہے۔

مخصوص بالمدح: وہ ذات جس کی مدح کی جائے۔

جیسے نَعَمْ الرَّجُلُ زَيْدٌ زید مخصوص بالمدح ہے۔

افعال ذم : وہ افعال جو کسی شی کی مذمت کے لئے آتے ہیں۔

جیسے بئس الرجل زید ، زید برا آدمی ہے۔ بئس فعل ذم ہے۔
ساء الرجل زید زید برآمد ہے۔ ساء فعل ذم ہے۔

مخصوص بالذم : وہ ذات یا شی جس کی مذمت کی جائے۔

جیسے بئس الرجل زید زید مخصوص بالذم ہے۔

افعال مدح و ذم اور اس کے ارکان :

افعال مدح و ذم جب کلام میں استعمال کئے جاتے ہیں تو ایسا کلام تین ارکان پر مشتمل ہوتا ہے :

(۱) فعل مدح یا فعل ذم (۲) فعل مدح یا فعل ذم کا فاعل

(۳) مخصوص بالمدح اگر وہ فعل مدح کے بعد واقع ہو اور مخصوص بالذم اگر وہ فعل ذم کے بعد واقع ہو

مثلاً: نَعَمْ الرَّجُلُ زَيْدٌ بئس الرجلُ زَيْدٌ

مذکورہ مثالوں میں نعم فعل مدح اور بئس فعل ذم ہے۔ الرجل دونوں مثالوں میں فاعل ہے جبکہ زید مثال اول میں فعل مدح کے بعد واقع ہونے کی بنا پر مخصوص بالمدح اور مثال ثانی میں فعل ذم کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے مخصوص بالذم ہے۔

افعال مدح و ذم کی صورتیں (حبذا کے علاوہ)

(۱) افعال مدح و ذم کا فاعل معرف باللام ہوتا ہے۔

جیسے: نَعَمْ الرَّجُلُ زَيْدٌ ، بئس الرجلُ زَيْدٌ ، ساء الرجلُ زَيْدٌ

(۲) افعال مدح و ذم کا فاعل معرف باللام کی طرف مضاف ہوتا ہے۔

جیسے: نَعَمْ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ ، بئس صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ ۔

(۳) فعل مدح و ذم کا فاعل ضمیر مستتر ہوتی ہے جس کا ابہام دور کرنے کے لئے نکرہ منصوبہ کی

صورت میں اس کی تمیز لائی جاتی ہے۔ جیسے نَعَمْ رَجُلًا زَيْدٌ ، بئس رَجُلًا زَيْدٌ

مذکورہ مثالوں میں نعم اور بئس میں ہو ضمیر مستتر فاعل ہے جس کے ابہام کو دور کرنے کے لئے رجلاً تمیز لائی گئی ہے۔

افعال مدح و ذم کے بارے میں چند ضروری باتیں:

- (۱) مصنف نے افعال مدح و ذم کے فاعل کی تین صورتیں بیان کی ہیں لیکن کتب نحو میں اس کے فاعل کی مندرجہ ذیل دو صورتیں مزید بیان کی جاتی ہیں:
- (۱) افعال مدح و ذم کا فاعل الذی، ما موصولہ یا من موصولہ ہوتا ہے۔
جیسے۔ نَعَمْ مَا تَفْعَلُ الْخَيْرَ، بِئْسَ مَا تَفْعَلُ الشَّرَّكَ
- (ب) افعال مدح و ذم کا فاعل ایسے اسم کی طرف مضاف ہوتا ہے جو اپنے بعد والے معرف باللام کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے: نَعَمْ قَائِدُ جَيْشِ الْمُسْلِمِينَ خَالِدٌ، بِئْسَ قَائِدُ جَيْشِ الْمَجُوسِيِّينَ رُسْتَمٌ
- (۲) مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم اکثر فاعل کے بعد اور مرفوع ہوتا ہے یا در ہے کہ اس کے مرفوع ہونے کی دو صورتیں ہیں:
- (۱) مخصوص بالمدح و ذم مبتدأ مؤخر ہوتا ہے اور فعل فاعل جملہ انشائیہ خبر مقدم۔
جیسے: نَعَمْ الرَّجُلُ زَيْدٌ، زَيْدٌ مُبْتَدَأٌ مُؤَخَّرٌ ہے جبکہ نَعَمْ الرَّجُلُ خبر مقدم ہے۔
- (ب) مخصوص بالمدح و ذم: خبر ہوتی ہے جبکہ مبتدأ محذوف ہوتا ہے۔
جیسے: نَعَمْ الرَّجُلُ زَيْدٌ (نَعَمْ الرَّجُلُ هُوَ زَيْدٌ) زید ہو محذوف کی خبر ہے۔
- (۳) مخصوص بالمدح و ذم عموماً فعل اور فاعل سے مؤخر ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا مثالوں سے واضح ہے البتہ کبھی مخصوص بالمدح و ذم کو فعل سے مقدم بھی لایا جاسکتا ہے۔ جیسے الْكِتَابُ نَعَمْ الصِّدِّيقِ (الكتاب مخصوص بالمدح ہے)
- (۴) جبذا دیگر افعال مدح و ذم سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ اس کا فاعل غالباً ذی اسم اشارہ کی صورت میں آتا ہے۔ جیسے: حَبْذَا زَيْدٌ میں حب فعل مدح ذی اسم اشارہ فاعل اور زید مخصوص بالمدح ہے۔ البتہ کبھی حب کا فاعل اسم اشارہ کے علاوہ کوئی دوسرا اسم ہوتا ہے۔ جیسے: حَبُّ الصَّادِقِ خَالِدٌ
- (۵) اگر فعل حبذا کے شروع میں لانا فیہ موجود ہو تو اس صورت میں یہ فعل ذم کے لئے ہوگا۔
جیسے لَا حَبْذَا الْبَغَاثِ
- (۶) بعض اوقات فاعل ضمیر مستتر کی تمیز ما اسم نکرہ کی صورت میں لائی جاتی ہے جیسے نَعَمْ مَا تَفْعَلُ الْخَيْرَ، مثال مذکورہ میں ما اسم نکرہ تمیز ہے اور میتر نعم میں ہو ضمیر مستتر ہے۔
- (۷) افعال مدح و ذم افعال جامدہ ہیں لیکن کبھی ان کے ساتھ تائے تانیہ لاحق ہوتی ہے۔
جیسے: نَعِمْتَ الْفَتَاةُ عَائِشَةُ اور بِئْسَتِ الْمَرْأَةُ هِنْدُ

فصل بدانکہ افعال تعجب دو صیغہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشد اول مَا أَفْعَلْہُ چون
مَا أَحْسَنَ زَيْدًا چہ نیکو است زید تقدیرش اَی شَیْءٌ أَحْسَنَ زَيْدًا مَا بِمَعْنٰی اِی
شَیْءٌ است در محل رفع بابتداء احسن در محل رفع خبر مبتداء و فاعل احسن ہوست درو
مستتر وزید مفعول بہ دوم افعِل بہ چون أَحْسَنَ بِزَيْدًا احسن صیغہ امرست بمعنی خبر
تقدیرش احسن زید اِی صار ذا حسن و بازائدہ است

فصل: جان تو فعل تعجب دو صیغہ ہیں جو ہر ثلاثی مجرد سے آتے ہیں اول مَا اَفْعَلْہُ جیسے مَا احسن زیدا
زید کتنا اچھا ہے اس کی اصل اِی شَیْءٌ احسن زیدا ہے مَا اِی شَیْءٌ کے معنی میں ہے جو محل رفع
میں ہے ابتداء کی بناء پر احسن محل رفع میں خبر مبتداء ہے احسن کا فاعل ہُو ہے جو اس میں پوشیدہ ہے اور
زَيْدًا مفعول بہ ہے دوم افعِل بہ ہے جیسے احسن بزید ہے احسن امر کا صیغہ خبر (فعل ماضی) کے
معنی میں ہے اس کی اصل احسن زید یعنی صار ذا حسن (زید حسن والا ہوا) ہے جبکہ بازائدہ ہے۔

﴿فعل تعجب کا بیان﴾

فعل تعجب سے مراد وہ خاص ہیئت کے صیغے ہیں جو انشاء تعجب کے لئے وضع کئے گئے
ہیں۔ اگرچہ تعجب کے لئے دیگر کلمات بھی کلام عرب میں استعمال ہوئے ہیں لیکن زیادہ معروف دو ہی
صیغے ہیں جن کو کتب نحو میں بیان کیا گیا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

فعل تعجب کی تعریف: وہ فعل جو اس کیفیت پر دلالت کرتا ہے جو کسی مخفی سبب والی شے
کے ظاہر ہونے پر عظمت و دہشت کی بنا پر نفس میں پیدا ہوتی ہے۔ جیسے مَا أَغْلَمَہُ وہ کتنا علم والا ہے

فعل تعجب کے صیغے:

- (۱) مَا اَفْعَلْہُ : جیسے مَا أَحْسَنَہُ اور مَا أَحْسَنَ زَيْدًا
- (۲) فعل ماضی
- (۳) مذکورہ صیغہ چار چیزوں سے مرکب ہے۔ (۱) مَا (۲) فعل ماضی (۳) متعجب منہ یعنی مفعول بہ
- (۴) ہو ضمیر فعل میں وجوہا مستتر فاعل (۵) متعجب منہ یعنی مفعول بہ

ما تعجبہ کی وضاحت:

ما تعجبہ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

- (۱) ما استفہامیہ ہے جس کا معنی اِی شَیْءٌ ہے۔ لہذا مَا أَحْسَنَ زَيْدًا اصل مفہوم کے اعتبار

سے آئی شئیء اَحْسَنَ زَيْدًا (کون سی شئی ہے جس نے زید کو حسین بنایا) ہے آئی شئیء مبتدا اور اَحْسَنَ زَيْدًا جملہ خبر مبتدا (فراء کا مذہب ہے)

(۲) ماموصولہ ہے۔ لہذا مَا اَحْسَنَ زَيْدًا اصل مفہوم کے اعتبار سے الَّذِي اَحْسَنَ زَيْدًا شئیء عَظِيمَ (جس نے زید کو حسین بنایا وہ عظیم شئی ہے)..... ماموصولہ اَحْسَنَ زَيْدًا صلہ کے ساتھ مل کر مبتدا ہے شئیء عَظِيمَ خبر محذوف ہے۔ (المغش کا مذہب ہے)

(۳) ماموصولہ ہے جس کا معنی شئیء عَظِيمَ ہے۔ لہذا مَا اَحْسَنَ زَيْدًا اصل مفہوم کے اعتبار سے شئی عظیم احسن زید ہے۔ (عظیم شے نے زید کو حسین بنایا، شئیء عَظِيمَ مبتدا اور اَحْسَنَ زَيْدًا خبر ہے۔) (سیبویہ کا مذہب ہے)

یاد رہے کہ مصنف کے نزدیک ما استفہامیہ بمعنی آئی شئیء ہے جیسا کہ نحو میر کی عبارت سے واضح ہے۔
نوٹ: بعض نحوی ما افعلہ کو فعل نہیں مانتے بلکہ اسم کہتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ عرب عام طور پر مَا اَحْيَسَنَہ اور مَا اَمْلَحَہ صیغہ تصغیر کی صورت میں بھی ان کو استعمال کرتے ہیں اور تصغیر اسم کے خصائص میں سے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ شاذ ہے، یہی وجہ ہے کہ احسن اور املح کے علاوہ کسی اور صیغہ کی تصغیر کلام عرب میں موجود نہیں۔

(۲) أَفْعَلُ بِهِ جیسے اَحْسِنُ بِهِ اور اَحْسِنُ بِزَيْدٍ

مذکورہ صیغہ چند چیزوں سے مرکب ہے

☆ فعل امر جو فعل ماضی کے معنی میں ہے گویا اَحْسِنُ بمعنی اَحْسَنَ ہے۔

☆ بازائدہ ہے۔

☆ با کے ساتھ متصل ضمیر اور کلمہ زید محل رفع میں واقع ہونے کی وجہ سے فاعل اور متعجب منہ

ہے۔ اَحْسِنُ بِزَيْدٍ، اَحْسَنَ زَيْدٌ کے معنی میں ہے اور اس کا مفہوم ہے صَارَ ذَا حُسْنٍ یا

صَارَ زَيْدٌ ذَا حُسْنٍ (زید حسن والا ہو گیا) تعجب کے وقت اس کا معنی ”کیا ہی حسین ہے زید“

ہوگا۔ بعض علماء نحو کہتے ہیں کہ کہ افعل بہ امر ہے ہی نہیں بلکہ یہ فعل ماضی ہے پھر انشاء تعجب کے لئے

اس صیغہ کو امر کی طرف پھیر دیا گیا۔

فائدہ: ایک موقف یہ ہے کہ باء زائدہ نہیں بلکہ تعدیہ کی ہے اور فعل میں ہو ضمیر و جوہا مستتر فاعل

ہے۔ لیکن معتربات وہی ہے جو پہلے ذکر ہوئی ہے۔

فائدہ: فعل تعجب کا ایک اور صیغہ بھی معروف ہے اور وہ افْعَلْ ہے۔ جیسے: عَلِمَ زَيْدٌ مَعْنَى مَا

أَعْلَمَ زَيْدًا اور جَهْلٌ غَمَرُوا بِمَعْنَى مَا أَجْهَلَ غَمَرُوا

چند اہم باتیں : (۱) فعل تعجب کے لئے چند شرائط ہیں۔

- ☆ فعل ثلاثی ہو غیر ثلاثی سے فعل تعجب کا صیغہ نہیں آتا۔
- ☆ فعل تام ہونا قص سے فعل تعجب نہیں آتا۔ ☆ فعل مثبت ہونے سے تعجب کا صیغہ نہیں آتا
- ☆ فعل متصرف ہو فعل جامد سے تعجب کا صیغہ نہیں آتا۔
- ☆ فعل مبنی للمعلوم ہو مبنی للمجهول سے تعجب کا صیغہ نہیں آتا۔
- ☆ اس سے وصف علی وزن افععل نہ آتا ہو۔

(۲) ما افعله اور افععل بہ درحقیقت جملے ہیں ان کو مجازاً فعل تعجب کہا جاتا ہے حالانکہ یہ جملہ تعجیہ ہیں۔

(۳) فعل تعجب کے معمول کو مقدم کرنا جائز نہیں مثلاً ما زیداً احسن ، زیداً ما احسن اور بزید احسن کہنا جائز نہیں۔

(۴) تعجب میں عامل اور معمول کے درمیان فصل لانا بھی جائز نہیں لیکن بعض صورتوں میں اسے جائز کہا گیا ہے، جو فصل کے قائل ہیں ان کے نزدیک جار مجرور اور ظرف کے ساتھ فصل لایا جاسکتا ہے جیسے عمرو بن معدی کرب کا قول مَا أَرْوَعُ لَيْلَةً تَمَامَ الْبَذْرِ أَوْ مَا أَجْمَلَ بِالْمَرْأَةِ أَنْ تَحْتَشِمَ علامہ جرمی اور علامہ ہشام نے حال کی صورت میں فصل جائز قرار دیا ہے۔ جیسے: مَا أَحْسَنَ مُقْبِلًا زَيْدًا بعض علماء نحاة اندا کی صورت میں بھی فصل جائز مانتے ہیں: جیسے حضرت عمار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اَعَزُّ عَلَيَّ أَبَا الْيَقْضَانِ أَنْ أَرَاكَ صَرِيغًا مُجَدَّلاً

(۵) اظہار تعجب کے لئے دیگر کلمات بھی کلام عرب میں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: فَعُلْ،

سُبْحَانَ اللَّهِ إِنْ الْمُؤْمِنِينَ لَا يُنْجِسُ حَيًّا وَمَيِّتًا أَوْ لِلَّهِ ذُرُّهُ فارسیا (۶) اگر مخصوص شرائط مفقود ہوں تو حصول تعجب کے لئے کلمہ اشد یا اشدد کے بعد مصدر منصوب لایا جاتا ہے۔

جیسے مَا أَشَدُّ دَخَرَ جُتْهُ ، مَا أَشَدُّ حَمَرَتْهُ اور أَشَدُّ بِحَمَرَتْهِ ۔
(۷) متعجب منہ کو دلیل کے وقت حذف کیا جاسکتا ہے اور متعجب منہ سے مراد پہلے صیغہ میں الفعل کے بعد کلمہ منصوب اور دوسرے صیغہ میں باء زائدہ کے بعد کلمہ مجرور ہے۔

(۸) اگر سب مخفی ظاہر ہو جائے تو تعجب ختم ہو جاتا ہے۔

فعل تعجب کی چند مزید مثالیں:

مَا أَغْلَمَ زَيْدًا زَيْدٌ كَتَمَ عِلْمَ وَالَاهُ۔ مَا أَكْرَمَ خَالِدًا خَالِدٌ كَتَمَ عِزَّتَ وَالَاهُ۔
مَا أَفْضَلَ بَكْرًا أَوْ بِقِ الشَّجَرِ أَيْ صَارَ ذَا وَرَقٍ ، أَعْدِ الْبَعِيرَ أَيْ صَارَ ذَا غَدَةٍ

يَا زَيْدُ

مفعول به (منادى)
مبنى على الضم منصوب محلا

قائم مقام انادى

فعل + فاعل

جمله فعلية انشائية

نَعَمْ الرَّجُلُ زَيْدُ

مبتدأ موخر

مرفوع بالضم الظاهرة

فاعل

مرفوع بالضم الظاهرة

فعل جامد

مبنى على الفتح

خبر مقدم

جمله اسميه خبريه

باب سوم در عمل اسماء عاملہ و آن یازده قسم است: اول اسماء شرطیہ بمعنی اِنْ و آن نہ است
 مَنْ وَمَا وَاَيْنَ وَمَتَى وَاِیْ وَاِنِّیْ وَاِذْ وَحَيْثُمَا وَمَهْمَا فَعْل مضارع راجع
 کنند چون مَنْ تَضْرِبُ اَضْرِبْ وَمَا تَفْعَلُ اَفْعَلْ وَاَيْنَ تَجْلِسُ
 اَجْلِسْ وَمَتَى تَقُمْ اَقُمْ وَاِیْ شَيْءٍ تَاْكُلُ اَكُلْ وَاِنِّیْ تَكْتُبُ اَكْتُبْ
 وَاِذْ مَا تَسَافِرُ اُسَافِرْ وَحَيْثُمَا تَقْصُدُ اَقْصُدْ وَمَهْمَا تَقْعُدُ اَقْعُدْ

باب سوم اسمائے عاملہ کے بیان میں اور اس کی گیارہ قسمیں ہیں۔ اول اسمائے شرطیہ جو اِنْ کے معنی
 میں ہوں اور وہ نو ہیں۔ مَنْ، مَا، اَیْن، مَتَى، اِی، اِنِّی، اِذْ، حَیْثُمَا اور مَہْمَا فَعْل
 مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ جیسے مَنْ تَضْرِبُ اَضْرِبْ، مَا تَفْعَلُ اَفْعَلْ، اَیْن تَجْلِسُ
 اَجْلِسْ، مَتَى تَقُمْ اَقُمْ، اِی شَیْءٍ تَاْكُلُ اَكُلْ، اِنِّی تَكْتُبُ اَكْتُبْ،
 اِذْ مَا تَسَافِرُ اُسَافِرْ، حَیْثُمَا تَقْصُدُ اَقْصُدْ، مَہْمَا تَقْعُدُ اَقْعُدْ

﴿اسمائے عاملہ کا بیان﴾

عوامل لفظیہ کا تیسرا اور آخری باب ہے اس میں اسماء عاملہ کے احکام اور ان کے عمل کی
 تفصیلات بیان کی جائیں گی نیز ان کے معمولات کو بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔ اسماء
 عاملہ کی کل تعداد انتیس ہے جو گیارہ اقسام پر مشتمل ہیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

اسم فاعل: ۱

اسماء افعال: ۹

اسماء شرطیہ: ۹

اسم تفضیل: ۱

صفت مشبہ: ۱

اسم مفعول: ۱

اسم تام: ۱

اسم مضاف: ۱

مصدر: ۱

یہ کل تعداد انتیس ہے اب بالترتیب ان کی وضاحت دیکھیں۔

اسماء کتائیہ: ۳

اسماء شرطیہ: اسماء عاملہ کی پہلی قسم اسماء شرطیہ کے بیان میں ہے اسماء شرطیہ کو کلمات شرط،

ادوات شرط اور کلمات مجازاۃ بھی کہا جاتا ہے۔

مصنف کے نزدیک اسماء شرطیہ کی تعداد نو ہے اگرچہ بعض نحاة کے نزدیک یہ تعداد اس سے

زیادہ ہے جن کو بعد میں ذکر کیا جائے گا۔

اسماء شرطیہ کا عمل :

اسماء شرطیہ عمل اور معمولات کی تعداد کے اعتبار سے ان شرطیہ کی طرح ہیں جیسے ان شرطیہ دو جملوں پر داخل ہو کر دونوں کو جزم دیتا ہے بالکل ایسے ہی اسماء شرطیہ بھی دو جملوں پر داخل ہوتے اور دونوں جملوں کو جزم دیتے ہیں۔ جیسے: **مَنْ تَضْرِبُ أَضْرِبُ ، مَنْ ضَرَبْتَ ضَرْبْتُ**۔

اسماء شرطیہ کے معمولات:

اسماء شرطیہ کے معمولات وہ دو فعل ہوتے ہیں، جن پر یہ اسماء داخل ہوتے ہیں، کبھی وہ دونوں فعل مضارع ہوتے ہیں کبھی فعل ماضی اور کبھی ایک فعل مضارع اور دوسرا فعل ماضی ہوتا ہے تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) اسماء شرطیہ کے بعد دونوں فعل مضارع ہوتے ہیں اور دونوں لفظاً مجزوم ہوتے ہیں۔

جیسے: **مَنْ يُعْمَلُ سُوءٌ يُجْزِبُهُ مَنْ يُذَاكِرُ يَنْجَحُ**

(۲) اسماء شرطیہ کے بعد دونوں فعل ماضی ہوتے ہیں اور دونوں محلاً مجزوم ہوتے ہیں۔

جیسے: **مَنْ صَبَرَ ظَفَرَ**۔

(۳) اسماء شرطیہ کے بعد دونوں فعل ماضی معنوی ہوتے ہیں اور لفظاً مجزوم ہوتے ہیں۔

جیسے: **مَنْ لَمْ يَجْتَهِدْ لَمْ يَنْبَلِ الْعِلْمُ**

(۴) اسماء شرطیہ کے بعد پہلا فعل مضارع لفظاً مجزوم اور دوسرا فعل ماضی محلاً مجزوم ہوتا ہے۔

جیسے: **مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَ إِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ**

(۵) اسماء شرطیہ کے بعد پہلا فعل ماضی محلاً مجزوم اور دوسرا فعل مضارع لفظاً مجزوم ہوتا ہے۔

جیسے: **مَنْ كَانَ يُرِيدُ خَرْبَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي خَرْبِهِ**

جملہ شرطیہ جزائیہ :

اسماء شرطیہ کے معمول دو فعل ہوتے ہیں ان میں سے پہلا فعل شرط جبکہ دوسرا فعل جزا اور جواب شرط کہلاتا ہے یہ دونوں فعل درحقیقت دو جملے ہوتے ہیں لیکن اسم شرط کے داخل ہونے کے بعد یہ دونوں جملے ایک جملے کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور ان کو جملہ شرطیہ جزائیہ کہا جاتا ہے۔

اسمائے شرطیہ کی معنوی و اعرابی تفصیل

اسماء شرطیہ کی دو حیثیتیں ہیں ایک تو یہ عامل ہوتے ہیں جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔ اور دوسری حیثیت میں یہ معمول ہوتے ہیں اور ان کا عامل فعل شرط ہوتا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

☆ **مَنْ** : ذوی العقول کے لئے وضع کیا گیا ہے اور معنی شرط کو محضمن ہے کلام میں اس کی

مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

(۱) مَنْ مبتدا ہوتا ہے اور محلا مرفوع ہوتا ہے۔ فعل شرط لازم ہو یا متعدی ہو اور کہا گیا ہے متعدی ہونے کی صورت میں اس کا مفعول بہ کلام میں موجود ہو۔ جیسے: مَنْ يَغْمَلْ سَوْءً يُجْزِ بِهِ ، مَنْ اسم شرط مبتدا محلا مرفوع ہے۔

(۲) مَنْ مفعول بہ ہوتا ہے اور محلا منصوب ہوتا ہے جب فعل شرط متعدی کا مفعول بہ کلام میں اس کے بعد موجود نہ ہو۔ جیسے: مَنْ تَكْرِمُ اَكْرَمُ بِهِ ، مَنْ فعل شرط کا مفعول بہ ہے اور محلا منصوب ہے (۳) مَنْ مجرور ہوتا ہے اور جار مجرور فعل شرط کے متعلق ہوتے ہیں۔

جیسے: بَيْنَ ثِيْقٍ اَثَقَ بِهِ ، بَيْنَ فعل شرط کے متعلق ہے۔
☆ مَا غیر ذوی العقول کے لئے وضع کیا گیا ہے اور معنی شرط کو متضمن ہے کلام میں اس کی درج صورتیں ہوتی ہیں:

(۱) مَا کلام میں مبتدا واقع ہوتا ہے اور محلا مرفوع ہوتا ہے۔
جیسے: وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمُهُ اللّٰهُ ، مَا اسم شرط مبتدا ہے اور محلا مرفوع ہے۔
(۲) مَا کلام میں مفعول بہ واقع ہوتا ہے اور محلا منصوب ہوتا ہے۔
جیسے: مَا تَشْتَرِيْ اَشْتَرِيْ ۔ مَا اسم شرط مفعول بہ ہے۔
(۳) مَا کلام میں مفعول فیہ واقع ہوتا ہے۔

جیسے: فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوا لَهُمْ ، مَا اسم شرط مفعول فیہ ہے۔
☆ مَتٰی : ظرف مکاں کے لئے وضع کیا گیا ہے اور معنی شرط کو متضمن ہے کلام میں مفعول فیہ اور محلا منصوب واقع ہوتا ہے۔ جیسے: مَتٰی قَاتَ اَكْرَمَكَ ، مَتٰی مفعول فیہ ہے۔

☆ اَيْنَ ، اِذَا ، اِنِّیْ ، حَيْثُمَا : ظرف مکاں کے لئے وضع کئے گئے ہیں اور معنی شرط کو متضمن ہوتے ہیں کلام میں مفعول فیہ واقع ہوتے ہیں اور محلا منصوب ہوتے ہیں۔ جیسے: (اَيْنَ تَكُونُوْا يَذَرِكُمْ الْمَوْتُ) اَيْنَ يَذْهَبُ يَحْتَرِمُهُ النَّاسُ ، اَيْنَ اسم شرط مفعول فیہ ہے۔
حَيْثُمَا تَقْصِدُ اَقْصِدْ ، حَيْثُمَا اسم شرط مفعول فیہ ہے۔..... اِنِّیْ تَقْرَأُ اَقْرَأْ ، اِنِّیْ اسم شرط مفعول فیہ ہے۔..... اِذَا تَقُمْ اَقُمْ ، اِذَا اسم شرط مفعول فیہ ہے۔

☆ مَهْمَا : غیر ذوی العقول کے لئے وضع کیا گیا اسم بسیط ہے اور معنی شرط کو متضمن ہے کلام میں اس کی درج ذیل صورتیں دی گئی ہیں:

(۱) مَهْمَا مبتدا واقع ہوتا ہے اور محلا مرفوع ہوتا ہے۔
جیسے: اِنَّكَ مَهْمَا تَاْمُرِ الْقَلْبَ يَفْعَلْ ، مَهْمَا مبتدا ہے۔

(۲) مَهْمَا مَفْعُولٌ بِهِ وَاقِعٌ هُوَ اَوْ مَحَلٌّ مَنصُوبٌ هُوَ اَيْ۔

جیسے: مَهْمَا تَعْمَلُ يَعْلَمُهُ اللّٰهُ ، مَهْمَا مَفْعُولٌ بِهِ۔

(۳) مَفْعُولٌ مُطْلَقٌ وَاقِعٌ هُوَ اَوْ مَحَلٌّ مَنصُوبٌ هُوَ اَيْ۔

جیسے: مَهْمَا تُكْرِمُ زَيْدًا ، اَكْرَمُهُ ، مَهْمَا مَفْعُولٌ مُطْلَقٌ ہ۔

☆ اِی: استفہام کے لئے وضع کیا گیا ہے معنی شرط کو متضمن ہے کلام میں ”ای“

درج ذیل صورتیں ہیں:

(۱) اِی جب اسم جنس، ذات وغیرہ کی طرف مضاف ہو تو مبتدا واقع ہوتا ہے۔ اور لفظاً مرفوع

ہوتا ہے۔ جیسے: اِی رَجُلٌ یَعْمَلُ خَیْرًا یَجْزِئُ جَزَاءً ہ۔ اِی مبتدا ہے۔

(۲) مَفْعُولٌ بِهِ وَاقِعٌ هُوَ اَوْ لَفْظًا مَنصُوبٌ هُوَ اَيْ۔

جیسے: اِی عَمَلٌ تَحَاسَبُ عَلَیْهِ ، اِی مَفْعُولٌ بِهِ وَاقِعٌ ہ۔

(۳) مَفْعُولٌ فِیْہِ کی طرف مضاف ہو تو مفعول فیہ واقع ہوتا ہے۔ اور لفظاً منصوب ہوتا ہے۔

جیسے اِی مَکَانَ تَجْلِسُ اَجْلِسُ ، اِی شَہْرٍ تَصُمُّ اَصُمُّ اِی مَفْعُولٌ فِیْہِ وَاقِعٌ ہ اور ہا ہے

(۴) مصدر کی طرف مضاف ہو تو مفعول مطلق واقع ہوتا ہے اور لفظاً منصوب ہوتا ہے۔

جیسے: اِی نَفْعٌ تَنْفَعُ النَّاسَ یَشْكُرُوْکَ عَلَیْهِ ، اِی مَفْعُولٌ مُطْلَقٌ ہ۔

(۵) حال کی طرف مضاف ہو تو حال واقع ہوتا ہے۔

فائدہ: تمام اسماء شرطیہ مبنی ہیں سوائے اِی کے، اِی معرب ہے اور ہمیشہ مضاف

صورت میں استعمال ہوتا ہے۔

شرط و جزا پر جزم کی صورتیں

شرط و جزا دونوں کے آخر میں جزم ہوتی ہے اس جزم کی مختلف صورتیں ہیں اُن کی مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱) شرط اور جزا پر لفظاً جزم ہوتی ہے۔

جیسے: مَنْ تَضْرِبُ اَضْرِبْ ، دونوں فعلوں پر جزم لفظی ہے۔

(۲) شرط اور جزا پر محلاً جزم ہوتی ہے۔

جیسے: مَنْ ضَرْبَتْ ضَرْبَتْکَ دونوں فعلوں پر جزم تقدیری ہے۔

(۳) شرط اور جزا پر جزم حرف علت کے حذف کی صورت میں ہوتی ہے۔

جیسے: مَنْ یَعْمَلُ سُوْءً یُجْزِیْہِ

(۴) شرط اور جزا پر جزم لون اعرابی کے حذف کی صورت میں ہوتا ہے۔

جیسے: اِنَّمَا تَكُوْنُوْنَ اِذْرَکُمْ الْمَوْتُ۔

جزاء پر دخول فا کے مقامات:

۱۔ کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں اس پر فا کا لانا واجب ہوتا ہے تفصیل ملاحظہ ہو۔
جزاء جملہ اسمیہ ہو۔ جیسے: **آيَا مَا تَدْعُو فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى**

جزاء جملہ فعلیہ ہو اور اس پر قد داخل ہو۔

جیسے: **وَمَنْ يُغْصِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا**

جزاء جملہ فعلیہ ہو اور اس پر سین داخل ہو۔

جیسے: **وَمَنْ يُسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْهُ فَسَيُخْشَرُهُمُ إِلَيْهِ جَمِيعًا**

جزاء جملہ فعلیہ ہو اور اس پر سوف داخل ہو۔ جیسے: **مَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ**

فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا

جزاء جملہ فعلیہ ہو اور اس پر مانا فیہ داخل ہو۔

جیسے: **حَيْثُمَا يُخْلِصُ الْمَرْءُ فَمَا يَجْذِ إِلَّا خَيْرًا**

جزاء جملہ فعلیہ ہو اور اس پر لانا فیہ داخل ہو۔

جیسے: **مَنْ وَفَى عَمَلَكَ حَقَّهُ فَلَا يَخَفُ**

جزاء جملہ فعلیہ ہو اور اس پر لن نافیہ داخل ہو۔

جیسے: **وَمَنْ يُنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا**

جزاء جملہ طلبیہ یا دعائیہ ہو۔ جیسے: **مَنْ سَأَلَكَ فَأَجِبْهُ**

جزاء فعل جامد ہو۔ جیسے: **مَنْ يُزْرِئِي فَلَسْتُ أَقْصِرُ فِي الْكَرَامَةِ**

فائدہ ۱: کیفما اور ایان بھی اسمائے شرطیہ شمار کئے جاتے ہیں۔

مثالیں **كَيْفَمَا تَفْعَلْ أَفْعَلْ** **أَيَّانَ تَمْضِ أَمْضِ**

فائدہ ۲: اسماء شرطیہ دخول ما کے اعتبار سے تین قسم پر ہے:

☆ وہ اسماء جن کے ساتھ ما کا لاحق ہونا ضروری ہے اور یہ تین اسم ہیں۔ **اذ**، **حيث**، **كيف**۔

☆ وہ اسماء جن کے ساتھ ما کا لاحق ہونا ممنوع ہے اور یہ چار اسم ہیں، **من**، **ما**، **مهما**، **انی**۔

☆ وہ اسماء جن کے ساتھ ما کا لاحق ہونا جائز ہے۔ یہ چار اسم ہیں۔ **ای**، **متی**، **أین**، **ایان**۔

فائدہ ۳: اسماء شرطیہ کا ابتداء کلام میں آنا ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ انکے معمول کو ان اسماء پر مقدم

کرنا جائز نہیں ہے۔

فائدہ ۴: تمام اسماء شرطیہ بالاتفاق اسم ہیں ماسوا **اذ** ما کے علمائے نحاۃ میں بعض نحاۃ **اذ** ما کو

حرف کہتے ہیں اور بعض اس کو اسم شمار کرتے ہیں۔

دوم اسمائے افعال بمعنی ماضی چون ھِیْہَات وَشْتَان وَسِرْعَان اسم کو فاعل
 فاعلیت بر رفع کنند چون ھِیْہَات یَوْمَ الْعِیدِ اَیْ بَعْدَ سَوْمِ اسمائے افعال بمعنی امر
 حاضر چون رُوِیْدَ وَبَلَّہَ وَحِیْہَلْ وَعَلِیْکَ وَذُوْنِکَ وَہَا اسم پر نصب کنند
 بنا بر مفعولیت چون رُوِیْدَ زَیْدًا اَیْ اَمْہَلْہُ

دوسری: اسمائے افعال جو فعل ماضی کے معنی میں ہوں جیسے ھیہات، شتان اور سرعان اسم کو فاعل
 ہونے کی بنا پر رفع کرتے ہیں جیسے ھیہات یوم العید یعنی بعد۔ تیسری: اسمائے افعال
 جو امر حاضر کے معنی میں ہوں جیسے روید، بلہ، حیہل، علیک، دونک اور ہا۔
 یہ اسم کو مفعول ہونے کی بنا پر نصب کرتے ہیں۔ جیسے روید زید یعنی امہلہ۔

اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی

اسماء افعال کا ذکر اسم غیر متمکن کی بحث میں ہو چکا ہے یہاں اختصار کے ساتھ ان کا ذکر کیا
 جاتا ہے۔ اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی سے مراد وہ اسمائے افعال ہیں جو فعل ماضی کے معنی پر مشتمل
 ہوں۔ جیسے: ھِیْہَات یَوْمَ الْعِیدِ ھیہات اسم فعل ہے جو کہ فعل ماضی کے معنی پر مشتمل ہے۔
 دیگر مثالیں: ھِیْہَات اَلْاَمَلُ فِی النَّجَاحِ اَیْ بَعْدَ اَلْاَمَلُ فِی النَّجَاحِ، سِرْعَان زَیْدَ بمعنی
 سرع زید، شْتَان صِفَتَا الْعِلْمِ وَ الْجَہْلِ اَیْ افْتَرَقَ صِفَتَا الْعِلْمِ وَ الْجَہْلِ
عمل: اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی بعد والے اسم ظاہر کو فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دیتے ہیں۔
 کتب نحو میں کچھ دیگر اسماء افعال بمعنی فعل ماضی کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے جیسے: بُطَّان بمعنی اَبْطَأَ
 وَشْکَان بمعنی اَسْرَعَ

اسمائے افعال بمعنی فعل امر حاضر معروف

اسمائے افعال بمعنی فعل امر حاضر معروف سے مراد وہ اسمائے افعال ہیں جو امر حاضر معروف
 کے معنی پر مشتمل ہوں یہ اسماء افعال بعد والے اسم ظاہر کو نصب دیتے ہیں کیونکہ کلام میں وہ اسم ان کا
 مفعول بہ واقع ہوتا ہے۔ جیسے رُوِیْدَ اَخَاکَ الْاَصْفَرَ وَلَا تَعْجَلْ عَلَیْہِ: رُوِیْدَ اسم فعل
 بمعنی فعل امر حاضر معروف ہے۔

مثالیں: رُوِیْدَ اَخَاکَ الْاَصْفَرَ وَلَا تَعْجَلْ عَلَیْہِ اَیْ اَمْہِلْ اَخَاکَ الْاَصْفَرَ وَلَا
 تَعْجَلْ عَلَیْہِ بَلَّہَ زَیْدًا اَیْ اَتْرُکْ زَیْدًا حِیْہَلْ الصَّلَوةَ اَیْ اَقْبِلْ اَوْ

عَجَلَ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ تَقْسُكَ إِقَامَةَ الصَّلَاةِ أَيْ أَلْزَمَ تَقْسُكَ إِقَامَةَ الصَّلَاةِ دُونَكَ الْوَرَقَ وَالْقَلَمَ وَآكُتِبَ الدَّرْسَ أَيْ خُذِ الْوَرَقَ وَالْقَلَمَ وَآكُتِبَ الدَّرْسَ هَا الْكِتَابَ أَيْ خُذِ الْكِتَابَ هَيَّا إِلَى الْمَذَاكِرَةِ أَيْ أَقْبِلْ إِلَى الْمَذَاكِرَةِ صَبْرًا إِذَا خَطَبَ الْإِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَيْ أَسْكُتْ إِذَا خَطَبَ الْإِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَذَارِ تَاخِيرِ الْوَاجِبِ أَيْ إِخْذِرْ تَاخِيرِ الْوَاجِبِ علاوہ ازیں درج ذیل اسمائے افعال بھی فعل امر حاضر معروف شمار کئے گئے ہیں۔

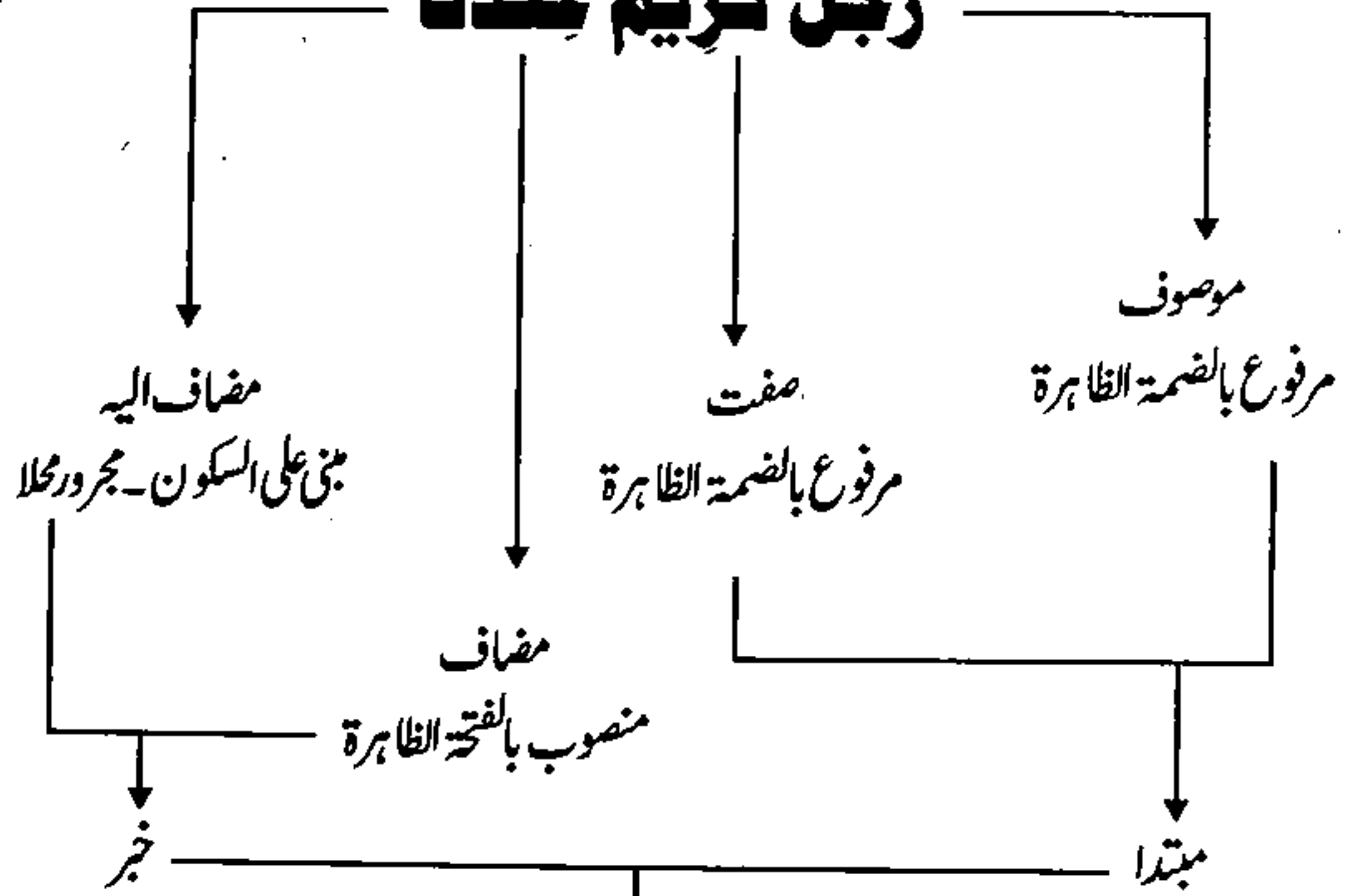
وَرَاءَكَ أَيْ تَأَخَّرْ إِلَيْهِ أَيْ زِدْ مَعَهُ أَيْ أَكْفَفْ إِيَّهَا أَيْ ائْتَمِرْ
آمِنِ أَيْ اسْتَجِبْ نَزَالَ أَيْ انْزِلْ، دَفَاعِ أَيْ ادْفَعْ، سَمَاعِ أَيْ اسْمَعْ
اسمائے افعال بمعنی فعل امر حاضر معروف کی اقسام:

- (۱) **مرتجل:** وہ اسمائے افعال جن کی وضع ہی اسم فعل بمعنی فعل امر کے لئے ہو۔ جیسے بَلِّغْ
 - (۲) **منقول:** وہ اسمائے افعال جو وضع کے اعتبار سے مصدر، جار مجرور یا ظرف ہوں بعد میں اُن کو اسم فعل تسلیم کیا گیا ہو۔ جیسے رُوِيَ مصدر ہے عَلَيْكَ جار مجرور ہے جبکہ دُونَكَ ظرف ہے
- عمل:** اسمائے افعال بمعنی فعل امر حاضر معروف اسم ظاہر کو مفعول بہ ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں جب کہ ان میں انت ضمیر مستتر ہوتی ہے جس کو یہ اسمائے افعال رفع دیتے ہیں۔

اسمائے افعال سے متعلق چند ضروری باتیں

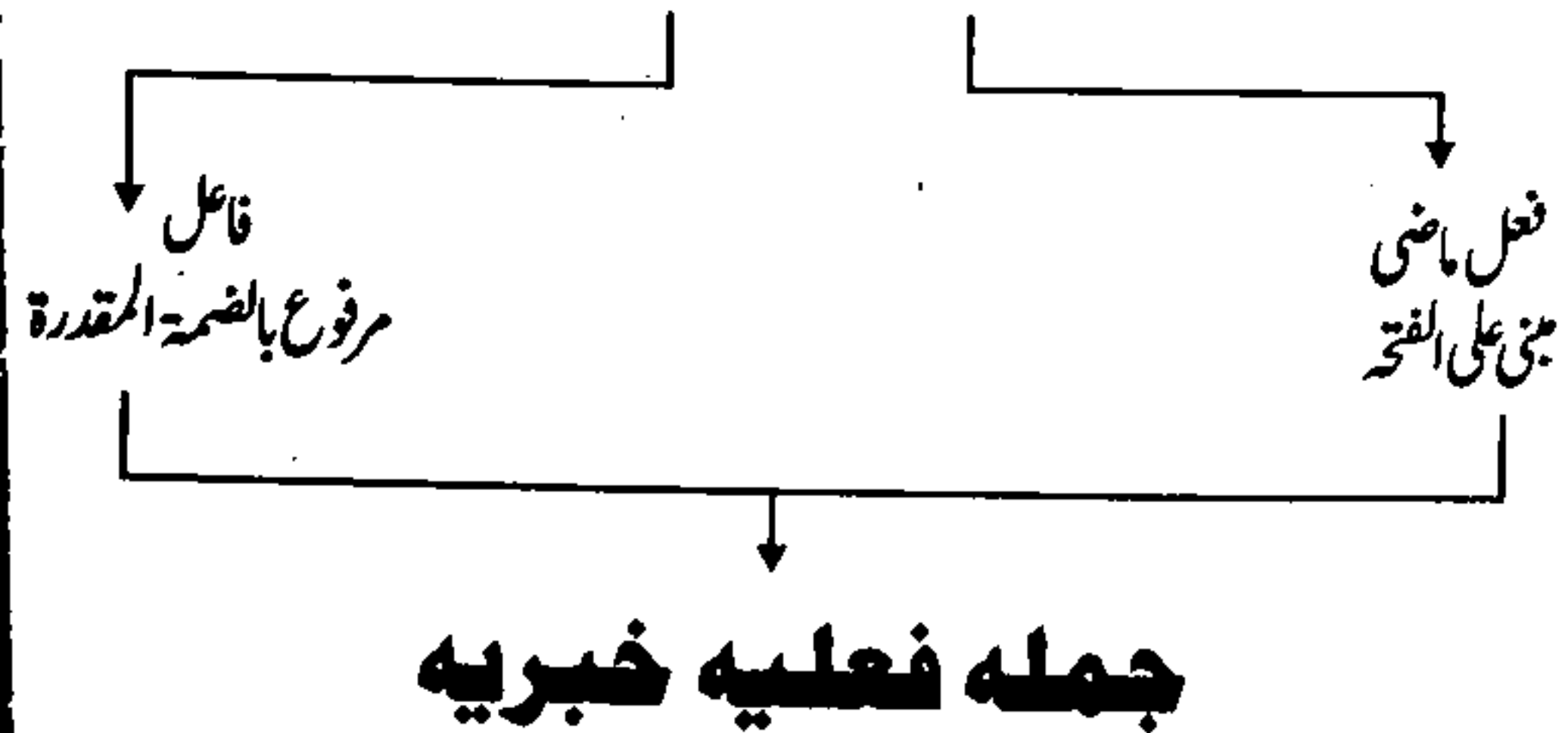
- ☆ اسمائے افعال فعل جیسا عمل کرتے ہیں اور فعل کے معنی پر مشتمل ہوتے ہیں لیکن یہ جامد ہوتے ہیں
- ☆ اسمائے افعال اگرچہ فعل کے معنی پر مشتمل ہوتے ہیں لیکن یہ فعل کی علامات کو قبول نہیں کرتے۔
- ☆ تمام اسمائے افعال مثنوی اور سماعی ہیں البتہ فعال کے وزن پر آنے والا اسم فعل قیاسی ہے۔
- ☆ اسمائے افعال کا صیغہ ہمیشہ مفرد اور مذکر ہوتا ہے، اسماء افعال نہ تانیث اور نہ ہی تثنیہ و جمع کی صورت میں استعمال ہوتے ہیں۔ البتہ وہ اسمائے افعال جن کے ساتھ حرف خطاب لاحق ہوتا ہے وہ اسمائے افعال مدلول کے مطابق استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ، عَلَيْكَ الصِّدْقُ، عَلَيْكُمَا الصِّدْقُ، عَلَيْكُنَّ الصِّدْقُ،
- ☆ بعض کے نزدیک آمین سریانی زبان کا لفظ ہے جو اسم فعل کے طور پر استعمال ہوتا ہے کیونکہ عربی لغت میں یہ وزن مستعمل نہیں جیسے ہابیل اور قابیل سریانی لفظ ہیں۔

رَجُلٌ كَرِيمٌ عِنْدَنَا



جمله اسميه خبريه

جَاءَ الْقَاضِي



چہارم اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال عمل فعل معروف کند بشرط آنکہ اعتماد کردہ باشد بر لفظیکہ پیش از و باشد و آن لفظ مبتدا باشد در لازم چون زید قائم ابوہ و در متعدی چون زید ضارب ابوہ عمرو یا موصوف چون مررت برجل ضارب ابوہ بکرا یا موصول چون جاء نبي القائم ابوہ وجاء نبي الضارب ابوہ عمرو یا ذوالحال چون جاء نبي زید را کبا غلامہ فرسا یا ہمزہ استفہام چون اضارب زید عمرو یا حرف نفی چون ما قائم زید همان عمل کہ قام و ضرب میکرد قائم و ضارب میکند

چوتھی: اسم فاعل جو حال یا استقبال کے معنی میں ہو یہ فعل معروف والا عمل کرتا ہے شرط اس کے لئے یہ ہے کہ اس کا اعتماد اس لفظ پر ہو جو اس سے پہلے ہو اور وہ لفظ مبتدا ہو۔ جیسے زید قائم ابوہ، فعل لازم میں اور فعل متعدی میں زید ضارب ابوہ عمرو یا موصوف ہو جیسے مررت برجل ضارب ابوہ بکرا یا موصول ہو جیسے جاء نبي القائم ابوہ وجاء نبي الضارب ابوہ عمرو یا ذوالحال ہو جیسے جاء نبي زید را کبا غلامہ فرسا یا ہمزہ استفہام ہو۔ جیسے اضارب زید عمرو یا حرف نفی ہو جیسے ما قائم زید جس طرح قام و ضرب عمل کرتا ہے اسی طرح قائم اور ضارب بھی کرتے ہیں۔

﴿اسم فاعل کا بیان﴾

اسماء عالمہ کی یہ چوتھی قسم ہے اسم فاعل سے مراد وہ صیغہ صفت ہے جو بطور حدوث و تجدد اس ذات پر دلالت کرے جس ذات کے ساتھ فعل قائم ہوتا ہے اس تعریف سے اسم فاعل اور فاعل کے درمیان فرق کو بھی سمجھ لینا چاہئے یعنی فاعل سے مراد ذات ہے اور اسم فاعل اس ذات کا اسم ہے۔

اسم فاعل کا عمل: اسم فاعل چونکہ فعل معروف سے مشتق ہوتا ہے اس لئے فعل معروف جیسا ہی عمل کرتا ہے۔ اگر اسم فاعل لازم ہو تو اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے۔ اگر اسم فاعل متعدی ہو تو یہ اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے اور مفعول بہ کو نصب دیتا ہے۔

اسم فاعل لازم: جیسے: جاء نبي رجل قائم ابوہ، قائم اسم فاعل نے ابوہ فاعل کو رفع دیا

اسم فاعل متعدی: جیسے: جاء نبي رجل ضارب عمرو اضارب اسم فاعل نے اپنے فاعل ضمیر مستتر کو رفع اور مفعول بہ عمرو کو نصب دیا۔

فائدہ: مصنف نے اسم فاعل لازم و متعدی کے عمل کی وضاحت کرتے ہوئے یوں آسان فہم انداز اپنایا ہے کہ فعل لازم قائم جو عمل کرتا ہے بالکل وہی عمل قائم اسم فاعل کرتا ہے اور جو عمل فعل متعدی ضارب کرتا ہے بالکل ویسا ہی عمل ضارب اسم فاعل کرتا ہے۔

اسم فاعل کے عمل کی شرائط :

اسم فاعل دو شرائط کے پائے جانے کی صورت میں مذکورہ عمل کرتا ہے:

نمبر ۱: اسم فاعل حال یا استقبال کے معنی پر مشتمل ہو۔

نمبر ۲: اسم فاعل درج ذیل اشیاء میں سے کسی شی پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔

اعتماد سے مراد یہ ہے کہ اسم فاعل درج ذیل میں سے کسی ایک کے بعد متصل واقع ہو۔

☆ اسم فاعل مبتدا کے بعد واقع ہو اور خبر بن رہا ہو۔

جیسے: **زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوهُ** زید مبتدا قائم اسم فاعل خبر ہے۔

زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوهُ عَمْرُوًا زید مبتدا ہے ضارب اسم فاعل خبر ہے۔

☆ اسم فاعل موصوف کے بعد واقع ہو اور صفت بن رہا ہو۔

جیسے: **مَرْزُوقٌ بِرَجُلٍ قَائِمٌ أَبُوهُ**۔ رجل موصوف اور قائم اسم فاعل صفت ہے۔

مَرْزُوقٌ بِرَجُلٍ ضَارِبٌ أَبُوهُ عَمْرُوًا۔ رجل موصوف اور ضارب اسم فاعل صفت ہے

☆ اسم فاعل موصول کے بعد واقع ہو اور صلہ بن رہا ہو۔

جیسے: **جَاءَ بَنِي الْقَائِمِ أَبُوهُ** اُن موصول اور قائم اسم فاعل صلہ ہے۔

جَاءَ بَنِي الضَّارِبِ أَبُوهُ بَكْرًا اُن موصول اور ضارب اسم فاعل صلہ ہے

☆ اسم فاعل ذوالحال کے بعد واقع ہو اور حال بن رہا ہو۔

جیسے: **جَاءَ بَنِي زَيْدٍ ضَاحِكًا أَخُوهُ** زید ذوالحال اور ضاحک اسم فاعل حال ہے

☆ اسم فاعل ہمزہ استفہام کے بعد واقع ہو۔

جیسے **أَقَانِمُ أَبُوهُ** ہمزہ استفہام اور قائم اسم فاعل ہے۔ **أَضَارِبُ زَيْدٌ عَمْرُوًا**۔

ضارب اسم فاعل ہمزہ استفہام کے بعد واقع ہے۔

☆ اسم فاعل حرف لئی کے بعد واقع ہو۔

جیسے: **مَا قَائِمٌ زَيْدٌ** ما حرف لئی اور قائم اسم فاعل ہے۔

مَا ضَارِبُ زَيْدٌ عَمْرُوًا ما حرف لئی اور ضارب اسم فاعل ہے۔

فائدہ: یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسم فاعل کے اپنے مفعول بہ میں عمل کرنے (نصب دینے) کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اسم فاعل خود (کسی اور فاعل کا) مفعول نہ ہو۔ جیسے: لَقِيتَ ضَارِبَ عَمْرٍو، اسم فاعل غیر عامل ہے۔

اسم فاعل سے متعلق چند اہم باتیں:

☆ اسم فاعل اگر فعل ماضی کے معنی پر مشتمل ہو تو وہ فعل ماضی جیسا عمل نہیں کرتا بلکہ اس صورت میں وہ مضاف ہوتا ہے اور اس کا مابعد مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے۔
جیسے: زَيْدٌ ضَارِبٌ عَمْرٍو۔

☆ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر اسم فاعل پر الف لام موصول داخل ہو تو وہ مطلقاً فعل والا عمل کرتا ہے

چاہے وہ فعل ماضی کے معنی پر مشتمل ہو حال کے معنی پر مشتمل ہو یا استقبال کے معنی پر مشتمل ہو

☆ جس طرح اسم فاعل مفرد ہو تو وہ فعل جیسا عمل کرتا ہے ایسے ہی مشنیہ اور جمع ہونے کی صورت

میں بھی عمل کرتا ہے۔ جیسے: هَذَانِ ضَارِبَانِ زَيْدًا هَؤُلَاءِ ضَارِبُونَ زَيْدًا

☆ بعض اوقات اسم فاعل سے پہلے ہمزہ استفہام مقدر ہوتا ہے۔

جیسے: مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ، اصل عبارت: أَمْخْتَلِفُ أَلْوَانُهُ ہے۔

☆ اسم فاعل عموماً حدوث پر دلالت کرتا ہے لیکن اسم فاعل اگر اللہ تعالیٰ کی صفت ہو تو پھر وہ

ثبوت و دوام کا معنی دیتا ہے۔ جیسے: اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ۔ خالق اسم فاعل ثبوت

پر دلالت ہے۔

☆ اسم فاعل کے ساتھ اس کا مفعول بہ ملا ہوا ہو تو اس صورت میں مفعول پر دو اعراب جائز ہیں،

ایک مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور اور دوسرا منصوب جیسے: هَذَا ضَارِبٌ زَيْدٌ،

جاء المفعلي المتساكين ان مثالوں میں زید، المتساكين مفعول بہ لفظاً

مجرور ہے۔ اگرچہ محل منصوب ہوگا۔ هَذَا ضَارِبٌ زَيْدًا، جاء المفعلي

المتساكين ان مثالوں میں زیداً اور المتساكين مفعول بہ لفظاً منصوب ہیں۔

☆ اگر اسم فاعل کے دو مفعول بہ ہوں اور وہ ایک کی طرف مضاف ہو تو پہلا لفظاً مجرور ہوگا جبکہ دوسرا

وجوہاً منصوب ہوگا۔ جیسے: هَذَا مُعْطَى زَيْدٍ دِرْهَمًا، اور هَذَا مُعْطَى دِرْهَمٍ زَيْدًا

☆ اسم فاعل مضاف الی المفعول کی صورت میں اگر کلام میں مفعول بہ کا تابع موجود ہو تو لفظ کی

رعایت کرتے ہوئے تابع پر جراور محل کی رعایت کرتے ہوئے اس پر نصب پڑنا جائز ہے

جیسے: هَذَا ضَارِبٌ زَيْدٌ وَعَمْرٍو هَذَا ضَارِبٌ زَيْدٌ وَعَمْرٍو

☆ اگر اسم فاعل کے بعد اس کا فاعل لفظ مذکور نہ ہو تو اس صورت میں ضمیر مرفوع مستتر اس کا فاعل ہوگی۔ جیسے: زَيْدٌ غَالِمٌ۔ غَالِمٌ میں ہو ضمیر مستتر فاعل ہے۔

قلمہ: اسم فاعل کی تین صورتیں ہیں اور ان تینوں صورتوں میں وہ عمل کرتا ہے:

- (۱) معروف بآل۔ جیسے: أَنَا الشَّاكِرُ نِعْمَتَكُمْ
- (۲) مجرد عن لآل۔ جیسے: الْحَقُّ دَاخِضُ الْبَاطِلِ
- (۳) مضاف۔ جیسے: خَالِدٌ فَاتِحُ الرُّومِ

اسم مبالغہ:

اسم فاعل کے کچھ صیغے اسم مبالغہ کہلاتے ہیں، اسم فاعل کے معنی میں اگر کثرت اور زیادتی کے معنی پائے جائیں تو ایسے اسم فاعل کو اسم مبالغہ کا نام دیا جاتا ہے اس کی آسان تعریف یوں کی جاسکتی ہے: ”وہ اسم فاعل جو کثرت اور زیادتی کے معنی پر دلالت کرے۔ جیسے: غَلَاظَةُ بِمَعْنَى بَهْتِ زِيَادَةِ عِلْمٍ وَالْإِلَاحِ“

اسم مبالغہ کا عمل:

اسم مبالغہ فعل متعدی جیسا عمل کرتے ہیں یعنی اپنے فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے: أَجِبْ الْمَرْءَ الشُّكُورَ فَضْلَ وَالذِّیْهِ، إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ ذَنْبِ الْمُسِيئِ الشُّكُورِ اور غفور اسم مبالغہ ہیں ان میں ضمیر مستتر فاعل ہے جبکہ فضل اور ذنب ان کے مفعول بہ ہیں

اسم مبالغہ کے اوزان:

اسم مبالغہ کے درج ذیل اوزان معروف ہیں:

(۱) فَعَالٌ جیسے: فَتَّاحٌ	(۲) فَعِيلٌ جیسے: عَلِيمٌ
(۳) فَعُولٌ جیسے: غَفُورٌ	(۴) فَاعُولٌ جیسے: فَارُوقٌ
(۵) مِفْعَالٌ جیسے: مِقْدَامٌ	(۶) فِعْلٌ جیسے: يَقْظُ
(۷) فَيَعُولٌ جیسے: قَيُّومٌ (قَيُّومٌ)	(۸) فُعُولٌ جیسے: قُدُّوسٌ
(۹) مِفْعِيلٌ جیسے: مُسْكِنٌ	(۱۰) فُعَالٌ جیسے: كُبَّاءٌ
(۱۱) فَعَالَةٌ جیسے: فَهَامَةٌ	(۱۲) فَعِيلٌ جیسے: صِدِّيقٌ

فائدہ: اسم مبالغہ کے تمام اوزان سامی ہیں قیاس کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔

زَيْدٌ ضَارِبٌ غَمْرًا، زَيْدٌ مُبْتَدَأٌ مَرْفُوعٌ لَفْظًا، ضَارِبٌ: اسم فاعل، مَوْضِعٌ مَسْتَرٌ فاعل مَرْفُوعٌ
مَحَلًّا غَمْرًا: مفعول بہ، منصوب لَفْظًا۔ اسم فاعل فاعل ومفعول بہ: خبر مبتداء، خبر: جملة اسمیہ خبریہ

پنجم اسم مفعول بمعنی حال واستقبال عمل فعل مجہول کند بشرط اعتماد مذکور چون زَيْدٌ مَضْرُوبٌ
 أَبُوهُ وَعَمَرُو مَعْطَى غَلَامُهُ دِرْهَمًا وَبَكْرٌ مَعْلُومٌ ابْنُهُ فَاضِلًا
 وَخَالِدٌ مُخْبِرٌ ابْنُهُ عَمَرُوا فَاضِلًا ہاں عمل کہ ضرب و اعطى و علم
 و اخبر میگردن مَضْرُوبٌ و مَعْطَى و مَعْلُومٌ و مُخْبِرٌ میکند

پانچویں: اسم مفعول جو حال یا استقبال کے معنی میں ہو فعل مجہول والا عمل کرتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ
 اعتماد مذکورہ چیزوں پر ہو۔ جیسے زید مَضْرُوب ابوہ و عمرو معطى غلامہ
 درہما و بکر معلوم ابنہ فاضلا و خالد مخبر ابنہ عمرو فاضلا جس طرح
 ضرب، اعطى، علم اور اخبر عمل کرتے ہیں اسی طرح مَضْرُوب، معطى، معلوم
 اور مخبر بھی کرتے ہیں۔

﴿اسم مفعول کا بیان﴾

اسم مفعول اس ذات کے اسم کو کہتے ہیں جس پر فاعل کا فعل واقع ہو، اس تعریف سے اسم
 مفعول اور مفعول کے فرق کو بھی سمجھ لینا چاہئے یعنی مفعول وہ ذات ہے، جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جبکہ
 اسم مفعول اس اسم کو کہتے ہیں جو مفعول پر دلالت کرے جیسے۔ مَضْرُوبٌ، مُكْرَمٌ۔

اسم مفعول کا عمل

اسم مفعول فعل مجہول سے مشتق ہوتا ہے، اس لئے یہ فعل مجہول کی طرح نائب فاعل کو
 رفع دیتا ہے اور ایک سے زیادہ مفعول ہوں تو پہلا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع جبکہ
 بعد والے منصوب ہوتے ہیں۔ جیسے: زَيْدٌ مَضْرُوبٌ أَخُوهُ (زَيْدٌ ضَرْبِ
 أَخُوهُ): مَضْرُوبٌ اسم مفعول ہے جبکہ أَخُوهُ نائب فاعل مرفوع ہے۔.....
 يُعْجِبُنِي الْمَحْمُودُ خُلُقُهُ (يُعْجِبُنِي مَنْ حَمْدُ خُلُقِهِ) الْمَحْمُودُ اسم
 مفعول ہے جبکہ خُلُقُهُ اس کا نائب فاعل مرفوع ہے۔

اسم مفعول کے عمل کرنے کی شرائط

اسم مفعول کے عمل کرنے کی دو شرطیں ہیں:

نمبر ۱: اسم مفعول حال یا استقبال کے معنی پر مشتمل ہو۔

نمبر ۲: اسم مفعول درج ذیل میں سے کسی ایک پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔

مبتداء: جیسے: زَيْدٌ مَضْرُوبٌ أَبُوهُ: زَيْدٌ مبتداء اور مَضْرُوبٌ اسم مفعول ہے۔

موصوف: جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ مَضْرُوبٍ ابْنُهُ: رَجُلٌ موصوف

اور مَضْرُوبٌ اسم مفعول ہے۔

موصول: جیسے: جَاءَ الْمَضْرُوبُ صِدِّيقَهُ: أَلْ موصول اور مَضْرُوبٌ اسم مفعول ہے

نفی: جیسے: مَا مَضْرُوبٌ الْعِمْرَانُ، مَا حرف نفی اور مَضْرُوبٌ اسم مفعول ہے

استفهام: جیسے: أَمْضْرُوبٌ غَلَامُهُ، ہمزہ استفہام اور مَضْرُوبٌ اسم مفعول ہے

اسم مفعول کے مفعولات:

☆ اسم مفعول اگر ایک مفعول کا تقاضا کرتا ہے تو وہ ایک مفعول نائب قاعل ہونے کی وجہ سے

مرفوع ہوگا۔ جیسے: زَيْدٌ مَضْرُوبٌ أَبُوهُ، الْمَظْلُومُ مُسْتَجَابُ الدَّعَاءِ

☆ اگر اسم مفعول دو مفعول کا تقاضا کرتا ہے تو پہلا مفعول نائب قاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع

اور دوسرا منصوب ہوگا۔ جیسے: عَمَرُوْا مُعْطَى غَلَامِهِ دَرْهَمًا،

بَكَرَ مَعْلُومٌ ابْنُهُ فَاصْطَلَا

☆ اگر اسم مفعول تین مفعول کا تقاضا کرتا ہے تو پہلا مفعول نائب قاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع

اور بقیہ دو منصوب ہونگے۔ جیسے: خَالِدٌ مُخْبِرٌ ابْنُهُ عَمَرُوا فَاصْطَلَا

فوائد ۱: مصنف نے بہت سے آسان انداز میں اسم مفعول کے عمل کرنے کو واضح کیا ہے کہ

ضَرِبَ، أُعْطِيَ، عَلِمَ اور أَخْبَرَ جو عمل کرتے ہیں وہی عمل مَضْرُوبٌ، مُعْطَى،

مَعْلُومٌ اور مُخْبِرٌ کرتے ہیں۔

فائدہ ۲: بعض علماء نماز کہتے ہیں کہ اسم مفعول اگر مصغر یا موصوف ہو تو وہ فعل مجہول جیسا عمل نہیں کرتا

فائدہ ۳: اسم مفعول کبھی اپنے معمول کی طرف مضاف بھی ہوتا ہے اور اس کا نائب فاعل لفظاً مجرد اور کلاماً مرفوع ہوتا ہے۔ جیسے **الْغُرْفَةُ مَفْتُوحَةٌ النَّوَافِذِ**
فائدہ ۴: اگر اسم مفعول میں مذکورہ شرائط نہ ہوں تو وہ فعل مجہول جیسا عمل نہیں کرے گا بلکہ مابعد کی طرف مضاف ہوگا۔

تنبیہ: کلام عرب میں بہت سے ایسے اسماء بھی ہیں جو اسم مفعول کے معنی پر مشتمل ہیں لیکن وہ **فَعِيلٌ** کے وزن پر آتے ہیں۔

مثالیں:	قَتِيلٌ	بمعنی	مَقْتُولٌ،
	ذَبِيحٌ	بمعنی	مَذْبُوحٌ،
	كَجِيلٌ	بمعنی	مَكْحُولٌ،
	خَبِيبٌ	بمعنی	مَحْبُوبٌ،
	أَسِيرٌ	بمعنی	مَأْسُورٌ،
	طَرِيحٌ	بمعنی	مَطْرُوحٌ،

یاد رہے کہ اسم مفعول اگر **فَعِيلٌ** کے وزن پر ہو تو اس میں عام طور پر مذکر و مونث یکساں ہوتے ہیں۔
 جیسے: **زَيْدٌ خَرِيحٌ** اور **هِنْدٌ خَرِيحَةٌ**

تنبیہ: **فَعُولٌ** اور **فَعِيلٌ** ایسے وزن ہیں جو اسم فاعل اور اسم مفعول کے درمیان مشترک ہیں۔ جیسے **صَبُورٌ**، **مَرِيضٌ** اسم فاعل ہیں جبکہ **رَسُولٌ** اور **خَرِيحٌ** اسم مفعول ہیں۔

ششم صفت مشبہ عمل خود کند بشرط اعتماد مذکور چون زید حسن غلامہ
ہمان عمل کہ حسن می کرد حسن میکند

چھٹی: صفت مشبہ جب اعتماد مذکورہ چیزوں پر ہو تو عمل اپنے فعل والا کرتی ہے۔
جیسے زید حسن غلامہ جس طرح حسن عمل کرتا ہے اسی طرح حسن بھی کرتا ہے۔

﴿صفت مشبہ کا بیان﴾

صفت مشبہ کا صیغہ فعل لازم اور ثلاثی سے مشتق ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ صفت مشبہ فعل لازم جیسا ہی عمل کرتا ہے یعنی صفت مشبہ فقط اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے جبکہ فعل لازم کی طرح اس کا بھی مفعول نہیں آتا اگرچہ صفت مشبہ کے معمول منصوب اور مجرور بھی ہوتے ہیں نیز صفت مشبہ صفت ثابتہ پر دلالت کرتا ہے یعنی ایسی صفت جو موصوف سے کبھی جدا نہ ہو بلکہ تمام زمانوں میں یکساں طور پر وہ صفت موصوف میں موجود رہے۔ علاوہ ازیں اسم فاعل اور صفت مشبہ ایک جیسا معنی دیتے ہیں لیکن ایک اہم فرق جو صفت مشبہ کو اسم فاعل سے جدا کرتا ہے وہ یہ ہے کہ صفت مشبہ کا صیغہ ثبوت و دوام کے معنی پر دلالت کرتا ہے جبکہ اسم فاعل کا تعلق چونکہ صفات عارضہ سے ہے۔ لہذا وہ حدوث اور تجدد کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ صفت مشبہ کی تعریف اس کے عمل اور معمولات کی تفصیل درج ذیل ہے:

تعریف: وہ اسم مشتق جو اس معنی (وصف) پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل بطور ثبوت قائم ہو۔

جیسے: حسن، کریم، ضعیف، اسود

صفت مشبہ کا عمل: صفت مشبہ اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: زید حسن خلقہ اس مثال میں حسن صفت مشبہ اور خلقہ اس کا فاعل ہے۔

صفت مشبہ کے عمل کی شرائط:

صفت مشبہ کے عمل کرنے کی درج ذیل شرائط ہیں:

- ☆ صفت مشبہ مبتدا پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔ جیسے: زید حسن وجہہ
- ☆ صفت مشبہ موصوف پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔ جیسے: مررت برجل حسن الوجہ
- ☆ صفت مشبہ ذوالحال پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔ جیسے: جائننی زید حسنا وجہہ
- ☆ صفت مشبہ نلی پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔ جیسے: ما حسن وجہہ عمرو

☆ صفت مشبہ استفہام پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔ جیسے هَلْ حَسَنٌ وَجْهٌ عَمْرٍو

صفت مشبہ کے معمول کی اعرابی صورتیں:

صفت مشبہ کے معمول کے مندرجہ ذیل احوال ہیں:

نمبر ۱: صفت مشبہ کا معمول فاعلیت کی بنا پر مرفوع ہوتا ہے۔

جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حَسَنٍ وَجْهًا

نمبر ۲: صفت مشبہ کا معمول مشابہ مفعول ہونے کی بنا پر منصوب ہوتا ہے بشرطیکہ معرفہ ہو۔

جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حَسَنٍ الْوَجْهَ

نمبر ۳: صفت مشبہ کا معمول تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے بشرطیکہ وہ نکرہ ہو۔

جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حَسَنٍ وَجْهًا

نمبر ۴: صفت مشبہ کا معمول مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے۔

جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حَسَنٍ الْوَجْهَ

صفت مشبہ کے اوزان:

صفت مشبہ کے مختلف اوزان ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر ۱: اگر فعل فرحت یا غم کے معنی پر دال ہو تو اس سے صفت مشبہ فِعْلٌ کے وزن پر آتا ہے۔

جیسے: فَرَحٌ اور حَزَنٌ

نمبر ۲: اگر فعل باب گَرُمٌ یَكْرُمُ سے ہو تو اس سے مختلف اوزان آتے ہیں۔

☆ فَعِيلٌ: جیسے شَرِيفٌ اور گَرِیمٌ

☆ فَعْلٌ: جیسے حَسَنٌ اور بَطْلٌ

☆ فَعْلٌ: جیسے شَهْمٌ اور صَعْبٌ

☆ فَعَالٌ: جیسے جَبَانٌ اور رَزَانٌ

☆ فَعَالٌ: جیسے شُجَاعٌ اور فُرَاتٌ

☆ فُعْلٌ: جیسے صُلْبٌ اور حُلُوٌ

☆ فِعْلٌ: جیسے مِلْحٌ

نمبر ۳: اگر فعل ماضی مفتوح العین ہو تو اس سے صفت مشبہ فَعِيلٌ کے وزن پر آتا ہے

جیسے: مَيِّتٌ (مَيِّتٌ) اور سَيِّدٌ (سَيِّدٌ)

نمبر ۴: اگر فعل کسی شی کے پُر یا خالی ہونے پر دلالت کرے تو اس سے صفت مشبہ فَعْلَانُ کے وزن پر آتا ہے بشرطیکہ اس کی مؤنث فعلی کے وزن پر آتی ہو۔

جیسے: غَطَشَانُ (عطشی) اور زَيَّانُ (ریٹی)

نمبر ۵: اگر فعل کسی فطری اور طبعی معنی پر دلالت ہو تو اس سے صفت مشبہ أَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے۔

بشرطیکہ اس کی مؤنث فَعْلَاءُ آتی ہو۔ جیسے: أَحْمَرُ (حُمْرَاءُ) أَعْوَرُ غَوْرَاءُ

صفت مشبہ سے متعلق چند اہم باتیں:

نمبر ۱: - صفت مشبہ کے معمول کو صفت مشبہ پر مقدم کرنا جائز نہیں۔

نمبر ۲: صفت مشبہ چونکہ ثبوت کے معنی پر دلالت ہوتا ہے اس لئے صفت مشبہ کے عمل کرنے کے لئے حال و استقبال کی شرط نہیں ہے۔

نمبر ۳: صفت مشبہ کے معمول کے منصوب یا مجرور ہونے کی صورت میں اس کا فاعل ضمیر مستتر ہوتی ہے

نمبر ۴: صفت مشبہ صرف ثلاثی مجرد اور فعل لازم سے مشتق ہوتا ہے۔ اگر کبھی غیر ثلاثی مجرد سے صفت

مشبہ آئے تو پھر وہ اسم فاعل غیر ثلاثی کے وزن پر آئے گا۔ جیسے هُوَ مُعْتَدِلُ الْقَامَةِ

نمبر ۵: صفت مشبہ کے عمل کرنے کے لئے یہ شرط بھی ہے کہ وہ مصغر نہ ہو۔

نمبر ۶: صفت مشبہ کے عمل کرنے کی ایک شرط یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ صفت مشبہ اور اس کے

معمول کے درمیان کوئی فاصل نہ ہو۔

نمبر ۷: صفت مشبہ پر الف لام موصول داخل نہیں ہوتا کیونکہ صفت مشبہ ثبوت و دوام پر دلالت کرتی

ہے۔ جبکہ الف لام موصول اس اسم مشتق پر داخل ہوتا ہے جو حدوث پر دلالت کرتا ہے۔

نمبر ۸: صفت مشبہ اگر حدوث و مجرد کے معنی پر دلالت کرے تو وہ فاعل کے وزن پر آئے گا۔

جیسے: ضَائِقُ (ضَيِّقُ)

نمبر ۹: کبھی اکسم فاعل اور اسم مفعول ثبوت کے معنی پر دلالت کرتے ہیں اس صورت میں ان کو صفت

مشبہ والا حکم دیا جائے گا۔ جیسے: هَذَا طَاهِرُ الْقَلْبِ، هَذَا مَحْمُودُ الْمَقَاصِدِ

نمبر ۱۰: صفت مشبہ فعل لازم کی طرح ہوتا ہے اس کا مفعول بہ نہیں ہوتا اگر اس کے بعد کوئی منصوب

معرفہ ہوا تو اسے مشابہ مفعول کہا جائے گا۔

نمبر ۱۱: صفت مشبہ کے بعد لازماً ایک ضمیر ہوتی ہے جو موصوف کی طرف لوٹتی ہے۔

جیسے: حَسَنٌ وَجْهُهُ، حَسَنُ الْوَجْهِ

فم اسم تفصیل واستعمال او بر سر وجہ است بہ من چون زید اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو
یا الف ولام چون جاء نبي زید اَلْاَفْضَلُ یا باضافت چون زید اَفْضَلُ الْقَوْمِ
و عمل او در فاعل باشد و آن خواست فاعل اَفْضَلُ کہ در مستتر است۔

ساتویں: اسم تفصیل اور اس کا استعمال تین طریقے پر ہے من کے ساتھ جیسے زید افضل من
عمر و یا الف لام کیساتھ جیسے جاء نبي زيد الافضل یا اضافت کے ساتھ۔ جیسے زید افضل
القوم اور اس کا عمل فاعل میں ہوتا ہے اور اس کا فاعل ہو ہے جو کرا فضل میں مستتر ہے۔

﴿اسم تفصیل﴾

اسم تفصیل اسماء عالمہ میں سے ہے اور اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے اس سے مراد وہ اسم مشتق
ہے جس میں وصفیت (مصدریت) کے معنی میں دوسرے شریک معنی کی نسبت زیادتی پائی جائے۔
جیسے: يُوسُفُ أَجْمَلُ مِنَ الْقَمَرِ (یوسف چاند سے زیادہ خوبصورت ہے) یعنی یوسف بھی
حسین ہیں اور قمر بھی حسن میں ان کا شریک ہے لیکن یہ معنی قمر کی نسبت یوسف میں زیادہ پایا جاتا
ہے اور جیسے أَبُو بَكْرٍ أَصْدَقُ النَّاسِ

فائدہ: اسم تفصیل کے موصوف جس میں دوسرے کی نسبت معنی وصفیت کی زیادتی پائی جاتی ہے
اسے مُفَضَّلُ اور جس پر زیادتی ہو اس کو مُفَضَّلُ عَلَيْهِ کہا جاتا ہے مذکورہ مثال میں اجمل اسم
تفصیل یوسف مُفَضَّلُ اور قمر مُفَضَّلُ عَلَيْهِ ہے۔

اسم تفصیل ثلاثی مجرد سے مشتق ہوتا ہے غیر ثلاثی مجرد سے اسم تفصیل نہیں آتا اگر غیر ثلاثی
مجرد سے اسم تفصیل کے معنی مقصود ہوں تو اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ أَشَدُّ یا أَكْثَرُ کے بعد غیر ثلاثی مجرد
کے مصدر منصوب کو ذکر کر دیا جائے۔ جیسے: الدُّمُّ أَشَدُّ خَمْرَةً مِنَ الْوَرْدِ

صیغہ اسم تفصیل کی شرائط:

- (۱) صیغہ اسم تفصیل کی بنا کے لئے چند شرائط ہیں اسم تفصیل کے لئے ان تمام شرائط کا موجود
ہونا ضروری ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔
- (۲) باب ثلاثی مجرد ہو غیر ثلاثی مجرد نہ ہو۔
- (۳) فعل تام سے مشتق ہو غیر تام سے نہ ہو۔

(۳) فعل مثبت سے مشتق ہو۔ (۴) فعل منی للمعلوم سے مشتق ہو۔

(۵) فعل متصرف ہو غیر متصرف نہ ہو۔

(۶) وہ فعل رنگ، عیب اور زیب و زینت کے معنی پر مشتمل نہ ہو۔

(۷) وہ فعل زیادة، تفصیل و تفاوت کے معنی کی صلاحیت رکھتا ہو۔

اسم تفصیل کے استعمال کے طریقے:

اسم تفصیل کے استعمال کے تین مختلف طریقے ہیں کیونکہ مقصود غیر پر زیادتی کو بیان کرنا ہے اور یہ ان تین میں سے کسی ایک طریقے سے ہی حاصل ہوتا ہے:

(۱) اسم تفصیل من کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ بَكْرٍ

(۲) اسم تفصیل الف لام کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

جیسے: جَانِبِي زَيْدٌ أَلْأَفْضَلُ

(۳) اسم تفصیل بصورت مضاف استعمال ہوتا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں:

☆ اسم تفصیل مکررہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔

جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ رَجُلٍ

☆ اسم تفصیل معرفہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔

جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ

اسم تفصیل کا عمل :

اسم تفصیل اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے اور اس کا فاعل ہمیشہ ضمیر مستتر ہوتی ہے۔

جیسے: زَيْدٌ أَكْرَمُ مِنْ خَالِدٍ أَيْ زَيْدٌ أَكْرَمُ هُوَ مِنْ خَالِدٍ

اَكْرَمُ اسم تفصیل ہے اور اس میں ہو ضمیر اس کا فاعل ہے جو اسم تفصیل کی وجہ سے مرفوع ہے

علاوہ ازیں: اسم تفصیل تمیز کو نصب دیتا ہے۔

جیسے: أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا . مُحَمَّدٌ أَتْلَعُ بَنَانًا .

مَالًا اور بَنَانًا دونوں تمیز ہیں جن کو اسم تفصیل نے نصب دیا ہے۔

فائدہ: اسم تفصیل کا فاعل ہمیشہ ضمیر مستتر ہوتی ہے اسم ظاہر کو یہ رفع نہیں دیتا لیکن بعض نحو یوں کے نزدیک کبھی کبھی اس کا فاعل اسم ظاہر بھی ہوتا ہے جس کو اسم تفصیل رفع دیتا ہے۔ جیسے: **مُحَمَّدٌ هُوَ الْأَفْضَلُ عَمَلُهُ**، **عَمَلُهُ** اسم ظاہر ہے جو اسم تفصیل کا فاعل ہے اور اس کی وجہ سے مرفوع ہے، **هَذَا أَشْرَفُ مِنْهُ أَخُوهُ** اس مثال میں **أَخُوهُ** اسم ظاہر ہے جو کہ اسم تفصیل کا فاعل ہے۔

فائدہ: مسئلہ کل میں بھی اسم تفصیل اسم ظاہر (فاعل) کو رفع دیتا ہے مسئلہ کل سے مراد یہ ہے کہ کلام میں حرف نفی یا حرف استفہام ہو اور اس کے بعد کوئی اسم جنس موصوف ہو اور اسم تفصیل اس سے صفت واقع ہو رہا ہو۔ جیسے: **مَا زَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنُ فِي غَيْبِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِي غَيْبِ زَيْدٍ** ما نافیہ کے بعد رجلاً اسم جنس موصوف ہے احسن اسم تفصیل اس کی صفت ہے اور الکحل اسم تفصیل کا فاعل ہے جو اسم ظاہر ہے اور جیسے: **هَلْ رَجُلٌ أَحْسَنُ بِهِ الْجَمِيلُ مِنْ زُهَيْرٍ**

چند ضروری مسائل:

- ☆ اگر اسم تفصیل اضافت اور الف لام کے بغیر استعمال ہو رہا ہو یعنی **مِنْ** کے ساتھ تو اس صورت میں اسم تفصیل کو مذکر اور مفرد ہی لایا جائے گا اگرچہ اس کا ماقبل مؤنث، تشنیہ یا جمع ہو۔
جیسے: **زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو** **هِنْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو**
الزُّيْدَانِ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو **الزُّيْدُونَ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو**
- ☆ اسم تفصیل اگر الف لام کے ساتھ استعمال ہو تو اس صورت میں اس کی افراد، تشنیہ، جمع اور تانیہ و تذکیر میں اپنے ماقبل موصوف سے مطابقت ضروری ہے۔
جیسے: **زَيْدٌ الْأَفْضَلُ** **هِنْدٌ الْفُضْلَى**
الزُّيْدَانِ الْأَفْضَلَانِ **الْهِنْدَانِ الْفُضْلَيَانِ**
الزُّيْدُونَ الْأَفْضَلُونَ **الْهِنْدَاكُ الْفُضْلَيَاكُ**
- ☆ اسم تفصیل اگر کمرہ کی طرف مضاف ہو تو اسم تفصیل کو مفرد اور مذکر لانا ضروری ہے۔
جیسے: **زَيْدٌ أَفْضَلُ رَجُلٍ** **هِنْدٌ أَفْضَلُ امْرَأَةٍ**
الزُّيْدَانِ أَفْضَلُ رَجُلَيْنِ **الزُّيْدُونَ أَفْضَلُ رِجَالٍ**
- ☆ اسم تفصیل اگر معرفہ کی طرف مضاف ہو تو افراد، تشنیہ، جمع اور تذکیر و تانیہ میں مطابقت

اور عدم مطابقت، دونوں جائز ہیں:

جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ الرِّئْدَانِ أَفْضَلُ الْقَوْمِ،

الرِّئْدَانِ أَفْضَلُ الْقَوْمِ هِنْدٌ فَضْلَى الْقَوْمِ

هِنْدٌ أَفْضَلُ النِّسَاءِ الْهِنْدَانِ فَضْلِيَا النِّسَاءِ

الْهِنْدَانِ أَفْضَلُ النِّسَاءِ الرِّئْدُونَ أَفْضَلُ الْقَوْمِ،

الرِّئْدُونَ أَفْضَلُوا الْقَوْمِ الْهِنْدَاثُ أَفْضَلُ النِّسَاءِ،

الْهِنْدَاثُ فَضْلِيَاثُ النِّسَاءِ

☆ کبھی اسم تفضیل کثرت استعمال کی وجہ سے بغیر ہمزہ کے فَعْلُ کے وزن پر آتا ہے۔

جیسے: خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يُنْقَعُ النَّاسُ اور شَرُّ النَّاسِ الْمُفْسِدُ،

ان مثالوں میں خَيْرٌ اور شَرٌّ دونوں اسم تفضیل ہیں ان کی اصل اخَيْرٌ اور اَشَرٌّ ہے۔

☆ کبھی اسم تفضیل کا میخیز یادتی کے معنی سے خالی ہوتا ہے اور محض اسم قائل یا صفت محبہ کا

معنی دیتا ہے۔ جیسے: رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ اور وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ

يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ۔ ان مثالوں میں أَعْلَمُ عالم اور أَهْوَنُ هَيِّنُ

کے معنی پر مشتمل ہیں۔

☆ کبھی اسم تفضیل کے بعد من مقدر ہوتا ہے جیسے: أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا،

اصل میں وَأَعَزُّ مِنْكَ نَفَرًا ہے۔

☆ اسم تفضیل مفعول کو نصب نہیں دیتا بالافتاق۔ اگر اس کے بعد مفعول بآئے گا تو وہ کسی حرف

جر کی وجہ سے مجرور اور محلا منصوب ہوگا۔ جیسے: السَّعْدُوقُ أَتَمُّ لِمَرْءٍ،

أَنَا أَغْرَفُ بِالْعَقِي مِنْكَ، أَنْتَ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْ غَيْرِكَ

☆ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسم تفضیل حال کو بھی نصب دیتا ہے۔

جیسے: زَيْدٌ أَحْسَنُ النَّاسِ مُتَنَبِّئًا اس مثال میں مُتَنَبِّئًا حال ہے۔

☆ اسم تفضیل أَفْضَلُ کے وزن پر آتا ہے جبکہ وہ محب، رنگ کے معنی پر مشتمل نہ ہو اور محب سے

مراد محب ظاہری ہے اگر کوئی لفظ محب باطنی کے معنی پر مشتمل ہو مثلاً جہلہ ہے تو اس سے اسم تفضیل

افضل کے وزن پر ہی آتا ہے۔ جیسے أَجْهَلُ

ہشتم مصدر بشرط آنکہ مفعول مطلق نباشد عمل فعلش کند

چون اَعْجَبْنِي ضَرْبُ زَيْدٍ عَمَرُوا

آٹھویں مصدر بشرطیکہ وہ مفعول مطلق نہ ہو اپنے فعل والا عمل کرتا ہے۔

جیسے: اَعْجَبْنِي ضَرْبُ زَيْدٍ عَمَرُوا۔

﴿مصدر کا بیان﴾

مصدر اس اعتبار سے امتیازی حیثیت کا حامل ہے کہ وہ اصل اور مآخذ ہے جبکہ دیگر بہت

سے اسامیہ عاملہ (اسم فاعل اسم مفعول وغیرہ) مصدر سے مشتق ہوتے ہیں۔

مصدر سے مراد وہ اسم ہے جو اپنے فعل کے معنی پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ فعل کے تمام

حروفِ اصلیہ و زائدہ پر مشتمل ہو اور زمانہ سے خالی ہو۔ جیسے: ضَرْبُ، اِکْرَامُ

مصدر کا عمل:

مصدر اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے اگر مصدر لازم ہے تو فقط فاعل کو رفع دیتا ہے۔ اور اگر

مصدر متعدی ہے تو مصدر فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیتا ہے۔

مصدر لازم: جیسے اَعْجَبْنِي قِيَامُ زَيْدٍ قیام مصدر لازم ہے زید اس کا فاعل محلا مرفوع ہے۔

مصدر متعدی: جیسے اَعْجَبْنِي ضَرْبُ زَيْدٍ عَمَرُوا، ضَرْبُ مصدر متعدی ہے زید

اس کا فاعل محلا مرفوع جبکہ عَمَرُوا اس کا مفعول بہ لفظاً منصوب ہے۔

مصدر کے عمل کرنے کی شرائط:

مصدر اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مصدر کلام میں مفعول مطلق نہ ہو کیونکہ

اس صورت میں مصدر عمل نہیں کرتا۔ مفعول مطلق ہونے کی صورت میں مصدر کے عمل نہ کرنے کی وجہ یہ

ہے کہ اس صورت میں کلام میں دو عامل اکٹھے ہو جاتے ہیں ایک فعل جو مصدر کی نسبت قوی عامل ہے

اور دوسرا مصدر جو فعل کی نسبت کمزور عامل ہے قاعدہ یہ ہے کہ جب دو عامل اکٹھے ہو جائیں تو معمول

میں قوی عامل ہی عمل کرتا ہے۔ جیسے: ضَرْبُ ضَرْبًا عَمَرُوا اس مثال میں عَمَرُوا فعل

کی وجہ سے منصوب ہے نہ کہ مصدر کی وجہ سے۔

دیگر شرائط :

☆ مصدر کی جگہ اُن مع فعل یا ما مصدریہ مع فعل کو لانا ممکن ہو۔

جیسے: يُعْجِبُنِي ضَرْبُكَ زَيْدًا يُعْجِبُنِي أَنْ تَضْرِبَ زَيْدًا

يُعْجِبُنِي ضَرْبُكَ زَيْدًا يُعْجِبُنِي مَا تَضْرِبُ زَيْدًا

☆ مصدر فعل کا قائم مقام ہو یعنی فعل محذوف ہو اور اس کی جگہ مصدر کو رکھ دیا گیا ہو۔

جیسے: سَقِيَا زَيْدًا (اسْقِ سَقِيَا زَيْدًا)

اطْعَمَا الْفُقَرَاءَ (اطْعِمِ اطْعَمَا الْفُقَرَاءَ)

ان مثالوں میں چونکہ فعل حذف ہے لہذا ما بعد اسم میں مصدر عامل ہے۔

☆ مصدر ضمیر نہ ہو۔ جیسے: ضَرْبِي زَيْدًا حَسَنٌ وَهُوَ عَمْرٍو اقْبِيحٌ کہنا جائز نہیں ہے

☆ مصدر تصغیر نہ ہو۔

☆ مصدر عمل کرنے سے پہلے موصوف واقع نہ ہو۔

☆ مصدر کا معمول اس سے مقدم نہ ہو، جیسے اعْجَبْنِي زَيْدًا ضَرْبُكَ کہنا جائز نہیں ہے

☆ مصدر تشبیہ یا جمع نہ ہو۔

مصدر کے احوال:

استعمال کے اعتبار سے مصدر کی درج ذیل تین حالتیں ہیں:

(۱) مصدر بعد والے کلمہ کی طرف مضاف کی صورت میں استعمال ہوتا ہے اور اس کی مزید تین صورتیں ہیں۔

☆ مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ

☆ مصدر اپنے مفعول بہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔

جیسے: عَجِبْتُ مِنْ شَرْبِ الْعَسَلِ خَالِدٌ

☆ مصدر اپنے مفعول فیہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔

جیسے: عَجِبْتُ مِنْ ضَرْبِ يَوْمِ السَّنَةِ خَالِدٌ بَكْرًا

(۲) مصدر تثنیہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

جیسے: أَوْ اطْعَامَ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ يَتَيَّمَا

(۳) مصدر معرف بلام استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ضَعِيفُ الْبُكَايَةِ أَغْدَاثُهُ

مصدر سے متعلق دیگر چند باتیں:

(۱) مصدر کے معمول کو اس پر مقدم کرنا جائز نہیں سوائے اس جار مجرور کے جو مصدر سے متعلق ہو

جیسے: أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا۔ اس مثال میں للناس مصدر سے مقدم ہے۔

(۲) مصدر اور اس کے معمول کے درمیان کسی اجنبی کلمہ کو حائل کرنا جائز نہیں حتیٰ کہ مصدر موصوف

کی صفت کو بھی اس کے معمول کے بعد ذکر کیا جائے گا کیونکہ مصدر اپنے معمول کے ساتھ ایسا

ہی ہوتا ہے جیسے موصول صلہ کے ساتھ اس لئے ان کے درمیان کسی فاصل کو نہیں لایا جاسکتا۔

(۳) مصدر اگر فاعل کی طرف مضاف ہو تو فاعل لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع ہوگا جبکہ مفعول بہ منصوب ہوگا

(۴) مصدر اگر مفعول بہ کی طرف مضاف ہو تو مفعول بہ لفظاً مجرور اور محلاً منصوب ہوگا۔

اس صورت میں فاعل عموماً محذوف ہوتا ہے یا مفعول بہ کے بعد ہوتا ہے۔

مصدر کی اقسام اور ان کی تعریفات:

ذیل میں مصدر سے متعلق مختلف اصطلاحات کی وضاحت کی جا رہی ہے جن سے آگاہ ہونا ضروری ہے:

(۱) **مصدر صریحی:** اس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

(۲) **مصدر میمی:** وہ مصدر جس کے شروع میں میم زائدہ لاحق ہو اور وہ حدی معنی پر

دلالت کرے۔ مصدر میمی بھی مصدر ہی ہوتا ہے اور مصدر کی طرح عمل کرتا ہے۔ جیسے: إِنَّمَا مُعْتَبِدِي

عَلَى اللَّهِ

مصدر میمی کی مثالیں: مَطْلَبٌ، مَوْجَلٌ، مَقْتَلٌ، مَوْرَدٌ، مُعْتَقِدٌ، مَغْفِرَةٌ، مَغْصَبَةٌ، مَعِيشَةٌ

فائدہ: ثلاثی مجرد کا مصدر میمی اسی باب کے اسم طرف جبکہ غیر ثلاثی مجرد اسی باب کے اسم طرف

اور اسم مفعول کا ہم وزن ہوتا ہے۔

(۳) **مصدر صناعی:** وہ اسم جس کے آخر میں یاء مشدودہ اور تاء مربوطہ لاحق ہو۔

جیسے: الْإِنْسَانِيَّةُ، الْوَطَنِيَّةُ الْوَحْشِيَّةُ الْحُرِّيَّةُ

فائدہ: مصدر مناعی یا مشدودہ اور تاء مربوطہ کے درج ذیل اسماء کے ساتھ لاحق ہونے سے تکلیل پاتا ہے

- ☆ اسم فاعل: جیسے: عَالِمِيَّةٌ
- ☆ اسم مفعول: جیسے: مَعْدُوْرِيَّةٌ
- ☆ اسم تفضیل: جیسے: اَسْبَقِيَّةٌ
- ☆ اسم جامد: جیسے: اَلْاِنْسَانِيَّةُ، اَلْوَطَنِيَّةُ، كَيْفِيَّةٌ، كَيْبِيَّةٌ
- ☆ اسم علم: جیسے: عُثْمَانِيَّةٌ، عَبَّاسِيَّةٌ
- ☆ مصدر: جیسے: اِسْنَادِيَّةٌ
- ☆ مصدر میمی: جیسے: مَصْدَرِيَّةٌ، مَقْصِدِيَّةٌ
- (۴) مصدر موصول: وہ مصدر جو اُن مصدریہ مع فعل یا مصدریہ مع فعل کی صورت میں ہو

جیسے: اَنْ تَشْرَبَ مَا تَشْرَبُ
(۵) اسم مصدر: وہ اسم جو مصدر کے معنی پر دلالت کرے لیکن اس میں فعل کے تمام حروف (اصلیہ و زائدہ) موجود نہ ہوں بلکہ کوئی حرف کم ہو۔

جیسے: وُضُوْءٌ، عَطَاءٌ، كَلَامٌ، صَلَوةٌ

فائدہ: مذکورہ چاروں مثالیں اسم مصدر کی ہیں، ان کے مصادر بالترتیب تَوْضُأٌ، اِعْطَاءٌ، تَكْلِيْمًا اور تَصَلِّيَةٌ آتے ہیں۔

اسم مصدر کا عمل: اسم مصدر بھی بالکل مصدر جیسا عمل کرتا ہے۔
جیسے: اَنْتَ كَثِيْرُ الْعَطَاءِ النَّاسِ

نہم اسم مضاف: مضاف الیہ را بجر کند چون جاء بنی غلام زید بدانکہ اینجلام حقیقت
مقدرست زیرا کہ تقدیرش آنست کہ غلام لزید

نویں اسم مضاف مضاف الیہ کو جردیتا ہے جیسے جاء نی غلامہ زید۔ جان تو کہ اس جگہ لام حقیقت
میں مقدر ہے اس وجہ سے کہ تقدیر اس کی غلام لزید ہے۔

﴿مضاف کا بیان﴾

اسمائے عالمہ میں سے ایک مضاف ہے مضاف کے معنی ہیں اضافت کیا ہوا۔ جبکہ اصطلاح نحو
میں مضاف اس اسم کو کہتے ہیں جس کی نسبت کسی دوسرے اسم کی طرف کی جائے۔ جیسے غلام زید۔
میں غلام مضاف ہے۔

مضاف کی بحث میں تین چیزوں کا ذکر ہوتا ہے۔ مضاف، مضاف الیہ اور اضافت ذیل میں
مضاف الیہ اور اضافت کی تعریف بھی کی جارہی ہے۔

مضاف الیہ: وہ اسم جس کی طرف ماقبل اسم کی اضافت کی جائے۔

جیسے غلام زید میں زید مضاف الیہ ہے۔

اضافت: وہ نسبت جو مضاف کی مضاف الیہ کی طرف کی جاتی ہے۔

فائدہ: یاد رہے کہ مضاف اور مضاف الیہ دونوں لفظی چیزیں ہیں جبکہ اضافت معنوی شی کا نام ہے۔
یعنی اسے تحریر میں نہیں لایا جاسکتا بلکہ وہ عقل کے ذریعے سمجھی جاتی ہے۔

مضاف کا عمل: مضاف اپنے مابعد اسم یعنی مضاف الیہ کو جردیتا ہے اور اس جر کی مختلف صورتیں ہیں

(۱) کسرہ لفظی، جیسے: غلام زید زید کے آخر میں کسرہ لفظی ہے۔

(۲) کسرہ تقدیری جیسے: ذی القربی القربی کے آخر میں کسرہ تقدیری ہے۔

(۳) جر محلی جیسے: هذا کتابی۔ کتابی کے آخر میں ی محلا مجرور ہے۔

مضاف اور مضاف الیہ کا حکم:

مضاف پر الف لام اور تنوین نہیں آتے اور اضافت کے وقت اگر مضاف پر الف لام یا تنوین
ہو تو ان کو حذف کر دیا جاتا ہے اسی طرح اضافت کے وقت حثیہ اور جمع کے نون کو بھی حذف کر دیا جاتا
ہے۔ جیسے: ضارباً زید اور ضاربو زید

اضافت کی اقسام : اضافت کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

(۱) اضافت لفظیہ (۲) اضافت معنویہ یا حقیقیہ

اضافت لفظیہ کی تعریف : میثدہ صفت کی مابعد اسم کی طرف اضافت کرنا۔

جیسے: هَذَا ضَارِبٌ زَيْدٌ، هَذَا مَضْرُوبٌ الْعَبْدِ، زَيْدٌ حَسَنُ الْوَجْهِ۔

اضافت لفظیہ کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں:

(۱) مضاف میثدہ صفت ہو۔

(۲) مضاف الیہ اس میثدہ صفت کا معمول ہو۔

فائدہ : میثدہ صفت سے مراد اسم فاعل اسم مفعول اور صفت مشبہ ہیں۔

اضافت معنویہ کی تعریف : غیر میثدہ صفت (اسم جامد، مصدر) کی مابعد اسم کی طرف

اضافت کرنا یا میثدہ صفت کی ایسے اسم کی طرف اضافت کرنا جو اس کا معمول نہ ہو۔ جیسے غُلامٌ زَيْدٌ

اضافت کا فائدہ :

اضافت لفظیہ فقط مضاف کی تخفیف کا فائدہ دیتی ہے یعنی تین اور نون تشبیہ و جمع کی تخفیف

جبکہ اضافت معنویہ میں دو صورتیں ہیں:

(۱) اگر مضاف الیہ نکرہ ہو تو اضافت معنویہ مضاف کی تخصیص کا فائدہ دیتی ہے۔

جیسے: غُلامٌ رَجُلٌ یعنی غُلامٌ رَجُلٌ لَا امْرَأَةً

(ب) اگر مضاف الیہ معرفہ ہو تو اضافت معنویہ مضاف کی تعریف کا فائدہ دیتی ہے۔

یعنی مضاف بھی معرفہ ہو جاتا ہے۔

جیسے: غُلامٌ زَيْدٌ یعنی غُلامٌ زَيْدٌ لَا غَيْرُو۔

اضافت معنویہ کی اقسام:

اضافت معنویہ کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر لام، من یا فی

مقدور ہوتا ہے، اس اعتبار سے اضافت معنویہ کی درج ذیل تین اقسام بیان کی گئی ہیں۔

(۱) **اضافت بمعنی لام :** یعنی وہ اضافت جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر لام کو

مقدور مانا گیا ہو۔ جیسے: هَذَا كِتَابٌ زَيْدٌ هَذَا كِتَابٌ لَزَيْدٍ

هَذَا قَلَمٌ غَمْرُو هَذَا قَلَمٌ لَغَمْرُو

(۲) **اضافت بمعنی من :** یعنی وہ اضافت جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر من

کو مقدار مانا گیا ہو۔ جیسے: هَذَا بَابٌ سَاجٍ هَذَا بَابٌ مِّنْ سَاجٍ
هَذَا خَاتَمٌ حَدِيدٌ هَذَا خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيدٍ
(۳) **اضافت بمعنی فی:** یعنی وہ اضافت جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر فی کو

مقدار مانا گیا ہو۔ جیسے: هَذِهِ نِدَاءُ السَّحْرِ هَذِهِ نِدَاءٌ فِي السَّحْرِ
هَذِهِ دُعَاءُ الْفَجْرِ هَذِهِ دُعَاءٌ فِي الْفَجْرِ
يَا صَاحِبِي السَّبْحِ يَا صَاحِبِي فِي السَّبْحِ۔

اضافت کی وجہ سے درج ذیل چیزیں حذف ہوتی ہیں:

- (۱) مضاف کے آخر سے نون تنوین حذف ہو جاتا ہے۔
جیسے: كِتَابٌ عَلِيٍّ، كِتَابٌ عَلِيٌّ پڑھنا درست نہیں
- (۲) مضاف کے آخر سے نون تثنیہ حذف ہو جاتا ہے۔
جیسے: خَائِنِي رَاغِبًا تَوْبَةً۔ رَاغِبَانِ تَوْبَةً نہیں پڑھا جائے گا
- (۳) مضاف کے آخر سے نون جمع مذکر سالم حذف ہو جاتا ہے۔
جیسے: خَائِنِي غَائِلُونَ خَلِّ۔ غَائِلُونَ خَلِّ نہیں پڑھا جائے گا۔
- (۴) مضاف کے شروع سے الف لام حذف ہو جاتا ہے۔
جیسے: كِتَابٌ سَعِيدٍ۔ الْكِتَابُ سَعِيدٍ نہیں کہا جائے گا۔

قابل توجہ باتیں:

- کبھی کبھی اضافت لفظیہ کی صورت میں مضاف پر الف لام آ جاتا ہے۔
جیسے: خَالِدُ الصَّالِحِ الْعَمَلِ، اس مثال میں الصالح مضاف ہے۔
☆ مضاف ہمیشہ مفرد ہوتا ہے جبکہ مضاف الیہ کبھی مفرد ہوتا ہے اور کبھی مرکب یعنی جملہ ہوتا ہے
البتہ جملہ ہو تو وہ مفرد کی تاویل میں ہوتا ہے۔ جیسے: يَوْمَ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ، يَنْفَعُ
الصَّادِقِينَ جملہ تاویل مفرد مضاف ہے۔
☆ کبھی مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فاصل بھی آ جاتا ہے لیکن اس کے باوجود مضاف
کے عمل کرنے کی صلاحیت برقرار رہتی ہے۔ جیسے: يَأْتِيكُمْ تَيْمٌ عَدُوٌّ

لازم الاضافة اسماء:

کلام عرب میں جن اسماء کی اضافت لازم ہے ان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ اسماء جو مفرد کی طرف مضاف ہوتے ہیں دوسرے وہ جو جملہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں:

(۱) وہ اسماء جو مفرد کی طرف مضاف ہوتے ہیں اور بغیر اضافت کے استعمال نہیں ہوتے ان کی دو صورتیں ہیں ایک جن کو اضافت سے منقطع نہیں کیا جاسکتا اور دوسرے وہ جن کو اضافت سے منقطع کیا جاسکتا ہے۔

(۱) عِنْدَ، لَدَى، لَدُنْ، وَسَطَ، بَيْنَ، دُونِ، مِثْلَ، نَظِيرَ، كَلَامَ، كَلْتَا، قَابَ، سَوَى، غَيْرَ، ذُو، ذَات اور ان کی جمع، أُولُو، أُولَاك، قُصَارَى، سُبْحَانَ، مَعَادَ، وَحْدَ، لَبَّيْكَ، سَعْدَيْكَ (وغیرہ)

(ب) فَوْقَ، تَحْتَ، يَمِينِ، شِمَالِ، أَمَامَ، قُدَّامَ، خَلْفَ اور ان کے ہم معنی قَبْلُ، بَعْدَ، كُلِّ، بَعْضُ، جَمِيعُ، حَسْبُ، أَيْ، مَعَ (وغیرہ)۔

(۲) وہ اسماء جو جملہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

اِذْ جِئْتُ اِذْ جَاءَ سَلِيمٌ
حَيْثُ جِئْتُ جِلْسْتُ حَيْثُ جَلَسَ زَيْدٌ
مُدَّ مَا رَأَيْتُهُ مُدَّ سَافِرِ الْقَوْمِ
مُنْذُ وَمَا اجْتَمَعْنَا مُنْذُ غَابَ رُفْقَانُنَا

نوٹ: مُدَّ اور مُنْذُ کو حروف جارہ میں بھی شمار کیا جاتا ہے۔

چند فوائد:

☆ مضمورات، اسماء موصولات، اسماء اشارات، اسماء شرطیہ اور اسماء استفہام (اِی کے علاوہ) کو مضاف کرنا متنع ہے۔

☆ معرفہ اعلیٰ ہے اور کمرہ ادنیٰ ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کی طرف مضاف کرنا چاہئے اس کا برعکس جائز نہیں ہے یعنی معرفہ کو کمرہ کی طرف مضاف کرنا اعلیٰ کو ادنیٰ کی طرف مضاف کرنا ہے جو جائز نہیں ہے۔

☆ بعض اوقات علم کو بعد والے اسم کی طرف مضاف کیا جاتا ہے اس صورت میں علم کو کمرہ بتایا جاتا ہے جیسے هَذَا زَيْدُنَا (یہ ہمارا زید ہے)

☆ بعض اوقات علم کو بعد والے اسم کی طرف مضاف کیا جاتا ہے اس صورت میں علم کو نکرہ بتایا

جاتا ہے جیسے هَذَا زَيْدُنَا (یہ ہمارا زید ہے)

☆ کسی اسم کو اس کے مترادف اسم کی طرف مضاف کرنا جائز نہیں اسی لئے لَيْتُكَ کی اسناد کی طرف اضافت ممکن نہیں کیونکہ دونوں مترادف ہیں۔

☆ موصوف کو اس کی صفت اور صفت کو اس کے موصوف کی طرف مضاف کرنا جائز نہیں اسی لئے رَجُلٌ غَالِمٌ کی ایک دوسرے کی طرف اضافت ممکن نہیں کیونکہ یہ موصوف صفت ہیں۔ البتہ ایک صورت میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف جائز ہے اور وہ یہ کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان مِّنْ مَّقْدَرٍ ہو۔ جیسے: كِرَامَ النَّاسِ، عِظَامَ الْأُمُورِ تقدیر عبارت الكرام من الناس اور العظام من الأمور ہے۔

☆ اضافت معنویہ کو معنویہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ اضافت معنی کی طرف لوٹی ہے یعنی اگر نکرہ کی نکرہ کی طرف اضافت ہو تو مضاف میں تخصیص اور اگر نکرہ کی معرفہ کی طرف اضافت ہو تو مضاف میں تعریف پیدا ہو جاتی ہے جبکہ اضافت لفظیہ کو لفظیہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ لفظ کی طرف راجع ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اضافت لفظیہ کی وجہ سے لفظ میں تخفیف ہوتی ہے یعنی مضاف سے تنوین، نون تنہیہ، نون جمع اور الف لام حذف ہو جاتے ہیں۔

☆ کچھ اسماء ظروف ایسے آتے ہیں جن کا مضاف الیہ حذف ہوتا ہے۔

جیسے: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ أَى بَعْضِهِمْ

☆ کبھی مضاف حذف ہوتا ہے ایسی صورت میں مضاف الیہ کو مضاف کے مقام پر رکھ دیا جاتا

ہے یعنی مضاف الیہ مجرور نہیں ہوتا بلکہ اس پر مضاف کا اعراب لے آتے ہیں۔

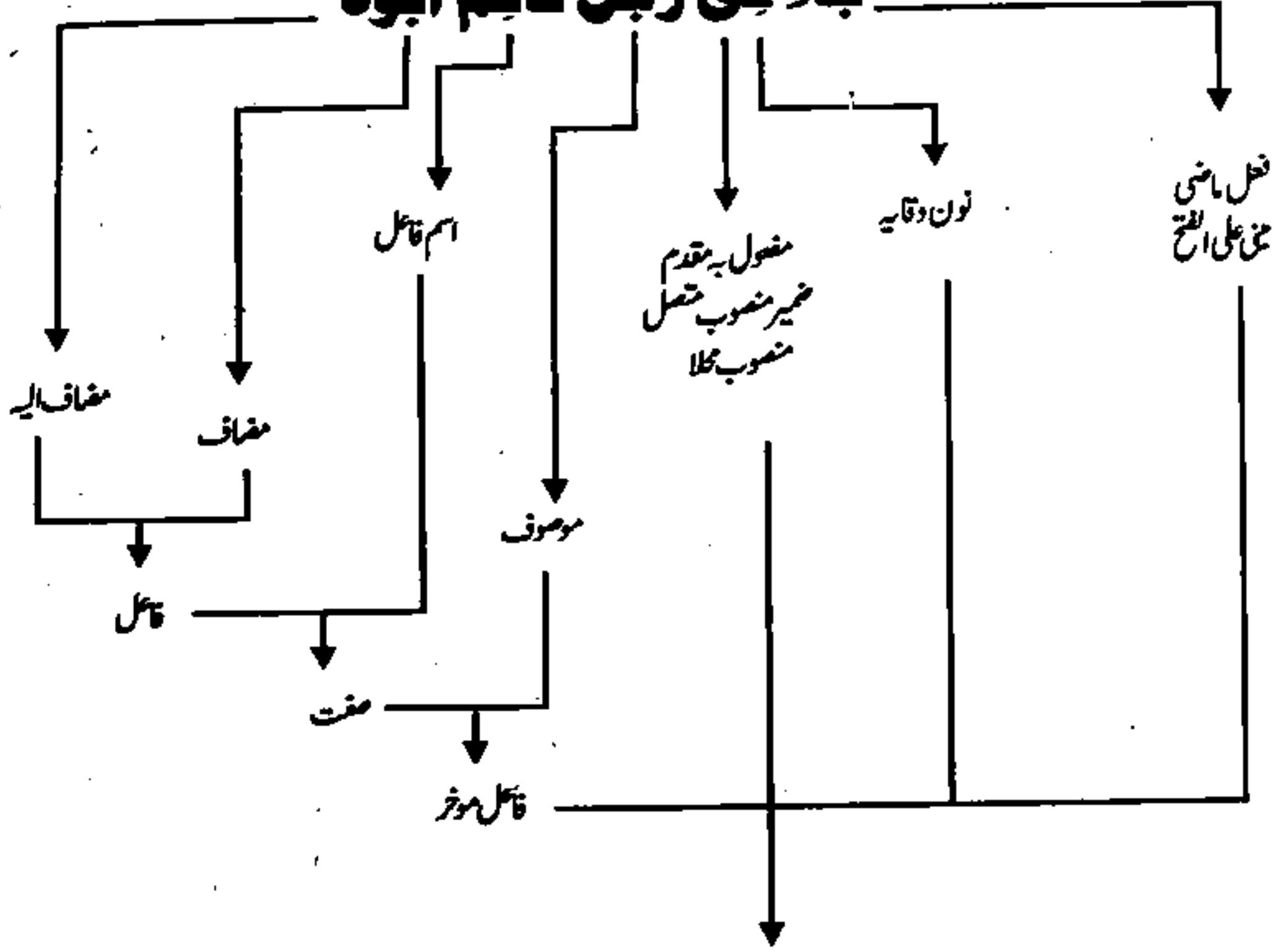
جیسے: وَاسْتَنْلِ الْقَرْيَةَ أَى وَاسْتَنْلِ أَهْلَ الْقَرْيَةِ

الْقَرْيَةِ درحقیقت مضاف مقدر کا مضاف الیہ ہے۔

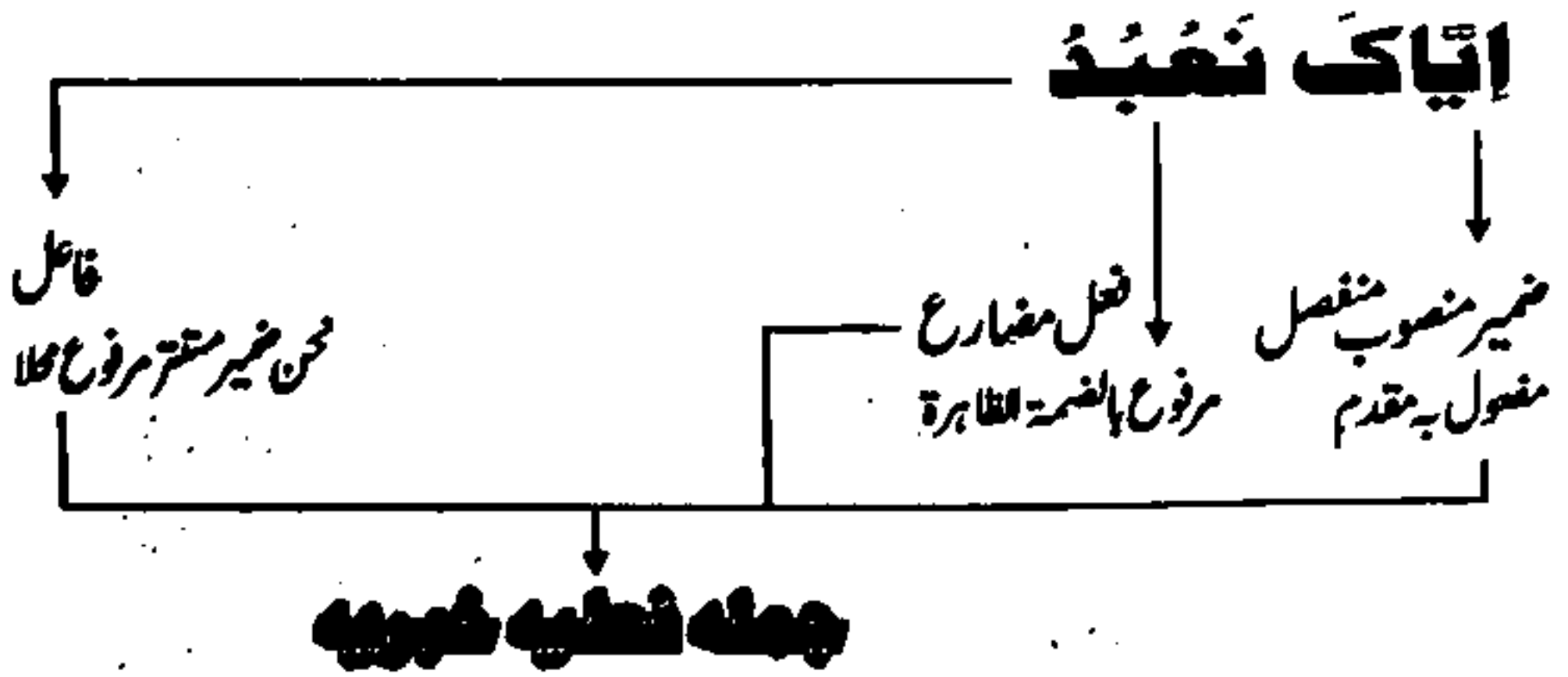
☆ مضاف الیہ کا اسم ظاہر، اسم ضمیر، مفرد اور جملہ آنا جائز ہے جبکہ سَعْدِيكَ اور لَبِيْكَ

وغیرہ میں مضاف الیہ کا ضمیر ہونا ضروری ہے۔

جَاءَ نِي رَجُلٌ قَائِمٌ أَبْوَهُ



جمله فعلیہ خبریہ



وہم اسم تام تمیز نصب کند و تمامی اسم یا بتوین باشد چون مافی السماء
 قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا یا بتقدیر توین چون عِنْدِي أَحَدُ عَشَرَ رَجُلًا وَزَيْدٌ أَكْثَرُ
 مَالًا یا بتوین ثنیہ چون عِنْدِي قَفِيزَانِ بُرَا یا بتوین جمع چون هَلْ نُنَبِّئُكُمْ
 بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا یا بمشابهہ نون جمع چون عِنْدِي عِشْرُونَ دِرْهَمًا
 تَاتِسْعُونَ یا باضافت چون عِنْدِي مِلْوَةٌ عَسَلًا

دوویں اسم تام جو تمیز کو نصب دیتا ہے اور اسم تمام ہوتا ہے یا توین کے ساتھ جیسے مافی السماء
 قدر راحة سحابا یا توین تقدیری کے ساتھ جیسے عندی احد عشر رجلا وزید
 اکثر منك مالا یا ثنیہ کے نون سے جیسے عندی قفیزان برا یا نون جمع سے جیسے هل
 ننبتکم بالاکسریں اعمالا یا نون مشابہہ جمع کے ساتھ جیسے عندی عشرون
 درهما سے تسعون تک یا اضافت کے ساتھ جیسے عندی ملوہ عسلا۔

﴿اسم تام کا بیان﴾

اسمائے عالمہ کی دوویں قسم اسم تام ہے۔

تام کا معنی ہے کسی شے کا مکمل ہو جانا جبکہ اصطلاح نحو میں اسم تام سے مراد وہ اسم ہے جو اپنی
 موجودہ صورت میں مکمل ہو اور اس کو اس کی موجودہ حالت میں مضاف نہ کیا جاسکتا ہو۔

جیسے: عِنْدِي مِلْوَةٌ عَسَلًا۔ ملوہ 'اسم تام ہے اور اب یہ کسی اسم کی طرف
 مضاف نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ تام ہونے کی وجہ سے اضافت سے مستغنی ہو چکا ہے۔

اسم کے تام ہونے کی صورتیں

اسم چند چیزوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے سے تام ہوتا ہے تفصیل درج ذیل ہے:

فصل اول: اسم توین ظاہر (ملفوظ) کے ساتھ تام ہوتا ہے۔

جیسے: مافی السماء قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا۔ عِنْدِي رِطْلٌ زَيْتًا۔

راحۃ اور رطل اسم تام ہے اور وجہ تام توین ظاہری ہے۔

نمبر ۲: اسم تثنیہ مقدرہ کے ساتھ تام ہوتا ہے۔ جیسے: عِنْدِيْ اَحَدٌ عَشْرٌ رَجُلًا ،

احد عشر اسم تام ہے اور وجہ تام تثنیہ مقدرہ ہے۔

زَيْدٌ اَكْثَرُ مَالًا اکثر اسم تام ہے اور وجہ تام تثنیہ مقدرہ ہے۔

نمبر ۳: اسم نون ثنیہ کے ساتھ تام ہوتا ہے۔

جیسے: عِنْدِيْ قَبِيْزَانِ بُرَّاءٌ ، قَبِيْزَانِ اسم تام ہے اور وجہ تام نون ثنیہ ہے۔

نمبر ۴: اسم نون جمع کے ساتھ تام ہوتا ہے۔

جیسے: هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۔

اخرسین اسم تام ہے اور وجہ تام نون جمع ہے۔

نمبر ۶: اسم مشابہ نون جمع کے ساتھ تام ہوتا ہے۔

جیسے: عِنْدِيْ عَشْرُوْنَ دِرْهَمًا

عشرون اسم تام ہے اور وجہ تام مشابہ نون جمع ہے۔

نمبر ۷: اسم اضافت کے ساتھ تام ہوتا ہے۔

جیسے: عِنْدِيْ مِلْؤُهُ غَسَلًا ، مِلْؤُهُ اسم تام ہے اور وجہ تام اضافت ہے۔

فائدہ: عشرون سے تسعون تک تمام دہائیاں مشابہ جمع ہیں اس لئے ان کے

نون کو نون مشابہ جمع کہا جاتا ہے۔

اسم تام کا عمل:

اسم تام فاعل کے ساتھ مشابہ ہے جس طرح فعل فاعل پر تمام ہو جاتا اور اس کے بعد وہ مفعول

بہ کو نصب دیتا ہے اسی طرح اسم تام بھی مذکورہ چیزوں پر تمام ہو جانے کے بعد اپنے بعد والے اسم کو تمیز

ہونے کی وجہ سے نصب دیتا ہے کیونکہ یہ تمیز مفعول بہ سے مشابہ ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا مثالوں میں سَخَابًا ، رَجُلًا ، مَالًا ، بُرَّاءٌ ، اَعْمَالًا ، دِرْهَمًا ،

غَسَلًا تمیز ہونے کی بنا پر منصوب ہیں جبکہ ان میں عامل اسم تام ہے۔

فائدہ: اسم تام انقطاع کو چاہتا ہے جبکہ اضافت اتصال کو چاہتی ہے اور ان دونوں میں تضاد ہے اس

وجہ سے جو اسم تام ہے، وہ مضاف نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی اسم فی الوقت مضاف ہو سکتا ہو تو وہ تام نہیں ہوگا

یا زدم اسمائے کنایہ از عدد و آن دو لفظ است کم و کذا کم بر دو قسم است استفہامیہ و خبریہ
 استفہامیہ تمیز کو نصب کند و کذا نیز چون کم رجلاً عندک و عندی کذا
 درہما و کم خبریہ تمیز را بحر کند چون کم مال انقث و کم دار بنیت و گاہی من
 جار بر تمیز کم خبریہ آید چون قوله تعالیٰ کم من ملک فی السموات

گیارہویں قسم: اسمائے کنایہ عدد سے اور اس کے دو لفظ آتے ہیں کم اور کذا کم دو قسم پر ہے
 استفہامیہ اور خبریہ کم استفہامیہ اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے اور کذا بھی اسی طرح جیسے کم
 رجلاً عندک و عندی کذا درہما اور کم خبریہ اپنی تمیز کو جوڑ دیتا ہے جیسے کم مال انقث
 اور کم دار بنیت اور کمی من جار کم خبریہ کی تمیز پر آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کم من

﴿اسماء کنایات﴾

کنایات جمع ہے جس کا واحد کنایہ آتا ہے اس سے مراد ایسے کلمات ہیں جن کی دلالت
 غیر واضح اور مبہم ہو۔ اسم کنایہ تین کلمات ہیں۔

نمبر ۱: کم ۲: کذا ۳: گاتین

اسم کنایہ کی تعریف: وہ مبہم کلمہ جس کے ساتھ عدد مبہم یا حدیث مبہم یا فعل مبہم سے کنایہ کیا جائے
 جیسے کم کتابا عندک (تیرے پاس کتنی کتابیں ہیں)، کم کتب قرأت (میں نے بہت سی
 کتابیں پڑھی ہیں) بہت اور کتنے سے اگرچہ عدد مراد ہیں لیکن یہ عدد واضح نہیں ہیں بلکہ ان میں ابہام پایا
 جاتا ہے۔ یاد رہے کہ کم استفہامیہ و کم خبریہ میں دو طرح ابہام ہے ایک ابہام اس کے میز ہونے کے اعتبار
 سے جو تمیز آنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے جبکہ دوسرا ابہام جو اس کے معنی کا لازمی حصہ ہے باقی رہتا ہے۔

کم کی بحث: کم کی دو قسمیں ہیں: کم استفہامیہ کم خبریہ

کم استفہامیہ: وہ اسم جس کے ذریعے عدد، (مجهول الجنس یا مجهول

الکمیۃ) کے تعین کے بارے میں سوال کیا جائے۔ جیسے: کم درہما عندک

کم استفہامیہ کا عمل:

کم استفہامیہ مابعد تمیز کو نصب دیتا ہے۔ جیسا کہ مثال مذکور سے واضح ہے۔

کم استفہامیہ کی معنوی و اعرابی حیثیت:

کلام میں کم استفہامیہ مختلف حیثیتوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تفصیل درج ذیل ہے:

☆ کم استفہامیہ: مبتدا اور محلا مرفوع واقع ہوتا ہے۔

جیسے: کُمْ دِرْهَمًا عِنْدَكَ، کم مبتدا اور محلا مرفوع ہے

☆ کم استفہامیہ مفعول بہ اور محلا منصوب واقع ہوتا ہے۔

جیسے: کُمْ طَالِبًا زَأَيْتَ الْيَوْمَ، کم مفعول بہ اور محلا منصوب ہے۔

☆ کم استفہامیہ مفعول فی ظرف زمان محلا منصوب واقع ہوتا ہے۔

جیسے: کُمْ سَاعَةً عَمِلْتَ الْيَوْمَ۔ کم مفعول فی محلا منصوب ہے۔

☆ کم استفہامیہ مفعول فی ظرف مکان محلا منصوب واقع ہوتا ہے۔

جیسے: کُمْ مَيْلًا سَافَرْتَ کم مفعول فی محلا منصوب ہے۔

☆ کم استفہامیہ مجرور واقع ہوتا ہے۔

جیسے: بِكُمْ رُوبِيَّةٌ اشْتَرَيْتَ ثَوْبَكَ میں کم مجرور واقع ہو رہا ہے

کم استفہامیہ کی تمیز:

کم استفہامیہ ہمیشہ متمیز استعمال ہوتا ہے اس کے بعد ایک تمیز ہوتی ہے جو کبھی مفرد منصوب ہوتی ہے۔ اور کبھی مفرد مجرور ہوتی ہے تفصیل درج ذیل ہے:

☆ کم استفہامیہ کی تمیز عموماً منصوب ہوتی ہے جیسے: کُمْ طَالِبًا غَابَ، طالباً تمیز ہے

☆ کم اور اس کے معمول کے درمیان اگر کوئی فاصلہ آجائے تو اس صورت میں تمیز

لازمًا منصوب ہوتی ہے۔ جیسے: کُمْ عِنْدَكَ قَلْنَا

☆ کم پر حرف جار داخل ہو تو دو صورتیں ہیں:

(ا) تمیز منصوب ہوتی ہے۔

جیسے: بِكُمْ دِرْهَمًا اشْتَرَيْتَ ثَوْبَكَ: درہمنا تمیز ہے

(ب) تمیز من مقدرہ کی وجہ سے مجرور ہوتی ہے۔ جیسے: بِكُمْ دِرْهَمٍ اشْتَرَيْتَ ثَوْبَكَ

درہم تمیز ہے اور اس سے پہلے من مقدرہ ہے۔

کم خبریہ: وہ اسم جس کے ذریعہ کسی حد کا کثیر ہونا بتایا جائے۔

جیسے: کُمْ ثَوْبٍ قَدْ لَبِثْتُ

- ☆ کم خبریہ کلام میں مبتدا واقع ہوتا ہے۔
- جیسے: کَم مَّؤْمِنٍ جَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، کم خبریہ مبتدا ہے۔
- ☆ کم خبریہ کلام میں مفعول بہ واقع ہوتا ہے۔
- جیسے: کَم كِتَابٍ قَرَأْتُ، کم خبریہ مفعول بہ ہے۔
- ☆ کم خبریہ کلام میں مفعول فیہ ظرفِ زمان واقع ہوتا ہے۔
- جیسے: کَم سَاعَةٍ قَرَأْتُ، کم خبریہ مفعول فیہ ہے۔
- ☆ کم خبریہ کلام میں مفعول فیہ ظرفِ مکاں واقع ہوتا ہے۔
- جیسے: کَم مِيلٍ مَشَيْتُ، کم خبریہ مفعول فیہ ہے۔
- ☆ کم خبریہ کلام میں مفعول مطلق واقع ہوتا ہے۔
- جیسے: کَم قَرَأَةٍ قَرَأْتُ، کم خبریہ مفعول مطلق ہے۔
- کم خبریہ کی تمیز:** کم خبریہ کی تمیز کی دو صورتیں ہیں:
- نمبر ۱:** کم خبریہ کی تمیز اکثر مجرور ہوتی ہے۔
- جیسے: کَم ثَوْبٍ قَدْ لَبِثْتُ، ثوب تمیز مجرور ہے۔
- نمبر ۲:** کم خبریہ اور تمیز کے درمیان اگر کوئی فاصل آجائے تو اس صورت میں تمیز منصوب ہوتی ہے۔
- جیسے: کَم يَوْمِ الْجُمُعَةِ غُلَامًا قَدْ مَلَكَتْ - غُلَامًا تمیز منصوب ہے۔
- کم استفہامیہ و خبریہ سے متعلق دیگر چند اہم باتیں:**
- ☆ کم خبریہ ہو یا استفہامیہ ہمیشہ کلام کے آغاز میں ہوتا ہے کیونکہ صدارت کلام یعنی کلام کے شروع میں آتا ہی اس کی اصل ہے۔
- ☆ کم استفہامیہ ہمزہ استفہام سے مشابہ ہونے کی وجہ سے مثنیٰ ہے جبکہ کم خبریہ کم استفہامیہ کی مثل ہونے کی وجہ سے مثنیٰ ہے۔
- ☆ کم استفہامیہ کی تمیز ہمیشہ مفرد ہوتی ہے یہ نہ تو متنیٰ اور نہ ہی جمع کے صیغہ کے ساتھ استعمال ہوتی ہے
- ☆ کم خبریہ کی تمیز کبھی مفرد آتی ہے جیسا کہ مذکورہ مثالوں سے واضح ہے اور کبھی جمع آتی ہے
- جیسے: کَم رَجَالٍ لَقِيتُهُمْ۔

☆ کم خبریہ واستفہامیہ کی تمیز سے پہلے کبھی من بیانیا ہوتا ہے اس صورت میں تمیز من کی وجہ سے مجرور ہوتی ہے۔ جیسے: **كَمْ مِّن مَّالٍ انْفَقَتْهُ**۔ **كَمْ مِّن رَّجُلٍ لَّقِيْلَتُهُ**۔
☆ بعض اوقات کم خبریہ واستفہامیہ کی تمیز کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔

جیسے: **كَمْ قِرَآثٍ** اس مثال میں تمیز کو حذف کیا گیا ہے اصل عبارت یوں ہوگی
كَمْ آيَةٍ قِرَآثٍ يَا كَمْ بَكَاةٍ قِرَآثٍ

☆ کم استفہامیہ ہو یا خبریہ دونوں ابہام پر دلالت کرتے ہیں لیکن ان دونوں میں ایک اہم فرق ہے اور وہ یہ کہ کم استفہامیہ کی صورت میں یہ ابہام متکلم کے نزدیک ہوتا ہے جبکہ کم خبریہ کی صورت میں متکلم کے لئے کوئی ابہام نہیں ہوتا بلکہ یہ ابہام مخاطب کے نزدیک ہوتا ہے۔

كَذَا: یہ اسم کنایہ کاف تشبیہ اور ذ اسم اشارہ سے مرکب ہے چونکہ یہ دونوں مثنیٰ ہیں اسی وجہ سے کذا بھی مثنیٰ ہے۔

تعریف: وہ اسم کنایہ جس کے ذریعے عدد مبہم سے کنایہ کیا جائے۔

جیسے: **عِنْدِي كَذَا دِرْهَمًا** (میرے پاس اتنے درہم ہیں)

فائدہ: کذا عموماً کلام کے بیچ میں یا آخر میں استعمال ہوتا ہے۔

جیسے: **عِنْدِي كَذَا وَ كَذَا رُوْبِيَّةٌ**۔

کذا کبھی غیر عدد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے **خَرَجْتُ يَوْمَ كَذَا** (میں فلاں دن نکلا)، **كَذَا**، غیر عدد کے لئے ہے۔

كَأَيِّن: یہ اسم کنایہ کأن تشبیہ اور آئی سے مرکب ہے اور اسی بنا پر مثنیٰ ہے۔

تعریف: وہ اسم کنایہ جس کے ذریعے عدد کا کثیر ہونا بتایا جائے۔

جیسے **وَكَأَيِّن مِّن آيَةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ**

فائدہ: (الف) **كَأَيِّن** معنوی اعتبار سے کم خبریہ کی طرح ہے۔

(ب) **كَأَيِّن** کی تمیز مفرد مجرور استعمال ہوتی ہے۔

(ج) **كَأَيِّن** کی تمیز پر عموماً من جارہ داخل ہوتا ہے۔

فائدہ: **نَيْفٌ** اور **بَضْعٌ** بھی اسماء کنایہ میں شمار کئے جاتے ہیں، **نَيْفٌ** دہائی سے زائد

عدد مبہم یا دو دہائیوں کے درمیان والے عدد مبہم پر دلالت کرتا ہے جبکہ **بَضْعٌ** تین سے نو تک کے عدد

مبہم پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے **مَكْثٌ فِي لَاهُورَ نَيْفًا وَعَشْرَتَيْنِ يَوْمًا** (میں نے لاہور میں

میں سے کچھ دن قیام کیا) **خَضِرَ بَضْعَ رَجَالٍ** (کچھ مرد حاضر ہوئے)۔

قسم دوم در عوائل معنوی بدانکہ عوائل معنوی بر دو قسم است اول ابتداء یعنی خلوا اسم از عوائل لفظی کہ مبتدا و خبر را بر رفع کند چون زَيْدٌ قَائِمٌ وَايْتَا كُوَيْنِدَ كَهْ زَيْدٌ مبتدا است مرفوع بابتدا و قائم خبر مبتدا است مرفوع بابتدا و ایتا و کویند مذهب دیگر است یکی آنکہ ابتداء عامل است در مبتدا و مبتدا و خبر دیگر آنکہ ہر یکی از مبتدا و خبر عامل است در دیگر دوم خلو فعل مضارع از ناصب و جازم فعل مضارع را بر رفع کند چون یضرب زید ایتا یضرب مرفوع است زیرا کہ خالی است از ناصب و جازم تمام شد عوائل نحو بِتَوْفِيقِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَعَوْنِهِ

دوسری قسم عوائل معنوی میں: جان تو کہ عوائل معنوی دو قسم پر ہیں پہلی ابتداء یعنی اسم کا عوائل لفظی سے خالی ہونا وہ مبتدا اور خبر کو رفع کرتا ہے جیسے زید قائم اور اس جگہ کہتے ہیں کہ زید مبتدا ہے جو ابتداء کی وجہ سے رفع دیا گیا ہے اور قائم خبر ہے مبتدا کی مرفوع ہے ابتداء کی وجہ سے۔ اور اس جگہ دو مذہب اور ہیں ایک یہ کہ ابتداء عامل ہے مبتدا میں اور مبتداء عامل ہے خبر میں دوسرا یہ کہ ہر ایک مبتداء اور خبر عامل ہیں ایک دوسرے میں۔ دوسری قسم: فعل مضارع جو خالی ہونا صاب اور جوازم سے فعل مضارع کو رفع کرتا ہے جیسے یضرب زید اس جگہ۔ یضرب مرفوع ہے اس لئے کہ خالی ہے عوائل ناصب اور جازم سے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی توفیق سے عوائل مکمل ہو گئے ہیں۔

﴿ عوائل معنویہ ﴾

عوائل معنویہ سے مراد وہ عامل ہیں جو لفظوں میں موجود نہیں ہوتے البتہ انہیں کلام میں معنوی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے یہ دو ہی عامل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) **ابتداء:** اس سے مراد اسم مرفوع کا لفظی عامل کے بغیر ہونا ہے۔

جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ

مذکورہ مثال میں زید اور قائم دونوں مرفوع ہیں ان سے پہلے کوئی لفظی عامل نہیں ہے لہذا یہ

کہا جائے گا کہ ان کا عامل معنوی ہے جسے ابتداء کہا جاتا ہے۔

فائدہ: مبتداء اور خبر کے عامل کے بارے میں تین موقف ہیں:

☆ ابتداء مبتداء اور خبر دونوں کا عامل ہے اور یہ دونوں ابتداء کے معمول ہیں۔

☆ ابتداء مبتداء کا عامل ہے اور مبتداء خبر میں عمل کرتا ہے اس اعتبار سے ابتداء کا معمول مبتداء اور مبتداء کا معمول خبر ہے۔

☆ مبتداء خبر کا عامل ہے اور خبر مبتداء میں عمل کرتی ہے اس اعتبار سے مبتداء اور خبر دونوں ایک دوسرے کے عامل بھی ہیں اور معمول بھی۔

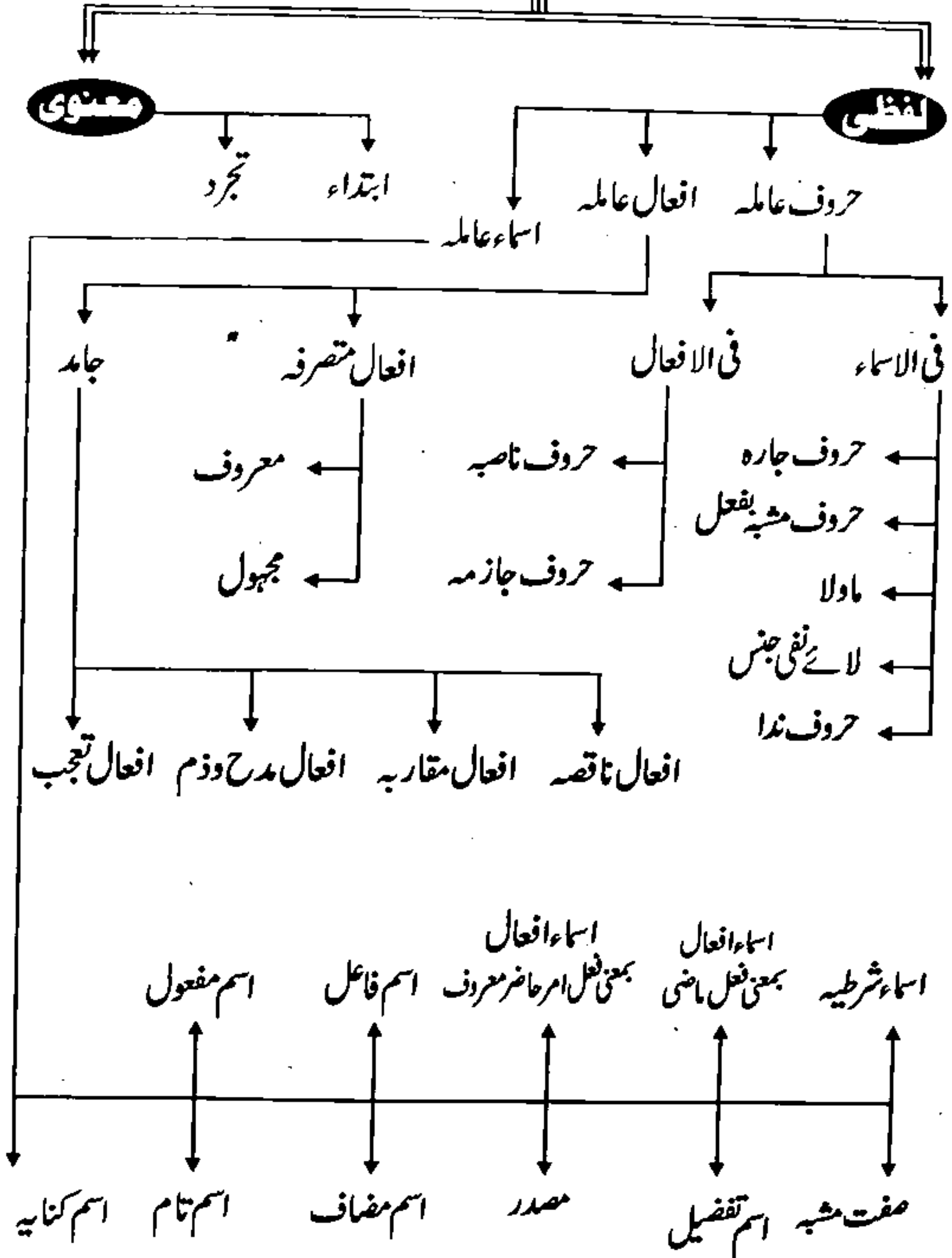
مصنف کا نظریہ:

جیسا کہ معلوم ہو رہا ہے مصنف کے نزدیک ابتداء مبتداء اور خبر دونوں کا عامل ہے:

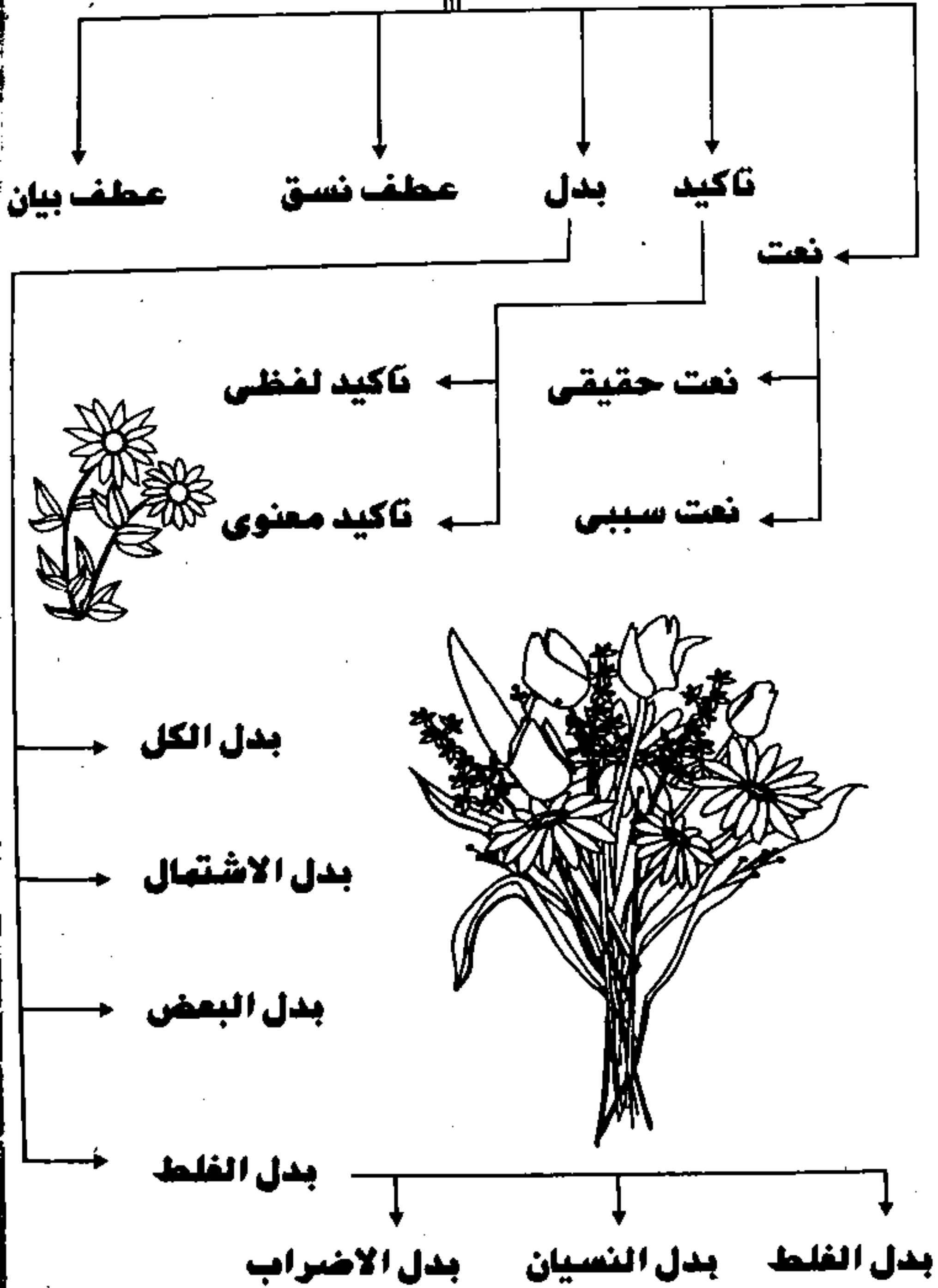
(۲) **تَجَرَّدُ يَا خُطُو:** اس سے مراد وہ فعل مضارع ہے جس کے شروع میں نصب اور جزم دینے والے عوامل (لَنْ، لَمْ، اِنْ وغیرہ) میں سے کوئی عامل نہ ہو۔
 جیسے: **يَضْرِبُ زَيْدٌ** اس مثال میں **يَضْرِبُ** فعل مضارع سے پہلے نصب اور جزم دینے والا کوئی لفظی عامل موجود نہیں ہے، لہذا یہ کہا جائے گا اس فعل کو معنوی عامل نے رفع دیا اور وہ تجرّد ہے یا در ہے کہ لفظی عامل کا نہ ہونا ہی معنوی عامل کی علامت ہے۔

زَيْدٌ قَائِمٌ: مبتداء مرفوع بوجہ عامل معنوی یعنی ابتداء **قَائِمٌ:** خبر مرفوع بوجہ عامل معنوی یعنی ابتداء
 مبتداء + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

عوامل



توابع



خاتمہ در فوائد متفرقہ کہ دانستن آن واجبست و آن سه فصل است فصل اول در
توابع بدانکہ تابع لفظی است کہ دومی از لفظ سابق باشد با عراب سابق از یک
جہت و لفظ سابق را متبوع گویند و حکم تابع آنست کہ ہمیشہ در اعراب موافق
متبوع باشد و تابع پنج نوع است

خاتمہ مختلف فوائد کے بیان میں کہ جن کا جاننا ضروری ہے اور اسکی تین فصلیں ہیں۔ فصل اول: توابع کے
بیان میں۔ جان تو کہ تابع وہ لفظ ہے جو لفظ سابق سے دوسرا ہو ایک ہی جہت سے اعراب سابق کے
مطابق ہو اور لفظ سابق کو متبوع کہتے ہیں اور حکم تابع کا یہ ہے کہ ہمیشہ اعراب میں متبوع کے موافق
ہوتا ہے اور تابع کی پانچ قسمیں ہیں۔

﴿توابع کا بیان﴾

توابع جمع ہے اس کا واحد تابع ہے جس کا معنی ہے اتباع کرنے والا اور پیچھے آنے والا جبکہ
اصطلاح نحو میں اس سے مراد وہ دوسرا لفظ ہے جو ایک ہی جہت سے اعراب میں پہلے لفظ کے مطابق
ہو یا وہ لفظ جو اعراب میں اپنے ماقبل لفظ کے تابع ہو ماقبل پر اگر رفع آئے تو اس پر بھی رفع آئے ماقبل
پر نصب آئے تو اس پر بھی نصب ہو اور ماقبل پر اگر جر آئے تو اس پر بھی جر آئے ماقبل کو متبوع اور اس بعد
والے لفظ کو تابع کہا جاتا ہے۔ جیسے: هُوَ طَالِبٌ مُجْتَهِدٌ۔ مثال مذکور میں طالب متبوع
اور مجتہد تابع ہے۔

فائدہ: ایک ہی جہت سے مراد یہ ہے کہ جس عامل کی بناء پر متبوع پر رفع، نصب، جر آیا
ہے، اسی عامل کی وجہ سے تابع پر بھی رفع، نصب، جر آئے۔
توابع کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱)	صفت	(۲)	تاکید
(۳)	بدل	(۴)	عطف بالحرف (نق)
(۵)	عطف بیان	آئندہ صفحات میں ان کی تفصیل ملاحظہ کیجئے۔	

اول صفت واو تالیست کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد چون جاء نسی رجل عالم یا بر معنی کہ در متعلق متبوع باشد چون جاء نسی رجل حسن غلامه یا ابوہ مثلاً قسم اول در وہ چیز موافق متبوع باشد در تعریف و تنکیر و تذکیر و تانیث و افراد و ثنیه و جمع و رفع و نصب و جر چون عندی رجل عالم و رجلان عالمان و رجال عالمون وامرأة عالمة وامرأتان عالمتان ونسوة عالمات اما قسم دوم موافق متبوع باشد در پنج چیز تعریف و تنکیر و رفع و نصب و جر چون جاء نسی رجل عالم ابوہ بدانکہ نکرہ را بجملة خبریہ صفت توان کرد چون جاء نسی رجل ابوہ عالم و در جملة ضمیری عائد بکرہ لازم باشد

پہلی صفت ہے اور صفت وہ تابع ہے جو دلالت کرے اس معنی پر جو متبوع میں ہو جیسے مثلاً جاء نسی رجل عالم یا اس معنی پر جو متبوع کے متعلق میں ہو جیسے جاء نسی رجل حسن غلامه یا ابوہ۔ پہلی قسم دس چیزوں میں متبوع کے موافق ہوگی معرفہ نکرہ، مذکر و مؤنث، مفرد و جمع، جمع اور رفع نصب اور جر میں جیسے عندی رجل عالم و رجلان عالمان و رجال عالمون وامرأة عالمة وامرأتان عالمتان ونسوة عالمات۔ بہر حال دوسری قسم پانچ چیزوں میں متبوع کے موافق ہوگی معرفہ نکرہ، رفع، نصب اور جر میں جیسے جاء نسی رجل عالم ابوہ۔ جان تو کہ نکرہ کو جملة خبریہ کا موصوف بتایا جاسکتا ہے جیسے جاء نسی رجل ابوہ عالم، اور جملة میں ایک ضمیر ہوگی جو لازماً نکرہ کی طرف لوٹے گی۔

﴿صفت کا بیان﴾

موصوف اور صفت کا استعمال کلام عرب میں بہت کثرت سے ہوتا ہے کبھی ان کا پہچانا بہت آسان ہوتا ہے اور کبھی صفت موصوف کی پہچان مشکل سے ہوتی ہے۔ اس لئے ان سے آگاہی بہت ضروری ہے۔
صفت کی تعریف: وہ لفظ جو موصوف (متبوع) میں موجود معنی یا کلام میں موصوف کے کسی متعلق میں موجود معنی کی وضاحت کرے۔ جیسے جاء نسی رجل عالم، رجل موصوف ہے جبکہ عالم صفت ہے۔ جاء نسی رجل عالم أخوہ، رجل موصوف ہے عالم صفت ہے جبکہ أخوہ موصوف کے متعلق ہے۔

بعض علماء نحو اس کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ صفت سے مراد ہر وہ وصف ہے جو موصوف کے ساتھ متعلق ہو چاہے اس میں اچھائی کا پہلو ہو یا برائی کا۔

موصوف کی تعریف : وہ اسم کہ صفت کے ذریعے اس میں موجود کسی وصف کی یا

اس کے متعلق میں موجود کسی وصف کی وضاحت کی جائے۔

فائدہ: موصوف متبوع ہوتا ہے جبکہ صفت تابع ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں موصوف کو عام طور

پر معنوت اور صفت کو نعت کہا جاتا ہے

صفت کی اقسام :

صفت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **صفت حقیقی :** اسے صفت بحالہ بھی کہتے ہیں۔

(۲) **صفت سببی :** اسے صفت بحال متعلقہ بھی کہتے ہیں۔

صفت حقیقی : وہ صفت جو موصوف کی ذات میں موجود کسی وصف (معنی) پر دلالت کرے۔

یا وہ صفت جو موصوف کے بعض احوال کی وضاحت کرے۔

جیسے: **هُوَ عِنْدَ صَالِحٍ** عِنْدَ موصوف جبکہ صَالِح صفت حقیقی ہے۔

صفت حقیقی کی موصوف سے مطابقت:

صفت حقیقی کا مجموعی طور پر دس امور میں اور بیک وقت چار امور میں موصوف کے مطابق ہونا ضروری ہے:

(۱) ☆ **رفع میں یعنی موصوف مرفوع ہو تو صفت بھی مرفوع ہوگی۔**

جیسے: **هُوَ عِنْدَ صَالِحٍ**

☆ **نصب میں یعنی موصوف منصوب ہو تو صفت بھی منصوب ہوگی۔**

جیسے: **لَقِيتُ عِنْدَ صَالِحٍ**

☆ **جر میں یعنی موصوف مجرور ہو تو صفت بھی مجرور ہوگی۔**

جیسے: **مَرَرْتُ بِعَبْدٍ صَالِحٍ**

(۲) ☆ **افراد میں یعنی موصوف مفرد ہو تو صفت بھی مفرد ہوگی۔**

جیسے: **هُوَ عِنْدَ صَالِحٍ**

☆ **ثنیہ میں یعنی موصوف ثنیہ ہو تو صفت بھی ثنیہ ہوگی۔**

جیسے: **هُمَا عِنْدَانِ صَالِحَانِ**

☆ جمع میں یعنی موصوف جمع ہو تو صفت بھی جمع ہوگی۔

جیسے: هُمْ عِبَادٌ صَالِحُونَ

☆ (۳) تذکیر میں یعنی موصوف مذکر ہو تو صفت بھی مذکر ہوگی۔

جیسے: هُوَ عَبْدٌ صَالِحٌ

☆ تانیث میں یعنی موصوف مؤنث ہو تو صفت بھی مؤنث ہوگی۔

جیسے: هِيَ امْرَأَةٌ صَالِحَةٌ

☆ (۴) تعریف میں یعنی موصوف معرف ہو تو صفت بھی معرف ہوگی۔

جیسے: هُوَ زَيْدٌ الْعَالِمُ

☆ تنکیر میں یعنی موصوف نکرہ ہو تو صفت بھی نکرہ ہوگی۔ جیسے هُوَ رَجُلٌ عَالِمٌ

صفت سببی : وہ صفت جو موصوف کے متعلق میں موجود کسی وصف (معنی) پر

دلالت کرے یا وہ صفت جو موصوف کے متعلق کے بعض احوال کی وضاحت کرے۔

جیسے: جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ أَخُوهُ، رَجُلٌ موصوف، عَالِمٌ صفت سببی ہے کیونکہ یہ

موصوف کے متعلق یعنی أَخُوهُ کے احوال بیان کر رہی ہے۔

صفت سببی کی موصوف سے مطابقت:

صفت سببی پانچ امور میں سے دو میں موصوف کے مطابق ہوتی ہے:

☆ (۱) رفع میں یعنی موصوف مرفوع ہوا تو صفت بھی مرفوع ہوگی۔

جیسے: هُوَ عَبْدٌ صَالِحٌ أَبُوهُ

☆ نصب میں یعنی موصوف منصوب ہوا تو صفت بھی منصوب ہوگی۔

جیسے: لَقَيْتُ عَبْدًا صَالِحًا أَبُوهُ

☆ جر میں یعنی موصوف مجرور ہوا تو صفت بھی مجرور ہوگی۔

جیسے: مَرَرْتُ بِعَبْدٍ صَالِحٍ أَبُوهُ

☆ (۲) تعریف میں یعنی موصوف معرف ہوا تو صفت بھی معرف ہوگی۔

جیسے: هُوَ زَيْدٌ الْعَالِمُ أَبُوهُ

☆ تنکیر میں یعنی موصوف نکرہ ہوا تو صفت بھی نکرہ ہوگی۔

جیسے: هُوَ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوهُ

لفظ کے اعتبار سے صفت کی تفصیل:

لفظ کے اعتبار سے صفت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **اسم مشتق:** یعنی نعت اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم مبالغہ یا اسم تفصیل ہوگی:

جیسے: **هُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ** صالح اسم فاعل صفت ہے۔

هُوَ رَجُلٌ مُكْرَمٌ مکرم اسم مفعول صفت ہے۔

رَأَيْتُ رَجُلًا حَسَنَ الْوَجْهِ حسن صفت مشبہ صفت ہے۔

مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَعْلَمَ مِنْكَ اعلم اسم تفصیل صفت ہے۔

(۲) **اسم مؤول:** یعنی وہ اسم جامد یا جملہ جو اسم مشتق نہ ہو لیکن مشتق کے معنی کو متضمن

ہونے کی وجہ سے اس کی اسم مشتق کے ساتھ تاویل کی جائے گی اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

☆ **اسم اشارہ:**

جیسے: **مَرَرْتُ بِزَيْدٍ هَذَا** یعنی مَرَرْتُ بِزَيْدٍ الْحَاضِرِ

☆ **اسم موصول**

جیسے: **مَرَرْتُ بِزَيْدٍ الَّذِي قَامَ** یعنی مَرَرْتُ بِزَيْدٍ الْمَعْلُومُ قِيَامُهُ

☆ **ذو** بمعنی صاحب اور اس کی فروعات یعنی ذات، ذُوو، اُولُو

جیسے: **مَرَرْتُ بِزَيْدٍ ذِي مَالٍ** یعنی مَرَرْتُ بِزَيْدٍ صَاحِبِ مَالٍ

☆ وہ اسم جو تشبیہ پر دلالت کرے۔

جیسے: **رَأَيْتُ رَجُلًا أَسَدًا** یعنی رَأَيْتُ رَجُلًا شَجَاعًا

☆ **اسم منسوب** جیسے: **مَرَرْتُ بِرَجُلٍ بَاكِسْتَانِيٍّ**

یعنی مَرَرْتُ بِرَجُلٍ سَاكِنِ بَاكِسْتَانٍ أَوْ مَنَسُوبٍ إِلَى بَاكِسْتَانٍ

☆ **مصدر** جیسے **مَرَرْتُ بِرَجُلٍ عَدَلٍ** یعنی مَرَرْتُ بِرَجُلٍ عَادِلٍ

☆ **جملہ بشرطیکہ موصوف نکرہ ہو:**

جیسے: **وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ**

یعنی **وَاتَّقُوا يَوْمًا رَاجِعِينَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ**

فائدہ (۱): اسمائے موصول میں سے جو صفت بنے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ

معلوم و معبود ہو لہذا من و ما اور ائی صفت نہیں بن سکتے کہ یہ اسمائے موصولہ معلوم و معبود نہیں ہیں۔
معبود سے مراد یہ ہے کہ اسم موصول عام نہ ہو بلکہ خاص ہو۔ جیسے: الَّذِي اور اَلَّتِي ہیں۔

فائدہ (۲): اسم اشارہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ظرف مکانی نہ ہو لہذا هُنَا

اور ثَمَّ وغیرہ صفت نہیں بن سکتے کیونکہ یہ ظرف مکاں کے لئے آتے ہیں۔

صفت کے فوائد:

صفت درج ذیل فوائد کے لئے استعمال ہوتی ہے:

(۱) صفت اگر تکرر ہو تو موصوف کی تخصیص کا فائدہ دیتی ہے۔ جیسے: هَذَا رَجُلٌ صَغِيرٌ

(۲) صفت اگر معرفہ ہو تو موصوف کی توضیح کا فائدہ دیتی ہے۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ الْعَالِمُ

(۳) صفت کبھی فقط مدح کے لئے ہوتی ہے کیونکہ موصوف کی تخصیص و توضیح کی ضرورت نہیں

ہوتی کہ وہ پہلے ہی ان صفات سے متصف ہوتا ہے:

جیسے: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الرَّحْمَنُ اور الرَّحِيمُ فقط مدح کیلئے ہیں

(۴) صفت کبھی فقط مذمت کیلئے ہوتی ہے۔

جیسے: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . الرَّجِيمُ فقط مذمت کیلئے ہے۔

(۵) صفت کبھی فقط ترحم کیلئے آتی ہے۔

جیسے: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ عَبْدَكَ الْمَسْكِيْنَ . الْمَسْكِيْنَ فقط ترحم کیلئے ہے۔

(۶) صفت کبھی فقط تاکید کے لئے آتی ہے

جیسے: تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ . كَامِلَةٌ تاکید کے لئے ہے۔

(۷) صفت کبھی عمومیت کے لئے آتی ہے

جیسے: يَخْشُرُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْأُولِينَ وَالْآخِرِينَ

..... الْأُولِينَ وَالْآخِرِينَ عمومیت کیلئے ہیں

(۸) صفت کبھی ابہام کو رفع کرنے کیلئے آتی ہے۔ جیسے: تَصَدَّقْ بِصَدَقَةٍ قَلِيلَةٍ

أَوْ كَثِيرَةٍ قَلِيلَةٍ اور كَثِيرَةٍ رفع ابہام کیلئے ہیں۔

(۹) صفت کبھی بیان تفصیل کیلئے آتی ہے۔

جیسے: مَرَزَتْ بِرَجُلَيْنِ غَرِبَيٍّ وَعَجَمِيٍّ
عربی و عجمی بیان تفصیل کیلئے ہیں۔

(۱۰) صفت کبھی تفسیر کے لئے آتی ہے، اس کو صفت کا صفہ بھی کہتے ہیں۔

جیسے: اَللّٰهُ قَدِيمٌ لَا اِبْتِدَاءَ لَهُ لَا اِبْتِدَاءَ لَهُ تفسیر کیلئے ہے۔

(۱۱) صفت کبھی مخاطب کی معلومات میں اضافہ کیلئے آتی ہے جبکہ متکلم موصوف کے حالات سے

پہلے ہی آگاہ ہوتا ہے جیسے: مخاطب سوال کرے: اَرَأَيْتَ فَقِيْهًا تَوْشِكُمُ جَوَابٌ مِّنْ

کہے: رَأَيْتَ فَقِيْهًا بَلَدَكُمْ الْعَالَمُ الْعَامِلُ۔

العالم العامل صفت ہیں فقط مخاطب کے علم میں اضافہ کے لئے لائے گئے ہیں۔

چند قابل توجہ فائدے:

☆ صفت کی اصل یہ ہے کہ وہ موصوف کی تخصیص یا توضیح کے لئے استعمال ہوتی ہے یہی اس

کے حقیقی معانی ہیں جبکہ بقیہ معانی کے لئے صفت مجاز استعمال ہوتی ہے۔

☆ تخصیص سے مراد یہ ہے کہ صفت نکرہ موصوفہ کے اشتراک کو کم کرتی ہے جبکہ توضیح سے مراد

یہ ہے کہ صفت معرفہ موصوفہ میں دیگر احتمالات کو رفع کرتی ہے۔

☆ کبھی ایک موصوف کی متعدد صفات بھی آتی ہیں۔

جیسے: هُوَ رَجُلٌ عَالِمٌ عَامِلٌ صَالِحٌ - وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ

مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهُ

☆ کبھی دو الگ الگ موصوفات کی ثننیہ کی صورت میں ایک بنی صفت لائی جاتی ہے بشرطیکہ

دونوں موصوف معنی و لفظ کے اعتبار سے ایک جیسی صفت سے متصف ہوں۔

جیسے: هَذَا زَيْدٌ وَهَذَا عُمَرُو الْعَاقِلَانِ

☆ معنی و لفظ کے اعتبار سے متحد ایک سے زائد موصوفات اگر ایسی صفات سے متصف ہوں

جو معنی و لفظ کے اعتبار سے مختلف ہیں تو ان صفات کے درمیان حرف عطف کے ذریعے تفریق کرنا

ضروری ہے۔ جیسے: جَانِبِي رَجُلًا فَقِيْهًا وَكَاتِبًا وَشَاعِرًا

☆ اگر موصوف جمع غیر ذی عاقل ہو تو اس کی صفت حقیقی مفرد مونث اور جمع مونث دونوں طرح

لانا جائز ہے۔ جیسے: الْجَبَانُ الرَّاسِيَّةُ اور الْجَبَانُ الرَّاسِيَّاتُ

☆ موصوف اگر اسم جمع ہو تو اس کی صفت کو موصوف کے لفظ کا اعتبار کرتے ہوئے مفرد اور معنی کا

اعتبار کرتے ہوئے جمع لانا جائز ہے۔ جیسے: غَاشِرَتُ قَوْمًا صَالِحًا،

غَاشِرَتُ قَوْمًا صَالِحِينَ

☆ موصوف کا اسم ظاہر ہونا ضروری ہے جبکہ صفت اسم مشتق، اسم جامد، جملہ فعلیہ، جملہ اسمیہ،

شبہ جملہ میں سے کوئی بھی آ سکتی ہے البتہ جملہ انشائیہ صفت نہیں بن سکتا۔

☆ کبھی موصوف اور صفت کے مابین لا، اما یا کسی اور کلمہ کے ذریعے فصل کرنا جائز ہے۔

جیسے: هَذَا يَوْمٌ لَّا خَارٌ وَلَا بَارِدٌ

وَلِكُلِّ نَفْسٍ أَجَلٌ أَمَّا قَرِيبٌ وَأَمَّا بَعِيدٌ

وَأَنَّهُ لَقَسَمٌ لِّوَتَّعْلَمُونَ عَظِيمٌ

☆ کبھی موصوف کو حذف کر دیا جاتا ہے جبکہ اس کے حذف پر کوئی قرینہ موجود ہو۔ جیسے:

وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطُّرْفِ عَيْنٍ | یعنی نِسَاءٌ قَاصِرَاتُ الطُّرْفِ

بَعَثَ الطُّيُورَ وَأَبْقَيْتُ مُغَرِّدًا | یعنی أَبْقَيْتُ طَائِرًا مُغَرِّدًا

☆ کبھی صفت کو بھی حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے:

وَكَانَ وَرَائَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَضْبًا | یعنی سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ

☆ کبھی صفت کو موصوف سے الگ کر لیا جاتا ہے یعنی صفت ہونے کے باوجود وہ اعراب میں

مائل کے تابع نہیں ہوتی بلکہ وہ ہو مبتدا مقدر کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع یا أغنی فصل

مقدر کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتی ہے۔ جیسے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَظِيمِ، الْعَظِيمِ | یعنی هُوَ الْعَظِيمُ | یا أَعْنَى الْعَظِيمِ

☆ صفت اسم مشتق یا جملہ ہو تو اس میں ایک ضمیر کا ہونا لازم ہے جو موصوف کی طرف راجع ہو۔

جیسے: هُوَ رَجُلٌ شَاعِرٌ، شَاعِرٌ مِمَّنْ هُوَ ضَمِيرٌ مُسْتَرْتَفٍ جو موصوف کی طرف راجع ہے،

شَاهِدٌ طَاوُوسًا رِيْشُهُ جَذَابٌ، رِيْشُهُ کے ساتھ متصل ضمیر موصوف

طَاوُوسًا کی طرف راجع ہے۔

دوم تاکید و او تائید است که حال متبوع را مقرر گرداند در نسبت یاد و در شمول تا سامع را شک نماند و تاکید بر دو قسم است لفظی و معنوی تاکید لفظی بتکرار لفظ است چون زَيْدٌ زَيْدٌ قَائِمٌ وَضَرَبَ ضَرَبَ زَيْدٌ وَانْ زَيْدًا قَائِمٌ و تاکید معنوی بهشت لفظ است نَفْسٌ وَعَيْنٌ وَكِلَا وَكِلْتَا وَكُلٌّ وَاجْمَعُ وَابْتَعُ وَابْصَعُ چون جَاءَ نَبِيُّ زَيْدٍ نَفْسُهُ وَجَاءَ نَبِيُّ الزَّائِدَانِ أَنْفُسُهُمَا وَجَاءَ نَبِيُّ الزَّيْدُونَ أَنْفُسُهُمْ وَعَيْنٌ رَابِعٌ قِيَاسُ كُنْ وَجَائِئِي الزَّيْدَانِ كِلَاهُمَا وَالْهِنْدَانِ كِلْتَاهُمَا وَكِلَا وَكِلْتَا غَاثٌ وَخَشِي وَجَائِئِي الْقَوْمِ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ وَابْتَعُونَ وَابْصَعُونَ بدانکه اَكْتَعُ وَابْتَعُ وَابْصَعُ اتباع اند به أَجْمَعُ پس بدون أَجْمَعُ و مقدم بر أَجْمَعُ نباشد

دوسری: تاکید وہ تالیع ہے جو متبوع کے حال کو نسبت میں یا افراد کے شامل ہونے میں پختہ کرے تاکہ سامع کو شک نہ رہے۔ تاکید کی دو قسمیں ہیں۔ لفظی اور معنوی لفظی وہ ہے جو تکرار لفظ کیساتھ ہو جیسے زید زید قائم، ضرب ضرب زید اور ان ان زید قائم اور تاکید معنوی کے آٹھ لفظ ہیں: نفس عین کلا کلتا جمع اکتع ابتع اور ابصع جیسے جاء نی زید نفسہ، جاء نی الزیدان انفسہما و جاء نی الزیدون انفسہم اور عین کو اسی پر قیاس کر اور جاء نی الزیدان کلاہما و الہندان کلتاہما اور کلا اور کلتا ثنیہ کے ساتھ خاص ہیں اور جاء نی القوم کلہم اجمعون و اکتعون و ابتعون و ابصعون۔ جان تو کہ اکتع، ابتع اور ابصع اجمع کے تالیع ہوتے ہیں پس بغیر اجمع کے نہیں آتے اور اجمع پر مقدم بھی نہیں ہوتے۔

(تاکید کا بیان)

توالیع کی دوسری قسم تاکید ہے تاکید کا لغوی معنی ہے پختہ کرنا، تقویت دینا اور اصطلاح نحو میں تاکید سے مراد وہ تالیع ہے جو متبوع کے مفہوم کو پختہ کرے تاکہ غفلت، مجاز اور سہوکا احتمال نہ رہے۔

جیسے: جَاءَ زَيْدٌ زَيْدٌ اور جَاءَ زَيْدٌ نَفْسَهُ

فائدہ : تاکید کو مؤنث بھی کہا جاتا ہے جبکہ تاکید کے متبوع کو مؤنث کہا جاتا ہے۔

تاکید کی اقسام :

تاکید کی دو قسمیں ہیں ایک لفظی اور دوسری تاکید معنوی، دونوں کی تفصیل بالترتیب حسب ذیل ہے:

تاکید لفظی : وہ تاکید جو مؤکد کو دوبارہ ذکر کرنے یا اس کے مترادف کو ذکر کرنے کی

صورت میں ہو۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ زَيْدٌ اور جَاءَ لَيْتٌ أَسَدٌ

پہلی مثال میں زید ثانی تاکید لفظی ہے۔ اور زید اول مؤکد (متبوع) ہے جبکہ دوسری مثال میں اسد تاکید لفظی اور لیت مؤکد ہے۔

فائدہ : تاکید لفظی تمام کلمات میں جاری ہو سکتی ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) کبھی تاکید لفظی اسم ظاہر کے تکرار کی صورت میں ہوتی ہے۔

جیسے: جَاءَ عَلِيٌّ عَلِيٌّ

(۲) کبھی تاکید لفظی اسم ضمیر کے تکرار کی صورت میں ہوتی ہے۔ جیسے: جِئْتُ أَنَا

(۳) کبھی تاکید لفظی فعل کے تکرار کی صورت میں ہوتی ہے۔ جیسے: جَاءَ جَاءَ زَيْدٌ

(۴) کبھی تاکید لفظی حرف کے تکرار کی صورت میں ہوتی ہے۔

جیسے: اِنْ اِنْ زَيْدًا قَائِمٌ

(۵) کبھی تاکید لفظی جملہ کے تکرار کی صورت میں ہوتی ہے۔

جیسے: ضَرْبْتُ زَيْدًا ضَرْبْتُ زَيْدًا

فائدہ : جملہ مؤکدہ عام طور پر حرف عطف کے ساتھ ہوتا ہے۔

جیسے: أُولَى لَكَ فَأُولَى ثُمَّ أُولَى لَكَ فَأُولَى

تاکید معنوی : وہ تاکید جو معنی کے تکرار کی صورت میں ہو یا وہ تاکید جو مؤکد

(متبوع) کے بعد مخصوص کلمات میں کسی کلمہ کے ذکر کی صورت میں ہو۔

جیسے: جَاءَ عُمَرُ نَفْسَهُ ، جَاءَتْ هِنْدٌ نَفْسَهَا

يُضَيِّعُ الْجَاهِلُ زَمَانَهُ 'كُلُّهُ' فِي اللَّعِبِ اور سَافَرَ الْجَيْشُ جَمِيعَهُ

فائدہ : تاکید معنوی کے لئے چند کلمات مخصوص ہیں ان کے علاوہ دیگر کسی کلمہ سے تاکید

معنوی ممکن نہیں ہے ان مخصوص کلمات میں سے بعض عام ہیں یعنی مفرد تشبیہ جمع کی تاکید کے لئے آتے

ہیں بعض مفرد اور جمع کی تاکید کے لئے آتے ہیں لیکن تشبیہ کی تاکید کے لئے نہیں آتے اور بعض کلمات

فقط تشنیہ کی تاکید کے لئے آتے ہیں تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) **نَفْسٌ ، عَيْنٌ :** یہ دونوں کلمے عام ہیں مفرد، تشنیہ، جمع اور مذکر، مونث سب کی تاکید کے لئے آتے ہیں اگر مفرد کی تاکید کے لئے ہوں تو ان کے ساتھ ضمیر مفرد کا متصل ہونا ضروری ہے اگر تشنیہ یا جمع کی تاکید کے لئے ہوں تو ان کے ساتھ تشنیہ و جمع کی ضمیر کا متصل ہونا ضروری ہے ایسے ہی اگر یہ مونث کی تاکید کے لئے ہوں تو تانیث کی ضمیر کا ان کے ساتھ متصل ہونا ضروری ہے علاوہ ازیں نفس اور عین اگر تشنیہ یا جمع کی تاکید کے لئے ہوں تو یہ دونوں ”أَفْعُلُ“ جمع مکرر کی صورت میں استعمال ہوں گے۔ **مثالیں :**

جَاءَ زَيْدٌ نَفْسُهُ	جَاءَتْ هِنْدٌ نَفْسُهَا	جَاءَ زَيْدٌ عَيْنُهُ
جَاءَتْ هِنْدٌ عَيْنُهَا	جَاءَ الزُّيْدَانِ أَنْفُسُهُمَا	جَاءَ الزُّيْدُونَ أَنْفُسُهُمْ
جَاءَ الزُّيْدَانِ أَعْيُنُهُمَا	جَاءَ الزُّيْدُونَ أَعْيُنَهُمْ	جَاءَتِ الْبَنَاتُ أَنْفُسُهُنَّ
جَاءَتِ الْبَنَاتُ أَعْيُنُهُنَّ		

فائدہ : کبھی لفظ عین اور نفس پر بازائدہ بھی داخل ہوتا ہے۔

جیسے: جَاءَ الْخَلِيفَةُ بِنَفْسِهِ . جَاءَ الْخَلِيفَةُ بِعَيْنِهِ

(۲) **كَلَّا ، كَلْتَا :** یہ دونوں لفظ تشنیہ کی تاکید کے لئے آتے ہیں۔ کلا تشنیہ مذکر اور کلتا تشنیہ مونث کی تاکید کے لئے استعمال ہوتا ہے نیز کلا اور کلتا کے ساتھ ضمیر تشنیہ کا متصل ہونا ضروری ہے۔ اتصال سے مراد یہ ہے کہ کلا اور کلتا ضمیر کی طرف مضاف ہو۔

جیسے: جَاءَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا ، جَاءَتِ الْبَنَتَانِ كِلْتَاهُمَا ، بَرٌّ وَالدِّيكُ كِلَاهُمَا ، صُنْ يَدَيْكَ كِلْتَيْهِمَا عَنِ الْأَذَى

(۳) **كُلٌّ ، أَجْمَعُ یا جَمِيعُ :** یہ دونوں لفظ مفرد اور جمع کی تاکید کے لئے استعمال ہوتے ہیں اگر یہ مفرد کی تاکید کے لئے ہوں تو ان کے ساتھ مفرد کی ضمیر کا متصل ہونا ضروری ہے اگر جمع کی تاکید کے لئے ہوں تو ان کے ساتھ جمع کی ضمیر کا متصل ہونا ضروری ہے۔

جیسے: جَاءَ الْجَيْشُ كُلُّهُ	جَاءَتِ الْقَبِيلَةُ كُلُّهَا
جَاءَ الْجَيْشُ أَجْمَعُهُ	جَاءَتِ الْقَبِيلَةُ أَجْمَعُهَا یا جَمِيعُهَا
جَاءَ الرِّجَالُ كُلُّهُمْ	جَاءَتِ الْبَنَاتُ كُلُّهُنَّ
جَاءَ الرِّجَالُ أَجْمَعُهُمْ یا جَمِيعُهُمْ	جَاءَتِ الْبَنَاتُ أَجْمَعُهُنَّ یا جَمِيعُهُنَّ

فائدہ: لفظ کل، اجمع، جمیع اور عامة کے ساتھ جس مفرد کی تاکید لائی جاتی ہے اس مفرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ بہت سے اجزاء پر مشتمل ہو۔ جیسے: جیش اور قبیلہ

(۴) **اکتّع، ابتع، ابصع:** یہ تینوں لفظ تاکید معنوی کے لئے استعمال ہوتے ہیں لیکن ان کی خاص بات یہ ہے کہ یہ لفظ اُجْمَع کے تالغ ہو کر استعمال ہوتے ہیں نہ تو یہ اُجْمَع کے بغیر آتے ہیں اور نہ ہی اُجْمَع پر مقدم ہوتے ہیں۔ جیسے: جَاءَ النَّاسُ اُجْمَعُ اُكْتَعُ اُبْصَعُ

اہم بات:

- (الف) عَامَّةً کا لفظ بھی کل اور اُجْمَع کی مانند ہے اور تاکید کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ جیسے: جَاءَتِ النِّسَاءُ عَامَّتُهُنَّ
- (ب) کبھی کل کی تاکید کو تقویت دینے کے لئے لفظ کل کے بعد جمیع اجمع، جمعاء اور جمع وغیرہ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔
- جیسے: جَاءَ الْوَفْدُ كُلُّهُ اُجْمَعُ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ اُجْمَعُونَ، مَرَضَتِ الْبَلَدَةُ كُلُّهَا جُمُعَاءُ، جَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ كُلُّهُنَّ جُمُعُ
- (ج) تاکید کے کسی کلمہ کو دوسرے کلمہ پر عطف نہیں کیا جاسکتا کیونکہ تاکید کے تمام کلمات کا معنی ایک ہے جبکہ معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان غیریت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔
- (د) تاکید کا اعراب مؤکد کے مطابق ہوتا ہے، مؤکد مرفوع ہو تو تاکید مرفوع، مؤکد منصوب ہو تو تاکید منصوب اور مؤکد مجرور ہو تو تاکید بھی مجرور ہوگی۔
- (ز) اگر ضمیر مستتر یا متصل کی تاکید نفس اور عین کے ساتھ لانا مقصود ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کی ضمیر متصل کی صورت میں تاکید لائی جائے گی اس کے بعد نفس یا عین کا ذکر کیا جائے گا۔ جیسے: جِئْتُ اَنَا نَفْسِي، دَعَوْتُ صِدِّيقًا فَجَاءَ هُوَ نَفْسُهُ
- (س) کمرہ کی تاکید معنوی لانے کی ضرورت ہو تو اس کی تاکید ایسے لفظ کے ساتھ لائی جائے گی جو شمول پر دلالت کرے جبکہ کمرہ محدود ہو یہ عام طور پر ظرف زماں ہوتا ہے۔
- جیسے: صُمْتُ اُسْبُوْعًا كُلَّهُ

جاء زيد نفسه: فعل ماضی مبنی علی اللغ، زيد: مؤکد مرفوع بالضمۃ الملقطیۃ
نفسه: مضاف + مضاف الیه = تاکید معنوی، مؤکد + تاکید = فاعل، فعل + فاعل = جملہ فعلیہ خبریہ

سوم بدل واو تا بعیت کہ مقصود بہ نسبت او باشد و بدل بر چہار قسم است بدل الکل و بدل الاشتمال و بدل الغلط و بدل البعض۔ بدل الکل آنست کہ مدلولش مدلول مبدل منہ باشد چون جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ أَخُوكَ و بدل البعض آنست کہ مدلولش جز و مبدل منہ باشد چون ضَرَبَ زَيْدٌ رَأْسَهُ و بدل الاشتمال آنست کہ مدلولش متعلق بمبدل منہ باشد چون سَلَبَ زَيْدٌ ثَوْبَهُ و بدل الغلط آنست کہ بعد از غلط بلفظے دیگر یاد کنند

چون مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حَمَارٍ

سوم بدل وہ تابع ہے جو مقصود بہ نسبت ہو اور بدل چار قسم پر ہے بدل الکل، بدل الاشتمال، بدل الغلط اور بدل البعض۔ بدل الکل وہ بدل ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہو۔ جیسے جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ اخوڪ اور بدل البعض وہ بدل ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کی جز ہو۔ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ رَأْسَهُ اور بدل الاشتمال وہ بدل ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا متعلق ہو جیسے سَلَبَ زَيْدٌ ثَوْبَهُ اور بدل الغلط وہ ہے کہ غلط لفظ کے بعد اس دوسرے کو یاد کرتے ہیں۔ جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حَمَارٍ

﴿بدل کا بیان﴾

بدل کا لغوی معنی عوض ہے اور اصطلاح نحو میں بدل سے مراد وہ تابع ہے جو اکیلا بغیر کسی واسطہ کے مقصود بالحکم ہو اور مبدل منہ کو تمہیداً ذکر کیا گیا ہو، جبکہ بدل کا حکم یہ ہے کہ اس کا اعراب مبدل منہ کے مطابق ہوتا ہے یا در ہے کہ بدل کے متبوع کو مبدل منہ کہا جاتا ہے جبکہ بدل کو مبدل بھی کہا جاتا ہے بدل کی صورت یہ ہے کہ متکلم پہلے مبدل منہ کا ذکر کرے پھر اس کے متبادل کے طور پر دوسرے کلمہ کا ذکر کرے۔

بدل کی اقسام :

بدل کی چار قسمیں ہیں: بدل الکل، بدل البعض، بدل الاشتمال، بدل الغلط

بدل الکل : وہ بدل جو مبدل منہ کا عین ہو اور معنی میں وہ مبدل منہ کے مساوی ہو

جیسے: جَاءَ زَيْدٌ أَخُوكَ۔

أَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

پہلی مثال میں اخوك بدل الكل اور زيد مبدل منہ ہے جبکہ دوسری مثال میں صراط ثانی بدل الكل ہے اور صراط اول مبدل منہ ہے۔

بدل البعض : وہ بدل جو مبدل منہ کا حقیقی جز ہو۔

جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ رَأْسَهُ، أَكَلْتُ الرُّغِيفَ ثُلُثَهُ
پہلی مثال میں راسہ بدل البعض اور زيد مبدل منہ جبکہ دوسری مثال میں ثلثہ بدل البعض اور الرغيف مبدل منہ ہے۔

فائدہ : بدل البعض کے ساتھ ایک ضمیر بارز یا مقدر کا متصل ہونا ضروری ہے جو مبدل منہ کی طرف راجع ہو:

ضمیر بارز کی مثال: جیسے: أَعْجَبَنِي زَيْدٌ وَجْهَهُ، ذَاكَرْتُ الْكِتَابَ نِصْفَهُ
ضمیر مقدر کی مثال: جیسے: وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ
إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ اصل میں مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْهُمْ ہے۔

بدل الاشتمال : وہ بدل جو مبدل منہ سے متعلق ہو لیکن اس کا حقیقی جز نہ ہو۔

جیسے سَلَبَ زَيْدٌ ثَوْبَهُ ثوبہ بدل الاشتمال ہے جبکہ زيد مبدل منہ ہے۔

فائدہ : بدل الاشتمال کے ساتھ بھی ایک ضمیر بارز یا مقدر کا متصل ہونا ضروری ہے۔

ضمیر بارز کی مثال: جیسے: أَعْجَبَنِي زَيْدٌ عِلْمُهُ، أَطْرَبَنِي الْبُلْبُلُ صَوْتُهُ

ضمیر مقدر کی مثال: قُتِلَ أَصْحَابُ الْأَخْذُودِ النَّارِ أَيْ فِيهِ

بدل الغلط :

بدل الغلط کی تین قسمیں ہیں:

☆ **بدل الغلط :** وہ بدل کہ اس کا مبدل منہ مقصود نہ ہو بلکہ وہ جلدی سے

زبان پر جاری ہو گیا ہو۔ جیسے: رَأَيْتُ زَيْدًا الْفَرَسَ۔ الفرس بدل الغلط ہے زید مبدل منہ ہے۔ اشْتَرَيْتُ سَيْفًا رَمَحًا۔ رَمَحًا بدل الغلط ہے۔

☆ **بَدَلُ النَّسْيَانِ :** وہ بدل کہ اس کے مبدل منہ کو ذکر کرنے کا ارادہ نہ ہو لیکن

بھول جانے کی وجہ سے وہ ذکر کر دیا گیا ہو۔ جیسے: رَأَيْتُ زَيْدًا الْفَرَسَ، أَعْطِ السَّائِلَ ثَلَاثَةَ أَرْبَعَةَ

☆ **بَدَلُ الْأَعْرَابِ :** وہ بدل کہ ابتداء بدل اور مبدل منہ دونوں کی خبر دینا مقصود ہو لیکن بعد میں مبدل منہ کو ترک کر دیا جائے۔ جیسے: زَايْتُ زَيْدًا الْفَرَسَ، أَعْطَيْتَنِي الْقَلَمَ الْوَرَقَةَ

چند اہم باتیں :

☆ مبدل منہ اور بدل میں اعراب کی موافقت ضروری ہے جو اعراب مبدل منہ کا ہوگا وہی اعراب بدل کا ہونا ضروری ہے۔

☆ مبدل منہ اور بدل میں تعریف و تنکیر میں موافقت ضروری نہیں بلکہ دونوں میں ایک معرفہ اور دوسرا نکرہ ہو سکتا ہے۔ جیسے: اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ، صِرَاطِ اللّٰهِ مبدل منہ نکرہ جبکہ بدل معرفہ ہے۔

الدُّنْيَا بَابَانِ الْمَيْلَادُ وَالْمَوْتُ مبدل منہ نکرہ اور بدل معرفہ ہے۔

يَسْتَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ

مبدل منہ (الشهر الحرام) معرفہ ہے جبکہ بدل (قتال فيه) نکرہ ہے

☆ اسم ظاہر کا بدل اسم ضمیر اور اسم ضمیر کا بدل اسم ظاہر لانا جائز ہے ایسے ہی اسم ضمیر کا بدل اسم ضمیر کی صورت میں لانا جائز بھی ہے۔

جیسے: زَايْتُ زَيْدًا اِيَّاهُ زيدا مبدل منہ اور اياہ ضمیر بدل الکل ہے

زَايْتُهُ زَيْدًا ہ ضمیر مبدل منہ اور زيد ابدل الکل ہے۔

زَايْتُكَ اِيَّاكَ ك ضمیر مبدل منہ اور اياہ بدل الکل ہے۔

☆ بدل الکل کو بدل المطابق، بدل الاشتمال کو بدل الانتقال اور بدل الغلط کو بدل المباین بھی کہا جاتا ہے۔

☆ جملہ کا بدل جملہ لانا جائز ہے بشرطیکہ جملہ ثانی معنی پر دلالت کرنے میں زیادہ واضح ہو۔

جیسے: اَمَدُكُمْ بِنَا تَعْمَلُونَ اَمَدُكُمْ بِاَنْعَامٍ وَبِنِئْنٍ

☆ جملہ کا مفرد اور مفرد کا بدل جملہ لانا جائز ہے۔

جیسے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةُ الْاِخْلَاصِ

☆ کبھی مبدل منہ حذف بھی ہوتا ہے اور یہ عموماً تب ہوگا جب مبدل منہ کلام میں

مستثنیٰ منہ واقع ہو۔ جیسے: لَمْ يَقُمْ اِلَّا عَلٰی اٰی لَمْ يَقُمْ اَحَدٌ اِلَّا عَلٰی

چہارم عطف بحرف واو تا بحیث کہ مقصود باشد بہ نسبت بامتبوعش بعد از حرف عطف چوں
جَاثِنِي زَيْدٌ وَعَمْرُو حروف عطف وہ است در فصل سوم یاد کنیم اِنْشَاءُ اللّٰهِ
تَعَالٰی واورا عطف نسق نیز گویند

چہارم: عطف بحرف وہ تالیع ہے جو اپنے متبوع کے ساتھ نسبت میں مقصود ہو اور حرف عطف کے
بعد ہو جیسے جاء نى زيد و عمرو اور حرف عطف دس ہیں جن کو ہم تیسری فصل میں یاد کریں گے۔
(انشاء اللہ تعالیٰ) اور اس کو عطف نسق بھی کہتے ہیں۔

﴿عطف بحرف کا بیان﴾

توالیع کی یہ قسم عطف بحرف کہلاتی ہے جس کو عطف نسق بھی کہتے ہیں۔ عطف بحرف کہنے کی
وجہ تو ظاہر ہے کہ حروف عطف کے واسطے یہ ماقبل اسم پر معطوف ہوتا ہے جبکہ نسق کسی شے کے ایک لفظ یا
نظام کے تحت واقع ہونے کو کہتے ہیں۔ عطف کی اس قسم کو نسق اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنے معطوف علیہ
کے ساتھ ایک لفظ و نسق کے تحت واقع ہوتے ہیں عطف بحرف کو معطوف اور ماقبل اسم کو معطوف علیہ
کہتے ہیں نیز ان دونوں کو متعطفین بھی کہتے ہیں۔

عطف بحرف کی تعریف: وہ تالیع جو نسبت میں اپنے متبوع کے ساتھ مقصود ہو اور
متبوع و تالیع کے درمیان حرف عطف ہو۔ جیسے جاء زيد و عمرو

عطف کی صورتیں:

- (۱) اسم کا عطف اسم پر کیا جاتا ہے۔ جیسے: جاء زيد و عمرو
- (۲) فعل کا عطف فعل پر کیا جاتا ہے۔ جیسے: ان تؤمنوا و تنفقوا
- (۳) حرف کا عطف حرف پر کیا جاتا ہے۔
- جیسے: يدخل على الفعل ان ولن ولم ولما
- (۴) جملہ کا عطف جملہ پر کیا جاتا ہے۔
- جیسے: اولئك على هدى من ربهم وأولئك هم المفلحون
- (۵) جملہ کا عطف مفرد پر کیا جاتا ہے۔ جیسے: أخوك عالم وقدره رفيع
- (۶) مفرد کا عطف جملہ پر کیا جاتا ہے۔ جیسے: أخوك قدره رفيع وعالم

- (۷) ضمیر کا اسم ظاہر اور اسم ظاہر کا ضمیر پر عطف کیا جاتا ہے۔
جیسے: جَاءَ خَالِدٌ وَأَنَا، مَا قَرَأَ الْكِتَابَ إِلَّا أَنْتَ وَعَلِيٌّ
(۸) ضمیر کا عطف ضمیر پر کیا جاتا ہے۔ جیسے: أَنَا وَأَنْتَ صَدِيقَانِ
(۹) فعل کا اسم پر عطف کیا جاتا ہے۔ جیسے: أَعْرِفْ أَدِيْنَا شَلِيعِرًا وَيَجِيذُ النَّثْرَ
(۱۰) نکرہ کا معرفہ پر عطف کیا جاتا ہے۔ جیسے: دَخَلَ عَلَيَّ وَرَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ
(۱۱) نکرہ کا نکرہ اور معرفہ کا معرفہ پر عطف کیا جاتا ہے۔
جیسے: جَاءَ هَارُونُ وَعَقِيلٌ، شَاهَدْتُ رَجُلًا وَامْرَأَةً
(۱۲) ضمیر مستتر اور ضمیر متصل بارز پر کسی اسم کا عطف تب جائز ہے جب ان کی ضمیر منفصل کے
ساتھ تاکید لائی گئی ہو۔ جیسے: أَكَلْتُ أَنَا وَسَعِيدٌ، قُمْ أَنْتَ وَأَيُّوبُ
(۱۳) ضمیر متصل پر اسم ظاہر کا عطف جائز ہے، بشرطیکہ ”لا“ وغیرہ کی صورت میں کوئی فاصلہ موجود ہو
جیسے: مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا

مُتَعَاطِفِينَ کا اعراب :

معطوف علیہ اور معطوف کا اعراب ایک جیسا ہی ہوتا ہے یعنی اگر معطوف علیہ مرفوع ہو تو معطوف مرفوع ہوگا اسی طرح معطوف علیہ منصوب ہونے کی صورت میں معطوف منصوب، مجرور ہونے کی صورت میں معطوف مجرور اور مجزوم ہونے کی صورت میں مجزوم ہوگا۔

مثالیں:

- ☆ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ متعاطفین مرفوع ہیں۔
- ☆ مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ متعاطفین منصوب ہیں۔
- ☆ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ متعاطفین مجرور ہیں۔
- ☆ اَنْ تُوْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا متعاطفین مجزوم ہیں۔

حروف عاطفہ کی تفصیل :

واو: مطلق جمع کیلئے آتا ہے یعنی متعاطفین کو معنی و اعراب (حکم) کے اعتبار سے جمع کر دیتا ہے۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ وَعَمْرُو. وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا وَاِبْرٰهِيْمَ
فاء: ترتیب و تعقیب کے لئے آتا ہے ترتیب سے مراد یہ ہے کہ معطوف علیہ حکم میں

پہلے اور معطوف حکم کے اعتبار سے اس کے بعد ہے جبکہ تعقیب کا معنی یہ ہے معطوف معطوف علیہ کے فوراً بعد بلا مہلت واقع ہوا ہے۔ جیسے: اَمَاتَهُ فَاَقْبَرَهُ

ثم: ترتیب اور تراخی کے لئے آتا ہے تراخی سے مراد یہ ہے کہ ثم کا مابعد اس کے ماقبل سے کچھ تاخیر اور مہلت کے ساتھ واقع ہوا ہے۔ جیسے خَاءُ زَيْدٌ ثُمَّ عُمَرُ

حتى: غایت کیلئے آتا ہے شرط یہ ہے کہ معطوف اسم ظاہر ہوا ایسے ہی معطوف معطوف علیہ کی جز اور غایت ہو۔ غایت کا مفہوم کسی شے کا آخری حصہ یا جز کے ہیں۔

جیسے: خَضَرَ الْوُزَرَاءُ حَتَّى الرَّئِيسُ. وَالْمُؤْمِنُ يَجْزِي بِالْخَسَنَاتِ حَتَّى مِثْقَالِ ذَرَّةٍ. اَعْجَبْنِي عَلِيٌّ حَتَّى ثَوْبُهُ

فائدہ: حتی کے ذریعے عطف کا استعمال قلیل ہے اس کے ذریعے عطف کرنا ہو تو اس کے لئے شرط یہ ہے کہ معطوف اسم ظاہر ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ معطوف معطوف علیہ کا جزء ہو یا اس کے جز کی مانند ہو۔

حتى کی اقسام:

حتى کی درج ذیل اقسام ہیں:

(۱) **حتى عاطفہ:** جیسا کہ مثالوں سے واضح ہے۔

(۲) **حتى جارہ:** یہ اسم پر داخل ہوتا ہے اور اس کو جر دیتا ہے۔

جیسے: سَلَّمَ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

(۳) **حتى ابتدائیہ:** جملہ مستاتھ کے شروع میں آتا ہے۔

ام: مخاطبین میں سے کسی ایک کی تعین کے لئے آتا ہے۔

جیسے: اَزَيْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عُمَرُ.

سِوَاءَ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ

ام کی اقسام:

ام کی دو قسمیں ہیں: متصلہ اور منقطعہ

ام متصلہ: ام متصلہ سے مراد وہ کلمہ ام ہے جو ہمزہ استفہام یا ہمزہ تسویہ کے بعد واقع ہو۔

جیسے اَعْلَى فِي النَّبَاتِ اَمْ خَالِدٌ، ام ہمزہ استفہام کے بعد واقع ہے۔ جیسے سِوَاءَ عَلَيْهِمْ

اَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ۔ ام ہمزہ تسویہ کے بعد واقع ہے۔

فائدہ : ہمزہ تسویہ اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو کلام میں کلمہ سسواء کے بعد واقع ہو جیسا کہ مثال سے واضح ہے۔

اُم منقطعہ : اُم منقطعہ سے مراد وہ کلمہ اُم ہے جو اپنے سے پہلے کلام کے مابعد کلام سے منقطع ہونے پر دلالت کرے یعنی اس کے بعد جملہ مستانفہ ہوتا ہے۔ جیسے هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصْرَامْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ

او کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اگر طلب کے بعد واقع ہو تو اباحت و تخمیر کے لئے آتا ہے۔

جیسے: جَالِسِ الْعُلَمَاءِ وَالرُّهَادِ، تَزْوُجْ هٰذَا اَوْ اُخْتَهَا

فائدہ : اگر متعاطفین کو جمع کرنے کا کوئی مانع موجود ہو تو یہ تخمیر کے لئے آتا ہے جیسا کہ

مثال ثانی سے ظاہر ہے اور اگر کوئی مانع نہ ہو تو یہ اباحت کیلئے آتا ہے۔

(۲) اگر اخیر کے بعد واقع ہو تو شک، ابہام یا تفصیل کیلئے آتا ہے۔

☆ شک کی مثال: لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْدَ يَوْمٍ

☆ ابہام کی مثال: وَاَنَا اَوْ اَيُّكُمْ

☆ تفصیل بعد از اجمال کی مثال: كُونُوا هٰؤُلَا اَوْ نَصَارٰى

تخمیر اور اباحت کا فرق:

اباحت میں دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنا اور دوسری کو ترک کرنا بھی جائز ہے اور دونوں چیزوں کو جمع کرنا بھی جائز ہے جبکہ تخمیر کا معنی یہ ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک کو ہی اختیار کیا جاسکتا ہے فقط۔ جیسے جَالِسِ الْعُلَمَاءِ وَالرُّهَادِ یہ اباحت کی مثال ہے، تَزْوُجْ هٰذَا اَوْ اُخْتَهَا تخمیر کی مثال ہے۔

فائدہ : اُو کبھی تقسیم کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے: اَلْكَلِمَةُ اِسْمٌ اَوْ فِعْلٌ اَوْ حَرْفٌ

اما : خبر کے بعد تفصیل، شک اور ابہام کے لئے آتا ہے جبکہ انشاء کے بعد تخمیر

و اباحت کے لئے آتا ہے۔ اما کی خاص بات یہ ہے کلام میں اما حرف عطف سے پہلے بھی ایک کلمہ

اما واقع ہوتا ہے اسی طرح اما حرف عطف کے ساتھ واو بھی مذکور ہوتی ہے۔

جیسے: جَائَتْ اِمَّا هِنْدٌ وَاِمَّا اُخْتَهَا

شک کی مثال: جَاءَ اِمَّا زَيْدٌ وَاِمَّا عُمَرُ

قَامَ اِمَّا زَيْدٌ وَاِمَّا عُمَرُو
اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُورًا
تَعْلَمُ اِمَّا فَتْحًا وَاِمَّا نَحْوًا

ابہام
تفصیل
اباحت

ہل: اضراب کے لئے آتا ہے۔ اضراب کا معنی ہے پہلے حکم سے اعراض کرے ہوئے دوسرے کی طرف عدول کرنا یا ایک شے سے دوسری شے کی طرف عدول کرنا۔ جیسے: قَامَ زَيْدٌ بَلْ عُمَرُو

اضراب کی اقسام:

اضراب کی دو قسمیں ہیں: (۱) اضراب ابطالی (۲) اضراب انتقالی
اضراب ابطالی: اس سے مراد یہ ہے کہ تین کے ذریعے پہلے حکم کو باطل کر کے دوسرے کی طرف عدول کرنا۔ جیسے: وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ

اضراب انتقالی: اس سے مراد یہ ہے کہ تین کے ذریعے پہلے حکم سے اعراض کر کے دوسرے کی طرف عدول کرنا۔ جیسے: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا

لا: معطوف سے حکم کی لٹی کے لئے آتا ہے۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ لَا عُمَرُو **لکن:** استدراک کے لئے آتا ہے، اس کے حرف عطف ہونے کے لئے ضروری ہے کہ یہ لٹھی یا ٹہنی کے بعد واقع ہو اس کے معطوف کا مفرد ہونا بھی ضروری ہے نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ لکن کے ساتھ واو بھی مقترن نہ ہو۔

جیسے: مَا مَرَزْتُ بِرَجُلٍ صَالِحٍ لِّكِنْ طَالِعَ۔ لَا يَتَّقِيْمْ زَيْدٌ لِّكِنْ عُمَرُو

حرف عطف کی حیثیت:

کلام میں حرف عطف کی حیثیت دراصل اس عامل کے نائب کی ہوتی ہو جو معطوف سے پہلے حذف ہوتا ہے۔ جیسے: قَرَأْتُ الْجَبْرِیْدَةَ وَالْمُجَلَّةَ تَقْدِیْمًا مَّهَارَتُ ہے قَرَأْتُ الْجَبْرِیْدَةَ وَقَرَأْتُ الْمُجَلَّةَ

فائدہ: حروف عطف دس ہیں جن میں واو، فاء، ثم، حتی، ام، او اور اما متعاطفین کے معنی و اعراب (لفظ) میں شریک ہونے کا تقاضا کرتے ہیں، جبکہ بقیہ تین یعنی بل، لکن اور لا فقط اعراب میں ان کی شرکت کا تقاضا کرتے ہیں۔

نجم عطف بیان واو تا بحیث غیر صفت کہ متبوع را روشن گرداند چوں اقسام
 بِاللّٰهِ اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ وَتَنِيْكَ بَعْلَمُ مَشْهُورٌ تَرَبَّاشْدُ وَجَاثِنِيْ زَيْدٌ
 اَبُو عَمْرٍو وَتَنِيْكَ كُنِيْتُ مَشْهُورٌ تَرَبَّاشْدُ

نجم: عطف بیان وہ تابع ہے جو صفت نہ ہو لیکن متبوع کو روشن کر دے جیسے اقسام باللہ
 ابو حفص عمر اس وقت جبکہ علم مشہور تر ہو اور جاء نی زید ابو عمرو اس وقت جبکہ
 کنیت مشہور تر ہو۔

﴿عطف بیان﴾

عطف بیان در حقیقت با قبل اسم کے مترادف ہوتا ہے، عطف کے لغوی معنی لوٹنا اور مائل ہونا
 ہے جبکہ بیان کا معنی ہے کسی شے کی وضاحت کرنا۔ اصطلاح نحو میں عطف بیان کی تعریف بایں الفاظ
 کی جاتی ہے:

وہ تابع (اسم جامد) جو متبوع کی ذات کو واضح کرے۔

جیسے: اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ، ابو حفص مَبْنِيْن اور عمر عطف بیان ہے

فائدہ: عطف بیان کے متبوع کو مَبْنِيْن کہا جاتا ہے متبوع اگر معرفہ ہو تو عطف بیان

اس کی وضاحت کرتا ہے اگر متبوع نکرہ ہو تو عطف بیان اس کی تخصیص کرتا ہے۔

جیسے: جَاءَ صَدِيْقُكَ عُثْمَانُ، لَبِسْتُ ثَوْبًا جَبَّةً

عطف بیان کی متبوع سے مطابقت:

عطف بیان صفت حقیقی کی طرح دس امور میں سے ایک وقت میں چار امور میں اپنے متبوع

کے مطابق ہوتا ہے جن کی تفصیل یہ ہے:

(۱) رفع، نصب اور جر میں مطابقت ہوگی یعنی اگر مبین مرفوع ہوگا تو عطف بیان بھی

مرفوع ہوگا اسی طرح مبین منصوب ہوگا تو عطف بیان بھی منصوب اگر مبین مجرور

ہو تو عطف بیان بھی مجرور ہوگا۔

(۲) افراد، تشبیہ اور جمع میں مطابقت ہوگی یعنی اگر مبین مفرد ہوا تو عطف بیان مفرد ہوگا ایسے ہی مبین کے تشبیہ اور جمع ہونے کی صورت میں عطف بیان اس کے مطابق تشبیہ یا جمع ہوگا۔

(۳) تذکیر و تانیث میں مطابقت ہوگی یعنی اگر مبین مذکر ہوا تو عطف بیان مذکر ہوگا اور مبین مؤنث ہوا تو عطف بیان بھی مؤنث ہوگا۔

(۴) تعریف و تنکیر میں مطابقت ہوگی یعنی اگر مبین معرفہ ہوا تو عطف بیان معرفہ ہوگا اسی طرح مبین کے نکرہ ہونے کی صورت میں عطف بیان بھی نکرہ ہوگا۔

عطف بیان اور صفت کا فرق:

عطف بیان صفت کے مشابہ ہوتا ہے لیکن عطف بیان اور صفت کے درمیان درج ذیل فرق پائے جاتے ہیں۔

☆ صفت اپنے متبوع کے معنی کی توضیح و تخصیص کا فائدہ دیتی ہے جبکہ عطف بیان اپنے متبوع کی باعتبار ذات کے تخصیص کرتا ہے۔

☆ صفت عام طور پر اسم مشتق ہوتی ہے اور کبھی صفت اسم جامد بھی ہوتی ہے لیکن اس صورت میں اس کی اسم مشتق کے ساتھ تاویل کی جاتی ہے جیسا کہ صفت کی بحث میں گذر چکا ہے البتہ عطف بیان بہر صورت اسم جامد غیر موصول ہوتا ہے

☆ صفت اپنے متبوع سے زیادہ مشہور نہیں ہوتی جبکہ عطف بیان اپنے متبوع سے یا تو زیادہ معروف ہوتا ہے یا پھر اس کے مساوی ہوتا ہے۔

عطف بیان کا فائدہ:

(۱) اگر متبوع معرفہ ہو تو عطف بیان ذات متبوع کی توضیح اور ازالہ ہم کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: جاء أبو عند الله زيد

(۲) اگر متبوع نکرہ ہو تو عطف بیان ذات متبوع کی تخصیص کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: هذا خاتم خديده

عطف بیان کے مقامات:

(۱) عطف بیان کنیت کے بعد آتا ہے۔

جیسے: **أَعْجَبَتْنِي قِصَّةُ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ
حَبُّذَا الْخَلِيفَةُ أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللَّهِ**

(۲) عطف بیان لقب کے بعد آتا ہے۔

جیسے: **بِنِعْمِ الْفَاتِحِ النَّاصِرِ صَلَاحِ الدِّينِ
بِنِعْمِ الْخَلِيفَةِ ذُو النُّورَيْنِ عُثْمَانُ**

(۳) عطف بیان اسم اشارہ کے بعد آتا ہے۔ جیسے: **أَعْجَبَتْنِي هَذَا الْخَطِيبُ**

(۴) مفسر کے بعد عطف بیان تفسیر ہوتا ہے۔ جیسے: **الْتَقْدَانِ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ**

(۵) صفت کے بعد عطف بیان موصوف ہوتا ہے۔

جیسے: **الْمَسِيحُ عِيسَى رَسُولُ اللَّهِ**

فائدہ: اُن اور اسی تفسیر یہ کے بعد جو کلمہ آتا ہے وہ عطف بیان کی ہی ایک صورت ہے۔

فائدہ: توابع کی بحث کے آخر میں یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ اگر کبھی کلام میں تمام توابع یکجا ہو جائیں تو ان کو درج ذیل ترتیب سے ذکر کیا جائے گا:

صفت عطف بیان تاکید بدل عطف نق

جیسے: **جَاءَ ذُو النُّورَيْنِ الْغَنِيُّ عُثْمَانُ نَفْسُهُ 'أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَغُلَامُهُ'**

جاء: فعل ماضی منی علی الفتح	ذوالنورین: متبوع،	الغنی: صفت
عثمان: عطف بیان،	نفسہ: تاکید معنوی	امیر المؤمنین: بدل
غلامہ: معطوف،	متبوع تمام توابع سے مل کر فاعل،	فعل + فاعل = جملہ فعلیہ خبریہ

فصل دوم در بیان منصرف و غیر منصرف آن ست کہ ہج سبب از اسباب منع صرف درو نباشد و غیر منصرف آنست کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد و اسباب منع صرف نہ است عدل و وصف و تانیث و معرفہ و عجمہ و جمع و ترکیب و وزن فعل و الف و نون مزیدتان چنانچہ در عمر عدلست و علم و در ثلث و مثلث صفت است و عدل و در طلحة تانیثست و علم و در زینب تانیث معنوی است و علم و در حبلی تانیث است بالف مقصورہ و در حمراء تانیثست بالف ممدودہ و این مونث بجائے دو سببست و در ابراہیم عجمہ است و علم و در مساجد و مصابیح جمع مختبی المجموع بجائے دو سببست و در بعلبک ترکیبست و علم و در احمد وزن فعلست و علم و در سکران الف و نون زائدتانست و وصف و در عثمان الف و نون زائدتانست و علم و تحقیق غیر منصرف از کتب دیگر معلوم شود

فصل دوم: منصرف اور غیر منصرف کے بیان میں منصرف وہ ہے کہ اسباب منع صرف میں سے کوئی سبب نہ پایا جایا اور غیر منصرف وہ ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب پائے جائیں اور اسباب منع صرف نو ہیں عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزن فعل اور الف و نون مزیدتان چنانچہ عمر میں عدل اور علم، ثلث مثلث میں صفت اور عدل، طلحة میں تانیث اور علم، زینب میں تانیث معنوی اور علم، حبلی میں تانیث الف مقصورہ اور حمراء میں الف ممدودہ اور یہ مونث دو سببوں کے قائم مقام ہے، ابراہیم میں علم اور عجمہ، مساجد اور مصابیح میں جمع مختبی المجموع دو سببوں کے قائم مقام ہے اور بعلبک میں ترکیب اور علم اور احمد میں وزن فعل اور علم، سکران میں الف و نون زائدتان اور وصف اور عثمان میں الف و نون زائدتان اور علم اور تحقیق منصرف اور غیر منصرف کی دوسری کتابوں سے معلوم ہوگی

منصرف و غیر منصرف کا بیان:

اسم معرب کی معروف اقسام میں سے ہیں اسم متمکن کی بحث میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے لیکن نحو میر کی ترتیب کے مطابق یہاں مختصراً ان کو بیان کیا جا رہا ہے۔

منصرف کی تعریف: وہ اسم جس میں منع صرف کے دو سبب یا دو کے قائم مقام

ایک سبب موجود نہ ہو۔ جیسے: زید، انسان، رجال

وہ اسم جس میں منع صرف کے دو سبب یا دو

غیر منصرف کی تعریف :

کے قائم مقام ایک سبب موجود ہو۔ جیسے : اِبْرَاهِيْمُ ، عُمَرُ ، عُثْمَانُ ، مَسَاجِدُ

مثال مع توضیح اسباب :

- (۱) عُمَرُ : اس میں عدل اور معرفہ یعنی علم ہے۔
- (۲) ثَلَاثُ مَثَلَتُ : اس میں وصف اور عدل ہے۔
- (۳) طَلْعَةُ : اس میں علم اور تانیث لفظی ہے۔
- (۴) زَيْنَبُ : اس میں علم اور تانیث معنوی ہے۔
- (۵) حُبْلَى : اس میں الف مقصورہ ہے جو قائم مقام دو سببوں کے ہے
- (۶) خَمْرَاءُ : اس میں الف مدودہ ہے جو قائم مقام دو سببوں کے ہے
- (۷) اِبْرَاهِيْمُ : اس میں علم اور عجمہ ہے۔
- (۸) مَسَاجِدُ ، مَصَابِيْحُ : یہ جمع منتہی المجموع ہے جو دو سببوں کے قائم مقام ہے
- (۹) بَغْلَبَكُ : اس میں علم اور ترکیب مزجی ہے۔
- (۱۰) اَحْمَدُ : اس میں علم اور وزن فعل ہے۔
- (۱۱) سُكْرَانُ : اس میں وصف اور الف نون زائدتان ہے۔
- (۱۲) عُثْمَانُ : اس میں علم اور الف نون زائدتان ہے۔

غیر منصرف کا حکم : (۱) اسم غیر منصرف پر کسرہ نہیں آ سکتا۔

(۲) اسم غیر منصرف پر تنوین نہیں آ سکتی۔

فائدہ (۱): اسم غیر منصرف پر اگر الف لام آ جائے یا اسم غیر منصرف کو بعد والے

کلمہ کی طرف مضاف کر دیا جائے تو اس صورت میں غیر منصرف پر کسرہ کا لانا جائز ہوگا البتہ تنوین کسی

صورت میں نہیں آ سکتی۔ جیسے: مَرَرْتُ بِالْأَحْمَدِ ، مَرَرْتُ بِمَسَاجِدِكُمْ

فائدہ (۲): صرف سے مراد تنوین ہے جن اسباب کی وجہ سے اسم پر تنوین نہیں

آتی ان کو اسی وجہ سے منع صرف یا الممنوع من الصرف کہا جاتا ہے۔

اجتماع اسباب منع صرف کے اعتبار سے غیر منصرف کی تقسیم:

اسم معرب غیر منصرف ہونے میں دوسببوں کا محتاج ہوتا ہے جیسا کہ تعریف سے واضح ہو چکا ہے۔ البتہ یہ بات بھی جان لینا ضروری ہے کہ کون کون سے دو سبب جمع ہو سکتے ہیں اور کون کون سے سبب جمع نہیں ہو سکتے، اس اعتبار سے غیر منصرف کے اسباب کو تین گروہوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۱) وہ اسباب منع صرف جن میں علیت کا پایا جانا شرط ہے۔

جیسے: عدل تقدیری، الف نون زائدتان، عجمہ، ترکیب، وزن فعل، تانیث
مثالیں: زُفْرٌ، عُمَرَانُ، اِسْمَاعِیلُ، مَعْدِیْ کُرْبٌ، یَزِیدُ، فَاطِمَةُ
(۲) وہ اسباب منع صرف جن میں وصف کا پایا جانا شرط ہے۔

جیسے: عدل تحقیقی، وزن فعل، الف نون زائدتان
مثالیں: اُخْرٌ، اَسْوَدٌ، سُکْرَانٌ

(۳) وہ اسباب منع صرف جو کسی دوسرے سبب کے محتاج نہیں ہوتے۔
جیسے: اسم الف مقصورہ، الف ممدودہ، جمع منتہی المجموع
مثالیں: حُبْلٰی، حَمْرَاءُ، مَسَاجِدُ

ضروری بات :

- ☆ معرفہ سے مراد فقط علم ہے دیگر اسم معرفہ منع صرف کا سبب نہیں ہیں۔
- ☆ الف مقصورہ جو تانیث پر دلالت کرے وہی منع صرف کا سبب ہو سکتا ہے۔
- ☆ اور اگر الف مقصورہ تانیث پر دلالت نہ کرے تو وہ منع صرف کا سبب نہیں ہوگا۔
- ☆ موسنی، عیسنی: علیت اور عجمہ ہونے کی بناء پر غیر منصرف ہیں۔
- ☆ عدل اور وزن فعل جمع نہیں ہو سکتے۔
- ☆ علم اور وصف ایک کلمہ میں جمع نہیں ہو سکتے کہ علم معین ذات پر دلالت کرتا ہے۔
- ☆ جبکہ وصف مبہم ذات پر دلالت کرتا ہے۔

فصل سوم در حروف غیر عاملہ و آں شانزدہ قسم است اول حروف تنبیہ و آں سہ است آلا و اما و ہا

تیسری فصل: حروف غیر عاملہ کے بیان میں اور ان کی سولہ قسمیں ہیں۔
اول: حروف تنبیہ اور وہ تین ہیں الا، اما اور ہا،

﴿حروف غیر عاملہ کی بحث﴾

حروف تنبیہ :

تنبیہ سے مراد ہے خبردار کرنا، ہوشیار کرنا جب کسی کلام کی طرف سامع کی توجہ دلانا اور اسے متنبہ کرنا مقصود ہو تو اس کلام کے شروع میں حرف تنبیہ لایا جاتا ہے۔ یہ تین حروف ہیں:

(۱) **الا :** یہ کلام کے آغاز میں آتا ہے اور مابعد کلام کی تحقیق اور ابتداء سے ہی اس کے مفہوم کی طرف متنبہ کرتا ہے۔ جیسے: **أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ . أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ**

(۲) **أما :** کلام کے آغاز میں آتا ہے اور بعد والے کلام کی طرف ابتداء سے ہی متنبہ کرتا ہے۔ جیسے: **أَمَّا وَالَّذِي أَضْحَكُ وَأَبْكِي وَالَّذِي أَمَاتَ وَأَخَى الَّذِي أَمَرَهُ الْأَمْرَ**

(۳) **ها :** یہ تنبیہ پر دلالت کرتی ہے کبھی اسم اشارہ کے شروع میں آتی ہے جیسے **هَذَا هُوَ** اور کبھی حرف بداء کے بعد ای کے ساتھ لاحق ہوتی ہے۔

جیسے: **يَا أَيُّهَا النَّاسُ، يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ**
فائدہ (الف): آلا اور اما جملوں پر داخل ہوتے ہیں جبکہ ہا مفردات پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ مثالوں سے واضح ہے۔

(ب) کبھی ہا اور اسم اشارہ کے درمیان کوئی فاصل بھی آ جاتا ہے۔

جیسے: **هَآ أَنْتُمْ أَوْلَاءُ تُجِبُونَ لَهُمْ . هَكَذَا**

(ج) آلا اور اما ہمیشہ کلام کے شروع میں آتے ہیں اسی لئے ان کو أداة

افتتاح بھی کہا جاتا ہے۔

دوم حروف ایجاب و آل شل ست نغم و بلی و آجل و ای و جیر و ان

دوم: حروف ایجاب اور وہ چھ ہیں نغم بلی اجل ای جیر اور ان

حروف ایجاب: وہ حروف جن میں تصدیق کے معنی ہوں اور یہ حروف امر مستکلم (وہ چیز جس کے بارے میں سوال کیا گیا ہو) کے تحقق پر دلالت کرتے ہیں وہ امر مستکلم چاہے مثبت ہو چاہے منفی، اس سے یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ایجاب سے مراد وہ ایجاب نہیں جو نفی کے مقابل ہوتا ہے، مندرجہ ذیل چھ حروف ایجاب کیلئے آتے ہیں:

(۱) **نغم:** مستکلم کے کلام کی تصدیق کے لئے آتا ہے اور اپنے مابعد جملہ محذوفہ پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: مستکلم کہے: **أَتَدْرُسُ السَّبَقُ** تو مخاطب جواب میں نغم کہے نغم کے بعد جملہ محذوف ہے اصل مفہوم یوں ہے: **نَعَمْ أَتَدْرُسُ السَّبَقُ**

(۲) **بلی:** یہ سوال میں موجود نفی کے جواب کے ساتھ خاص ہے یعنی سوال میں جہ نفی موجود ہوتی ہے اس کو ختم کر کے مثبت بناتا ہے۔ جیسے: مستکلم کہے **مَا قَامَ زَيْدٌ** تو جواب میں کہا جائے **بَلَى** یعنی **قَامَ**، اللہ نے فرمایا: **أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ** تو جواب دیا گیا **بَلَى** یعنی **أَنْتَ رَبُّنَا حَقًّا** یہ نعم کی طرح مستکلم کے کلام کی تصدیق کے لئے آتا ہے۔

(۳) **اجل:** یہ نعم کی طرح مستکلم کے کلام کی تصدیق کے لئے آتا ہے۔

(۴) **ای:** قسم سے پہلے واقع ہوتا ہے اور اس قسم کی تاکید کرتا ہے جو بعد میں مذکور ہوتی ہے، ای دراصل استفہام کے بعد مذکور جملہ کے اثبات پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: مستکلم کہے: **هَلْ قَامَ زَيْدٌ** تو جواب دیا جائے: **إِئِ وَاللَّهِ** (بعض کے نزدیک ای کلام سابق کی پچھلی کے لئے آتا ہے جیسے: مستکلم کہے **لَا تُضْرِبُنِي** تو جواب دیا جائے **إِئِ وَاللَّهِ لَا أُضْرِبُكَ**)

(۵) **جیر:** خبر کی تصدیق کے لئے استعمال ہوتا ہے وہ خبر چاہے مثبت ہو چاہے منفی ہو۔ جیسے: مستکلم کہے **قَدْ ذَهَبَ خَالِدٌ** تو مخاطب جواب میں کہے **جَئِرَ** (ہاں) مستکلم کہے **لَمْ يَجِبِ زَيْدٌ** تو مخاطب جواب میں کہے **جَئِرَ** (ہاں) جیر صرف جواب کے طور پر قسم سے پہلے بھی استعمال ہوتا ہے:

جیسے: **جَئِرَ لَا فَعَلَنُ أَي نَعَمْ وَاللَّهِ لَا فَعَلَنُ**

(۶) **ان:** یہ بھی خبر کی تصدیق کے لئے آتا ہے خبر چاہے منفی ہو چاہے مثبت۔ جیسے: **قَدْ ذَهَبَ خَالِدٌ** کے جواب میں کہا جائے **إِنَّ** (بھک، ہاں)

فائدہ: اجل، جیر اور ان تینوں نعم کا معنی دیتے ہیں اور خبر کی تصدیق کیلئے استعمال ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ حروف استفہام کے بعد نہیں آتے۔

سوم حروف تفسیر و آں دواست آی وَاَنْ كَقَوْلِهِ تَعَالٰی نَادَيْنَاهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ
چهارم حروف مصدریہ و آں سہ است ماوَاَنْ وَاَنْ وَاَنْ در فعل روند تا فعل بمعنی مصدر باشد

سوم: حروف تفسیر وہ دو ہیں ای اور ان جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ
چهارم حروف مصدریہ اور وہ تین ہیں جیسے مَا، اَنْ اور اَنْ مَا وَاَنْ فعل پر داخل ہوتے ہیں
اور فعل کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں۔

حرف تفسیر :

یہ حروف جیسا کہ ان کے نام سے ہی معلوم ہو رہا ہے اپنے ماقبل کلام کی تفسیر کرتے ہیں یہ دو حرف ہیں:
(۱) آی: یہ صرف مبہم شیء کی تفسیر کرتا ہے وہ مبہم چاہے اسم ہو، فعل ہو، مفرد ہو، یا جملہ ہو۔
جیسے وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ اَيُّ اَهْلِ الْقَرْيَةِ، رَأَيْتَ لَيْثًا اَيُّ اَسَدًا
یہ مفرد کی مثالیں ہیں قریۃ اور لیث دونوں میں ابہام تھا آی نے اہل
القریۃ اور اسدا کے ذریعے تفسیر کر دی اور قُطِعَ رِزْقُهُ اَيُّ مَاتَ۔ قطع رزقہ جملہ مبہم
ہے ای نے مات کے ذریعے اس کی تفسیر کر دی۔

(۲) اَنْ: یہ حرف جملہ کی تفسیر کرتا ہے اور دو جملوں کے بیچ میں واقع ہوتا ہے۔

جیسے وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ
اور فَأَوْحَيْنَا اِلَيْهِ اَنْ اَصْنَعْ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا

حروف مصدریہ :

وہ حروف جو اپنے مابعد فعل یا جملہ کو مصدر کی تاویل میں کر دیتے ہیں ان کو موصولات حرفیہ بھی
کہتے ہیں یہ مندرجہ ذیل تین حرف ہیں:

(۱) ما: فعل پر داخل ہوتا ہے اور اسے مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے۔

جیسے وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ اَيُّ بُرْخَبَهَا

(۲) اَنْ: فعل پر داخل ہوتا ہے اور اس کو مصدر کی تاویل میں کرتا ہے۔

جیسے فَمَا جَوَابَ قَوْمِهِ اِلَّا اَنْ قَالُوا اَيُّ قَوْلِهِمْ

(۳) اَنْ: یہ حرف مصدر جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور اس کو مفرد (مصدر) کی

تاویل میں کر دیتا ہے۔ جیسے: اَعْجَبْنِي اَنْتَكَ قَائِمٌ اَيُّ قِيَامُكَ

پنجم حروف تخفضیض وَاں چہارست اَلَا وَهَلَا وَلَوْلَا وَلَوْ مَا ششم حرف توقع وَاں قَدْ
است برائے تحقیق در ماضی و برائے تقریب ماضی بحال و در مضارع برائے تقلیل۔

پنجم: حروف تخفضیض اور وہ چار ہیں اَلَا هَلَا لَوْلَا اَوْ لَوْ مَا۔ ششم حرف توقع اور وہ قد ہے ماضی میں
تحقیق کیلئے آتا ہے اور ماضی کو حال کے قریب کرنے کیلئے آتا ہے اور مضارع میں تقلیل کیلئے آتا ہے۔

حروف تخفضیض :

وہ حروف جو مخاطب کو کسی عمل پر ترغیب و تحریص دلانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں حروف
تخفضیض چار ہیں: اَلَا، هَلَا، لَوْلَا، لَوْ مَا۔

ان حروف کا مدخول اگر فعل مضارع ہو تو یہ ترغیب کیلئے ہوں گے: جیسے: هَلَا تَتُوبُ
قَبْلَ الْمَوْتِ یعنی تَبْ قَبْلَ الْمَوْتِ اَلَا تُصَلِّ یعنی صَلِّ لَوْ مَا تَأْتِينَا
یعنی اِیْتِنَا

اور اگر ان حروف کا مدخول فعل ماضی ہو تو پھر یہ حروف مدامت و ملامت کے لئے ہوں گے۔
جیسے: فَلَوْلَا نَصَرَہُمْ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قُرْبَانًا الْیَہَ هَلَا ضَرَبْتَ
حروف توقع : وہ حرف جو مابعدشیء کی توقع پر دلالت کرتے ہیں۔

حرف توقع فقط ایک حرف ہے یعنی قَدْ، یہ حرف مختلف معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے، فعل ماضی
اور فعل مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے تفصیل درج ذیل ہے:

☆ قَدْ فعل ماضی پر داخل ہو تو دو معنی کے لئے آتا ہے:

(۱) تقریب کے لئے یعنی قَدْ فعل ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے۔

جیسے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ، قَدْ رَكِبَ الْاَمِیْرُ

(۲) تحقیق کیلئے۔ جیسے قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ

☆ قَدْ فعل مضارع پر داخل ہو تو تین معنی کے لئے آتا ہے:

(۱) تحقیق کیلئے: جیسے قَدْ تَعْلَمُ الْمُعْرِقِیْنِ

(۲) تقلیل کے لئے: جیسے اِنَّ الْکُذُوْبَ قَدْ یَضُدُّ

(۳) تکثیر کیلئے جیسے قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْہِکَ فِی السَّمَآءِ

فائدہ: کبھی قَدْ اور فعل کے درمیان تم کے درجے فصل کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: قَدْ وَاللّٰہُ اَحْسَنَتْ

ہفتم حروف استفہام وآں سے است ما و همزہ و هل

ہفتم: حروف استفہام اور وہ تین ہیں ما اور همزہ اور هل۔

حروف استفہام :

حروف استفہام سے مراد وہ حروف ہیں جن کے ذریعے مخاطب سے کسی شے کے متعلق دریافت کیا جائے، استفہام کے لئے دو حرف استعمال ہوتے ہیں:

هل: جملہ فعلیہ پر اکثر اور جملہ اسمیہ پر کم داخل ہوتا ہے۔ جیسے: هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ
همزہ: یہ جملہ اسمیہ اور فعلیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: أَزَيْدٌ قَائِمٌ وَأَرْقَامٌ زَيْدٌ

ضروری بات :

ما کو اگرچہ صاحب نحو میر نے حروف غیر عاملہ میں ذکر کیا ہے لیکن ما استفہامیہ بہر حال اسم ہوتا ہے حرف نہیں۔

کلمات استفہامیہ کے مختلف معانی:

- ☆ کلمہ استفہام کبھی فقط سوال کے لئے ہوتا ہے۔ جیسے أَزَيْدٌ فِي الدَّارِ أَمْ نَعْمَرُو
- ☆ کلمہ استفہام مخاطب کے ذہن میں کلام کے مفہوم کو پختہ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اس وقت جب مخاطب اس مفہوم سے پہلے ہی آگاہ ہو۔ جیسے: أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ
- ☆ کلمہ استفہام اظہار تعجب کے لئے آتا ہے۔ جیسے: مَا لِي لَا أَرَى الْهَيْدُ
- ☆ کلمہ استفہام وعید کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: بِرَأْوَبَ رَكْعَتَيْنِ وَلَئِنْ لَمْ تُؤَدِّبْ فَلَا نَأْتِيَنَّكَ
- ☆ کلمہ استفہام انکار کے لئے آتا ہے۔ جیسے: أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ
- ☆ کلمہ استفہام تحقیر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: مَنْ هَذَا جَبَّارًا وَمُتَكَبِّرًا
- فائدہ:** مَنْ حرف نہیں ہے بلکہ اسم ہے محض فائدہ کے لئے مثال دی گئی ہے۔

ہشتم حرف ردع و آں کلاست بمعنی باز گردانیدن و بمعنی هانیز آمدہ ست چوں گلا
سَوَفَ تَعْلَمُونَ۔ نهم تنوین و آں پنج است تمکن چوں زید و تنگیر چوں صہ ای
اُسْکُتْ سَکُوتًا مافی وَ قَتًا مَآ مَاصَہ بغیر تنوین فمعاہ اُسْکُتِ
السَّکُوتِ الْآنَ و عوض چوں یَوْمَئِذٍ و مقابلہ چوں مُسَلِّمَاتِ و ترنم کہ
در آ خرابیات باشد شعر اَقْلَى اللُّومِ عَاذِلَ وَالْعَتَابِیْنَ وَقَوْلِیْ اِنْ اَصْبَحْتَ
لَقَدْ اَصَابَیْنَ و تنوین ترنم در اسم فعل و حرف رود اما چہار اولین خاص است باسم۔

ہشتم حرف ردع: اور وہ کلا ہے جو بمعنی باز رکھنے کے آتا ہے اور بمعنی حقا کے بھی آتا ہے جیسے
کلا سوف تعلمون۔ نوویں تنوین اور اسکی پانچ قسمیں ہیں تمکن جیسے زید، تنگیر جیسے صہ ای
اسکت سکووتا مافی وقت ما بہر حال صہ بغیر تنوین کے اسکا معنی ہے اسکت
السکوت الان اور عوض جیسے یومئذ مقابلہ جیسے مسلمات اور ترنم جو کہ اشعار کے آخر میں
آتی ہے جیسے اقلی اللوم عاذل والعتابین وقولی ان اصبت لقد اصابین
اور تنوین ترنم اسم فعل اور حرف سب پر داخل ہوتی ہے بہر حال پہلی چار اسم کیساتھ خاص ہیں۔

حروف ردع: وہ حروف جو کسی ناپسندیدہ چیز سے روکنے کے ساتھ زبردستی کے لئے آتے
ہوں۔ جیسے گلا جب مخاطب کو کلام کرنے سے روکا جائے اور یوں کہا جائے گلا یعنی لَا یُتَکَلَّمُ
بِهَذَا: اور جیسے وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّیْ أَهَانَنِ گلا
کبھی گلا حقا کے معنی پر مشتمل ہوتا ہے جیسے: کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون
(ہرگز نہیں) (یقیناً) تم عنقریب جان لو گے پھر ہرگز نہیں (یقیناً) عنقریب تم جان لو گے

تنوین:

تنوین سے مراد وہ لون ساکن ہے جو کلمہ کی آخری حرکت کے تابع ہوتا ہے۔

جیسے: زَیْذٌ (زَیْذُنْ)

اقسام تنوین کی مختصر وضاحت

تنوین ممکن یا تنوین صرف: وہ تنوین جو اسماء معربہ منصرفہ کے ساتھ لاتی ہوتی ہے۔
جیسے: الْاِیْمَانُ سَلَاخٌ اَوْ قِرَاةٌ کِتَابًا، سَلَاخٌ اَوْ کِتَابًا کے آخر میں تنوین ممکن ہے۔

تنوین تنکیر: وہ تنوین جو اسماء مبدیہ کے آخر میں نکرہ اور معرفہ میں فرق کرنے کیلئے لاحق ہوتی ہے

جیسے: صَبَہ اور سَبِیْبَیْہ تنوین کے ساتھ نکرہ ہے بغیر تنوین کے معرفہ ہوگا۔

فائدہ: صَبَہ کا پورا مفہوم ہے اُسْکُتْ سُکُوْتًا مَا فِیْ وَقْتُ مَا (تو کسی وقت

چپ رہا کر) اگر صَبَہ بغیر تنوین کے ہو تو اس کا مفہوم ہوگا ”اُسْکُتْ السُّکُوْتُ الْاَنَ“

(تو اس وقت چپ رہ) اسی طرح اگر سَبِیْبَیْہ تنوین کے ساتھ ہو تو اس نام کا کوئی بھی شخص مراد ہو سکتا ہے

جبکہ سَبِیْبَیْہ اگر بغیر تنوین کے ہو تو اس سے مراد علم نحو کے مشہور و معروف امام ہوں گے۔

تنوین عوض: وہ تنوین جو اسم مضاف کے آخر میں مضاف الیہ کے عوض میں لاحق ہو۔

تنوین عوض کی دو صورتیں ہیں:

(۱) یہ تنوین مفرد محذوف کے عوض اسم کے ساتھ لاحق ہوتی ہے اور یہ اسم بھی عام طور پر

کل یا بعض ہوتے ہیں۔ جیسے: کُلُّ مَرْزُوقٍ اصل عبارت کُلُّ مَخْلُوقٍ مَرْزُوقٍ ہے

بَعْضٌ مَا جُوْرٌ اصل عبارت بَعْضُ النَّاسِ مَا جُوْرٌ ہے۔

(۲) یہ تنوین جملہ محذوف کے عوض اسم کے آخر میں لاحق ہوتی ہے اور یہ اسم بھی عام طور پر

اِذْ ہوتا ہے۔ جیسے: سورہ روم میں ہے یَوْمَئِذٍ یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ اصل عبارت یَوْمَ اِذْ

غُلِبَتِ الرُّوْمُ یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ہے، وَاَنْتُمْ حَیْثُمْ تَنْظُرُوْنَ اصل عبارت وَاَنْتُمْ

حَیْثُ اِذْ بَلَغَتِ الرُّوْحُ الْخَلْقُوْمَ تَنْظُرُوْنَ ہے

پہلی مثال میں غُلِبَتِ الرُّوْمُ کا جملہ اور دوسری مثال میں بَلَغَتِ الرُّوْحُ الْخَلْقُوْمَ

کا جملہ حذف ہے جن کے عوض میں تنوین آئی ہے۔

فائدہ: کبھی اسم منقوص کے آخر میں کسی حرف محذوف کے بدلے میں بھی تنوین عوض

آتی ہے جیسے: جَوَارِ اصل میں جَوَارِیْ ہے، غَوَاشِ اصل میں غَوَاشِیْ ہے

تنوین مقابلہ: وہ تنوین جو جمع مونث سالم کے آخر میں نون جمع مذکر سالم کے

مقابلہ میں آتی ہے۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ

تنوین ضرورت :

وہ تنوین جو منادی مثنیٰ کے ساتھ لاحق ہوتی ہے۔

جیسے: سَلَامُ اللّٰہِ یَا مَطَرُ عَلَیْہَا

وَلَیْسَ عَلَیْکَ یَا مَطَرُ السَّلَام

وہ تنوین جو غیر منصرف کے ساتھ لاحق ہوتی ہے۔

تنوین زیادہ

یا مناسبت:

جیسے: سَلَامًا وَغَلَا لَا قِرَاقَ نَافِعَ کے مطابق

وہ تنوین جو بعض اوقات اسماء مبینہ کے ساتھ معنی تکثیر کیلئے آتی ہے

تنوین تکثیر یا حمزہ:

جیسے: هَؤُلَاءِ قَوْمُکَ اگر ہولاء تنوین کے ساتھ پڑھا جائے

وہ تنوین جو موزون کے ساتھ لاحق ہوتی ہے۔

تنوین حکایہ:

جیسے: مَضْرَابٌ عَلٰی وَزْنِ مِفْعَالٍ

وہ تنوین جو تحسین کلام کیلئے مصروں کے آخر میں استعمال ہوتی ہے۔

تنوین ترنم:

جیسے: اَقْلَبِ اللّٰوْمَ عَاذِلَ وَالْعَتَابِ

وَقَوْلِیْ اِنْ اَصْبَحْتُ لَقَدْ اَصَابَنِیْ

وہ تنوین جو اشعار کے آخر میں تحسین کلام کے طور پر قوافی کیلئے

تنوین غلو یا غالی:

استعمال ہوتی ہے۔

جیسے: قَاتِمُ الْأَعْنَاقِ خَاوِی الْمُخْتَرِقِ

فائدہ: تنوین کی ابتدائی آٹھ اقسام اسم کے ساتھ خاص ہیں جبکہ آخری دو اسم، فعل اور حرف سب

کے ساتھ لاحق ہوتی ہیں۔

وہم نون تاکید در آخر فعل مضارع ثقیلہ و خفیفہ چوں اضربنن و اضربنن۔۔
یا زدہم حروف زیادت و آں ہشت حرف ست ان و ما و ان و لا و من
و کاف و با و لام چہار آخر در حروف جریا ذکرہ شد۔

دسویں نون تاکید یہ فعل مضارع کے آخر میں نون ثقیلہ و خفیفہ کے طور پر آتی ہے جیسے: اضربن
اور اضربن۔ گیارہویں حروف زیادت اور وہ آٹھ حروف ہیں: ان۔ ما، ان، لا، من،
کاف، با، لام، آخری چار حروف حروف جارہ میں یاد کئے جا چکے ہیں۔

نون تاکید : نون تاکید فعل کی تاکید کیلئے ہوتا ہے اور فعل مضارع، فعل امر اور فعل نہی تینوں
کے ساتھ لاحق ہوتا ہے علاوہ ازیں: نون تاکید دو طرح سے استعمال ہوتا ہے ایک مشدود جس کو نون تاکید
ثقیلہ کہا جاتا ہے اور دوسرا مخفف جس کو نون تاکید خفیفہ کہا جاتا ہے۔ جیسے: لِيَضْرِبَنَّ،
لِيَضْرِبَنَّ، اَضْرِبَنَّ، اَضْرِبَنَّ، لَا تَضْرِبَنَّ، لَا تَضْرِبَنَّ
☆ نون خفیفہ اصل ہے جبکہ نون ثقیلہ اس کی فرع ہے۔
☆ نون ثقیلہ کے ذریعے زیادہ تاکید حاصل ہوتی ہے جبکہ خفیفہ کے ذریعے اس سے کم۔
☆ اِنَّ، اَنَّ، لام ابتداء اور قد بھی تاکید کے لئے آتے ہیں۔

حروف زیادہ : یہ وہ حروف ہیں جو کلمہ کی تحسین، تزیین، وزن کو قائم رکھنے اور جمع کے لئے
استعمال ہوتے ہیں ان کے ساتھ کلمہ کے معنی میں اضافہ ہوتا ہے لیکن ان کو کلمہ سے اگر جدا کر دیا جائے تو
معنی میں کوئی فرق نہیں آتا اور یہ بھی یاد رہے کہ ان حروف کے زائد ہونے سے مراد یہ ہے کہ بعض
اوقات یہ حروف زائد ہوتے ہیں نہ کہ ہمیشہ زائد ہوتے ہیں۔ حروف زائدہ مندرجہ ذیل آٹھ ہیں:
ان، ان، ما، لا، من، با، لام، کاف

فائدہ: حروف زائدہ کوئی بے فائدہ حروف نہیں ہے بلکہ ان کے بہت سے فوائد ہیں مثال کے طور پر

کلام کی تحسین اور لفظ کی تزیین کا فائدہ	(۱)	فوائد لفظیہ :
اشعار کے قافیے اور وزن قائم رکھنے کا فائدہ	(۲)	
جمع کی تحسین کا فائدہ	(۳)	
کلام کی تاکید کا فائدہ	(۱)	فوائد معنویہ :
کلام کی بلاغت کا فائدہ	(۲)	

دوازدهم حروف شرط و آل دو است اما و لو اما برائے تفسیر و قادر جوابش لازم باشد
 كَقَوْلِهِ تَعَالَى فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَيُنَادُونَ
 وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا فَيُنَادُونَ فِي الْجَنَّةِ - ولو برائے انتقائے ثانی بسبب انتقائے اول
 چوں لو کان فیہما الہة الا اللہ لفسدتا - سیزدهم لولا و او موضوع است
 برائے انتقائے ثانی بسبب وجود اول چوں لولا علی لہلک عمر

بارہواں حروف شرط ہے اور وہ دو ہیں اما اور لو، اما تفسیر کے واسطے اور اس کے جواب میں قائم کالانا
 لازمی ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے فمنہم شقی وسعید فاما الذین شقوا ففی
 النار واما الذین سعدوا ففی الجنة - اور لو دوسرے کی نفی کے واسطے ہوتا ہے اس کا سبب
 پہلے کی نفی ہے جیسے لو کان فیہما آلہ الا اللہ لفسدتا - تیرہواں لولا یہ وضع کیا گیا
 ہے دوسرے کی نفی کیلئے پہلے کے موجود ہونے کے سبب: جیسے لولا علی لہلک عمر -

حروف شرط :

یہ دو حروف ہیں جن کے ذریعے معنی شرط حاصل ہوتے ہیں تفصیل یہ ہے:

لَوْ: دو جملوں پر داخل ہوتا ہے اور دونوں کے منطقی ہونے پر دلالت کرتا ہے اس کی
 خاص بات یہ ہے کہ اس کا مدخول فعل ماضی کے معنی پر مشتمل ہوگا چاہے وہ فعل مضارع ہو۔
 جیسے: لَوْ تَضْرِبَ أَضْرِبَ

لَوْ کے مابعد دونوں جملوں کے منطقی ہونے کی صورت یہ ہوگی کہ دوسرا جملہ منطقی ہوتا ہے پہلے
 کے منطقی ہونے کی وجہ سے۔ جیسے: لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا

أَمَّا: اپنے ماقبل مجمل کلام کی تفصیل بیان کرتا ہے اور اس کے جواب میں ایک اور اما کا
 آنا ضروری ہے۔ جیسے: وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا فَيُنَادُونَ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَيُنَادُونَ
لَوْلَا: یہ حرف لو شرطیہ اور لانا فیہ سے مرکب ہے دو جملوں پر داخل ہوتا ہے پہلے کے موجود
 ہونے کی بنا پر ثانی کی نفی کرتا ہے۔

جیسے: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهْلَكَ عُمَرُ یعنی علی کا موجود ہونا عمر کی ہلاکت کی نفی پر دلالت کرتا
 ہے اور جیسے: لَوْلَا رَحْمَةُ اللَّهِ لَهْلَكَ النَّاسُ

چہار دہم لام مفتوح برائے تاکید چوں لَزِيدًا فَضْلٌ مِنْ عَمْرٍو پانزدہم مَا بِمَعْنٰی
 مادام چوں اقْوَمُ مَا جَلَسَ الْأَمِيرُ۔ شانزدہم حروف عطف وَاوْ وہ است
 وَاَوْفَا وَثُمَّ وَحَتَّى وَأَمَّا وَأَوْوَامٌ وَلَا وَبَلٌ وَلَكِنْ

چودھواں لام مفتوح تاکید کے واسطے ہوتا ہے۔ جیسے لَزِيدًا فَضْلٌ مِنْ عَمْرٍو۔ پندرہواں ما
 بمعنی مادام جیسے اقْوَمُ مَا جَلَسَ الْأَمِيرُ۔ سولہواں حروف عطف اور وہ دس ہیں۔
 وَاَوْ۔ فَا۔ ثَم۔ حَتَّى۔ اَمَّا۔ اَوْ۔ اَم۔ لَا۔ بَل۔ لَكِنْ

لام مفتوحہ : یہ لام مفتوح ہوتا ہے اور تاکید کے لئے آتا ہے۔

جیسے: لَزِيدًا فَضْلٌ مِنْ عَمْرٍو

لام کی اقسام : لام کی درج ذیل اقسام ہیں ان میں کچھ عامل اور کچھ غیر عامل ہیں:

لام امر :	جیسے	لِيَضْرِبَ
لام جارہ :	جیسے	الْحَمْدُ لِلّٰہِ
لام جواب :	جیسے	لَوْلَا الدِّينُ لَهْلَكَ النَّاسُ
لام ابتداء :	جیسے	لِيَرْهَمَ خَلَالَ خَيْرٍ مِّنْ اَلْفٍ دِرْهَمٍ حَرَامٍ
لام موطئہ :	جیسے	لَئِنْ قُمْتَ بِوَاجِبَاتِكَ لَا كَرُمْتُكَ
		یہ لام حرف شرط پر داخل ہوتا ہے
لام بعد :	جیسے	ذَلِكْ ، تِلْكَ۔ یہ اسم اشارہ کے ساتھ لاحق ہوتا ہے۔

حرف ما بمعنی مادام :

یہ ما مصدریہ ہے اور ما مصدریہ دو قسم پر ہے۔ غیر زمانیہ جس کا تذکرہ ہو چکا اس کو ما مصدریہ کہا
 جاتا ہے کیوں کہ وہ مابعد کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے اور دوسرا زمانیہ ہے جو کہ مادام کے معنی پر مشتمل
 ہوتا ہے۔ جیسے: اقْوَمُ مَا جَلَسَ الْأَمِيرُ اَيْ اقْوَمُ مَا دَامَ جَلَسَ الْأَمِيرُ

حروف عاطفہ : حروف عاطفہ سے مراد وہ حروف ہیں جو دو مفردوں یا دو جملوں کے درمیان
 آتے ہیں جبکہ دونوں مفردوں اور جملوں کا عامل ایک ہی ہوتا ہے یہ دس حروف ہیں جن کا تفصیلی ذکر
 توابع کی بحث میں ہو چکا ہے۔

تتمہ : حروف عرض بھی اُن حروف میں شامل ہیں جو غیر عامل ہیں اور یہ تین حروف ہیں:

أَلَا ، أَمَّا ، لَوْ جیسے اَلَا تَرَوْرُنَا قَنَانِسَ بَكٍّ۔ أَمَّا تُضَيِّفُنَا فَتَلْقَىٰ فِينَا
 خَيْرًا۔ لَوْ تَقِيمُ بَيْنَنَا فَتَصِيبُ خَيْرًا

چوں بحث مستثنیٰ در کتاب نحو میر نمود برائے فائدہ طلاب افزوده شد بدانکہ مستثنیٰ لفظیست کہ مذکور باشد بعد الا و اخوات آں یعنی غَیْر و سِوَى و سِوَاء و حَاشَا و خَلَا و عَدَا و مَآخِلَا و مَاعَدَا و لَیْسَ و لَا یَكُونُ تا ظاہر گردد کہ منسوب نیست بسوئے مستثنیٰ آنچہ نسبت کردہ شدہ است بسوئے ما قبل وی و آں بر دو قسم متصل و منقطع متصل آنست کہ خارج کردہ شود از متعدد بلفظ الا و اخوات وی مثل جَانَنِی الْقَوْمُ الْاَزِیدَا پس زید کہ در قوم داخل بود از حکم مجی خارج کردہ شد و منقطع آں باشد کہ مذکور بعد الا و اخوات وی و خارج کردہ نشود از متعدد بسبب آنکہ مستثنیٰ داخل نباشد در مستثنیٰ منہ مثل جَانَنِی الْقَوْمُ الْاَحْمَارَا کہ حمار در قوم داخل نبود

جبکہ بحث مستثنیٰ کی نحو میر کی کتاب میں نہیں تھی، طلباء کرام کے فائدہ کے واسطہ زیادہ کی گئی جان تو کہ مستثنیٰ وہ لفظ ہے جس کو الا یا اس کے اخوات کے بعد ذکر کیا گیا ہو اخوات غیر، سوی، سواء، حاشا، خلا، عدا، ما خلا، ما عدا، لیس، لایکون ہیں تا کہ ظاہر ہو جائے کہ مستثنیٰ کی طرف منسوب نہیں ہے وہ جو نسبت کی گئی ہے ما قبل کی طرف، اور وہ دو قسم پر ہے متصل اور منقطع۔ متصل وہ ہے کہ جس کو متعدد سے لفظ الا یا اس کے اخوات کے ذریعے نکالا گیا ہو جیسے جَانَنِی الْقَوْمُ الْاَزِیدَا پس زید جو کہ قوم میں داخل تھا حکم مجبی سے خارج کیا گیا ہے اور منقطع وہ ہے کہ جو لفظ الا یا اس کے اخوات کے بعد مذکور ہو اور اس کو متعدد سے نہ نکالا گیا ہو اس وجہ سے کہ وہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ میں داخل ہی نہیں ہے جیسے جَانَنِی الْقَوْمُ الْاَحْمَارَا کہ حمار قوم میں داخل نہیں ہے۔

﴿مستثنیٰ کا بیان﴾

کلام عرب میں مستثنیٰ کا استعمال کثرت کے ساتھ ہوتا ہے اس اعتبار سے یہ بہت اہم بحث ہے مذکورہ بحث میں مستثنیٰ کی تعریف، اقسام اور اعراب کے علاوہ دیگر اصطلاحات کا بیان ہوگا۔
مستثنیٰ: وہ اسم جس کو الا یا کسی دوسرے کلمہ استثناء کے ذریعے مستثنیٰ منہ کے حکم سے خارج کیا جائے۔

مستثنیٰ منہ: وہ اسم جس کے حکم سے الا یا کسی دوسرے کلمہ استثناء کے ذریعے مستثنیٰ کو خارج کیا جائے۔

استثناء : کلمات استثناء میں سے کسی ایک کے ذریعے مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ کے حکم سے خارج

کرنا۔ جیسے: جَائِزِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا

مذکورہ مثال میں جاء عامل ہے، قوم مستثنیٰ منہ، زید مستثنیٰ جبکہ الا حرف استثناء ہے۔

کلمات استثناء کی تفصیل:

- وہ کلمات استثناء جو بالاتفاق حرف ہیں۔

جیسے: إِلَّا کلمات استثناء میں حرف فقط ایک ہی ہے

- وہ کلمات استثناء جو بالاتفاق فعل ہیں۔

جیسے: لَيْسَ، لَا يَكُونُ، مَا خَلَا اور مَا عَدَا

- وہ کلمات استثناء جو بالاتفاق اسم ہیں۔

جیسے: غَيْرَ، سِوَى، سِوَاءَ

- وہ کلمات استثناء جن کے متعلق نحو یوں کی آراء مختلف ہیں۔

جیسے: خَلَا، عَدَا اور خَاشَا

بعض علماء نحو کے نزدیک عدا اور خلا حرف اور حاشا فعل ہیں جب کہ اکثر کے نزدیک

عدا، خلا فعل اور حاشا حرف ہے۔

کلام کی اقسام:

کلام کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

- **کلام موجب :** وہ کلام جس میں نفی، نہی یا استفہام موجود نہ ہو۔

جیسے: جَائِزِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا

- **کلام غیر موجب :** وہ کلام جس میں نفی، نہی یا استفہام موجود ہو۔

جیسے: مَا جَائِزِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا

- **کلام نام :** وہ کلام جس میں مستثنیٰ منہ مذکور ہو۔

جیسے: جَاءَ الْجَيْشُ إِلَّا الْأَمِيرُ

- **کلام غیر نام :** وہ کلام جس میں مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو۔

جیسے: مَا جَاءَ إِلَّا عَلِيٌّ

مستثنیٰ کی اقسام:

مستثنیٰ متصل:

وہ مستثنیٰ جو کلمہ استثناء کے بعد واقع ہو اور اسے متعدد یعنی مستثنیٰ منہ کے حکم سے خارج کیا گیا ہو۔

جیسے: جَانِبِي الْقَوْمِ إِلَّا زَيْدًا
جَاءَ الطُّلَابُ إِلَّا خَالِدًا

مستثنیٰ منقطع:

وہ مستثنیٰ جو کلمہ استثناء کے بعد واقع ہو اور متعدد یعنی مستثنیٰ منہ کے حکم سے خارج نہ کیا گیا ہو۔

جیسے: جَانِبِي الْقَوْمِ إِلَّا جَمَارًا،
جَاءَ الصِّيَادُونَ إِلَّا كَلَابَهُمْ

مستثنیٰ مفرغ:

وہ مستثنیٰ جس کا مستثنیٰ منہ کلام میں مذکور نہ ہو۔

جیسے: مَا خَضَرَ إِلَّا خَالِدٌ

اصل میں مَا خَضَرَ أَخَذَ إِلَّا خَالِدٌ

فائدہ: مستثنیٰ متصل اور منقطع کی تعریف بایں الفاظ میں بھی کی جاسکتی ہے:

وہ مستثنیٰ ہے جو کلمہ استثناء کے بعد واقع ہو اور وہ مستثنیٰ منہ کی جنس

مستثنیٰ متصل:

سے ہو۔ جیسے: جَاءَ الْوَفْدُ إِلَّا سَعْدًا

وہ مستثنیٰ ہے جو کلمہ استثناء کے بعد ہو اور وہ مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہ ہو۔

مستثنیٰ منقطع:

جیسے: أَقْبَلَ الْمُسَافِرُونَ إِلَّا أَمْتَعْتَهُمْ

بدانکہ اعراب مستثنیٰ بر چہار قسم است اول آنکہ اگر مستثنیٰ بعد الا در کلام موجب واقع شود پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب باشد نحو جَانَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَيْدًا و کلام موجب آنکہ در ان نفی و نہی و استفہام نباشد و ہمچنین در کلام غیر موجب اگر مستثنیٰ را بر مستثنیٰ منہ مقدم گردانند منصوب خوانند نحو مَا جَانَنِی اِلَّا زَيْدًا اَحَدًا و مستثنائے منقطع ہمیشہ منصوب باشد و اگر مستثنیٰ بعد خلا و عدا واقع شود بر مذہب اکثر علماء منصوب باشد و بعد ما خلا و ما عدا و لیس و لایکون ہمیشہ منصوب باشد نحو جَانَنِی الْقَوْمُ خِلًا زَيْدًا و عَدَا زَيْدًا

جان تو کہ مستثنیٰ کا اعراب چہار قسم پر ہے پہلا اگر مستثنیٰ الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جیسے جَانَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَيْدًا اور کلام موجب ہے وہ کہ جس میں نفی، نہی اور استفہام نہ ہو اور اسی طرح کلام غیر موجب میں اگر مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ پر مقدم کیا جائے تو منصوب ہوتا ہے جیسے مَا جَانَنِی اِلَّا زَيْدًا احد اور مستثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب ہوتا ہے اور اگر مستثنیٰ خلا اور عدا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء کے نزدیک منصوب ہوتا ہے، ما خلا، ما عدا، لیس، لایکون کے بعد ہمیشہ منصوب ہوتا ہے، جیسے جَانَنِی الْقَوْمُ خِلًا زَيْدًا و عَدَا زَيْدًا آخر تک

مستثنیٰ کا اعراب :

- (۱) مستثنیٰ کے اعراب کی مختلف صورتیں ہیں کبھی منصوب، کبھی مجرور، کبھی مرفوع اور کبھی عامل کے مطابق ہوتا ہے، ذیل میں ان تمام صورتوں کو بیان کیا جا رہا ہے:
- مستثنیٰ متصل الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو تو لازماً منصوب ہوگا۔
- جیسے : جَانَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَيْدًا
- مستثنیٰ متصل الا کے بعد کلام غیر موجب ہو اور مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو تو منصوب ہوگا۔
- جیسے : مَا جَاءَ اِلَّا زَيْدًا اَحَدًا
- مستثنیٰ منقطع ہو تو وہ لازماً منصوب ہوگا۔ جیسے : جَاءَ الصَّيَاذُونَ اِلَّا كَلَابَهُمْ
- مستثنیٰ جب لیس، لایکون، ما خلا اور ما عدا کے بعد واقع ہو تو لازماً منصوب ہوگا۔
- جیسے : جَانَنِی الْقَوْمُ مَا عَدَا زَيْدًا
- مستثنیٰ جب عدا، خلا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء نحو کے نزدیک منصوب ہوگا۔
- جیسے : جَانَنِی الْقَوْمُ عَدَا زَيْدًا
- مستثنیٰ جب خاشا کے بعد واقع ہو تو بعض علماء نحو کے نزدیک منصوب ہوگا۔
- جیسے : جَانَنِی الْقَوْمُ خَاشَا زَيْدًا

دوم آنکہ مستثنیٰ بعد الا در کلام غیر موجب واقع شود و مستثنیٰ منہ ہم مذکور باشد پس
 در اں دو وجہ ہواست یکی آنکہ منصوب باشد بر سبیل استثناء و دیگر آنکہ بدل باشد
 از ما قبل خویش چوں مَا جَائِنِیْ اَحْذِ الْاَزِیْدَا وَالْاَزِیْدُ.....
 سوم آنکہ مستثنیٰ مفرغ باشد یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نباشد و در کلام غیر موجب واقع
 شود پس اعراب مستثنیٰ بہ الا درین صورت بحسب عوامل مختلف باشد نحو
 مَا جَائِنِیْ الْاَزِیْدُ وَمَا رَاَیْتُ الْاَزِیْدَا وَمَا مَرَرْتُ الْاَزِیْدُ

دوسرا یہ کہ مستثنیٰ الا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو پس اس جگہ دو وجہ
 جائز ہیں ایک یہ کہ وہ منصوب ہو استثناء کے طور پر اور دوسرا یہ کہ بدل ہو اپنے ما قبل سے جیسے
 جَائِنِیْ اَحْذِ الْاَزِیْدَا وَالْاَزِیْدُ..... تیسرا یہ کہ مستثنیٰ مفرغ ہو یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو
 اور کلام غیر موجب میں واقع ہو پس اعراب مستثنیٰ کا الا کے ساتھ اس جگہ باعتبار عوامل کے مختلف ہوتا
 ہے جیسے مَا جَائِنِیْ الْاَزِیْدُ وَمَا رَاَیْتُ الْاَزِیْدَا وَمَا مَرَرْتُ الْاَزِیْدُ۔

(۲) مستثنیٰ کلام غیر موجب میں الا کے بعد واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو مستثنیٰ کے
 اعراب کی دو صورتیں ہیں:

- مستثنیٰ منصوب ہوگا۔ جیسے: مَا جَائِنِیْ اَحْذِ الْاَزِیْدَا

- مستثنیٰ اپنے ما قبل سے بدل البعض ہوگا اور اس کا اعراب مبدل منہ کے مطابق ہوگا۔

مَا جَائِنِیْ اَحْذِ الْاَزِیْدُ

(۳) درج ذیل صورت میں مستثنیٰ کا اعراب عوامل کے مطابق ہوگا۔

- مستثنیٰ مفرغ کلام غیر موجب میں واقع ہو۔

جیسے: مَا جَائِنِیْ الْاَزِیْدُ، مَا رَاَیْتُ الْاَزِیْدَا، مَا مَرَرْتُ الْاَزِیْدُ

چہارم آنکہ مستثنیٰ بعد لفظ غیر و سوی و سواء واقع شود پس مستثنیٰ را مجرور خوانند و بعد
 حاشا بر مذہب اکثر نیز مجرور باشد و بعضی نصب ہم جائز داشته اند چون جَانِنِی الْقَوْمُ
 غَيْرَ زَيْدٍ وَسَوَى زَيْدٍ وَسِوَاءَ زَيْدٍ وَحَاشَا زَيْدٍ و بدانکہ اعراب لفظ غیر مثل
 اعراب مستثنیٰ بالا باشد در جمیع صورتہائے مذکورہ۔ چنانکہ گوئی جَانِنِی الْقَوْمُ غَيْرَ
 زَيْدٍ وَغَيْرَ حِمَارٍ وَمَا جَانِنِی غَيْرَ زَيْدٍ الْقَوْمُ وَمَا جَانِنِی اَحَدَ غَيْرَ
 زَيْدٍ وَغَيْرُ زَيْدٍ وَمَا جَانِنِی غَيْرُ زَيْدٍ وَمَا رَاَيْتُ غَيْرَ زَيْدٍ وَمَا مَرَرْتُ
 بِغَيْرِ زَيْدٍ و بدانکہ لفظ غیر موضوعست برائے صفت و گاہے برائے استثناء آید چنانکہ
 الا برائے استثناء موضوعست و گاہے در صفت مستعمل شود نحو قَوْلِهِ تَعَالٰی لَوْ كَانَ
 فِيْهِمَا اِلٰهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا یعنی غَيْرُ اللّٰهِ وَبِحَيْثُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

چوتھا یہ کہ مستثنیٰ لفظ غیر، سوی اور سواء کے بعد واقع ہو پس مستثنیٰ کو مجرور پڑھتے ہیں
 اور حاشا کے بعد اکثر مذہب پر بھی مجرور ہوتا اور بعض نصب بھی جائز رکھتے ہیں۔ جیسے جَانِنِی
 الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ، سَوَى زَيْدٍ، سِوَاءَ زَيْدٍ اور حاشا زید۔ جان تو کہ لفظ غیر کا اعراب
 ایسا ہے جیسے الا کے ساتھ مستثنیٰ کا جمیع صورتوں میں جیسا کہ تو کہے جَانِنِی الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ،
 غَيْرَ حِمَارٍ وَمَا جَانِنِی غَيْرَ زَيْدٍ الْقَوْمُ وَمَا جَانِنِی اَحَدَ غَيْرَ زَيْدٍ وَغَيْرُ زَيْدٍ
 مَا جَانِنِی غَيْرَ زَيْدٍ مَا رَاَيْتُ غَيْرَ زَيْدٍ مَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ۔ اور جان تو کہ لفظ غیر
 صفت کے واسطے بنایا گیا ہے اور کبھی استثناء کے واسطے بھی آتا ہے جیسے الاستثناء کے واسطے وضع کیا
 گیا ہے کبھی صفت میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اِلٰهَةٌ
 اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا یعنی غَيْرُ اللّٰهِ اور اسی طرح لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(۴) مستثنیٰ کے مجرور ہونے کی صورتیں درج ذیل ہیں:

مستثنیٰ، غیر، سوی، سواء کے بعد واقع ہو تو لازماً مجرور ہوگا۔

جیسے: جَانِنِی الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ

مستثنیٰ جب حاشا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء نحو کے نزدیک مستثنیٰ مجرور ہوگا۔

جیسے: جَانِنِی الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدٍ

چند اہم باتیں: غیر کی وضع صفت کے لئے ہوئی ہے لیکن کبھی یہ استثناء کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

- الا کی وضع استثناء کے لئے ہوئی ہے لیکن کبھی یہ صفت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

- مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ کی جنس کبھی ایک ہی ہوتی ہے اور کبھی جدا جدا

جیسے: جَائِنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْنًا زيدا اور قوم کے دیگر افراد ایک ہی جنس سے تعلق رکھتے ہیں۔

جَائِنِي الْقَوْمُ إِلَّا فَرَسًا، فرسا اور قوم دونوں کی جنس الگ الگ ہے۔

- استثناء متصل کو استثناء تام اور استثناء مفرغ کو استثناء غیر تام بھی کہا جاتا ہے۔

- کلام موجب کو کلام مثبت اور کلام تام جبکہ کلام غیر موجب کو کلام منفی اور کلام غیر تام بھی کہا جاتا ہے۔

- غَيْرَ اور سِوَى کا مابعد مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ مجرور ہوتا ہے اور خود غَيْرَ

اور سِوَى اسمِ معرب ہیں، لہذا ان کا اعراب وہی ہوگا جو الا کے بعد مستثنیٰ کا ہوتا ہے۔ یعنی جن

صورتوں میں مستثنیٰ الا کے بعد منصوب ہوتا ہے ان میں غَيْرَ اور سِوَى منصوب ہونگے جن صورتوں

میں مستثنیٰ کا اعراب بدل ہونے کی وجہ سے منصوب، مرفوع ہوتا ہے ان صورتوں میں غَيْرَ اور سِوَى

کا اعراب بھی ویسا ہی ہوگا۔

جیسے: جَاءَ الْقَوْمُ غَيْرَ خَالِدٍ، مَا جَاءَ الْقَوْمُ غَيْرُ خَالِدٍ۔ غَيْرُ خَالِدٍ

- حَاشَا بعض کے نزدیک فعل ماضی اور بعض کے نزدیک حرف جار ہے لیکن حاشا کی

ایک اور صورت بھی کلام عرب میں استعمال ہوتی ہے اس صورت میں حاشا اسم ہوتا ہے بمعنی تنزیہ

اور اس کا مابعد لام جارہ کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے جیسے حَاشَا لِلّٰہِ یہ دراصل مفعول مطلق ہوتا ہے اور

اس سے پہلے اَنْزَرَهُ فعل محذوف ہے اس کا معنی ہوگا اَنْزَرَهُ اللّٰہُ تَنْزِيْہًا

- لَيْسَ اور لَا يَكُوْنُ افعال ناقصہ ہیں لہذا ان کے بعد مستثنیٰ افعال ناقصہ کی خبر ہونے کی

وجہ سے منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ الْقَوْمُ لَيْسَ خَالِدًا، لَا يَكُوْنُ خَالِدًا

- الا غیر عامل ہے یعنی اس کے مابعد پر اعراب ماقبل عامل کی وجہ سے آتا ہے۔

- لَا سِيْمًا اور بَيِّنًا کے کلمات بھی استثناء کے لئے آتے ہیں لَا سِيْمًا مابعد کی ماقبل پر

ترجیح کے لئے آتا ہے۔ جیسے: اَجْتَهَدَ الْقَلَامِيْذُ لَا سِيْمًا خَالِدٍ

بَيِّنًا مستثنیٰ منقطع میں استعمال ہوتا ہے اور اس کا مابعد منصوب ہوتا ہے۔ جیسے اِنَّہٗ لَكَثِيْرُ

الْمَالِ بَيِّنًا اِنَّہٗ بَخِيْلٌ، مذکورہ دونوں کلمات کے لئے شہ استثناء کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے

تَقَاتُ بِالسَّخِيْرِ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

سرور احمد حسن سعیدی

سکری تحصیل جہڑ ضلع اٹک

علم نحو کی تدوین

(ایک مختصر جائزہ)

چند ائمہ کا مختصر تعارف

مرتب

سردار احمد حسن سعیدی

علم نحو کی تدوین..... (ایک مختصر جائزہ)

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بے شمار نعمتیں نازل فرمائیں بلاشبہ اس کی ہر نعمت بے مثال اور باعث شکر ہے لیکن ان تمام نعمتوں میں سے جو نعمت سب سے اعلیٰ اور باکمال ہے وہ علم و آگہی کی نعمت ہے یہ علم ہی ہے جس کی وجہ سے انسان اس کائنات میں امتیازی حیثیت کا مالک بنا اور عزت و تکریم کے اعزاز سے سرفراز ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : ”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ“

ہم نے اولاد آدم کو عزت و تکریم عطا فرمائی۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ تمام علوم کا مرکز و محور نبوت کا علم ہے اور علم نبوت قرآن و حدیث کے ذریعے ہم تک پہنچا، قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لئے اور ان سے بہت سے دینی، دنیوی، فقہی، روحانی، معاشرتی، معاشی، سماجی، سیاسی، سائنسی، ظاہری، باطنی، ارضی، سماوی، بحری، انفرادی، اجتماعی فوائد اور علوم اخذ کرنے کے لئے دیگر کئی علوم پر دسترس ضروری ہے۔

بالخصوص علوم عربیہ کی اہمیت تو مسلمہ ہے علوم عربیہ کی مختلف شاخیں ہیں جن میں سے ایک علم نحو بھی ہے اسلامی درسگاہوں میں قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم سے پہلے علم نحو کی تعلیم ضروری سمجھی جاتی ہے اور طلباء کو اس پر بہت محنت کرائی جاتی ہے، علم نحو کا مقام اور اس کی اہمیت کیا ہے، اس کا اندازہ درج ذیل اقوال سے بخوبی ہو جاتا ہے:

خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”تَعَلَّمُوا النَّحْوَ كَمَا تَعَلَّمُونَ الْفَرَائِضَ وَالسُّنَنَ“

تم نحو کا علم ایسے حاصل کرو جیسے تم فرائض اور سنتوں سے آگاہی حاصل کرتے ہو۔

علم نحو سے متعلق عمر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک قول بہت اہمیت کا حامل ہے فرماتے ہیں:

”إِعْرَابُ الْقُرْآنِ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْ تَعَلُّمِ حُرُوفِهِ“

عرب قرآن کا علم ہمیں اس کے حروف سیکھنے سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک مرتبہ مجاہد بن کوثر اندازی کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

”وَاللَّهِ لَنُعْطِيَنَّكَ مِنْ كَلَامِكَمْ أَحَدًا مِنْ عَطِيَّتِكَمْ هِيَ وَنَمِيَّتِكَمْ“

اللہ کی قسم تمہارا کلمہ میں اعرابی غلطی کرنا تیرا اندازی میں غلطی کرنے سے بھی بڑی خطا ہے۔

بعض اقوال تو زبان زد عام ہے بالخصوص طلباء کرام کسی درس گاہ میں جاتے ہیں تو انہیں یہ جملے عموماً سننے کو ملتے ہیں مثال کے طور پر کہا جاتا ہے:

”النَّحْوُ فِي الْكَلَامِ كَالْوَلَجِ فِي الطَّعَامِ“
کھانگو میں نحو کی وہی اہمیت ہے جو کھانے میں نمک کی ہے۔

اسی طرح ایک معروف قول ہے:

”الصَّرْفُ أُمُّ الْعُلُومِ وَالنَّحْوُ أَبُوهَا“

صرف علوم عربیہ کی ماں اور نحو ان کا باپ ہے۔

حضرت ابو خنیس رضی اللہ عنہ علم نحو کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”تَعَلَّمُوا النَّحْوَ فَإِنَّهُ جَمَالٌ لِلْوَضْعِ وَتَرْكُهُ هُبْنَةٌ لِلشَّرِيفِ“

لوگو تم نحو کا علم حاصل کرو کیونکہ یہ کلمہ فخر کو حسن و جمال بخشتا ہے اور اس کا نہ سیکھنا شریف

آدمی کے لئے عیب ہے۔

علم نحو کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟ اس علم کو مدون کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ وہ عظیم لوگ کون ہیں جنہوں نے اس علم کے اصول و قواعد مرتب کئے اور اسے نفع بخش علم کا روپ دیا؟ صحیح تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ اس علم کی تدوین اور ابتدائی ترتیب خلفاء راشدین کے دور میں ہوئی، اس کی تدوین میں جن محسنین امت نے اہم کردار ادا کیا ان میں سے مندرجہ ذیل تین ہستیوں کا نام زیادہ لیا جاتا ہے:

(۱) خلیفہ ثانی امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) خلیفہ راشد امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) حضرت ابوالاسود دؤلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علم کی تدوین سے متعلق مختلف اقوال

(۱) حضرت ابوالاسود دؤلی جو امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہا اعتماد اور قریبی

رفقاء میں سے تھے ظاہر ہے دونوں کی ملاقات ایک عام سی بات تھی روایت کے مطابق ایک مرتبہ

حضرت ابوالاسود دؤلی امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے،

اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر جھکائے کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے چہرے پر فکر

کے آثار نمایاں تھے، ابوالاسود دؤلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اس عالم میں دیکھا تو عرض کیا امیر

المؤمنین کیا مسئلہ ہے آپ کچھ فکر مند لگتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے آپ کوئی اہم بات سوچ رہے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا تم بالکل صحیح سمجھ رہے ہو ایک اہم مسئلہ درپیش ہے اور اسی کے متعلق سوچ رہا ہوں دراصل میں نے ایک شخص کو غلط عربی بولتے ہوئے سنا ہے تو مجھے یہ فکر لاحق ہو گئی ہے کہ اگر عربی زبان کے تحفظ کے بارے میں کوئی لائحہ عمل نہ سوچا گیا تو آئندہ چل کر بہت سے اختلاف نمودار ہوں گے آپ نے فرمایا کہ میں عربی زبان سے متعلق ایک ایسی کتاب لکھنا چاہتا ہوں جس میں عربی زبان کے قواعد و ضوابط اور ضروری مسائل تحریر ہوں، تاکہ لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں اور عربی زبان بغیر غلطی کے بولنے پر قادر ہو سکیں اس ملاقات کے تین روز بعد حضرت ابوالاسود دوہلی دوبارہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امیر المؤمنین نے انہیں ایک کتابچہ عنایت فرمایا اس کے آغاز میں آپ نے لکھا تھا:

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، الْكَلَامُ اسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ فَلَا اسْمَ مَا آتَبَا عَنْ الْمُسَمَّى وَالْفِعْلُ مَا آتَبَا عَنْ حَرْكَةِ الْمُسَمَّى وَالْحَرْفُ مَا آتَبَا عَنْ مَعْنَى لَيْسَ بِاسْمٍ وَلَا فِعْلٍ“۔

اللہ نہایت مہربان بہت رحمت کرنے والے کے نام سے آغاز کرتا ہوں۔ عربی کلام اسم، فعل اور حرف پر مشتمل ہوتا ہے اسم وہ ہے جو کسی پر دلالت کرے، فعل جو کسی کی حرکت یا عمل پر دلالت کرے اور حرف وہ ہے جو ایسی معنی پر دال ہو جو نام سے اور نہ ہی فعل سے حاصل ہوتے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے حضرت ابوالاسود کو فرمایا یہ ذمہ داری میں اب تمہیں سونپ رہا ہوں تم بالکل اسی انداز میں اس کام کو آگے بڑھاؤ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق حضرت ابوالاسود دوہلی نے بڑی محنت اور کوشش کے بعد علم نحو کی تدوین کا فریضہ سرانجام دیا۔

(۲) امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں مملکت اسلامیہ کی سرحدیں بہت دور تک پھیل چکی تھیں، لاکھوں کی تعداد میں قاریں اور دیگر جمعی طاقوں کے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے جس کی وجہ سے کچھ مسائل بھی سامنے آرہے تھے، ان میں سے ایک اہم مسئلہ قرآن مجید کو صحیح اعراب کے ساتھ نہ پڑھنے کا تھا کیونکہ جمعی لوگ عربی زبان کی باریکیوں سے ناواقف تھے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور عربی زبان میں گفتگو کے دوران ان سے غلطیاں ہو جاتی تھیں اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش ایک شخص نے آپ کے

سائے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی: ”إِنَّ اللَّهَ بِرِئَاسَةِ مَنِ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ“

اس شخص نے لفظ رسول پر فتنہ کے بجائے کسرہ پڑھا جو معنی کے اعتبار سے شدید ترین غلطی تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو بلایا اور پوچھا کہ یہ تم کیا پڑھ رہے ہو کیا اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ سے بیزار ہے معاذ اللہ، تو وہ شخص کہنے لگا میں مدینہ منورہ میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے آیا تھا مجھے ایک معلم نے ایسا ہی پڑھایا لہذا میں اس آیت کو یوں ہی پڑھتا رہتا ہوں اگر یہ غلط ہے تو اس میں میرا قصور نہیں ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عربی زبان کے اصول و قواعد کی تدوین کا خیال آیا اس مقصد کے لئے آپ نے حضرت ابوالاسود دؤلی کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ آپ عربی زبان کے اصول و قواعد مرتب کریں اس کے ساتھ ہی آپ نے ایک اہم حکم صادر فرمایا کہ آئندہ وہی شخص قرآن مجید کی تعلیم دینے کا اہل ہے جو عربی لغت کے اصول و ضوابط سے خوب آگاہ ہو کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوالاسود دؤلی نے خلیفہ ثانی کے حکم پر عمل کرتے ہوئے عطف اور اضافت سے متعلق بہت سے قواعد مرتب کئے۔

ایک روایت کے مطابق یہ واقعہ حضرت ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش آیا تھا آپ نے غلط آیت پڑھنے والے کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا یہ تو کفر ہے اس کے بعد آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

”نَحْوُثُ أَنْ أَضَعَ مِيزَانًا لِلْعَرَبِ لِيَقُومُوا بِهِ لِسَانَهُمْ“

میں نے ارادہ کیا ہے کہ اہل عرب کے لئے ایسا ضابطہ اور قانون وضع کروں جس کی مدد سے وہ اپنی زبان (کلام) درست کریں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو فرمایا:

”إِلْفِصْدُ نَحْوَهُ“ اس کی طرف توجہ دو۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور کا ہی ایک اور واقعہ علم نحو کے آغاز کا سبب بنایا جاتا

ہے اس واقعہ کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کسی نے اپنی گفتگو کے دوران ایک جملہ کہا ”إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ لِي مَالًا“ لفظ مالا کی ادائیگی کے دوران اس نے مالہ کہا حالانکہ یہاں مالہ کرنے کی ضرورت نہ تھی اور لغوی اعتبار سے یہ غلطی تھی حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خود عربی زبان و ادب کے عالم تھے۔

اس غلطی پر سخت ناخوش ہوئے (یاد رہے کہ امالہ عربی زبان کے قواعد میں سے ایک معروف ضابطہ ہے فتح کی ادائیگی کے وقت اس کو کسرہ کی جانب اور الف کی ادائیگی کے وقت اسے یا کی طرف تھوڑا سا مائل کر کے پڑھنا امالہ کہلاتا ہے) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ نے محسوس کیا کہ عربی زبان کو غلطیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اس کے اہم مسائل کو تحریر کرنا ضروری ہے تاکہ لوگ عربی زبان کے قواعد و ضوابط سے آگاہ ہو جائیں بالخصوص مجھی لوگ جو عربی لغت کی ہارکیوں سے واقف نہیں ہیں ان قواعد و ضوابط کو سیکھنے کے بعد درست عربی بولنے پر قادر ہو جائیں چنانچہ اس واقعہ کے بعد آپ نے اضافت، إلیٰ اور امالہ کے مسائل مرتب فرمائے۔

(۴) اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں علم نحو کی تدوین کے حوالے سے کچھ معلومات ملتی ہیں ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ زیاد بن ابیہ نے حضرت ابوالاسود دؤلی کو مشورہ دیا کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عربی زبان سے متعلق جو اصول و قواعد سیکھ رکھے ہیں ان تمام مسائل کو آپ احاطہ تحریر میں لائیں حضرت ابوالاسود نے اس پر آمادگی کا اظہار نہیں فرمایا، لیکن اتفاق کی بات ہے کہ ایک شخص کو انہوں نے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے سنا اس شخص نے تلاوت کے دوران کوئی ایسی غلطی کی جس سے اس آیت کے معنی ہی کچھ سے کچھ ہو گئے اس واقعہ کے بعد حضرت ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذہن اس طرف مائل ہوا چنانچہ آپ نے علم نحو کے ضروری مسائل املاء کرائے اس موقع پر آپ نے حرکات و سکنات کی علامتیں بھی وضع فرمائیں۔

(۵) ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ابوالاسود دؤلی کے ایک ملازم نے جو قالہا بنایا مسلمان ہوا تھا عربی بولتے ہوئے کوئی اعرابی غلطی کی جسے سن کر آپ کے گھر والے انہیں پڑے جس پر حضرت ابوالاسود نے فرمایا اگرچہ یہ نو مسلم ہیں لیکن اب یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں یہ لوگ اسلام سے بڑی محبت رکھتے ہیں ہمیں اسلام اور عربی زبان سیکھنے میں ان کی مدد کرنا چاہئے لہذا عربی زبان کے قواعد و ضوابط اگر مرتب کر دیے جائیں تو اس سے یہ لوگ فائدہ اٹھا سکیں گے کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر حضرت ابوالاسود نے فاعل اور مفعول سے متعلق بہت سے ضروری مسائل اکٹھے کر کے علم نحو کا ایک اہم باب مرتب کیا۔

ملاوہ ازیں اسی سلسلے میں دیگر کچھ روایات بھی ہیں جن سے علم نحو کی تدوین کا پتا چلتا ہے مثلاً

ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ابوالاسود کے بیٹے نے کوئی جملہ ایسا بولا جو قواعد کی رو سے غلط تھا دوسری روایت کے مطابق آپ کی بیٹی نے کسی شیء پر اظہار تعجب کرتے ہوئے ایک جملہ بولا جو قواعد کے مطابق درست نہیں تھا اس غلطی پر حضرت ابوالاسود نے انہیں تنبیہ کی اور پھر علم نحو کے کچھ مسائل مرتب کئے بہر حال اس سلسلے میں جتنی روایات ملتی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت راشدہ کے دور میں ہی عربی لغت کے اصول و قواعد کو مرتب کرنے کا انتظام کر لیا گیا تھا اور بلا مبالغہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اس علم کی تدوین و ترتیب میں سب سے اہم کردار حضرت ابوالاسود دوکلی کا ہے اور وہی اس علم کے مدون اور بانی کہے جاسکتے ہیں۔

اس ابتدائی دور میں علم نحو کے جو مسائل مرتب کئے گئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱)	اضافہ کے قواعد و ضوابط	(۲)	عطف کے قواعد و ضوابط
(۳)	فاعل کے قواعد و ضوابط	(۴)	مفعول کے قواعد و ضوابط
(۵)	کلام، کلمہ، اسم، فعل، حرف کے قواعد و ضوابط	(۶)	اسم ظاہر کے قواعد و ضوابط
(۷)	اسم مضمحل کے قواعد و ضوابط	(۸)	حروف مشبہ بفعل کے قواعد و ضوابط
(۹)	فعل تعجب کے قواعد و ضوابط	(۱۰)	استفہام کے قواعد و ضوابط
(۱۱)	استثناء کے قواعد و ضوابط	۱۲	حرکات و سکونات کی علامتیں

یہ حتمی بات نہیں ہے امکان یہی ہے کہ اس سے بھی زائد مسائل نحو یہ اس ابتدائی دور میں مرتب ہو چکے تھے اور پھر جیسے جیسے وقت گزرتا گیا علم نحو کی تعلیم عام ہوئی تو علم نحو بھی ترقی کرتا چلا گیا یہاں تک وہ اپنی انتہاؤں کو چھونے لگا بڑے بڑے ماہرین فن سامنے آئے، امام سیبویہ، امام مبرد، امام خلیل، میر سپید شریک جیسے ائمہ نحو پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اس علم کی بہت خدمت کی یہ تمام لوگ ہمارے محسن ہیں اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو آئندہ دور میں ایسے مسائل پیدا ہونے کا خدشہ تھا جن کو حل کرنا شاید مشکل ہو جاتا کیونکہ اس دور میں عربی زبان کے متعلق دو طرح کے مسائل سامنے آرہے تھے ایک تو لاکھوں کی تعداد میں گجری لوگ عرب علاقوں میں رہائش پذیر ہو چکے تھے جس سے ایک مخلوط معاشرہ تشکیل پاتا تھا اس سے عربی زبان و ادب کے لئے خطرات پیدا ہو گئے تھے کیونکہ گجری لوگ عربی زبان کے قواعد و ضوابط اور اس کی باریکیوں سے آگاہ نہیں تھے اس لئے عربی زبان بولتے ہوئے ان سے غلطیاں ہوتی تھیں دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ اہل عرب کی نئی نسل نے بھی اس مخلوط معاشرے کی وجہ سے عربی زبان میں

غلطیاں کرنا شروع کر دیں بہر حال عربی زبان میں بگاڑ کے خطرے کے پیش نظر عربی زبان کی تدوین کا یہ اہم فیصلہ ہوا یقیناً یہ بہت ہی اہم ترین فیصلہ تھا۔ اگر یہ اہم فیصلہ نہ ہوتا اور علم نحو کی تدوین نہ ہوتی تو آج ہم عجم کے رہنے والے قرآن مجید کی صحیح تلاوت کرنے سے بھی قاصر ہوتے اللہ تعالیٰ ان تمام محسنین امت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

”علم نحو کے مرتب ہونے کی سب سے اہم وجہ“

قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت، الفاظ اور معانی کے اعتبار سے یکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس عظیم کلام کو نازل فرمایا تو اس کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ“

عربی زبان کے اصول و قواعد کے متعلق جتنے اسباب کتب تاریخ میں نظر آتے ہیں وہ درحقیقت ایک بہانہ ہیں حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے ابتدائی دور کے مسلمانوں کے ذہنوں میں علم نحو کو مرتب کرنے اور اس کی تدوین کا احساس ڈال دیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے الفاظ اور اس کے معانی کی حفاظت کا وعدہ فرمایا تھا، یہی وجہ ہے کہ خلفاء راشدین نے قرآن مجید کی تدوین و جمع پر خصوصی توجہ کی جس کی بناء اسی دور میں قرآن مجید کا مکمل اور صحیح ترین نسخہ تمام عالم اسلام میں عام کر دیا گیا اس کے ساتھ علم نحو کے تدوین اور اعراب قرآن کی صحت پر بہت محنت کی گئی اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہوا آج الحمد للہ قرآن مجید محفوظ ہے اس کا ایک ایک حرف اس کی حرکات و سکنات اور اس کے اعراب بھی محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس عنایت پر ہم اس کے بے حد شکر گزار ہیں۔

علم نحو کی وجہ تسمیہ:

علم نحو کی وجہ تسمیہ سے متعلق بھی روایات مختلف ہیں تمام روایات کو ترتیب سے بیان کیا جا رہا ہے:

(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت ابوالاسود کو علم نحو مرتب کرنے کی ہدایت فرمائی اور اس کے ساتھ ہی علم نحو کی ترتیب و تقسیم کے بارے میں راہنمائی فرمائی تو آخر میں انہیں فرمایا: ”انح علی هذا النحو“ (اسی طریقے پر آگے چلتے رہو۔) اس جملے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نحو کا لفظ استعمال کیا جس کی وجہ سے اس نئے مرتب کردہ علم کا نام علم نحو مشہور ہو گیا۔

(۲) کہا جاتا ہے کہ جب حضرت ابوالاسود نے علم نحو کے بہت سے مسائل کو تحریری

صورت میں اکٹھا کیا اور وہ کچھ لوگوں کے سامنے لائے تو انہیں فرمایا: ”انحوہ انحوہ“ (یعنی اس طریقے پر چلتے رہو) اس جملے میں نحو کا لفظ استعمال ہوا تھا لہذا لوگوں نے اس نئے علم کا نام نحو رکھ دیا۔

(۳) حضرت ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت پر علم نحو کے بہت سے قواعد مرتب کر لئے تو ان کو لے کر امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے عربی زبان کے قواعد کو مرتب حالت میں دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور ان کو فرمایا: ”مَا أَحْسَنَ هَذَا النَّحْوُ فَلَهُ نَحْوٌ“ (یہ کیسا اچھا قصد ہے جس کا میں نے ارادہ کیا) آپ کی مبارک زبان سے یہ کلمات ادا ہوئے تو اس نئے علم کو ایک خوبصورت نام مل گیا لوگوں نے اس علم کو نحو کہنا شروع کر دیا اور پھر یہی نام معروف ہو گیا۔

بہر حال یہ تمام باتیں قیاسی ہیں ممکن ہے ان میں سے ہی کوئی ایک وجہ علم نحو کی وجہ تسمیہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کسی اور وجہ سے اس علم کا نام نحو رکھا گیا ہو۔ ”واللہ اعلم بالصواب“۔

سر دار احمد حسن سعیدی

چند ائمہ کا مختصر تعارف

حضرت ابوالاسود دہلی:

ان کا شمار علم نحو کے بانیوں میں ہوتا ہے علم نحو کے ابتدائی قواعد انہوں نے ہی مرتب کئے معروف تابعی ہیں بعض لوگوں نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں خلفاء راشدین کے زمانے میں آپ مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں آپ بصرہ کے گورنر بھی رہے، فقہ اور نحو میں آپ کو بلند رتبہ حاصل ہے آپ شاعر تھے اور بلا کے حاضر جواب تھے آپ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے استاذ ہیں۔ حضرت ابوالاسود دہلی کے مشہور شاگردوں میں عدیہ الفیل، میمون الاقرن، نصر بن عاصم، عبدالبر بن ہریر اور یحییٰ بن یحییٰ بہت معروف ہیں۔

69 ہجری کو مرض طاعون میں آپ کا وصال ہوا وقت وصال آپ کی عمر 58 سال تھی۔

علامہ سیبویہ:

آپ کا نام عمر بن عثمان کنیت ابو بشر اور لقب سیبویہ ہے آپ بہت خوبصورت اور حسین و جمیل تھے آپ کی رنگت سیب جیسی سرخ تھی اسی مناسبت سے آپ کو سیبویہ کہا جاتا تھا۔ علامہ سیبویہ بیضا (فارس) کے مقام پر پیدا ہوئے بصرہ میں تعلیم حاصل کی اور اسی شہر میں آپ نے علم نحو کی بلندیوں کو چھوا آپ نے غلیل بن احمد، عیسیٰ بن عمر اور انحنش اکبر جیسے عظیم نحویوں سے فیض حاصل کیا، کتاب سیبویہ جیسی معرکہ آراء اور شہرہ آفاق کتاب آپ کی تصنیف ہے اسے نحو کی سب سے عظیم کتاب تصور کیا جاتا ہے بعض لوگوں نے اسے کتب نحو کا امام کہا ہے، علامہ مازنی نے کیا خوب فرمایا کہ کتاب سیبویہ کے بعد کوئی اور کتاب لکھنا بے فائدہ ہے، دوسری صدی ہجری کے آخر میں آپ کا وصال ہوا۔

علامہ مبرود:

ابوالعباس محمد بن یزید اردی ذوالحج 210 ہجری کو پیدا ہوئے تاریخ میں آپ مبرود کے لقب سے مشہور ہوئے نہایت فصیح و بلیغ اور حیرت انگیز قوت حافظہ کے مالک تھے، آپ نے علامہ مازنی، علامہ بھٹانی اور ابو عمر جی جیسے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، علم نحو کے حوالے سے آپ نے شہرت پائی

اور امام انجو کہلائے، قاضی اسماعیل نے کہا کہ میرا جیسا کوئی عالم نہیں وہ علم نحو میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔
 علامہ نقطویہ، علامہ صولی، علامہ طوساری اور علامہ زجاج جیسے عظیم لوگ آپ کے شاگرد ہیں
 آپ کی تصانیف میں الریاض السیویہ، طبقات انجو بن ابی نصر بن اور کامل معروف ہیں۔ 285 ہجری کو
 مشہور عباسی خلیفہ معتصم باللہ کے دور حکومت میں آپ کا وصال ہوا، آپ کی نماز جنازہ حضرت امام
 ابو یوسف نے پڑھائی۔

علامہ مخفش:

ابوالحسن کی کنیت رکھنے والے علامہ مخفش کا نام سعید بن مسعرہ ہے لیکن آپ مخفش کے نام سے
 مشہور ہیں علم نحو میں آپ کو بہت بلند مقام دیا جاتا ہے ابوالعباس ثعلب روایت کرتے ہیں کہ امام فرا
 ایک مرتبہ آپ سے ملاقات کیلئے حاضر ہوئے تو انہیں دیکھ کر علامہ مخفش نے کہا ”لغت کے سردار
 آرہے ہیں“۔ امام فرمانے جواب دیا کہ ”مخفش کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا کیسے سردار ہو سکتا ہے“۔
 مخفش نے ساری زندگی علم کی خدمت کی خصوصاً نحو میں آپ کو بہت مہارت حاصل تھی۔

کتاب سیبویہ پڑھانے میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا علامہ مازنی، علامہ جری اور علامہ کسائی
 جیسے ائمہ نحو نے خاص طور پر آپ سے کتاب سیبویہ پڑھی۔ آپ کے اساتذہ میں امام مبرد، امام ثعلب
 اور علامہ یزیدی کا نام آتا ہے۔ آپ کی تصانیف میں کتاب الاوسط، کتاب معانی، کتاب اشتقاق،
 کتاب عروض، کتاب تواتر، کتاب الملوک، کتاب الاصوات وغیرہ شامل ہیں۔
 315 ہجری میں علامہ مخفش کا انتقال ہوا۔

علامہ خلیل:

خلیل بن احمد بصری 100 ہجری کو پیدا ہوئے انتہائی متقی، پرہیزگار، ذہین حلیم الطبع انسان
 تھے علم نحو میں آپ کو مجتہد کا درجہ حاصل تھا، علامہ خلیل کو ایک اور منفرد مقام حاصل ہے کہ آپ علم عروض
 کے موجد ہیں، حضرت سفیان نے آپ کو سونے کا آدمی قرار دیا ہے وہ کہا کرتے تھے ”جو سونے اور
 کستوری سے بنے ہوئے شخص کو دیکھنا چاہے وہ علامہ خلیل کو دیکھ لے یعنی آپ بہت قیمتی انسان تھے“،
 آپ غریب ہونے کے باوجود بہت خوددار انسان تھے۔

آپ کے معروف شاگردوں میں علامہ سیبویہ، ابوسعید اسمعی اور نصر بن فہمیل کا نام معروف
 ہے، آپ نے چند کتابیں بھی تحریر کی ہیں جن میں سے کتاب الحین، کتاب الغنم، الجمل، العروض،
 الشواہد اور لفظ انتہائی مستند اور قابل قدر ہیں۔ علامہ خلیل کا وصال 170 ہجری کے قریب ہوا۔

علامہ مازنی:

آپ کا نام عثمان بن بکر کنیت ابو عثمان جبکہ عرفی نام مازنی تھا، علم نحو میں امام العصر تھے نہایت متقی، پرہیزگار اور بلند رتبہ تھے آپ کا شمار ان ائمہ نحو میں ہوتا ہے جو علم نحو میں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ علم فقہ پر بھی عبور رکھتے تھے، علامہ مازنی دیگر ائمہ نحو سے ایک اعتبار سے منفرد بھی ہیں اور وہ یہ کہ آپ علم صرف کے بانی ہیں آپ سے پہلے علم صرف کی کوئی الگ پہچان نہیں تھی بلکہ علم صرف علم نحو کا ہی حصہ تھا آپ نے علم صرف کو نحو سے الگ کر کے اس کی باقاعدہ تدوین کی اور اسے علیحدہ شناخت اور نام دیا آپ نے علامہ اسمعی اور امام مخفش جیسے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، علم نحو میں آپ کے بلند مقام کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ مشہور نحوی امام مبرد آپ کے شاگرد ہیں، مل اللھو، الف و اللام اور التصریف الدیاج آپ کے نوک قلم کا شاہکار ہیں۔ 249 ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔

علامہ کسائی:

ابوالحسن بن حمزہ اسدی تاریخ میں کسائی کے نام سے معروف ہیں کسائی کی نسبت آپ کا یہ لقب مشہور ہوا، امام کسائی فن قرأت، لغت اور نحو میں دسترس رکھتے تھے، آپ نے علامہ معاذ ہرا اور علامہ ابی جعفر رواسی سے علم نحو پڑھا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ اس فن میں اپنے اساتذہ کے ہم پلہ ہو گئے علاوہ ازیں مشہور نحوی امام علامہ خلیل سے بھی آپ نے اکتساب کیا علامہ کسائی کے علمی مرتبے کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ امام شافعی نے فرمایا تھا ”جو نحو سیکھنا چاہتا ہے وہ علامہ کسائی کی اولاد سے سیکھے کیونکہ ان کا خاندان علم نحو میں خاص مہارت رکھتا ہے“۔ علامہ خلیل نحوی کے انتقال کے بعد آپ ان کی مسند پر بیٹھے اور ایک عرصہ تک نحو کی خدمت سرانجام دیتے رہے، علامہ کسائی نے مختصر فی اللھو اور کتاب المصادر کے نام سے دو اہم کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔

182 یا 189 ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔

امام فرا:

ابوزکریا بنی 144 ہجری میں پیدا ہوئے کوفہ کے بلند رتبہ علماء میں تھے مال دار ہونے کی وجہ سے آپ کو فرا کہا جاتا ہے جبکہ علمی مرتبہ میں آپ کو امیر المومنین کے لقب سے جانا جاتا ہے۔ علامہ ثعلب نحوی کے بقول امام فرانے عربی زبان کو صاف اور محکم کیا علامہ فرا کے دور میں مسائل نحو یہ سے متعلق آپ کی بات کو حتمی تصور کیا جاتا تھا، عباسی خلیفہ مامون الرشید کے دور میں آپ کو بہت بلند مقام

حاصل تھا خود مامون الرشید کا قدردان تھا مامون الرشید نے آپ کو سرکاری طور پر کتابیں لکھنے پر مامور کیا تھا۔

تفسیر قرآن، تفسیر سورۃ فاتحہ، کتاب اللغات، کتاب المصادر، کتاب الجمع والتبہ، کتاب الحدود، کتاب معانی آپ کی اہم ترین کتب ہیں۔
آپ کا انتقال 207 ہجری 63 سال کی عمر میں ہوا۔

علامہ یونس بصری:

علامہ یونس ابن حبیب بصری پہلی صدی ہجری میں 90 ہجری کی دہائی کے اریب قریب پیدا ہوئے آپ نے مشہور نحوی علامہ ابو عمرو بن العلاء سے تربیت پائی اور پھر ساری زندگی علم کی خدمت میں گزار دی حتیٰ کہ آپ نے نکاح بھی نہیں کیا اور نہ تعلیم و تعلم کے علاوہ کسی دوسرے کام کی طرف توجہ دی علم نحو میں وہ کسی دوسرے کی تقلید نہیں کرتے تھے بلکہ خود مسائل نحویہ کا استخراج کرتے تھے۔
انتہائی قابل اور باصلاحیت تھے عوام الناس میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، معروف نحاۃ علامہ سیبویہ، علامہ کسائی اور علامہ فراء آپ کے انتہائی قابل قدر شاگرد تھے، آپ کی مشہور تصانیف میں کتاب النوادر الصغیر، کتاب معانی القرآن، کتاب اللغات اور کتاب الامثال شامل ہیں علامہ یونس کا وصال 183 کو ہارون الرشید کے دور میں ہوا آپ نے تقریباً سو سال عمر پائی۔

علامہ ابن حاجب:

آپ کا نام جمال الدین اور لقب ابن حاجب ہے آپ کے والد امیر الدین صلاحی کے حاجب تھے آپ مقام اسنا میں 570 ہجری کو پیدا ہوئے معروف ائمہ نحو میں آپ کا شمار ہوتا ہے، علم نحو میں آپ نے بہت معتبر کام کیا ہے کافی جیسی عظیم کتاب آپ کی ہی تصنیف ہے کافیہ کے علاوہ آپ نے شافیہ، ایضاح شرح منصل، شرح کافیہ، شرح شافیہ اور امالی جیسی انتہائی کارآمد کتابیں لکھیں۔
26 شوال 646 ہجری کو 76 سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا آپ کا مزار مصر کے مشہور شہر اسکندریہ میں واقع ہے۔

علامہ جامی:

علامہ عبدالرحمن بن شمس الدین اصفہانی 817 ہجری کو پیدا ہوئے۔ جامی کے تخلص سے شہرت حاصل کی، برصغیر میں جن علماء نحو کو بہت زیادہ عزت و احترام حاصل ہے ان میں علامہ جامی کا نام نمایاں

ہے۔ علامہ جامی نے مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کی آپ جید عالم مستند فحوی اور اپنے دور کے بہترین شاعر تھے حضور علیہ السلام سے آپ کی والہانہ محبت کا اظہار آپ کی شاعری میں جا بجا نظر آتا ہے، علامہ جامی نے کئی کتب تصنیف فرمائی لیکن کافیہ کی شرح، شرح جامی آپ کی معروف ترین تصنیف ہے، ایسی بے مثال کتاب شاید ہی کوئی اور ہو سکی وجہ ہے کہ تمام مدارس اسلامیہ میں شرح جامی پڑھانے کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ محرم 898 ہجری میں آپ کا وصال ہوا آپ افغانستان کے مشہور شہر ہرات میں مدفون ہیں۔

علامہ میر سید شریف الجرجانی:

آٹھویں صدی ہجری کے معروف ترین شخصیات میں سے ہیں آپ کا نام علی بن محمد بن علی ہے کنیت ابوالحسن نسبت جرجانی اور لقب سید شریف ہے آپ ۷۴۰ھ / ۱۳۳۹ء کو ایران کے صوبے استر آباد کا ہی قدیم نام گرگان ہے جسے عربی تلفظ کے ساتھ جرجان پڑھا جاتا ہے جرجان کو قدیم تاریخ میں ورقانا اور ہرقانیا بھی کہا جاتا ہے۔

میر سید شریف اہمائی تعلیم کہاں کہاں حاصل کی اس کے بارے میں کوئی خاص معلومات نہیں ملتیں تاہم آپ ۷۶۶ھ کو قطب الدین محمد الرازی التتانی سے علم حاصل کرنے افغانستان کے مشہور شہر ہرات پہنچے، علامہ رازی اس وقت انتہائی ضعیف ہو چکے تھے لہذا انہوں نے علامہ جرجانی کو مشورہ دیا کہ آپ ان کے شاگرد مبارک شاہ کے پاس مصر چلے جائیں لیکن وہ ہرات میں ہی ٹھہرے رہے۔

۷۷۰ھ کو علامہ جرجانی کرمان پہنچے تاکہ علامہ اقصرائی سے تعلیم حاصل کریں لیکن ان کے وصال کر جانے کی وجہ سے آپ کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی بعد میں آپ نے علامہ محمد القتاوی کی شاگردی اختیار کی اور انہی کے ساتھ آپ مصر پہنچے جہاں آپ نے تقریباً چار سال قیام کیا اور علامہ مبارک شاہ اور علامہ اکمل الدین محمد بن محمود سے کسب فیض کیا علامہ مبارک شاہ آپ کی بے صلاحیتوں کی وجہ آپ کو اپنے شاگردوں میں سب سے زیادہ اہمیت دیتے تھے، ۷۷۶ھ میں علامہ جرجانی نے قسطنطنیہ کا سفر کیا وہاں سے آپ شیراز چلے آئے۔

۷۷۰ھ میں علامہ جرجانی نے سلطان شجاع الدین بن مظفر سے ملاقات کی سلطان جب آپ کی علمی صلاحیتوں سے آگاہ ہوا تو اس نے آپ کو شیراز کے مدرسہ دارالافتاء میں معلم مقرر کر دیا آپ تقریباً دس سال تک وہاں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، مشہور فاضل تیمور لنگ نے جب شیراز کو فتح کیا تو آپ سرفرد لے گیا، سرفرد میں ہی تیمور کے دربار میں علامہ میر سید شریف جرجانی اور علامہ سعد الدین

تکثرات زانی سے کئی مسائل پر معرکہ الاراء بحثیں ہوئیں تیمور کی وفات کے بعد آپ واپس شیراز تشریف لے آئے، میر سید شریف ذہانت و فطانت میں یکتا تھے۔

علامہ بدرالدین عینی آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ سید جرجانی عالم الشرق اور علامۃ الدھر تھے فصاحت و بلاغت اور حسن عبارت کے ساتھ فن مناظر میں یدِ طولی رکھتے تھے ان کی علمی اور تدریسی شہرت چاروں عالم میں پھیلی ہوئی تھی آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت کثیر ہے آپ نے تقریباً مختلف علوم و فنون پر پچاس سے زائد کتابیں تحریر فرمائیں آپ کی تمام کتابیں علم و تحقیق کا شاہکار ہیں لیکن حیرت کی بات ہے کہ آپ کی کتابوں میں سے سب سے زیادہ شہرت کتاب نحو میر کو حاصل ہوئی۔

۱۷۱۶ھ / ۱۳۱۳ء کو شیراز میں آپ کا وصال ہوا اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کے علمی کام کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

نحو میر پر ایک نظر

لفظ مستعمل کی دو قسمیں: مفرد	مرکب	مفرد کی تین قسمیں ہیں: اسم	حرف با معنی
مرکب کی دو قسمیں ہیں: مرکب مفید	مرکب غیر مفید	مرکب مفید کی دو قسمیں ہیں: جملہ خبریہ	جملہ انشائیہ
جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں: جملہ اسمیہ	جملہ فعلیہ		

جملہ انشائیہ کی دس قسمیں ہیں: امر، نہی، استفہام، تمنی، ترحی، عتود، عدا، عرض، قسم، تعجب
 مرکب غیر مفید کی تین قسمیں ہیں: مرکب اضافی، مرکب بنائی، مرکب مزجی
 تعداد کلمات کے اعتبار سے مرکب کی دو قسمیں ہیں:
 مرکب دو کلموں پر مشتمل ہوتا ہے۔ مرکب دو سے زائد کلمات پر مشتمل ہوتا ہے۔

علامات اسم گیارہ ہیں: کلمہ پر آن کا دخول، حرف جار کا دخول، کلمہ کے آخر میں تثنیہ کا آنا
 کلمہ کا مستند الیہ ہونا، مضاف ہونا، منصوب ہونا، منشیہ ہونا، جمع ہونا
 موصوف ہونا، کلمہ کے آخر میں تائے متحرک کا لاحق ہونا
 علامات فعل آٹھ ہیں: کلمہ کے شروع میں قد کا آنا، سین کا آنا، سوف کا آنا، حرف جزم کا آنا، کلمہ کے
 ساتھ ضمیر مرفوع کا متصل ہونا، تائے ساکنہ کا متصل ہونا، کلمہ کا امر ہونا، نہی کا ہونا
 علامت حرف: کلمہ کا اسم اور فعل کی علامت سے خالی ہونا۔

کلمات عرب کی دو قسمیں ہیں: معرب معنی
 معنی کی اقسام: تمام حروف، فعل ماضی، فعل امر حاضر معروف، فعل مضارع کے وہ صیغے جن کے
 ساتھ جمع مونث یا تاکید کا لون لاحق ہو، اسم غیر متمکن
 اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں: مضررات، اسما اشارات، اسما موصولہ، اسما افعال، اسما ظروف
 جن کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو، اسما کنایات، اسما اصوات، مرکب بنائی

تعیین و عدم تعین کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں: اسم معرفہ اسم مکرر
 اسم معرفہ کی سات قسمیں ہیں: مضررات، اسما اشارات، اسما موصولہ، اسما اعلام، منادی،
 معرفہ ہائ، مضاف الی معرفہ

نوع کے اعتبار سے اسم کی اقسام: مذکر مؤنث

مونث کی اقسام:	مونث حقیقی	مونث لفظی
علامات تانیث:	تائے ماقو، تائے مقدّرہ، الف مقصورہ، الف ممدودہ	
تعداد افراد کے اعتبار سے اسم کی اقسام:	واحد،ثنیہ،جمع	
جمع کی اقسام:	جمع تکبیر	جمع تصحیح
جمع صحیح کی اقسام:	جمع مذکر سالم	جمع مونث سالم
جمع تکبیر کی اقسام:	جمع قلت	جمع کثرت

اسم حتمی کی وجوہ اعراب کے اعتبار سے سولہ قسمیں:

مفرد منصرف صحیح، مفرد منصرف جاری مجری صحیح، جمع مکسر، جمع مونث سالم، غیر منصرف، اسماء ستہ مکمرہ مضاف الی غیر یائے شکلم، ثنی، کلاکلا، اثنان اثنان، جمع مذکر سالم، اولو، عشرون تا تسعون، اسم مقصور، غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء شکلم، اسم منقوص، جمع مذکر سالم مضاف الی یاء شکلم، غیر منصرف کے اسباب، عدل، وصف، تانیث، معرف، مجرہ، جمع ترکیب، وزن فعل، الف و فون زائدتان۔

اعراب مضارع تین ہیں: رفع، نصب، جزم

فعل مضارع کی وجوہ اعراب کے اعتبار سے اقسام:

صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع و نونہائے اعرابی، معتل واوی، معتل الفی، صحیح یا معتل مع ضمائر بارزہ و نونہائے

اعرابی

حوال کی دو قسمیں: حوالہ لفظیہ حوالہ معنویہ

حوالہ لفظیہ کی تین قسمیں ہیں: حروف عالمہ، افعال عالمہ، اسماء عالمہ

حروف عالمہ کی اقسام: وہ حروف جہاں میں عمل کرتے ہیں..... وہ حروف جو فعل میں عمل کرتے ہیں

اسم میں عمل کرنے والے حروف عالمہ:

حروف جارہ، حروف مشبہ، معتل، ما ولا مشابہ، یلیس، لائے نفی جنس، حروف عدا

فعل میں عمل کرنے والے حروف: حروف لواصب، حروف جوازم

افعال عالمہ کی دو قسمیں ہیں: افعال متصرف، افعال جامدہ

افعال متصرف کی اقسام: معروف، مجهول، لازم، متعدي

فعل متعدي کی اقسام: متعدي بیک مفعول، متعدي بدو مفعول، متعدي بسہ مفعول، افعال قلوب

افعال جامدہ کی اقسام: افعال ناقصہ، افعال مقاربہ، افعال مجرہ و ذم، افعال تعجب

اسماء عالمہ کی اقسام: اسماء شرطیہ، اسماء افعال بمعنی فعل ماضی، اسماء افعال بمعنی فعل امر حاضر معروف، اسم قائل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل، مصدر، اسم مضاف، اسم تام،

عوامل معنویہ دو ہیں: ابتداء، تجرد

توالیع کی اقسام: صفت، تاکید، بدل، عطف، نق، عطف بیان
صفت حقیقی، صفت سہمی
صفت کی دو قسمیں ہیں: تاکید لفظی، تاکید معنوی
تاکید کی دو قسمیں ہیں: بدل الکل، بدل البعض، بدل الاشتغال، بدل اللفظ
بدل کی چار اقسام ہیں:

اسم کی دو قسمیں ہیں: منصرف غیر منصرف

حروف غیر عاملہ کی اقسام: حروف حسیہ، حروف اعجاب، حروف تفسیر، حروف مصدریہ،
حروف تخصیص، حروف توقع، حروف استفہام، حروف رد، حروف تہن،
نون تاکید، حروف زیادت، حروف شرط، لولا، لام مقدرہ
ما یستحق مادام، حروف عاطفہ

مستثنیٰ کی اقسام: مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منقطع، مستثنیٰ مفرغ



Aqeel Ahmad

مولانا سردار احمد حسن سعیدی زید مجدہ ایک جوان عمر اور جوان عزم فاضل مدرس ہیں ان کے مزاج میں تجسس ہے ہر چیز کو زیادہ سے زیادہ جاننے کی خواہش، اسی طبعی اور فطری خصلت کی بناء پر وہ حالات حاضرہ کے بارے میں وسیع معلومات رکھتے ہیں، مطالعہ کے رسیا ہیں، مزاج میں اختراع ہے، تنوع ہے، انداز تدریس میں تقلید جامد کے بجائے اختراع (innovation) تجدد اور نئے انداز اپنانے اور تخلیق کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

(مفتی منیب الرحمن ہزاروی)

محترم مولانا محمد سردار احمد حسن سعیدی مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سیٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی نو جوان فضلاء میں ایک ممتاز علمی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں، مولانا موصوف نہ صرف ابھرتے ہوئے صاحب قلم ہیں بلکہ منصب تدریس پر فائز رہتے ہوئے ابلاغ علم کو صرف مخاطب تلامذہ تک محدود کرنے کی فکر کے حامل نہیں بلکہ فیضان علم کو چہار سو پھیلانے کے جذبہ سے معمور بھی ہیں چنانچہ اسی جذبہ کے تحت درس نظامی کے بنیادی فن علم نحو کی ایک انتہائی اہم اور اساسی کتاب نحو میر کونہ صرف اردو زبان میں ڈھالا ہے بلکہ تشریحی انداز میں ایک بہترین شرح کا اضافہ بھی کیا ہے۔

(ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی)

فاضل نو جوان مولانا سردار احمد حسن سعیدی سلمہ اللہ تعالیٰ، مایہ ناز مدرس اور میدان تحقیق کے ابھرتے ہوئے شہسوار ہیں۔ دوران تعلیم ہی ان کا مزاج جدت پسندی اور تحقیق کی طرف مائل تھا جب بھی دوستوں کے درمیان کسی مسئلہ پر بحث ہوتی تو موصوف فوراً اس کی تحقیق کی طرف متوجہ ہوتے اور تحقیقی جواب پیش کرتے۔

(محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی)

مولانا سردار احمد حسن سعیدی جوان عزم اور جہاں دیدہ مدرس ہیں اپنی افتاد طبع کے اعتبار سے حریت فکر و عمل کے خوگر ہیں مگر اس کے باوجود تدریس و تنظیم کے کٹھن مراحل کو بطریق احسن انجام دے کر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا چکے ہیں، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی فضاؤں میں پروان چڑھنے والے اُن چند یگانہ روزگار نو جوان علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے جن پر جامعہ نظامیہ کے اساتذہ بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

(حافظ محمد اسحاق ظفر)